جملہ حقوق محفوظ ہیں

سلسلہ نمبر ۹

سُبْحٰنَ مَنْ تَخَشّٰے وَیَخْشَعُ الاَرْضُ

کتاب مستطاب المسمّٰی بہ!

مواعظ عرشی

حصّہ اوّل

جس میں محرم الحرام سے لیکر جمادی الثانی تک کے جمعوں کیلئے چوبیس وعظ درج ہیں جو موقع بموقع کے وقتی مسائل پر مشتمل صحیح و معتبر روایات سے ماخوذ اور نہایت موثر و سبق آموز ہیں

مؤلفہ

حضرت مولانا مولوی حکیم مرزا محمد نذیر صاحب عرشی بھینولوی حنفی نقشبندی مجددی سعدی مؤلف کنز الآثار و مفتاح العلوم شرح مثنوی مولانا روم

جسکو

منشی عبدالکریم تاجر کتب مالک کتبخانہ کریمیہ کشمیری بازار لاہور نے

باخذ حقوق مدامی طبع کرایا

صرف سرورق گیلانی الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام بابو نظام الدین پرنٹر چھپا

بار اول

نسخہ ایک ہزار

کنز الآثار } مصنفہ حضرت مولانا حکیم مرزا محمد نذیر صاحب عرشی نقشبندی مجددی سعدی جسمیں معتقدات۔ عبادات۔ معاملات۔ آداب کے متعلق خاص وہ احادیث جو حضرت امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا کے مذہب کی ماخذ اور فروع فقہ حنفی کی مستدلات ہیں معتبر کتب احادیث سے انتخاب کرکے درج کی ہیں۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ۔ عہ

شرح الفوائع } مصنفہ مولانا محمد مخدوم صاحب۔ قیمت جلد اول دو روپے چار آنے ۲؎ قیمت جلد دوم دو روپے چار آنے ۲؎ قیمت جلد سوم دو روپے چار آنے ۲؎

ہدیٰ للمتقین مکمل شرح نجات المومنین] قیمت ایک روپیہ۔ عہ و باب السفر قیمت ۲؎

زبدۃ الاطبا شرح تحفۃ النسا اردو } اس کتاب کا پنجابی نظم سے اردو نثر میں ترجمہ کیا گیا ہے۔ پھر حاشیہ پر ہر مرض اور مشکل مقامات کی واضح تشریح بیان کر دی گئی ہے۔ اس میں بڑے بڑے حاذق اور تجربہ کار حکیموں کے نسخے بڑی کوشش سے بہم پہنچا کر درج کئے ہیں۔ یہ کتاب ہر حکیم اور وید کے لئے اعلےٰ پایہ کی معاون و ممد ہے اور عوام الناس کے لئے تحفہ نایاب ہے۔ اسکی مدد سے پوشیدہ امراض کا علاج بخوبی کر سکتے ہیں۔ اس کتاب میں صرف عورتوں اور مردوں کی امراض مخصوصہ کا مفصل بیان کیا گیا ہے۔ قیمت ایک روپیہ۔ عہ

تحفۃ النساء پنجابی منظوم } مصنفہ حکیم و ڈاکٹر نظام علی صاحب ایم۔ بی۔ ایل۔ اس میں ڈاکٹر صاحب نے اپنے وہ تجربات جو امراض مخصوصہ مردوں و عورتوں سے متعلق ہیں بڑی فیاضی سے بیان فرمائے ہیں۔ قیمت صرف آٹھ آنے۔ ۸؎

آئینۂ مجربات کشتہ جات عزیزی } از جناب حکیم عبد العزیز صاحب کامل الطب و فاضل الطب پروفیسر طبیہ کالج لاہور۔ اس کتاب میں کشتہ جات کے متعلق تمام کل اصطلاحات و ضروری احکام بطور دیباچہ پھر ترکیب کشتہ و استعمال مع فوائد کہ جس مرض میں استعمال کیا جاتا ہے۔ ساتھ ہی پرہیز و غذا بھی بتائی گئی ہے۔ ہر دھات یا جس چیز کا کشتہ کرنا منظور ہو کئی طریقوں سے اسکا کشتہ کرنا بتایا گیا ہے۔ اس میں وہ کشتے جو مولف صاحب کے پچاس سالہ تجربہ میں آچکے ہیں درج کئے گئے ہیں۔ جس کی حقیقت مطالعہ کتاب اور اس کے عمل پر واضح ہوجائیگی قیمت حصہ اول آٹھ آنے باقی حصے زیر طبع ہیں۔

فن بیکری } اس میں کیک۔ بسکٹ۔ ڈبل روٹی اور پیسٹری وغیرہ کے تیار کرنے کے کل طریقے بیان ہیں۔ قیمت پانچ آنے۔ ۵؎

ایرانی شہزادہ۔ و طفل عطار } یہ لڑکے لڑکیوں کے پڑھنے کے لئے ایک سبق آموز اور اخلاقی لحاظ سے اعلےٰ پایہ کی کتاب ہے۔ قیمت پانچ آنے۔ ۵؎

خطبات صدیقی } مصنفہ و مولفہ جناب مولانا مولوی عبد الحمید صاحب صدیقی جس میں خطب عیدین۔ و جمعہ ہائے و خطبہ نکاح منظوم پنجابی درج ہیں اور دیگر مسائل نماز و روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ۔ اور مسائل سلام و طعام اور سفر وغیرہ ہر قسم کے مسائل بھی بیان کئے گئے ہیں۔ اور وعظ میں مناسب مقام پر اشعار فارسی۔ عربی۔ اردو بطور تکمیل بیان کئے گئے ہیں۔ کتاب نہایت قابل قدر ہے۔ خواہشمند احباب ضرور طلب فرماویں۔ قیمت ایک روپیہ۔ عہ

علاوہ ازیں قرآن مجید و حمائلیں معرّا و مترجم ہر قسم۔ اور جملہ علوم کی کتابیں فارسی۔ عربی اردو۔ وگورمکھی عمدہ اور مقابلۃً ارزاں ملیں گی ؞

ملنے کا پتہ:- منشی عبد الکریم تاجر کتب مالک کتب خانہ کریمیہ کشمیری بازار لاہور

Marfat.com

مواعظ عرشی حصہ اوّل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والعاقبۃ للمتقین ٥ والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد والہ واصحابہ اجمعین اما بعد یہ کتاب ان مواعظ کا مجموعہ ہے جسکو خاکسار نے سب سے پہلے اپنی اور پھر اپنے متعلقین کی اپنے اہل محلہ کی اور عامہ مسلمین کی ہدایت کے لئے جمع کیا ہے اور قصبہ دھنولہ کے محلہ سنگھری کی مسجد میں سال بسال مواقع پر مسلسل ان پر تقریریں کی ہیں جن سے بفضل خدا سامعین پر اچھا اثر ہوا ہے اور کئی بے نمازی نمازی اور گنہگاروں کو بھی تنبیہ و ہدایت ہوئی والحمد للہ ان مواعظ میں یہ بات خاص طور پر ملحوظ رہی ہے کہ جن احکام و مسائل اور برکات و فضائل کا تعلق خاص خاص ایام و شہور سے ہے انکا ذکر ان کے مواقع پر بلکہ ہفتہ عشرہ پہلے وعظ و تقریر کی صورت میں کیا گیا اور تمام مواعظ میں ان خاص دینی، اخلاقی، معاشرتی، اور تمدنی نقائص کے ذکر اور انکی اصلاح کو پیش نظر رکھا ہے جن میں آجکل عام مسلمان لوگ مبتلا ہیں اس لئے خاکسار کو امید ہے کہ انشاء اللہ یہ مجموعہ مواعظ اس زمانے میں عام مسلمین کے لئے نہایت مفید ثابت ہوگا۔

اس مجموعہ مواعظ کے دو حصے ہونگے حصہ زیر نظر پہلا حصہ ہے جو ماہ محرم الحرام کے پہلے جمعہ سے شروع ہو کر ماہ جمادی الآخر کے آخری جمعہ پر ختم ہوتا ہے جو صاحب اپنے وعظ و تذکیر کے اشغال میں ان مواعظ سے کام لینا چاہیں انکی خدمت میں چند باتیں گذارش ہیں

(۱) ہر وعظ کو سنت نبویہ علی صاحبہا السلام والتحیۃ کے مطابق اس خطبہ سے شروع کریں نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّہْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ہَادِیَ لَہٗ وَنَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْہَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَللّٰہُمَّ صَلِّ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

اس کے بعد اعوذ اور بسم اللہ اور پھر آیت یا آیات جو ہر وعظ کے زیر عنوان درج ہیں پڑھکر وعظ شروع کردیں

(۲) یہ مواعظ عام وعظ و تذکیر کا کام بھی دے سکتے ہیں۔ اور جو صاحب خود اپنے علم و یقین کی مدد سے بزبان اردو خطبہ پڑھنا جائز سمجھتے ہیں (یا کم از کم اسکا قائل نہیں) وہ بھی ان مواعظ کو بطور خطبہ استعمال کر سکتے ہیں یعنی پہلے چند کلمات حمد و نعت کے پڑھ کر وعظ شروع کردیں۔ اور اس کے خاتمہ پر جلسہ استراحت کرکے کوئی خطبہ بدیع جسکو خطبہ ثانیہ کہتے ہیں پڑھ دیں۔ اور جو صاحب عربی میں خطبہ پڑھنا ضروری سمجھتے ہیں وہ خطبہ سے پہلے یا نماز کے بعد ان مواعظ سے کام لے سکتے ہیں خود خاکسار کا معمول ہے کہ جب لوگ نماز جمعہ کے لئے آنے شروع ہوتے ہیں تو وعظ شروع کردیا جاتا ہے۔ نوافل و سنن سے فارغ ہو جاتے ہیں لوگ بیٹھ سنتے ہیں اور جمعہ

Marfat.com

آنیوالے اصحاب نوافل وسنن پڑھکر سامعین میں شامل ہوتے جاتے ہیں جس میں کم وبیش ایک گھنٹہ صرف ہوتا ہے پھر آذان کہکر کوئی مختصر عربی خطبہ پڑھ دیا جاتا ہے۔ (۳) یہ مجموعہ معتبر وموثق کتابوں کی مدد سے طیار کیا گیا ہے اور وعظ وتذکیر کے ان علم شائقین کیلئے ازبس غنیمت ہے جن کیلئے قلت علم کے باعث صحیح وغیر صحیح روایات میں امتیاز کرنا مشکل ہے بلکہ ہر اردو خوان ان سے بخوبی کاربراری کرسکتا ہے اور اپنے اپنے حلقہ میں لوگوں کو اصلاح وتقوے کیطرف توجہ دلاسکتا ہے مگر یہ ضروری ہے انکو کم از کم قرآن مجید کا ترجمہ بخوبی پڑھنا آتا ہو تاکہ ان وعظ میں ترجمہ آیات کو پوری قدرت کیساتھ پڑھ سکے اور سامعین کو سمجھانے کے لئے اُن کی لیاقت کے موافق اس ترجمہ کو سہولت وآسانی کے سانچے میں ڈھال سکے۔ (۴) یہ بات بھی یاد رہے کہ وعظ میں طرز بیان اس قسم کا ہونا چاہیئے کہ گویا جو کچھ کہ رہے ہیں اپنے دل سے کہ رہے ہیں اور اپنے جذبات کی ترجمانی کررہے ہیں اگر وعظ کی کتاب کو ہاتھ میں اُٹھا کر اسکی عبارت پڑھکر سنانے گئے تو اسکا کچھ بھی فائدہ نہ ہوگا اول تو وہ عبارت لوگونکی سمجھ میں نہیں آئیگی اگر سمجھ میں آئے گی بھی تو وہ ساری مغز زنی بیروح اور بے اثر ہوگی کیونکہ کوئی مضمون خواہ کسی کتاب ہی سے خود ہو جب تک اسکو اپنا نہ بنالیا جائے اور دلنشین نہ کرلیا جائے اس کے بیان میں اثر نہیں ہوسکتا کیونکہ ایسے ساتھ اپنے جذبات شامل نہیں ہوتے اور وہی بات منہ سے نکلی ہوئی موثر ہوتی ہے جس کے ساتھ اپنے جذبات شامل ہوں اور وہ دل سے نکلی ہو سُرخہ ”از دل خیزد بر دل ریزد“ لہذا ضروری ہے کہ اس کتاب کی مدد سے جو وعظ کہنا منظور ہو پہلے فارغ وقت میں اسکا خوب غور کیساتھ مطالعہ کریں جن باتوں میں کسی قدر پیچیدگی ہو انکو سلجھا کر سمجھ لیں اور مطالب وعظ کی اپنے ذہن میں ترتیب قائم کرلیں پھر جب وعظ کہنے کھڑے ہوں تو کتاب کی عبارت پر سرسری نظر کرکے اپنی یادداشت سے مدد لیں اور خود اپنے پنجابی یا اردو الفاظ میں تقریر کریں محض کتاب کی عبارت پڑھکر سنانے پر اکتفا نہ کریں وعظ کی عبارت کے آخر میں کا خلاصہ مطلب حاشیہ پر لکھدیا ہے اسپر بالترتیب نظر کرنے سے مطالب وعظ کو ذہن میں مستحضر کرنے اور اپنی عبارت میں بیان کرنے میں خاصی مدد مل سکتی ہے (۵) دوران تقریر میں واعظ کو وعظ کے انداز بیان میں حسب موقع تصرف کرنیکا اختیار ہے بلکہ بعض مقامات پر تو ایسا کرنا ناگزیر ہے مثلاً وعظ کی عبارت کہیں بلیغ اور عالمانہ واقع ہوئی ہے تو ان پڑھ اور گنوار لوگوں کی مجلس میں اسکو سادہ اسلوب اور عام فہمی کے انداز میں لانا اور سمجھا سمجھا کر بیان کرنا ضروری ہے یا مثلاً ایک مجلس میں کوئی ایسے خاص فرقے کے لوگ بکثرت موجود ہیں جنکے خلاف وعظ میں ذرا تلخ وتند لہجہ اختیار کیا گیا ہے تو انکی موجودگی میں اسی لہجہ میں وعظ کہتے چلے جانا موجب فتنہ ہوگا۔ وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ پس اس کو نرم لہجہ میں بدل لینا یا بعض فقروں کو حذف کرنا قرین مصلحت ہے۔ نیز بعض لمبی لمبی آیات وعبارات منقولہ کو اگر مناسب سمجھیں تو حسب ضرورت حذف کردیں اور ضروری ضروری باتوں کو بیان کردینے پر اکتفا کریں

Marfat.com

سلسلہ بیان میں وقت کی گنجائش حاضرین کی تعداد اور ان کے ذوق کا لحاظ ضرور رکھنا چاہیئے اور یہاں ایک عنوان کے تحت میں ہر قسم کا علمی ذخیرہ جمع کر دینے سے یہ غرض ہے کہ ضرورت کے وقت ہر مسئلے کے لئے کافی براہان و دلیل مہیا کر سکے اور مطالعہ و معلومات یا بحث و معرکہ میں کارآمد ہو سکے مگر واعظ کا فرض ہے کہ وہ اپنے وعظ کو مفید و نافع بنانے کیلئے حسب ضرورت تلخیص و اقتباس سے کام لے۔ اور اسکو اثر و دلچسپی کے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کرے۔

(۷) آخر میں واعظ صاحبان کی خدمت میں ایک نہایت مفید بات عرض کرتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ وعظ کا قصد نہایت خلوص اور نیک نیتی پر مبنی ہونا چاہیئے بعض لوگوں کو دیکھا ہے کہ اپنے ذاتی تنازعات و مناقشات میں وعظ کو آلۂ انتقام بنا لیتے ہیں صبح کو کسی سے لڑائی ہوئی تو شام کو منبر پر کھڑے ہو گئے اور اپنے مخالف کے عیوب کو پیش نظر رکھ کر اسکا نام لئے بدون قرآن اور حدیث کی سند سے اس کے خلاف تقریر کر دی سمجھنے والے سمجھ گئے اور اسکو ذلیل کر دیا۔ یہ نہایت ناپاک! و مفسدانہ شیوہ ہے اور قرآن و حدیث کی سی مقدس چیزوں کو ناحق اپنے نفسانی جنگ و پیکار میں آلہ حرب و ضرب بنانے کا ارتکاب ہے۔

وعظ سے مقصود اصلاح ہے اپنی بھی اور دوسرے لوگوں کی بھی مگر اسطرح کے وعظوں سے فتنہ و فساد برپا ہوتا ہے اور واعظ اپنی فتنہ پردازی کا پھل دنیا اور آخرت میں دونو جگہ پاتا ہے ؎

تم نے حاصل جو کیا علم حدیث و قرآں
تم نے جو سیکھے ہیں آیات و آن ابیات قند و شیر
پہلے واجب ہے کرو اس سے خود اپنی اصلاح
نہ کہ لوگوں پہ کو پھینکنے تیر شقی کے تیر

ان مواعظ کا سال بھر کا مجموعہ دو جلدوں میں مکمل ہو گیا۔ تو ارادہ ہوا کہ کتب خانہ عرشی میں چھپنے کے لئے دے دیا جائے۔ مگر اتفاق سے میرے مشفق عزیز منشی عبد الکریم تاجر کتب مالک کتب خانہ کریمیہ لاہور کو جو معلوم ہوا تو انہوں نے مجھ سے استدعا کی کہ اس کتاب کا حق اشاعت و طباعت مجھے دے دیا جائے۔ چنانچہ میں نے بخوشی تمام اس کتاب کی دونوں جلدوں کا حق اشاعت و طباعت انکو دے دیا ہے۔ اب دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے چھاپنے کی توفیق انکو بخشے۔ اور ان کیلئے اور دیگر تمام مسلمانوں کیلئے اس کتاب کی اشاعت کو باعث نفع بنائے

آمین ثم آمین

وانا العبد المذنب الفقیر مرزا محمد نذیر عرشی حنفی مؤلف مفتاح العلوم
شرح مثنوی مولانا روم مقیم دھنبولہ ریاست ... ۲۴ ...

Marfat.com

فہرست مضامین مواعظ عرشی حصہ اول

نمبر شمار	مطالب	عنوان	نمبر صفحہ	نمبر شمار	مطالب	عنوان	نمبر صفحہ
۱	ماہ محرم کے پہلے جمعہ کا وعظ	سال ماضی و رسال نو	۵	۱۴	ماہ ربیع الثانی کے پہلے جمعہ کا وعظ	فتح مکہ	۱۸۹
۲	ماہ محرم کے دوسرے جمعہ کا وعظ	یوم عاشورہ اور سانحہ کربلا	۱۷	۱۵	ماہ ربیع الثانی کے دوسرے جمعہ کا وعظ	نصرت رب الانام و وسعت دائرہ اسلام	۲۰۳
۳	ماہ محرم کے تیسرے جمعہ کا وعظ	طہارت کے مسائل	۳۷	۱۶	ماہ ربیع الثانی کے تیسرے جمعہ کا وعظ	تکمیل دین۔ اتمام نعمت اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات	۲۱۷
۴	ماہ محرم کے چوتھے جمعہ کا وعظ	اذان کے مسائل و فضائل	۴۹	۱۷	ماہ ربیع الثانی کے چوتھے جمعہ کا وعظ	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق پاک	۲۳۱
۵	ماہ محرم کے پانچویں جمعہ کا وعظ	نماز استسقاء	۶۱	۱۸	ماہ جمادی الاول کے پہلے جمعہ کا وعظ	بازاری شیرینی کھانے کا مسئلہ	۲۴۵
۶	ماہ صفر کے پہلے جمعہ کا وعظ	سعد و نحس کا باطل عقیدہ	۷۵	۱۹	ماہ جمادی الاول کے دوسرے جمعہ کا وعظ	اعیاد کفار میں شرکت کا مسئلہ	۲۵۹
۷	ماہ صفر کے دوسرے جمعہ کا وعظ	نماز کی فرضیت اور اہمیت	۸۵	۲۰	ماہ جمادی الاول کے تیسرے جمعہ کا وعظ	بدعت کی مذمت	۲۷۳
۸	ماہ صفر کے تیسرے جمعہ کا وعظ	نماز کے احکام اور مسائل	۱۰۲	۲۱	ماہ جمادی الاول کے چوتھے جمعہ کا وعظ	نیوتہ دینے لینے کی آفت	۲۹۱
۹	ماہ صفر کے چوتھے جمعہ کا وعظ	نماز کے آداب	۱۱۵	۲۲	ماہ جمادی الثانی کے پہلے جمعہ کا وعظ	جمعہ کے فضائل اور مسائل	۳۰۲
۱۰	ماہ ربیع الاول کے پہلے جمعہ کا وعظ	جناب رسول صلعم کی ولادت، تربیت، بعثت، تبلیغ وغیرہ کی زندگی کے احوال	۱۲۹	۲۳	ماہ جمادی الثانی کے دوسرے جمعہ کا وعظ	تصوف طریقت اور نسبت و بیعت کا بیان	۳۱۷
۱۱	ماہ ربیع الاول کے دوسرے جمعہ کا وعظ	مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت	۱۴۳	۲۴	ماہ جمادی الثانی کے تیسرے جمعہ کا وعظ	رہزنان طریقت نمبر (۱)	[illegible]
۱۲	ماہ ربیع الاول کے تیسرے جمعہ کا وعظ	تنظیم جماعت، استحکام دعوت وغیرہ مدنی زندگی کے احوال	۱۵۶	۲۵	ماہ جمادی الثانی کے چوتھے جمعہ کا وعظ	رہزنان طریقت نمبر (۲)	۳۴۵
۱۳	ماہ ربیع الاول کے چوتھے جمعہ کا وعظ	سلسلہ غزوات	۱۶۹	۲۶	ماہ جمادی الثانی کے پانچویں جمعہ کا وعظ	موت اور ما بعد الموت	۳۶۹
							۴۰۰

Marfat.com

ماہ محرم کے پہلے جمعہ کا وعظ

سال ماضی اور سال نو

اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا تَذْرُوْهُ الرِّيٰحُ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا ۝ اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا ۝

اور اے پیغمبر ان لوگوں سے بیان کرو کہ دنیا کی زندگی کی مثال پانی کی سی ہے جسکو ہم نے آسمان سے برسایا تو زمین کی روئیدگی پانی کیساتھ مل گئی یعنی وہ پانی کو جذب کر کے خوب پھلی پھولی پھر آخر کار چورا یعنی بھوسا ہو کر رہ گئی جسے ہوائیں اڑائے لئے پھرتی ہیں اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے (اے پیغمبر) مال اور اولاد دنیا کی زندگی کے چند روزہ بناؤ سنگار ہیں اور اعمال نیک جن کا اثر دیر تک باقی رہے تمہارے پروردگار کے نزدیک ثواب کے اعتبار سے بہتر ہیں اور توقع آئندہ کے اعتبار سے بھی بہتر ہیں (الکہف ۴۶)

اختتام سال

برادران ملت دو چار دن ہوئے کہ زندگی کی ایک اور منزل ہم پوری کر چکے ہیں یعنی ہمارے دیکھتے دیکھتے ایک سال ہجری اور ختم ہوگیا اور اب اس سے اگلا سال شروع ہے کچھ معلوم نہیں کہ ہم میں سے کون کون لوگ اس منزل کو بھی جیتے جی خاتمے تک پہنچا سکیں گے۔ اور کون کون اس کے ختم ہونے سے پہلے ہی آگے یا پیچھے دنیا سے رخصت ہوجائیں گے۔

کمر باندھے ہوئے چلنے کو یاں سب یار بیٹھے ہیں ۔۔۔ بہت آگے گئے باقی جو ہیں تیار بیٹھے ہیں

عبرت

ایک سال کا گذرنا اور دوسرے کا آنا ایک ایسا موقع ہے کہ اسوقت ایک صاحب بصیرت آدمی کو اپنی زندگی پر ضرور عبرت کی نگاہ ڈالنی چاہیے ایک آدمی کی طرح جب سوتا سوتا کروٹ بدلنے لگتا ہے تو ضرور اس کو نیم بیداری کی حالت میں اپنے بستر اور تکیے کے مناسب یا غیر مناسب انداز کا احساس ہو جاتا ہے اور اگر وہ ان میں کوئی خرابی دیکھتا ہے تو حسب ضرورت ان کو درست کر لیتا ہے نئے سال کا آنا گویا ہماری زندگی کا ایک کروٹ بدلنا ہے ہر شخص پر لازم ہے کہ اسوقت ضرور اپنی دینی اور اخلاقی حالت کی پڑتال کرے اور جو جو خرابیاں اپنے عمل و عبادت میں دیکھے انکی اصلاح کی کوشش کرے۔

تو نیک و بد خویش از خود بپرس ۔۔۔ چرا دیگرے بایدت محتسب

ز بد دور باش و بہ نیکی بکوش ۔۔۔ مکن عمر ضائع بہ لہو و لعب

چوں دادنی ست روز قیامت حساب خود امروز تو حساب بنا شد کسے چرا ؟

گذشتہ سال کے اعمال پر نظر ثانی

آج کی صحبت میں ہمیں چاہیے کہ اپنے گذشتہ سال کے عملوں پر ایک نظر کریں اور اگر ان میں کچھ نقص نظر آتے ہیں تو اب جو سال شروع ہوا ہے اس میں ذرا سنبھلکر چلنے کیلئے تیار ہو جائیں مگر پہلے یہ سوچنا چاہیے کہ زندگی کیا ہے اور اس سے مقصد کیا ہے اللہ فرماتا ہے وَاضْرِبْ لَهُمْ مَثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ زندگی کی مثال ایسی ہے جیسے بارش کا پانی فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ جسطرح بارش کے پانی سے قسم قسم کی کھیتیاں رنگا رنگ کے بیل بوٹے گونا گوں درخت اور بھانت بھانت کے پھل پھول پیدا ہو کر خطۂ زمین تختۂ گلزار بنجاتا ہے اسیطرح زندگی کے سلسلے میں عیال و اطفال مال و منال سیم و زر املاک و جائداد وغیرہ دنیوی سامان پیدا ہو جاتے ہیں یا اگر پیدا نہیں ہوتے تو ان کے ارمانوں اور تمناؤں کا دل میں ہجوم رہتا ہے پھر جسطرح موسم کے پلٹا کھاتے ہی اور باد خزاں کا عمل دخل ہوتے ہی تمام گل و گلزار مرجھا کر کوڑا کرکٹ بن جاتے ہیں فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا تَذْرُوْهُ الرِّيٰحُ اسیطرح جب باغ زندگی پر موت کی باد خزاں چلتی ہے تو پھر معلوم ہوتا ہے کہ مال و اولاد وغیرہ تمام دنیوی سامان محض نظر فریب تماشہ تھے اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ان سب کا حاصل کرنا اور حاصل کرنے کی کوشش کرنا بے سود تھا۔ اور ان کی آرزو و تمنا رکھنا بھی فضول ہاں زندگی بھر میں جو کچھ نیک اعمال کئے جائیں تو وہ مال و اولاد کی طرح فانی نہیں بلکہ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ وہ ہمیشہ باقی رہنے والے ہیں خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا انکا پھل بھی خوب ملتا ہے وَخَيْرٌ اَمَلًا اور ان کی آرزو و تمنا کرنا اور امید و توقع رکھنا بھی سودمند ہے ۔

زندگی کا مقصد

باقیات صالحات

آج ہمکو اپنے سلسلۂ زندگی میں سے کم از کم گذشتہ سال پر نظر کر کے دیکھنا چاہیے کہ اس سال ہم نے کچھ باقیات صالحات کا ذخیرہ جمع کرنے کی بھی کوشش کی ہے یا سال بھر صرف اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ کی مہم میں مصروف رہے

۵ خواہی کہ بے حساب بجنت ترا برند صائب نفس شمردہ زن و خود حساب باش

حقوق اللہ

ہر انسان کے ذمے تین قسم کے حقوق ہیں۔ حقوق اللہ (اللہ کے حق) حقوق النفس (اپنے آپکے حق۔ حقوق العباد (بندوں کے حق) اب دیکھنا چاہیے کہ ہم نے ان تینوں قسم کے حقوق کو کہانتک ادا کیا حقوق اللہ میں سے سب سے ضروری حق توحید، نماز، روزہ، زکوۃ، حج، تلاوت قرآن مجید، توکل، صبر و شکر توبہ دعا وغیرہ ہیں۔ مگر ہماری تو حالت یہ ہے کہ سال بھر چال یہ رہا کہ کہنے کو تو ہم صرف ایک اکیلے خدا کو مانتے ہیں اور عملاً یہ حال ہے کہ ہم میں سے بہت سے لوگ تعزیوں کے آگے ماتھے ٹیکتے رہے اپنے مرشد و پیر کے آگے سجدے کرتے

Marfat.com

ہے خدا کو چھوڑ کر خدا کی مخلوق کو اپنا حاجت روا و مشکلکشا سمجھتے رہے اور اس سے دعائیں مانگتے رہے

کرے غیر گر بت کی پوجا تو کافر — جو ٹھیرائے بیٹا خدا کا تو کافر
کرے آگ کے آگے سجدہ تو کافر — کواکب میں مانے کرشمہ تو کافر

مگر مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں
پرستش کریں شوق سے جس کی چاہیں

نماز — نماز کا یہ حال ہے کہ ہم میں سے پچانویں فیصدی لوگ تو سرے سے بے نماز ہیں تو سال بھر اس حق خدا کے تارک ہی رہے باقی جو ہم پانچ فیصدی نمازی ہیں تو ہماری نماز بھی ناقص ادھوری اور بیجان ہونے کے لحاظ سے پڑھی نہ پڑھی برابر تھی۔ نہ اس میں کچھ توجہ الی اللہ تھی نہ حضوری نہ ذوق و لذت جسم کا رخ قبلے کیطرف رہا تو روح منڈیوں اور بازاروں میں پھرتی تھی حالانکہ عجز و نیاز اور حضوری وہی روح نماز ہے یہ نہ ہو تو وہ نماز نہیں بلکہ نماز کی نقل ہے ؎

کارت زنیاز مے گشاید نہ نماز
بارے چہ بود نماز بے صدق و نیاز

زکوٰۃ — زکوٰۃ جو نماز سے دوم درجے پر ایک رکن اسلام ہے اور قرآن مجید میں نماز کے ساتھ پورے چوراسی جگہ اسکی تاکید آئی ہے بتایئے کتنے لوگ اسکو ادا کرتے رہے ہیں میرے اندازے میں ہم میں ایک فیصدی بھی زکوٰۃ دینے والا نظر نہیں آتا حالانکہ بہتیرے لوگوں کے پاس زیور بھی ہیں نقد مال بھی ہے تجارتی مال بھی ہے سب کچھ ہے مگر زکوٰۃ دینے دلانیکا نام نہیں نماز روزہ اور درود وظائف ورد و تسبیح کے سارے مشاغل ہیں مگر زکوٰۃ کا ذکر نہیں ؎

پڑھ پڑھ کے گھسا دیتے ہیں تسبیح کے دانے
اک دانہ خیرات میں سو سو ہیں بہانے!

اس فرض سے عام طور پر غفلت اختیار کرنے کی یہ شامت پڑی ہے کہ مسلمانوں کی مالی حالت ابتر و تباہ ہوتی جا رہی ہے اور بجائے اس کے کہ ڈھائی روپے فیصدی زکات دیکر خوشنودی رحمن کے مستحق ہوتے اس سے کئی گنا زیادہ روپیہ سود خوار مہاجن کو دے کر اتباع شیطان کے گنہگار ہوئے ؎

چوں طمع یوں پسند آمدش قہرما — خارش بر انداخت از ہمہ سرما
کجا سر بر آریم ازیں عار و ننگ — کہ با او بصلحیم و با حق بجنگ

روزے کی کیفیت بھی دوسری عبادتوں کی طرح بالکل ابتر رہی پچھلے سال بہتیرے مسلمان تارک روزہ ہونے

Marfat.com

کے علاوہ رمضان کی بیحرمتی کے بھی مجرم ہوئے گلی کوچوں میں علانیہ کھاتے پیتے اور حقہ نوشی کرتے پھرتے رہے ہوٹلوں میں سرعام حقہ پینا ماہ رمضان میں بھی ترک نہیں ہوا اور جو معدودے چند روزہ دار تھے اُنہوں نے روزے کے آداب کی پروا نہیں کی چغلی غیبت اور گالی گلوچ سے برابر اپنی زبان آلودہ کرتے رہے ؎

فاقہ فضول محض ہے گر اتقا نہیں — اے بھائی روزہ نام تقوائے تام کا
کیا فائدہ ہے ترک غذائے حلال سے — روزے میں جب نہ عزم ہو ترک حرام کا
اُس منہ کی بو خدا کو بھلا کیا پسند آئے — آلودہ ہے سدا جو مغلظ کلام کا
غیبت کے دانت تیز ہیں بھائیوں کے گوشت پر — احسان ہے مفت بندش شرب و طعام کا

حج

حج کیطرف سے غفلت تمام عبادات سے زیادہ ہے۔ زاد راہ کا مقدور ہے فرصت کافی ہے راستے میں امن ہے مگر راہ خدا میں گھر سے نکلنے کو کسی کا جی نہیں چاہتا پچھلے سال بھی یہی تغافل عمل میں آیا کہ ہم میں سے ایک بھی زیارت بیت اللہ کے لئے نہیں گیا قرآن مجید کیطرف سے ہماری غفلت بھی انتہا کو پہنچ گئی محلے بھر کے بچے گلی

قرآن مجید

گلی فضول بکتے بولتے کتوں سے کھیلتے اور فحش و نازیبا بولیاں زبان سے نکالتے آوارہ پھرتے ہیں ماں باپ کو اتنا شوق نہیں کہ اُنکو قرآن پڑھانے کی کوشش کریں تاکہ وہ اس فضیلت سے بہرہ مند ہونیکے علاوہ مذکورہ بداخلاقیوں سے بھی بچ جائیں جو لوگ ہم میں سے قرآن مجید پڑھے بھی ہیں تو ان میں سے اکثر اسکو بھلا چکے ہیں سال بھر میں اُنہوں نے ایکدن کے لئے بھی اس کتاب مقدس کی صورت نہیں دیکھی اور جو معدودے چند ایسے ہیں کہ گاہے گاہے اسکی تلاوت کرتے ہیں وہ غور و توجہ اور تفکر و تدبر کے بغیر تلاوت کرتے ہیں اس لئے انکو اس سے کچھ فیض اور برکت حاصل نہیں ہوتی نتیجہ یہ کہ قرآن خوانی کے ساتھ ساتھ اعمال شیطانی بھی جاری رہتے ہیں ؎

بیک دست مصحف و بیک دست بجام — گہ مرد حلالیم و گہے مرد حرام

توکل

اسیطرح ہمیں توکل کا نام ہی نام یاد ہے ورنہ عملی حالت یہ ہے کہ ہم کسی معاملے میں خدا پر بھروسہ نہیں کرتے اور نہ توکل کے مفہوم کی خبر ہے جو لوگ کچھ محنت و تدبیر کا مادہ رکھتے ہیں اُنکو یا تو اپنے ہی فعل و عمل کا گھمنڈ ہے اور اپنے ساز و سامان کو اپنی ہی کوشش کا ثمرہ سمجھتے ہیں یا دنیا کے رؤسا و حکام کو اپنا رازق و حاجت روا جانتے ہیں اور رات دن انہی کا نام جپتے ہیں خدا پر نظر ہی نہیں اور جو لوگ کم ہمت و مردہ دل ہیں وہ غلط توکل کے زعم میں بیکار اور سست رہ کر خود بھوکے مرتے ہیں اور عیال کو بھوکا مارتے ہیں اور توکل کی فضیلت کو بدنام کرتے ہیں حالانکہ توکل کا معیار بقول مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ یہ ہے ؎

Marfat.com

گر توکل مے کنی در کار کن
کسب کن پس تکیہ بر جبار کن

صبر کی فضیلت کا بس نام ہی نام سنتے ہیں دنیا کے مصائب و نوائب پر ایک لمحہ کیلئے بھی دل کو صبر و تحمل پر مائل نہیں کر سکتے رو پیٹ کر قسمت کو کوس کوس کر آخر میں کہتے ہیں اچھا صبر ہے بھلا یہ بھی کوئی صبر ہے۔ حالانکہ حدیث آئی ہے اَلصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَۃِ الْاُوْلیٰ صبر تو وہ ہے جو صدمہ کے نازل ہوتے ہی عمل میں آئے حضرت زکریا علیہ السلام کیطرح آرہ سر سے پاؤں تک چیرتا چلا جائے مگر منہ سے اُف نہ نکلے ؎

زخم دل مجروح جگر سوختگاں را
سازندہ تر از صبر دوائے دگرے نیست

شکر کا حال بھی ایسا ہی ہے رات دن خدا کی نعمتوں میں کھیلتے اور مزے لوٹتے ہیں مگر اس منعم حقیقی کا شکر کبھی بھی زبان پر نہیں آتا ذرا سی کوئی تکلیف پیش آجائے تو ہائے وائے کرنے اور قسمت کا رونا رونے کو تو آمادہ ہیں مگر شکر کا کلمہ کبھی بھولے منہ سے بھی نہیں نکلتا حالانکہ ہر ایک بندہ موت عزیز و فوت مال وغیرہ شدید مصائب میں بھی اللہ کی گوناگوں نعمتوں اور بخششوں سے فائدہ اٹھا رہا ہوتا ہے کم از کم صحت جسم، قائمی حواس، سلامتی ایمان ہی ایسی نعمتیں ہیں جن کے شکر سے وہ عہدہ برآ نہیں ہو سکتا ؎

شکر منعم واجب آمد در خرد
ورنہ بکشاید در خشم ابد

ہماری توبہ کی حالت اور بھی ابتر ہے اول تو دل کبھی گناہ سے نادم ہوتا ہی نہیں اگر کبھی دل میں ندامت آتی ہے تو اس کے ساتھ ہی گناہ قائم رہتا ہے ؎

سبحہ بر کف توبہ بر لب دل پر از ذوق گناہ
معصیت را خندہ می آید بر استغفار ما

ایسے کچے تائبوں کی کسی بزرگ نے کیا صحیح تصویر کھینچی ہے ؎

از شرب مدام و لاف مشرب توبہ
در عشق بتان سیم غبغب توبہ
در دل ہوس گناہ بر لب توبہ
زیں توبہ نادرست یارب توبہ

ہمارے وظائف بھی عجیب ہیں کہ زبان سے تو خداوند تعالیٰ کو مخاطب کر رہے ہیں اور دل میں دنیا کے خیالات چھا رہے ہیں

بر زباں تسبیح و در دل گاؤ خر
ایں چنیں تسبیح کے دارد اثر

حقوق النفس کو دیکھا جائے تو ہم اس طرف سے بھی بالکل بے پرواہ ہیں ہر شخص کے ذمے اپنے آپ کے حقوق یہ ہیں کہ نفس کو اخلاقی عیوب سے پاک کرے دل و دماغ کو علم سے منور کرے نیک صحبت میں نشست و برخاست اختیار کرے اپنے آپ کو اچھے اوصاف سے متصف بنائے ایسی مباح نفسانی لذتوں میں اعتدال پر چلے

Marfat.com

پرہیز جسکی زیادتی سے صحت جسم میں خلل آتا ہو۔ اوران ناجائز نفسانی لذتوں سے بالکل پرہیز کرے جنکو شرع نے صرف اسیلئے ممنوع قرار دیا ہے کہ وہ شخصی و نوعی مصالح کے لئے مضر ہیں مگر ہم میں سے اکثر لوگ حقوق النفس کی ادائیگی سے قاصر ہیں اور خود اپنی سہل انگاری اور غفلت شعاری سے اپنے آپکو تباہ کر رہے ہیں ؎

ہر کس از دست غیر نالہ کند — سعدی از دست خویشتن فریاد

سعدی

کسیکو دولتِ علم کا شوق نہیں اپنے اندر اعلیٰ اخلاق پیدا کرنے کی رغبت نہیں ہمارے نوجوان لڑکے عموماً بری صحبتوں کے دلدادہ ہوتے ہیں جن سے متاثر ہو کر وہ گندے اطوار کے عادی ہوتے جاتے ہیں ماں باپ کو مطلق پروا نہیں کہ انکی اولاد آج کل کیسی بری صحبتوں میں نشست و برخاست رکھتی ہے اور کن بے اخلاق کا سبق پڑھ رہی ہے ؎

صحبت

نادان ہمہ جا با ہمہ خلق آمیزد — چوں غرقہ بہر چہ دید دست آویزد
با مردم زشت نام ہمراہ مباش — از صحبت دیگدان سیاہی خیزد

حقوق العباد کی نہایت بری طرح مٹی پلید ہو رہی ہے جھوٹ فریب، دغا چوری، غصب بدعہدی سے ایکدوسرے کے حقوق ہضم کئے جاتے ہیں سچائی اور صفائی کا نام و نشان نہیں رہا ؎

حقوق العباد

روزگارے ست کہ تصدیق نمی باید کرد — اگر از صبح کسے حرف صداقت شنود ؎

راستگوئی اور سچائی کے نشاں ملتے ہیں کم — ہیں فریب اور جھوٹ میں ڈوبے ہوئے اکثر کلام
روبرو وعدہ تو کچھ ہے دل میں ہے نیت کچھ اور — رنگ لئے مکر و دغا میں لوگوں نے وعدے تمام
کم ہیں ایسے لوگ جن پر آج کل ہو اعتماد — عہد کر کے توڑ دینا بن گئی اک رسم عام!

بڑوں کو چھوٹوں پر شفقت نہیں اور چھوٹوں میں بڑوں کے لئے ادب نہیں عزیزوں میں صفائی دیکھی نہیں دوستوں میں خلوص و اتحاد نہیں ؎

چھوٹوں بڑوں کا باہمی برتاؤ

ملتے ہیں آپس میں ایسے جسطرح روٹھے ہوئے — کوئی اظہار محبت ہے نہ تقدیم سلام
بغض و کینہ و حسد سے ہیں بہم لبریز دل — خود مسلمان بھائی کا بدخواہ بھائی ہے مدام
ہے رہا باقی ادب دل میں نہ آنکھوں میں لحاظ — بدکلامی میں زباں گویا ہے تیغ بے نیام

ظلم و بیرحمی کا دور دورہ ہے نہ کسیکو بیتیموں بیواؤں پر ترس آتا ہے نہ کوئی کسی مسکین یتیم پر رحم کرتا ہے۔ نہ آپس کے معاملات میں انصاف ملحوظ ہے نہ کوئی بے گناہ پر ناحق تہمت لگاتے دل ڈرتا ہے

Marfat.com

جس شخص کا مخلوق سے برتاؤ برا ہو — خالق کی عدالت میں کہاں اسکا بھلا ہو
کرتے ہیں یتیموں پہ ستم صاحب اولاد — ڈرتے نہیں تقدیر سے دور ذرا بھی کیا ہو
بیواؤں کو دکھ دیتے لرزتے نہیں ظالم — مظلوم کی اک آہ سے سب شہر فنا ہو
مزدوروں کا حق چھینتے ہیں بن کے زبردست — گو روتا ہو اور رنج سے وہ چیخ رہا ہو
رکتے نہیں جب باندھتے ہیں تہمت بہتاں — گو بندہ کوئی پاک ہو بے جرم و خطا ہو

دولت وجاہ اور اثر و رسوخ کے گھمنڈ میں تکبر و تعلی کا رواج عام ہے مسافر و غریب الدیار بیوقعتی کی نظر سے دیکھا جاتا ہے محتاج و مسکین کی تحقیر کیجاتی ہے اگرچہ وہ کیسا ہی صاحب علم عالی صفات اور ہنرمند ہو اور ابھی یہ کسیکو معلوم نہیں کہ عند اللہ کون اچھا ہے اور کون برا ہے

کیا خبر کون ہے مقبول خدا کون نہیں — کون کیا مرتبہ پائیگا بروز محشر
کون بیقدر ہو وہاں ٹھیکری کنکر کی طرح — کسکی قیمت ہو بڑی نزد خدا مثل گہر
دفتر غیب میں عزت سے لکھا کسکا ہے نام — کون ہے درج وہاں پست و ذلیل و حقر
اہل ایمان کی توقیر ہے سب پر واجب — گرچہ ظاہر میں ہو حال ان کا خراب و ابتر
ان کے میلے پھٹے کپڑوں سے نہ کرنا نفرت — کیونکہ گدڑی میں چھپے لعل ملے ہیں اکثر

افسوس صد افسوس! ہمارا گذشتہ سال جس رنگ میں گذرا ہے اسکا پورا نقشہ تو کراماً کاتبین نے کھینچا ہوگا جو ہمارے اعمال کو ہر وقت لکھ رہے ہیں یہ صرف مشتے از نمونہ خروارے ہے جسکا اسوقت ذکر کیا گیا مسلمانوں میں عموماً تین طرح کے لوگ ہوتے ہیں ایک تو وہ جو ہر وقت برے کاموں سے بچتے ہیں اور نیک کاموں میں لگے رہتے ہیں یہ بہت تھوڑے ہیں۔

دوسرے وہ جو ہر وقت گناہوں میں غرق اور نیک کاموں سے غافل ہیں انکی تعداد بہت ہے تیسرے وہ گروہ جو نیکی کو پسند اور بدی کو ناپسند کرتے ہیں مگر نفس سرکش ان کو ہر وقت بدی میں ملوث کرتا رہتا ہے اور نیکی کیطرف متوجہ کم ہونے دیتا ہے۔ اور ان کی ہر وقت یہ حالت ہے۔"

جانتا ہوں ثواب طاعت و زہد — پر طبیعت ادھر نہیں آتی

مگر ان کے دل کو اس نقصان و خسارہ کا احساس ضرور ہے اس وقت ایک قلبی تکلیف میں رہتے ہیں اور ناچار وہ اپنے دل کی تسلی کرتے ہیں کہ بس آئندہ چل کر ساری خطاؤں سے توبہ کر لینگے اور اعمال درست کرینگے

Marfat.com

رات دن کا شغل بنائیں گے تسبیح ہر وقت ہاتھ میں رکھیں گے اور ورد و وظائف میں مصروف ہو جائیں گے مگر ؎

ہر شبے گویم کہ فردا ترک ایں سودا کنم
باز چوں فردا شود امروز را فردا کنم

اسی لیت و لعل میں وہ دن ہفتے اور مہینے گزار رہے ہیں اور انکی توبہ و انابت کا دن نہیں آتا ؎

اب تلک باقی وہی غفلت وہی پندار ہے
چھا رہا طول امل کا ہے وہی دل پر حجاب

دن گذرتے جا رہے ہیں اور مہینے کٹ گئے
جیسے کشتی جا رہی تیزی سے ہو بالائے آب

کہتے رہتے ہیں سدا توبہ کریں گے کل ضرور
کھو دیئے امروز و فردا ہی میں ایام شباب

یوں پڑے ہیں مطمئن جیسے سدا رہنا ہے یہاں
ہے جہاز عمر جاری موت کی جانب شتاب

یہ نفس کا محض دھوکا ہے کہ کل گناہ سے ضرور توبہ کر لیں گے کل نماز شروع کرینگے کل نیک و پارسا بنینگے ایسی موعودہ کل کبھی نہیں آیا کرتی حتی کہ عمر گذر جاتی ہے جب گناہ سے ندامت آئی تو فوراً توبہ کرنی چاہیے ایک لمحے کی دیر کرنی بھی بہتر ہے کسی طاعت و عبادت کا ارادہ ہو تو معاً اسکو عمل میں لانا چاہیے ایک منٹ کا توقف کرنا بھی گناہ کبیرہ ہے ؎

حافظا تکیہ بر ایام چو سہو است و خطاء
من چرا عشرت ایام بفردا فگنم

حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ ایکدفعہ علماء کی ایک مجلس کے پاس سے گذرے آپنے اُن سے مخاطب ہو کر فرمایا اگر تین چیزیں آپ لوگوں میں ہیں تو خیر ورنہ اپنے آپکو سزاوار دوزخ سمجھو انہوں نے پوچھا وہ کونسی تین باتیں ہیں فرمایا ایک تو حسرت اس روز پر جو کثرت عبادت اور توبہ و انابت کے بغیر گزر گیا اگر کل کے قصور کے عذر میں آجکا دن گیا تو پھر آجکے دن کا حق کب ادا ہوگا ؎

بجو سعادت طالع دمے کہ فرصت رفت
چو سر بریدہ شود سایۂ ہما چہ کند

دوسری بات یہ کہ اپنے کاروبار آخرت کو درست کرنے کیلئے آج کے دن کو غنیمت سمجھنا اپنے دوست حقیقی کی عبادت کر کے اسکو خوش کرنا اور اپنے دشمن قدیمی شیطان لعین کی نافرمانی کر کے اسکو خائب و خاسر کرنا ؎

ایں یکدو دم کہ دولت دیدار ممکن است
دریاب کار دل کہ نہ پیدا ست کار عمر

تیسری بات اس امر سے ڈرنا کہ کل کو کیا وقوع میں آئیگا۔ نجات یا ہلاک ؟ ؎

حکم مستوری و مستی ہمہ بر خاتمہ است
کس ندانست کہ آخر بچہ حالت برود

جسکو تندرستی اور فرصت حاصل ہو اور پھر وہ توشۂ اعمال جمع نہ کرے تو اس سے بڑھکر بدنصیب کوئی نہیں ہے

نِعْمَتَانِ مَغْبُوْنٌ فِيْهِمَا كَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ الصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ (بخاری مشکوۃ)

دو نعمتیں ایسی ہیں کہ ان میں بہت سے لوگ نقصان اٹھا رہے ہیں ایک تندرستی دوسری فراغت

دھوکۂ نفس

حاتم اصم کی نصیحت

اغتنام وقت

خوف

صحت و فراغت

Marfat.com

وقت کی قدر

یعنی بعض لوگوں کو نیک اعمال کا شوق ہے۔ مگر وہ بڈہے، ضعیف یا بیمار ہیں اس لئے معذور ہیں یا انکو کاروبار دنیا کی شدید مصروفیت میں وقت نہیں ملتا اسلئے مجبور ہیں لیکن جو شخص جوان ہے تندرست ہے فارغ ہے اور بیکار ہے پھر طاعات و عبادات کا سرمایہ جمع نہیں کرتا تو اس سے زیادہ نقصان اٹھانیوالا کون ہوا ؂

چوگان کام در کف و گوئے نمے زنی بازے چنیں بدست و شکارے نمے کنی

بزرگان سلف تحت کو بڑا قیمتی سمجھتے تھے اور وہ اس گرانمایہ نعمت کو طاعت و عبادت کے سوائے اور کسی کام میں خرچ کرنا پسند نہیں کرتے تھے حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ کا معمول تھا کہ روٹی کو چبا کر کھانے کی بجائے پانی میں بھگو کر رکھدیتے جب نرم ہوجاتی تو گھولکر پی جاتے اور فرماتے جتنی دیر لقموں کو چبانے میں لگے گی اتنی دیر میں قرآن مجید کی پچاس آیتیں پڑھی جاسکتی ہیں پھر اتنے قیمتی وقت کو پیٹ کے دھندے میں کیوں صرف کردیں۔ ایک شخص حضرت داود طائی کی زیارت کو آیا۔ دیکھا کہ آپ کے گھر کی چھت بہت کہنہ و بوسیدہ اور گرنے کے قریب ہے اُس نے کہا حضرت! چھت کی یہ حالت کہ کوئی دم میں گرا چاہتی ہے آپ یہاں کیونکر ٹھیرے رہتے فرمایا میں اس مکان میں تیس سال سے مقیم ہوں اسقدر عرصہ اس کی چھت کیطرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھا۔ کہ یہ بیفائدہ کام ہے جو لمحہ گذرے عبادت کے سوا اور کسی کام میں نہ گذرے ؂

وقت بسیار عزیز ست گرامی بشمار ش
بزر قلب مدہ یوسف کنعانے را

حضرت ابو سعید خراز رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ وقت ایک نہایت قیمتی چیز ہے اسکو کسی قیمتی کام میں ہی صرف کرنا چاہیئے اور عزیز ترین کام وہ شغل ہے جو ماضی و مستقبل کے درمیان ہو یعنے اپنے وقت کو نگاہ رکھے ؂

قدر وقت ار نشناسد دل و کارے نکند بس خجالت کہ ازیں حاصل اوقات بریم

حضرت سلیمان درانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عمر کے اوقات جو بندہ رائیگان کھو دیتا ہے اگر اس نقصان کو محسوس کرے تو یہی غم اور رونا ایسا ہے کہ مرتے دم تک ختم نہ ہو ؂

ہنگام سپیدہ دم خروس سحری دانی کہ چرا ہمے کند نوحہ گری
یعنی کہ نمودند در آئینہ صبح از عمر شبے گذشت و تو بے خبری

ایک اور موقع پر فرماتے ہیں کہ اگر غافل لوگ یہ محسوس کرلیں کہ انھوں نے دنیوی زندگی کو غفلت میں کھو کر اپنا کسقدر نقصان کیا ہے تو گمان غالب ہے کہ صدمے سے جانبر نہ ہوسکیں ؂

Marfat.com

منکہ سررشتۂ تدبیر ز دستم رفت است
نکنم خاک زمیں را بسر خود چکنم؟

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنَادِيْ مُنَادٍ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَيْنَ اَبْنَاءُ السِّتِّيْنَ وَهُوَ الْعُمُرُ الَّذِيْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَاءَكُمُ النَّذِيْرُ (مشکوٰۃ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کے روز پکارنیوالا پکاریگا کہ کہاں ہیں ساٹھ سال کی عمر والے اور یہ وہ عمر ہے جسکے بارے میں اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کیا ہم نے تجھ کو لمبی عمر نہیں دی ہمیں کسی عبرت گیر نے عبرت نہیں پکڑی حالانکہ تمہارے پاس ڈرانیوالا آچکا

عمر کے بارے میں باز پرس

نذیر (ڈرانے والے) سے یا تو بڑھاپا مراد ہے یا قرآن مجید یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم یا موت بڑھاپا بھی ایک عبرت بخش اور خوف افزا چیز ہے۔ بشرطیکہ کوئی عبرت گیر ہو ؎

دائم از فکر سفر پیر مشوش باشد
قامت خم شدہ لا نعل در آتش باشد

اور موت کے سامان عبرت و ما انتباہ ہونے میں کیا کلام ہے ؎

مرگ ہمسایہ مرا واعظ شدہ
کسب و دکان مرا برہم زدہ

بہرحال مطلب یہ ہے کہ جو شخص بچپن میں راہ راست پر نہ چلے پھر جوانی میں راست رو نہ بنے اور پھر کہولت میں بھی متنبہ نہ ہو اسکو بڑھاپے میں تو ضرور سنبھل جانا چاہیئے ؎

بڑھاپے میں عبرت

بہ پیری سعی کن گر در جوانی رفت کار از دست
زرِ گم گشتہ در آتش زخاکستر شود پیدا

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ کا قول ہے کہ جو وقت ہاتھ سے جاتا رہا اس گوہر گمشدہ کو پھر نہیں پا سکتے اور کوئی چیز اس سے زیادہ قیمتی نہیں! اور فرمایا کہ اگر کوئی مرد صادق ہزار سال تک خدا کیطرف متوجہ رہے اور ایک لمحہ کیلئے اس سے غافل ہو جائے۔ تو اس ایک لمحہ کی غفلت میں جو کچھ اس نے کھویا ہے وہ اس سے زیادہ ہے جو ہزار سال میں حاصل کیا۔ اس کا مطلب یا تو یہ ہے کہ اس لمحہ کا ثمرہ ہزار سال کے ثمرہ سے زیادہ ہوتا یا یہ مطلب ہے کہ اس ایک لمحہ کی غفلت سے جو نقصان ہوا ہے ہزار سال کی توجہ اسکی تلافی نہیں کر سکتی ؎

گمشدہ وقت

رفتم کہ خار از پا کشم محمل نہاں گشت از نظر
یک لحظہ غافل چوں شدم صد سالہ راہم دور شد

عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ قَالَ

ابوبکرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ کونسا آدمی سب سے اچھا ہے فرمایا وہ شخص

Marfat.com

مَنْ طَالَ عُمْرُهٗ وَحَسُنَ عَمَلُهٗ قَالَ فَاَیُّ النَّاسِ شَرٌّ قَالَ مَنْ طَالَ عُمْرُهٗ وَسَاءَ عَمَلُهٗ (مشکوٰۃ)

جسکی عمر لمبی ہو اور اسکا عمل اچھا ہو عرض کیا. کونسا آدمی سب سے برا ہے فرمایا جس کی عمر لمبی ہو - اسکا عمل برا ہو -

ظاہر ہے کہ جب ایک لمحہ کی غفلت بھی بری ہے تو عمر بھر نہ صرف غفلت میں بسر کرنا بلکہ پیاری عمر کو مرتے دم تک معاصی و منہیات میں کھونا کسقدر برا ہوگا اور ایسا انسان کسقدر بد نصیب ہے

پیش کسے رفت ز خود مند نکیاں پیر فت
واں دگر گفت کہ بادری پیری سبب ہم

سخن از ضعف بہ یں موج دہیں لجہ غم
سوئی گفت کہ قرب اجل وسوء عمل

آں یکے گفت کہ بیماری و قرض و عداز
عاقبت رفت بتزیج سوم محکم حکم

پس مبارک ہے وہ شخص جو اپنی زندگی کو ہمیشہ نیکی میں صرف کرے اور مرنے سے پہلے سفر آخرت کیلئے طاعت و عبادت نیکی کافی ذخیرہ مہیا کر رکھے

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی اِذَا اَرَادَ بِعَبْدٍ خَیْرًا اِسْتَعْمَلَهٗ فَقِیْلَ وَکَیْفَ یَسْتَعْمِلُهٗ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ یُوَفِّقُهٗ لِعَمَلٍ صَالِحٍ قَبْلَ الْمَوْتِ (مشکوٰۃ)

انس سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ جب کسی بندے کیساتھ بھلائی چاہتا ہے تو اسکو کام سے لگا دیتا ہے تو عرض کیا گیا وہ اسکو کام سے کسطرح لگاتا ہے یا رسول اللہ فرمایا اسکو ایک نیک کام کی توفیق دیدیتا ہے موت سے پہلے

وَعَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْکَیِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهٗ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْعَاجِزُ مَنْ اَتْبَعَ نَفْسَهٗ هَوَاهَا وَتَمَنّٰی عَلَی اللّٰهِ (مشکوٰۃ)

شداد ابن اوس سے روایت ہے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دانا آدمی وہ ہے جو اپنے نفس کو قابو میں رکھے اور موت کے بعد کیلئے عمل کرے اور عاجز وہ ہے جو نفس کو اسکی خواہش کے پیچھے لگا دے اور اللہ سے تمنا ہیں کرے -

توشہ اعمال کی قدر آخرت میں معلوم ہوگی

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِیْ عَمِیْرَةَ وَکَانَ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ عَبْدًا لَوْ خَرَّ عَلٰی وَجْهِهٖ مِنْ یَوْمِ وُلِدَ اِلٰی اَنْ یَمُوْتَ هَرَمًا فِیْ طَاعَةِ اللّٰهِ لَحَقَرَهٗ فِیْ ذٰلِکَ الْیَوْمِ وَلَوَدَّ اَنَّهٗ رُدَّ اِلَی الدُّنْیَا کَیْمَا یَزْدَادُ مِنَ الْاَجْرِ وَالثَّوَابِ (مشکوٰۃ)

محمد ابن ابی عمیرہ سے روایت ہے اور وہ رسول اللہ کے اصحاب سے تھے فرمایا اگر ایک بندہ اپنی پیدائش کے دن سے لیکر بڑھاپا ہوکر مرنے تک اللہ تعالٰی کی طاعت میں منہ کے بل گرا ہوا پڑا رہے تو اس روز اسکو بھی نا چیز سمجھیگا اور پسند کریگا کہ مجھے دنیا میں واپس بھیجا جائے تاکہ اور زیادہ اجر و ثواب حاصل کروں

برادران اسلام! سال نو شروع ہوگیا ہے ہر ایک مسلمان کو چاہیے کہ اس سال کے آغاز میں اپنی حالت کی اصلاح کرے جس شخص کی

طول عمر و نیک و بد اعمال

اسکی عنایت

دانا آدمی

آخرت میں زندگی کی قدر

سال اسکے اعمال میں گذرا ہے وہ ان اعمال سے تائب ہو کر آئندہ ایام کو نیک اعمال میں گذارنے کی کوشش کرے اور جس شخص کا گذشتہ سال نیک اعمال میں بسر ہوا ہے وہ آنیوالے دنوں کو اس سے بھی زیادہ نیک اعمال میں بسر کرنے کے لئے مساعی ہو ؎ زاں پیش کہ از جام اجل مست شوی

زیر لگد حادثہ ہا پست شوی + سرمایہ بدست آر دریں راہ کا نجا + سوے فلکی اگر تہیدست شوی

سب سے مقدم نماز کا اہتمام ہے اس سے گناہوں کی عادت بھی ترک ہوجاتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ | نماز بیحیائی کی باتوں اور برے کاموں سے روکدیتی ہے

اور عبادات میں سے یہ عبادت سب سے افضل سب سے مقدم اور سب کے فضائل کی جامع ہے۔ اور قیامت کو سب سے پہلے اسکی پرسش ہوگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اَوَّلُ مَا یُحَاسَبُ بِہِ الْعَبْدُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ صَلٰوتُہٗ سب سے پہلے جس چیز کا حساب بندے سے لیا جائیگا وہ اس کی نماز ہوگی۔ لہذا تمام بے نماز بھائیوں کو لازم ہے جلدی نماز پڑھنی شروع کردیں اور پھر کبھی اسمیں سستی اور غفلت نہ کریں اور جو بھائی نماز کے پابند ہیں انکو چاہیے کہ نماز کے اندر کمال خشوع اور حضور قلب پیدا کرنے کی کوشش کریں اور اسکے تمام ظاہری باطنی آداب کو حتی الوسع خوب توجہ کیساتھ بجالایا کریں ؎

اے کردہ بر سیم تر او دشمن دین + نقش گناہ از لوح جبین تو مبین - از وسیہی پاک نگردی ہرگز + تا سر ننہی بسجدہ مانند نگین

نماز کیساتھ ہی ہر مسلمان کو روزہ ماہ رمضان بھی رکھنا چاہیئے اور پوری پابندی اور رعایت ادب کیساتھ رکھنا چاہیئے مالدار اور صاحب نصاب لوگ زکوۃ ضرور دیں اور اہل مقدور سعادت حج سے بھی متمتع ہوں ؎

ہر سرائے را چراغے ہست صائب در جہاں | خانہ دل روشن از نور عبادت مے شود

قرابت والوں کیساتھ صلہ رحمی فقیروں اور مسکینوں کی اعانت بیواؤں اور یتیموں کیساتھ ہمدردی محتاج و معذور کی امداد غریب و مسافر کی خدمت کرنا بھی سلامی اوصاف ہیں رضائے الٰہی اور نجات آخرت کا ذریعہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اَلْخَلْقُ عِیَالُ اللّٰہِ فَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَی اللّٰہِ مَنْ اَحْسَنَ اِلٰی عِیَالِہٖ مخلوق اللہ کا کنبہ ہے پس تمام مخلوق سے زیادہ محبوب اللہ کے نزدیک وہ شخص ہے۔ جو اس کے کنبے کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔

تو با خلق نیکی کن اے نیک بخت + کہ فردا نگیرد خدا بر تو سخت + گر از پا در آید نماند اسیر + کہ افتادگان را بود دستگیر

عام معاصی و آثام میں سے زبان کی معصیت اور شرمگاہ کا گناہ نہایت سخت ہے جو شخص کہ انکو لازم پکڑے اور ہر قسم کی خواہش سے قطعی پرہیز رکھے اس کے نجات پانے کی کوئی امید ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

مَنْ یَّضْمَنْ لِّیْ مَا بَیْنَ لَحْیَیْہِ وَمَا بَیْنَ رِجْلَیْہِ اَضْمَنْ لَہُ الْجَنَّۃَ (مشکوۃ) | جو شخص میرے سامنے اپنے دونوں جبڑوں کے درمیان کی چیز یعنی زبان اور اپنی دونوں ٹانگوں کے درمیان کی چیز یعنی شرمگاہ کو قابو میں رکھنے کا ذمہ اٹھاتا ہے میں اسکے لئے بہشت کا ذمہ اٹھاتا ہوں

لہذا ہر شخص کو لازم ہے۔ کہ دروغ گوئی تمسخر۔ گالی۔ لعنت۔ غیبت۔ چغلی۔ تعریض۔ بہتان۔ دروغ۔ خود ستائی۔ جھوٹ۔ وعدہ خلافی۔ عیب جوئی۔ منت داری سے اپنی زبان کو آلودہ نہ ہونے دیں۔ زبان بریدہ بکنجے نشستہ صم بکم۔ بہ از کسے کہ نباشد زبانش اندر حکم۔

Marfat.com

ماہ محرم کے دوسرے جمعہ کا وعظ

یوم عاشورہ وسانحہ کربلا

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِندَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ ۝ فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ وَيَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِم مِّنْ خَلْفِهِمْ أَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ يَسْتَبْشِرُونَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ وَفَضْلٍ وَأَنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُؤْمِنِينَ ۝

اور (اے پیغمبر) جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے ہیں انکو مرا ہوا خیال نہ کرنا۔ بلکہ اپنے پروردگار کے پاس جیتے (جاگتے موجود) ہیں انکو روزی ملتی ہے۔ (اور) جو کچھ اللہ نے انکو اپنے فضل سے دے رکھا ہے اس میں مگن ہیں۔ اور جو لوگ ان کے بعد زندہ رہے اور ابھی ان میں آکر شامل نہیں ہوئے۔ ان کی نسبت یہ خیال کر کے) خوشیاں مناتے ہیں۔ کہ (یہ بھی شہید ہوں۔ تو ہماری طرح) ان پر (بھی) نہ (کسی قسم کا) خوف (طاری) ہو اور نہ یہ اسی طرح آزردہ خاطر ہیں۔ اللہ کی نعمتوں کی اور اسکے فضل کی خوشیاں مناتے ہیں اور (نیز) اس کی اللہ ایمان والوں کے ثواب کو ضائع نہیں ہونے دیتا (آل عمران ع ١٧)

یہ آیات کریمہ جو اسوقت پڑھی گئی ہیں شہیدوں کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔ جو راہ خدا میں جہاد کرتے ہوئے قتل ہوئے ہوں۔ اکثر مفسرین کے نزدیک یہ آیات شہدائے اُحد کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔ چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا

لَمَّا أُصِيبَ إِخْوَانُكُمْ بِأُحُدٍ جَعَلَ اللَّهُ أَرْوَاحَهُمْ فِي جَوْفِ طَيْرٍ خُضْرٍ — جب تمہارے بھائی جنگ اُحد میں شہید ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے انکی روحوں کو سبز پرندوں کے

Marfat.com

تَرِدُ اَنْهَارَ الْجَنَّةِ وَتَأْكُلُ مِنْ ثِمَارِهَا وَتَأْوِيْ اِلٰى قَنَادِيْلَ مِنْ ذَهَبٍ مُعَلَّقَةٍ فِيْ ظِلِّ الْعَرْشِ فَلَمَّا وَجَدُوْا طِيْبَ مَاْكَلِهِمْ وَمَشْرَبِهِمْ وَمَقِيْلِهِمْ قَالُوْا مَنْ يُّبَلِّغُ اِخْوَانَنَا عَنَّا اَنَّا اَحْيَاءٌ فِي الْجَنَّةِ لِئَلَّا يَزْهَدُوْا فِي الْجَنَّةِ وَلَا يَنْكُلُوْا عَنِ الْحَرْبِ فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَنَا اُبَلِّغُهُمْ عَنْكُمْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ (ابوداود۔ خازن)

جسموں میں ڈالدیا۔ وہ بہشت کی نہروں پر اترتے ہیں۔ اور اس کے پھلوں سے کھاتے ہیں۔ اور سونے کی قندیلوں میں ٹھکانا کرتے ہیں۔ جو عرش کے سائے میں لٹکتی ہیں۔ پھر جب ان کو اپنے کھانے پینے اور آرام وراحت کے مزے محسوس ہوئے تو کہنے لگے کون ہے۔ جو ہمارے بھائیوں کو ہماری حالت سے مطلع کرے۔ کہ وہ بہشت میں زندہ ہیں تاکہ وہ بہشت سے بے پرواہ نہ ہوں۔ اور نہ جنگ سے کنارہ کشی کریں۔ تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ میں انکو تمہاری حالت سے مطلع کرونگا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ کہ جو لوگ اللہ کے رستے میں مارے گئے انکو مرا ہوا خیال نہ کرنا بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے پروردگار کے پاس اور وہ پاتے ہیں الخ

آج ان آیات کا ایراد سید الشہدا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے سانحہ قتل کے ذکر کی ایک تمہید تھی۔ جو عاشوراء کے روز واقع ہوا۔

درنوائے زندگی سوز از حسین — اہل حق حریت آموز از حسین
رمز قرآن از حسین آموختیم — ز آتش او شعلہ ہا اندوختیم
شوکت شام و فر بغداد رفت — سطوت غرناطہ ہم از یاد رفت
تار ما از زخمہ اش لرزاں ہنوز — تازہ از تکبیر او ایماں ہنوز

عاشوراء کا لفظ عشر سے نکلا ہے جس کے معنے دس کے ہیں۔ اس لئے ماہ محرم کی دسویں تاریخ کے لئے یہ نام مقرر ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی پہلے یہ دن قدیم ایام سے متبرک چلا آتا ہے۔ اس زمانے کے عام مسلمان اس دن کو عام دنوں سے صرف اس لحاظ سے ممتاز سمجھتے ہیں۔ کہ آج کربلا کا واقعہ ظہور پذیر ہوا۔ امام حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے حالانکہ

یہ واقعہ تو ایک آخری زمانے کی بات ہے جسکا وقوع تقدیر الہی سے اس دن ہو گیا! ورنہ عاشورا کی فضیلت دنیا کی پیدائش سے بھی پہلے سے چلی آرہی ہے ہر زمانے میں ہر پیغمبر نے اس دن کی عزت کی ہے! اور دین الٰہی کی تاریخ کے بڑے بڑے واقعات اسی روز وقوع پذیر ہوئے ہیں۔ چنانچہ اس روز اللہ تعالےٰ نے خاص خاص فرشتوں کو عرش و کرسی کو، لوح و قلم کو زمین و آسمان کو اور جنت کو پیدا کیا اسی روز حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اور اسی روز ان کی خطا معاف ہوئی۔ اسی روز حضرت ادریس علیہ السلام آسمان پر اٹھائے گئے اسی روز حضرت نوح علیہ السلام کو طوفان سے نجات ملی۔ اسی روز حضرت ابراہیم علیہ پیدا ہوئے اور اسی روز ان پر آگ گلزار ہوئی اسی روز حضرت یوسف علیہ السلام نے قید سے خلاصی پائی اسی روز حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ سے رہائی حاصل ہوئی اسی روز حضرت ایوب علیہ السلام نے مرض سے شفا حاصل کی اسی روز حضرت عیسےٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھائے گئے اسی روز حضرت موسےٰ علیہ السلام کے عصا کی ضرب سے دریائے نیل کی دھار پھٹ گئی۔ اور خشک راستہ نکل آیا جس سے بنی اسرائیل دریا سے پار اتر گئے اور فرعون اپنی فوج سمیت غرق ہوا (غنیہ وغیرہ)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ فَوَجَدَ الْيَهُوْدَ صِيَامًا يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا هٰذَا الْيَوْمُ الَّذِيْ تَصُوْمُوْنَهُ فَقَالُوْا هٰذَا يَوْمٌ عَظِيْمٌ اَنْجَى اللّٰهُ فِيْهِ مُوْسٰى وَقَوْمَهُ وَغَرَّقَ فِرْعَوْنَ وَقَوْمَهُ فَصَامَهُ مُوْسٰى شُكْرًا فَنَحْنُ نَصُوْمُهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَحْنُ

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے تشریف لائے۔ تو آپ نے یہودیوں کو عاشورا کے دن روزہ رکھتے پایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا یہ دن کیسا ہے جس میں تم روزہ رکھتے ہو۔ تو انہوں نے کہا یہ بڑا دن ہے جس میں اللہ تعالےٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو نجات دی تھی! اور فرعون کو اپنی قوم سمیت غرق کیا تھا پس حضرت موسیٰ نے اس روز بطور شکر روزہ رکھا۔ اس لئے ہم اس روز روزہ رکھتے ہیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

Marfat.com

حق و اولٰی بموسیٰ منکم فصامہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وامر بصیامہ متفق علیہ

ہم موسیٰ کے ساتھ تم سے زیادہ حقدار اور اولیٰ ہیں پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن روزہ رکھا اور دوسروں کو بھی اس کا روزہ رکھنے کا حکم فرمایا

اس حدیث سے علاوہ ازیں کہ یوم عاشورہ کے روزے کا ثبوت ملتا ہے۔ ایک یہ سبق بھی حاصل ہوتا ہے کہ آپ نے اہل کتاب کی بیان کردہ روایت کو صحیح تسلیم فرمالیا اور اس کے مطابق خود بھی روزہ رکھنا پسند کیا مگر باایں ہمہ اہل کتاب کے ساتھ مشابہت سے بچنا لازم خیال فرماتے تھے جیسا کہ اگلی حدیث سے ثابت ہوتا ہے بخلاف اس کے ہم سے اکثر مسلمانوں کا یہ خیال ہے مشرکین ہنود کے ساتھ مشابہت سے بھی ہم کو پرہیز نہیں علانیہ ان کی رسوم کی تقلید اور ان کی اعیاد و اجتماعات میں شرکت کرتے ہیں۔

نویں تاریخ کا روزہ

عن ابن عباس قال حین صام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم عاشوراء وامر بصیامہ قالوا یا رسول اللہ یوم تعظمہ الیہود والنصارٰی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لئن بقیت الی قابل لاصومن التاسع (مسلم مشکوٰۃ)

ابن عباسؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشورہ کے دن روزہ رکھا اور اس کے روزے کا حکم دیا تو لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ ایک ایسا دن ہے جس کی یہود اور نصاریٰ تعظیم کرتے ہیں تو رسول اللہ نے فرمایا البتہ اگر میں آئندہ سال تک زندہ رہا تو ضرور نویں تاریخ کا روزہ رکھوں گا (تاکہ یہود و نصاریٰ سے مشابہت لازم نہ آئے)

عاشورہ کے دن روزہ رکھنے کی بڑی فضیلت آئی ہے اس سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں

روزہ عاشورہ کی برکت

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صیام یوم عاشوراء احتسب علی اللہ تعالیٰ ان یکفر السنۃ التی قبلہا (مجلس الابرار)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے عاشورے کے دن روزہ رکھنے سے مجھے اللہ سے امید ہے۔ کہ وہ اس سے پہلے سال کے گناہ معاف کردے۔

اس سے صغیرہ گناہوں کی بخشش مراد ہے کیونکہ کبیرہ گناہ کی مغفرت توبہ کے بغیر نہیں ہو سکتی عاشورہ روزہ رمضان کے بعد باقی تمام روزوں سے افضل ہے۔

Marfat.com

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ رَمَضَانَ شَهْرُ اللّٰهِ الْمُحَرَّمُ (مجالس)

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ رمضان کے بعد باقی تمام ایام کے روزوں سے محرم کا روزہ افضل ہے۔

اس حدیث میں بھی محرم سے مراد عاشورہ کا دن ہے۔ اس روز کا روزہ افضل اسلئے ہے۔ کہ اسلام سے پہلے یہ روزہ فرض تھا پھر منسوخ ہوگیا اور اسکی بجائے رمضان کے روزے قرار پائے اور جس عبادت کی فرضیت منسوخ ہوگئی ہو وہ ایسی عبادت سے افضل ہوتی ہے جو سرے سے فرض ہی نہیں ہوئی (مجالس)

غرض احادیث سے ثابت ہے کہ یوم عاشورہ ایک مبارک دن ہے مگر مستحب یہ ہے کہ اسکے روزے کیساتھ نویں اور گیارہویں تاریخ کا روزہ بھی رکھیں تاکہ یہود و نصاریٰ کی مخالفت پر عمل ہو جائے اس روز حسب گنجائش فقراء مساکین کو خیرات بھی دینی چاہیئے اور بعض کتابوں میں جو لکھا ہے کہ اس روز نفل نماز پڑھنے والا ان لوگوں کے حقوق سے سبکدوش ہو جاتا ہے جن کو اس نے طعن گالی گلوچ اور غیبت چغلی سے دکھ پہنچایا ہو یہ بالکل فضول ہے اس قسم کے حقوق خود اہل حقوق کے بخشے بغیر معاف نہیں ہو سکتے (مجالس)

احادیث سے ثابت ہے کہ عاشورہ کے دن اچھے کھانے پکانا اور اپنے عیال کو کھلانا سال بھر توسع کا باعث رہتا ہے

وَحَدِيْثُ التَّوْسِعَةِ عَلَى الْعِيَالِ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ صَحِيْحٌ وَهُوَ مَنْ وَسَّعَ عَلٰى عِيَالِهٖ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ وَسَّعَ اللّٰهُ عَلَيْهِ السَّنَةَ كُلَّهَا قَالَ جَابِرٌ جَرَّبْتُهُ اَرْبَعِيْنَ عَامًا فَلَمْ يَتَخَلَّفْ (رد المحتار)

اور عاشورا کے دن عیال پر فراخی کرنے کی حدیث صحیح ہے اور وہ یہ ہے۔ کہ جو شخص عاشورا کے دن اپنے عیال پر فراخی کرے۔ اللہ تعالےٰ اس پر سال بھر فراخی رکھتا ہے۔ جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے چالیس سال تک اس کا تجربہ کیا کبھی اس کے خلاف واقع نہیں ہوا۔

عاشورا کے روز آنکھ میں سرمہ لگانیکا مسئلہ بھی ایک بحث انگیز مسئلہ بن رہا ہے جس کی وجہ یہ ہے بعض ضعیف احادیث بدین الفاظ مروی ہیں:۔

مَنِ اكْتَحَلَ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ لَمْ تَرْمَدْ عَيْنُهٗ تِلْكَ السَّنَةَ (رد المحتار)

جو شخص عاشورہ کے دن سرمہ لگائے تو اسکی آنکھ کم از کم اس سال آشوب زدہ نہ ہوگی

تقدیر الٰہی سے اس روز حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا سانحہ واقع ہوا تو مدعیان محبت حسین

Marfat.com

نے اس روز کے لئے جہاں اور بہت سی خرافات ماتم حسین کی غرض ایجاد کر رکھے ہیں اظہار حزن وغم کے لئے سرمہ وغیرہ سامان زینت کا استعمال بھی ترک کرنا ضروری سمجھتے ہیں برعکس اس کے دشمنان اہلبیت نے اس روز معمول سے زیادہ جشن و جلوس کرنے اور خوشی منانے اور سامان زینت کے استعمال کرنے پر زور دینا شروع کیا تو بعض ائمہ دین نے یہ قیاس کیا کہ اکتحال و توسع علی العیال کی احادیث ان ہی دشمنان اہلبیت کی وضع کردہ ہیں مگر محققین کہتے ہیں کہ اکتحال کی حدیث ضعیف ضرور ہے۔ موضوع نہیں چنانچہ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

حدیث اکتحال ضعیف ہے

قُلْتُ قَدْ ذَكَرَ الْحَافِظُ جَلَالُ الدِّيْنِ السُّيُوْطِيُّ فِيْ جَامِعِهِ الصَّغِيْرِ بِلَفْظِ بِالْاِثْمِدِ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ لَمْ تَرْمَدْ عَيْنُهُ اَبَدًا رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَقَدِ الْتَزَمَ اَنْ لَّا يَذْكُرَ فِيْ كِتَابِهِ هٰذَا حَدِيْثًا مَوْضُوْعًا فَالْحَدِيْثُ غَيْرُ مَوْضُوْعٍ عِنْدَهٗ وَغَايَةُ الْاَمْرِ اَنَّهٗ ضَعِيْفٌ (موضوعات ملا علی قاری)

میں کہتا ہوں کہ حافظ جلال الدین سیوطی نے اپنی کتاب جامع صغیر میں اس حدیث کو ان لفظوں میں ذکر کیا ہے کہ جو شخص عاشورہ کے دن سرمہ لگائے اس کی آنکھ کبھی نہ آئے گی اسکو بیہقی نے ابن عباس سے روایت کیا ہے حالانکہ انہوں نے یہ التزام لیا ہے کہ اپنی اس کتاب میں کوئی موضوع حدیث ذکر نہیں کرتے پس یہ حدیث ان کے نزدیک موضوع نہیں ہے زیادہ سے زیادہ یہ کہ ضعیف ہوگی

بایں ہمہ جمہور علمائے اہلسنت والجماعۃ کا فتویٰ یہ ہے کہ اگر ہمیشہ سرمہ لگانے کی عادت ہو تو یوم عاشورا کو اسکا ترک کرنا ضروری نہیں ہاں اگر عادت نہ ہو تو خصوصیت سے اس روز سرمہ لگانا اچھا بھی نہیں سال میں اگر کبھی آنکھیں آجائینگی تو یہ گوارا کر لینا اچھا ہے بجائے اسکے کہ دشمنان اہلبیت کے فعل میں شرکت اختیار کی جائے۔

سرمہ لگانے کی جائز و ناجائز صورتیں

وَكَانَ الْاِكْتِحَالُ فِيْهِ سُنَّةً لٰكِنْ لَمَّا صَارَ عَلَامَةً لِّمُبْغِضِيْ اَهْلِ الْبَيْتِ وَجَبَ تَرْكُهٗ وَكُرِهَ فِعْلُهٗ حَتّٰى قِيْلَ لِبَعْضِ السَّلَفِ اَهُوَ سُنَّةٌ مِنْ غَيْرِ ذٰلِكَ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ فَقَالَ اِنَّهٗ سُنَّةٌ

اور اس روز سرمہ لگانا سنت تھا لیکن چونکہ اہل بیت کے دشمنوں کی علامت بنگیا۔ اس لئے اسکا ترک کردینا واجب ہے اور اسکا استعمال مکروہ ہے حتی کہ بزرگان سابقین میں سے کسی سے پوچھا گیا۔ کہ کیا وہ بعض اہلبیت کے بغیر تو عاشورا

الْمُخَنَّثِيْنَ (مجالس)	کے دن سنت ہے تو فرمایا مردوں کی سنت ہے

حضرت امام حسین کی فضیلت

حضرت امام حسین علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے فرزند ہیں۔ اور امام حسن رضی اللہ عنہ کے چھوٹے بھائی دونوں بھائیوں کی فضیلت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

اِنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ (مشکوۃ)	بے شک حسن اور حسین اہل جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔

خلافت کا حقدار

خلفائے راشدین میں سے چوتھے خلیفہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بعد خلافت کے سب سے زیادہ مستحق یہی دونوں فرزندان علی رضی اللہ عنہ تھے مگر تقدیر الٰہی سے واقعات کا پانسہ کچھ ایسا الٹ پڑا کہ خلافت و حکومت کا سررشتہ بنی ہاشم کی بجائے بنی امیہ کے ہاتھ میں چلا گیا جن کے صدر نشین امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تھے اور انکا پایہ تخت ملک شام کا شہر دمشق تھا ان کے بعد ان کا بیٹا یزید تخت نشین ہوا جو ایک ظالم بے رحم بے دین اور بدکار شخص تھا دین کی محبت اور حق کے اتباع سے اسکو کوئی نسبت نہ تھی صرف دنیا کا دلدادہ تھا اسلئے چاہتا تھا کہ حکومت و دولت صرف میں اور میرے اہل خاندان ہی مالک رہیں مگر اپنے اس مقصد میں انکو امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کا وجود خار راہ نظر آتا تھا کہ مبادا انکا تقدس و قبول عام کبھی انکو برسر اقتدار کرکے میری حکومت کو تہ و بالا کردے۔ بس اس لئے اس نے پہلے امام حسن رضی اللہ عنہ کے خلاف ایک سازش کرکے انکو زہر خورانی سے شہید کرا دیا پھر امام حسین رضی اللہ عنہ کے درپے ہلاک ہوا۔ اتفاق سے ان دنوں اہل کوفہ نے جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے خاص معتقد ہونے کا دعوی رکھتے تھے یزید کیخلاف امام حسین علیہ السلام سے بیعت خلافت کرنیکا ارادہ ظاہر کیا۔ اور آپکو بار بار بلا بھیجا امام ممدوح نے ہر چند انکو ٹالا مگر وہ آپکی تشریف آوری کے لئے اصرار پر اصرار کرتے رہے آخر امام حسین نے خاص خاص بہتر اشخاص کیساتھ جن میں ان کے تمام فرزند بھتیجے اور چچا زاد بھائی بھی شامل تھے کوفہ کا قصد کیا یزید کو تمام حالات کی اطلاع مل چکی تھی اسنے بائیس ہزار کی فوج بسر کردگی عمر بن سعد ان کے مقابلے کے لئے بھیجی جس نے شہر کوفہ سے کچھ دور دریائے فرات کے کنارے پر اس مقدس قافلے کو گھیر لیا فوج کے ایک افسر ابن زیاد نے اپنی فوجی طاقت سے اہلبیت کی ایذا رسانی میں سب سے زیادہ حصہ لیا۔ اہل کوفہ نے بھی ہوا کا رخ بدلا ہوا دیکھ کر امام ممدوح کی حمایت سے کنارہ کشی اختیار کرلی دشمنوں نے دریا پر قبضہ کرلیا اور حضرت امام حسین اور انکے ہمراہیوں میں سے

Marfat.com

علی اصغر کی شہادت

کسی کو پانی کا ایک قطرہ تک نہ پینے دیا حتے کہ امام حسین علیہ السلام اپنے ایک شیرخوار بچے علی اصغر کو جو پیاس سے تڑپ رہا تھا گود میں اُٹھا کر خیمہ سے باہر لائے اور دشمنوں کو اصلی حالت دکھلا کر فرمایا لوگو۔ اگر ہم پر نہیں تو اس معصوم بچے پر رحم کرو اور اسے پانی پی لینے دو مگران بیرحم ظالموں نے پانی کے عوض تیر برسانے شروع کر دیے اور بیگناہ بچہ تاب پیکان سے سیراب ہو کر باپ کی گود میں شہید ہو گیا آخر جنگ کی نوبت پہنچی حضرت امام حسین اور انکے رفقا نے بہتیرے دشمنوں کو ہلاک کیا مگر آخر ۷۲ کا مقابلہ بائیس ہزار کے ساتھ کیا حیثیت رکھتا تھا چنانچہ

امام حسین کی شہادت

اہل بیت کے افراد یگانہ ایک ایک کر کے العطش العطش! پکارتے ہوئے شہید ہو گئے حضرت امام حسین رضی اللہ نے ایک شقی شمر نام کے ہاتھ سے شہادت پائی یہ سانحہ عاشورا کے دن میں ۱۰ محرم ۶۱ھ کو واقع ہوا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک اسوقت پچپن ۵۵ سال کی تھی

یزید کے ارادے

یزید پہلے تو چاہتا تھا کہ امام علیہ السلام میری اطاعت قبول کر کے بیعت کر لیں تا کہ ان کی طرف سے خطرہ نہ رہے جب اسطرح اسکی مراد نہ برآئی تو انکے قتل کی تدبیر پر غور کرنے لگا حضرت امام کو اسکے یہ ارادے معلوم تھے

امام حسین کی دینی غیرت

اُنہوں نے یہ گوارا نہ کیا کہ اپنے آپکو قتل و ہلاک سے بچانے کیلئے یزید پلید کے ہاتھ پر بیعت کر کے خود دین متین کی تذلیل و توہین کے باعث بنیں اور اسمیں شک نہیں کہ اگر امام حسین یزید کی بیعت کر لیتے تو عالم اسلام میں فسق و فجور کو تقوے پر اور دنیا پرستی کو حق شناسی پر غلبہ حاصل ہو جاتا لیکن آپ حق کی حمایت میں ثابت قدم رہے یزید کی بیعت سے صاف انکار کر دیا حتی کہ اپنی جان شیریں قربان کر دی

شاہ است حسین بادشاہ است حسین
دین است حسین دین پناہ است حسین

سر داد نداد دست در دست یزید
حقا کہ بنائے لا الہ است حسین

فرقہ شیعہ کا آغاز

اس واقعہ ہائلہ کی یادگار منانے میں مسلمانوں کا ایک خاص فرقہ جسکا نام شیعہ ہے بہت ہی بدعات کا مرتکب ہوتا ہے اُسکی تفصیل یہ ہے کہ اہل کتاب میں سے یہودی قوم اسلام کی سخت دشمن ہے وہ علانیہ اور خفیہ ہر طرح اسلام کو نقصان پہنچانے کے درپے رہی ہے اس قوم میں سے ایک شخص عبد اللہ ابن سبا نام متوطن مصر مالدار آدمی تھا جب مصر کو مسلمانوں نے فتح کیا اور اسکے تمام ایوان و املاک غارت ہو گئے تو وہ مسلمانوں سے انتقام لینے کے لئے شام میں جا کر فرمانروائے شام سے گفت و شنید کرنے لگا! اللہ کے فضل سے شام بھی مسلمانوں نے فتح کر لیا پھر وہ ایران جا کر شاہ ایران کے ساتھ منصوبہ گانٹھنے لگا! ادھر اللہ کے حکم سے ملک ایران بھی مسلمانوں کے زیر نگیں ہو گیا اب ابن سبا واپس آ کر مدینے پہنچا اور بظاہر مسلمان ہو کر مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے اور خانہ جنگی

Marfat.com

سے انکو تباہ کرانے کی کوشش کرنے لگا ؎

پختہ چوں گردد جنون انتقام　　حیلہ اندیشی کند عقل غلام

چنانچہ اس نے علی کرم اللہ وجہہ کے متعلق صحابہ میں اختلاف دیکھ کر اسلام کو ضرر پہنچانے کیلئے یہ موقع غنیمت سمجھا اور شیعہ علی کے نام سے ایک فرقہ کی بنیاد رکھی جسکا مقصد صرف یہ تھا کہ اہلبیت کی حمایت کے بہانہ سے اسلامی جماعتوں میں بغض و عناد فتنہ و فساد کی آگ مشتعل کر دے اس شخص نے اپنے متبعین میں بہت سے خرافات و ہذیانات کی اشاعت کی حضرت علیؓ کے متعلق یہ خیال ان لوگوں کے دلوں میں راسخ کر دیا کہ درحقیقت پیغمبری کے لئے نامزدہ ہوئے تھے مگر جبرائیل غلطی سے یا معاذ اللہ شرارت سے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف وحی لے آئے اس فرقہ کے بعض لوگوں کا اعتقاد ہندوؤں کیطرح یہ تھا کہ حضرت علی حق اُن کا قول تھا۔ ان علیاً ھو الالٰہ حقا یہ سارے واقعات خود حضرت علی کرم اللہ کے عہد مبارک میں ہو رہے تھے چنانچہ انہوں نے ان ہذیانات کو سنکر ان لوگوں کی سخت سرزنش کی اور عبد اللہ ابن سبا کو شہر بدر بھی کر دیا مگر وہ لوگ اپنی فتنہ پردازیوں سے باز نہ آئے (تحفہ اثنا عشریہ ملخصاً)

ممکن ہے موجودہ شیعہ لوگ ان عقائد سے کانوں پر ہاتھ رکھیں اور اپنی ان سے بریت ظاہر کریں پس واضح ہو کہ شیعہ مذہب کا کوئی ایک فرقہ نہیں بیسیوں ہیں سب سے انتہائی فرقہ غالی کہلاتا ہے جو بالکل کافر ہیں اور سب سے ادنے درجہ کا فرقہ تفضیلیہ کہلاتا ہے جسکے اکثر عقائد اہل سنت سے ملتے جلتے ہیں صرف اتنا فرق ہے کہ وہ حضرت علیؓ کو حضرت ابوبکرؓ سے افضل سمجھتے ہیں موجودہ شیعہ لوگ متوسط درجہ کے روافض میں سے ہیں لہذا یہ ضرور نہیں کہ وہ بھی حضرت علیؓ کو اصلی مستحق نبوت اور خداوند تعالیٰ کا اوتار سمجھتے ہوں مگر اس میں شک نہیں کہ ان کے بھائی بند فرقوں کا یہ مذہب ضرور ہے کتاب تحفہ اثنا عشری مولفہ حضرت شاہ عبد العزیز میں اسکی تفصیل موجود ہے جس کا جی چاہے پڑھ لے۔

غرض فرقہ شیعہ اپنے پیشرو اعظم یعنی عبد اللہ ابن سبا کی تعلیم کے ماتحت ہمیشہ دین اسلام کی تخریب کے لئے اس میں بدعات کے علاوہ خالص شرک بھی شامل کرنے کی کوشش کرتا رہا ہے چنانچہ ہجرت کی چوتھی صدی میں روافض کا ایک خاندان مصر میں حکمران تھا جسکو عبیدیین کہتے ہیں اس خاندان نے ماتم حسین کی بدعت ایجاد کی جس میں عاشورہ کے دن کپڑے پھاڑنا سر ننگا کرنا، رونا چیخنا پیٹنا، مرثیہ پڑھنا مقبرہ امام حسین کی نقل جسکو تعزیہ کہتے ہیں بنا کر اسکا جلوس نکالنا داخل تھا۔ اور بزور حکومت ان باتوں کو رواج دیا۔ پھر یہ فتنہ دنیا کے

روافض کے اعتقادات

روافض کے مختلف فرقے

روافض کی ایجادات

Marfat.com

ملک ملک رائج ہوگیا۔ اور ایران وہندوستان جہاں جہاں شیعہ پھیلتے گئے ان کے ساتھ یہ بدعت وشرک بھی پہنچا اور نہایت بدقسمتی کی بات یہ ہے کہ شیعہ لوگوں کی دیکھا دیکھی وہ لوگ بھی جو اپنے آپکو سُنی کہتے ہیں اس گندگی میں ملوث ہوگئے چنانچہ آجکل شہروں میں شیعوں سے زیادہ سنیوں کے تعزیے نکلتے ہیں۔ سنی لوگوں کی مجالس میں شہادت کا بیان ہوتا ہے اور جامہ دری وسینہ کوبی کیجاتی ہے بسنی واعظین نے شہادت کے ذکر سے اپنی محفل وعظ کو گرمانا خاص شعار بنا رکھا ہے حالانکہ ان امور میں سے اکثر کفر وشرک بعض حرام ومکروہ اور بعض خلاف تقویٰ اور مضر مصالح دین ہیں علامہ ابن حجر مکی رح فرماتے ہیں:۔

وَاِیَّاہُ ثُمَّ اِیَّاہُ اَنْ یَّشْتَغِلَ بِبِدَعِ الرَّافِضَۃِ وَنَحْوِھِمْ مِنَ النَّدْبِ وَالنِّیَاحَۃِ وَالْحُزْنِ اِذْ لَیْسَ ذٰلِکَ مِنْ اَخْلَاقِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاِلَّا لَکَانَ یَوْمُ وَفَاتِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوْلٰی بِذٰلِکَ (صواعق محرقہ)

اور واعظ کو رافضیوں کی بدعتوں سے دور رہنا بالکل دور رہنا چاہیئے۔ جیسے آہ وفغان کرنا نوحہ کرنا۔ غم زدہ ہونا۔ کیونکہ یہ باتیں مسلمانوں کے اخلاق سے نہیں ہیں ورنہ ان کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا دن زیادہ موزوں تھا۔

حضرت غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ ارشاد فرماتے ہیں۔

ثُمَّ لَوْ جَازَ اَنْ یُّتَّخَذَ ھٰذَا الْیَوْمُ یَوْمَ مُصِیْبَۃٍ لَاتَّخَذَ الصَّحَابَۃُ وَالتَّابِعُوْنَ لِاَنَّھُمْ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنَّا وَاَخَصُّ بِہٖ (غنیۃ الطالبین)

پھر اگر اسدن کو مصیبت کا دن مقرر کرنا جائز ہوتا تو صحابہ اور تابعین ضرور مقرر کرتے کیونکہ ہمارے مقابلے میں وہ ان سے زیادہ قریب اور زیادہ خاص تھے۔

مولانا احمد رومی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں

قَالَ الْاِمَامُ الْغَزَالِیُّ یَحْرُمُ عَلَی الْوَاعِظِ وَغَیْرِہٖ رِوَایَۃُ مَقْتَلِ الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ وَحِکَایَۃُ مَا جَرٰی بَیْنَ الصَّحَابَۃِ مِنَ التَّشَاجُرِ وَالتَّخَاصُمِ فَاِنَّہٗ یُھَیِّجُ عَلٰی بُغْضِ الصَّحَابَۃِ وَالطَّعْنِ فِیْھِمْ وَالطَّاعِنُ فِیْھِمْ طَاعِنٌ فِیْ نَفْسِہٖ وَفِیْ دِیْنِہٖ

امام غزالی رح فرماتے ہیں واعظ وغیرہ کے لئے امام حسن اور امام حسین کے شہید کئے جانیکی روایت اور صحابہ کے آپس کی تکرار وخصومت کی حکایت بیان کرنا حرام ہے کیونکہ وہ صحابہ کے بغض اور انکے طعن پر اکساتا ہے اور ان پر طعن کرنے والا خود اپنے نفس اور اپنے دین پر حملہ کرتا ہے۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم

وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِيْ اَصْحَابِيْ لَا تَتَّخِذُوْهُمْ غَرَضًا مِّنْ بَعْدِيْ مَنْ اَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّيْ اَحَبَّهُمْ وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِيْ اَبْغَضَهُمْ وَمَنْ اٰذَاهُمْ فَقَدْ اٰذَى اللّٰهَ تَعَالٰى فَعَلٰى هٰذَا يَجِبُ عَلَى الْمُؤْمِنِ تَعْظِيْمُهُمْ وَذِكْرُهُمْ بِالْخَيْرِ وَكَفُّ اللِّسَانِ عَنِ الطَّعْنِ فِيْهِمْ اِذْ بِسَبَبِ قَتْلِ عُثْمَانَ وَقَتْلِ حُسَيْنٍ جَرَتْ فِتَنٌ كَثِيْرَةٌ وَاَكَاذِيْبُ كَثِيْرَةٌ وَظَهَرَتْ اَهْوَاءٌ وَبِدَعٌ وَضَلَالَاتٌ اَلْاَكَاذِيْبُ وَالْاَهْوَاءُ لَا تَزَالُ تَزْدَادُ

(مجالس الابرار)

سے مروی ہے کہ اللہ سے ڈرو اللہ سے ڈرو میرے اصحاب کے بارے میں۔ میرے بعد انکو (طعن و تشنیع کا) نشانہ نہ بنا لینا۔ جس نے ان کو دوست رکھا تو میری دوستی کی وجہ سے دوست رکھا۔ اور جس نے ان سے بغض کیا پس میرے بغض کیوجہ سے ان سے بغض کیا جس نے ان کو اذیت دی۔ اس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت دی پس اس سے ثابت ہے کہ مومن پر واجب ہے کہ انکی تعظیم کرے اور انکا ذکر نیکی سے کرے اور زبانکو ان پر طعن کرنے سے باز رکھے کیونکہ حضرت عثمان اور امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کے سبب سے بڑے بڑے فتنے اُٹھے اور بہت سے جھوٹے اتہامات شائع ہوئے۔ اور خود ساختہ باتیں اور بدعتیں ظاہر ہوئیں اور جھوٹے واقعات اور بناوٹ کی باتیں برابر بڑھتی جاتی ہیں۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

تِلْكَ دِمَاءٌ طَهَّرَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا اَيْدِيَنَا فَلْنُطَهِّرْ عَنْهَا اَلْسِنَتَنَا (مجالس)

اللہ تعالیٰ نے ان خونوں سے ہمارے ہاتھوں کو پاک رکھا ہے پس ہمیں چاہیے کہ اپنی زبانوں کو بھی ان سے پاک رکھیں

شہادت حسین کے صحیح واقعات کو بطور تذکرہ تاریخی پڑھنا اور ان سے سبق گیر ہونا برا نہیں لیکن باقی صحابہ کے احوال کو چھوڑ کر خاص اسی واقعہ کو خاص اہتمام سے بیان کرنے کے لئے خاص تاریخ پر ایسی محافل منعقد کرنا اور ان میں خاص آداب و شرائط کی پابندی لازم سمجھنا چونکہ شعار شیعہ ہے اس لئے یہ بھی منع ہے

نُقِلَ فِيْ مَطَالِبِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَنْ اِمَامِنَا اَبِيْ حَنِيْفَةَ اَنَّ قِصَّةَ شَهَادَةِ الْاِمَامِ الْحُسَيْنِ فِي الْعَشَرِ الْاُوْلٰى مِنَ الْمُحَرَّمِ وَجَمْعَ الْمَجَالِسِ وَالْبُكَاءَ عَلَيْهِ لَا يَجُوْزُ

مطالب المومنین میں ہمارے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ امام حسین (علیہ السلام) کی شہادت کا قصہ محرم کی دسویں تاریخ کو بیان کرنا اور اسکی مجلسیں قائم کرنا اور اس پر گریہ و بکا کرنا روافض

یتشبہ بالروافض یجوز لمن یبین قصص شہادۃ الخلفاء الاربعۃ وغیرہم من اجلۃ الصحابۃ باعتیاد ذالک واما بیان قصۃ شہادۃ الحسین وترک بیان قصص شہادۃ سائر الائمۃ فتشبہ بالروافض (جامع الرموز)

کے ساتھ تشبیہ ہونے کیوجہ سے جائز نہیں۔ اس شخص کو جائز ہے۔ جو خلفاء اربعہ وغیرہ بڑے بڑے صحابہ کی شہادت کے قصے بھی بیان کرے اور اسکی عادت ہو لیکن شہادت امام حسین کا قصہ بیان کرنا اور باقی تمام اماموں کے قصے چھوڑ دینا پس یہ رافضیوں کے ساتھ تشبہ ہے۔

حضرت مولانا ابو الحسنات عبد الحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

تخصیص بیانہ بالعشرۃ الاولی من المحرم وجمع المجلس لبکاء الناس کما تعارف فی بلادنا تشبہ بالروافض ومن تشبہ بقوم فہو منہم (نفع المفتی والسائل)

اس کے بیان کو محرم کے عشرہ اولیٰ سے مخصوص کرنا اور لوگوں کے رونے رلانے کیلئے مجلس منعقد کرنا جیسے کہ ہمارے ملک میں رواج ہے رافضیوں کے ساتھ تشبہ ہے اور حدیث میں ہے کہ جو شخص کسی قوم سے تشبہ رکھے وہ اسی میں سے ہے۔

بعض لوگ خود تو ایسی مجالس منعقد نہیں کراتے مگر اپنے شیعی المذہب دوستوں کے دعوت دینے پر ان کی مجالس میں جا حاضر ہوتے ہیں جہاں بالکل مہمل و بے بنیاد روایات سنائی جاتی ہیں یا ایسی روایات کے سنائے جانے کا قوی احتمال ہوتا ہے ساتھ ہی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم پر طعن و لعن کیا جاتا ہے یا اگر سُنی شرکائے مجلس کے لحاظ سے برملا و باواز نہیں تو شیعی روایات خواں اس قسم کے الفاظ تبرا کو زیر لب کہکر اپنا فرض پورا کرتا اور سنی حاضرین کو الو بناتا ہے ایسی مجالس میں شریک ہونا بھی ناجائز ہے حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں۔

اگر در مرثیہ و کتاب احوال واقعی نیست بلکہ کذب و افترا و تحقیر بزرگان در ذکر ہست شنیدن ایں چنیں مرثیہ و کتاب درست نیست۔ بلکہ دریں قسم مجلس حاضر شدن ہم روا نیست

اگر مرثیہ اور کتاب میں سچے واقعات نہیں ہیں بلکہ جھوٹ اور بہتان ہے اور اثنائے بیان میں بزرگوں کی توہین ہے تو ایسے مرثیہ اور کتاب کا سننا درست نہیں بلکہ اس قسم کی مجلس میں حاضر ہونا بھی روا نہیں

تعزیہ مصنوعی قبر ہے

پس جب یہ لفظ کے وہ شعار جو فی نفسہ مباح ہیں محض اسلئے ناجائز قرار پاتے ہیں کہ ان سے روافض کے ساتھ تشبہ پیدا ہوتا ہے۔ تو پھر تعزیہ نکالنا جو ایک مصنوعی قبر ہے اور اس کے آگے سجدہ کرنا منتیں مانگنا چڑھاوے چڑھانا جو صریحاً شرک وبت پرستی ہے کیونکر درست ہو سکتی ہے اس سے تو ضرور ایمان کی جڑ اکھڑ جاتی ہے اور آدمی دائرہ اسلام سے خارج ہو کر حد کفر میں داخل ہو جاتا ہے

مصنوعی قبر کا حکم

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ زَارَ قَبْرًا اَبْلَہٗ مَقْبُوْرٌ فَکَاَنَّمَا عَبَدَ الصَّنَمَ (دقائق الاخبار)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے ایسی قبر کی زیارت کی جس میں کوئی مدفون نہیں پس گویا کہ اس نے بت کی پوجا کی۔

یہ تو صرف زیارت کا نتیجہ ہے کہ اسکو بت پرستی کے برابر قرار دیا گیا۔ جب اس کی پرستش بھی کی جائے۔ تو اسکے بت پرستی ہونے میں کوئی شبہ ہی نہیں۔

جہلا کا ماتم

دیہات میں بعض جگہ رواج ہے کہ عورتیں جمع ہو کر شہدائے کربلا کا اسطرح ماتم کرتی ہیں جیسے کہ جہلا میں بین کرنے اور سر اور چھاتی پیٹنے کا رواج ہے۔ یہ صریحاً فسق اور حرام ہے۔ اور ان بزرگان دین کی یادآوری ایسے فاسقانہ افعال سے کرنا بے ادبی ہونے کی وجہ سے دوہرے گناہ کا موجب ہے چنانچہ حدیث میں آیا ہے

مرثیوں کی ممانعت

نَہٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمَرَاثِیْ (ابن ماجہ مشکوٰۃ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرثیوں سے منع فرمایا ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا اور عورتیں جمع ہو کر باواز بلند رونے لگیں تو آپ نے ان الفاظ منع فرمایا۔ حالانکہ اسمیں نوحہ ومرثیہ نہ تھا۔

بآواز رونا منع ہے

اِیَّاکُنَّ وَنَعِیْقَ الشَّیْطَانِ پھر فرمایا اِنَّہٗ مَہْمَا کَانَ مِنَ الْعَیْنِ وَمِنَ الْقَلْبِ فَمِنَ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ وَمِنَ الرَّحْمَۃِ وَمَا کَانَ مِنَ الْیَدِ وَمِنَ اللِّسَانِ فَمِنَ الشَّیْطَانِ (مسند احمد مشکوٰۃ)

بچو شیطان کی چیخ سے۔ پھر فرمایا یہ رونا جب آنکھ سے اور دل سے ہو تو اللہ عزوجل کیطرف سے ہے اور رحمت سے ہے اور جو ہاتھ سے اور زبان سے ہو تو وہ شیطان سے ہے

نوحہ کرنے والی عورت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے۔ کیا کسی لعنتی کام سے شہدائے کربلا کو ثواب پہنچ سکتا ہے یا ان کی ارواح خوش ہو سکتی ہیں؟

Marfat.com

لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ النَّائِحَۃَ وَالْمُسْتَمِعَۃَ (ابوداؤد، مشکوٰۃ)	لعنت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بین کرنے والی اور بین سننے والی پر

نوحہ کی حرمت

مسلمانوں کی کون کون سی جہالت وحماقت کا رونا رویا جائے۔ شہادت حسین کے قصے کے متعلق ایکی ایک تماشے کی حماقت دیکھیے۔ ہندوؤں میں برہمن قوم خود غرض پرستی میں ایسی چالاک و دوراندیش واقع ہوئی ہے۔ کہ روئے زمین کے اندر اس وصف میں ان کا جواب شاید ہی کوئی دوسرا گروہ بہم پہنچا سکے اس قوم نے علم جیسے انعام خداوندی کو جو آفتاب کی روشنی کی طرح تمام بنی آدم کے لئے وقف ہے اور جس پر کوئی جابر سے جابر گورنمنٹ بھی پابندی عائد کرنا پسند نہیں کرتی خود غرضانہ خیال سے محض اپنے لئے مخصوص کر لیا۔ اور ایک ضابطہ وضع کر لیا کہ میدان جنگ میں سر کٹوانے اور ملک میں امن و راحت قائم کرنے کی زحمت اٹھانے کے لئے چھتری ہیں منڈی اور بازار کے بھاؤ تاؤ ٹھیرانے اور خرید فروخت سے اہل ملک کے لئے سامان زندگی مہیا کرنے کو ویش ہیں۔ اور وید و شاستر پڑھنے کا راحت آمیز کام کرنا اور بیٹھے بٹھائے پوجا پاٹھ کی پیداوار سمیٹنا خاص ہمارے لئے مخصوص ہے دوسری کسی قوم کو اس میں مداخلت کرنے کا حق نہیں۔ بلکہ شودر تو اگر اپنے کان میں بھی وید کے الفاظ پڑ جانے دے تو اس کے کان میں قلعی پگھلا کر ڈال دینی چاہیئے :۔

ہندو قوم میں تقسیم

یہ قوم اپنے متمول بھائی ہندو ہندوؤں کو تو صدیوں سے نچوڑ رہی ہے۔ مسلمانوں کی نادار و مفلس قوم بھی ان کی نظر سے نہ بچ سکی۔ چنانچہ مسلمانوں کا قصہ کربلا سے شوق و عشق دیکھ کر برہمنوں میں سے ایک خاص جماعت اس موقع سے فائدہ اٹھانے کے لئے نکل آئی جو اپنے آپ کو حسینی برہمن کہتے ہیں۔ ان لوگوں کا معمول ہے۔ کہ دربدر پنجابی نظم میں شہادت نامہ پڑھتے اور نقدی، کپڑے، اناج جو کچھ ملتا ہے سمیٹتے پھرتے ہیں

حسینی برہمن

اقلیم ہند اور خطہ کربلا کے بُعد کو دیکھنا چاہیئے! اور تینتیس کروڑ دیوتاؤں کو پوجنے والی جماعت کی مجدد توحید یعنی پیغمبر عرب کے نواسے کے ساتھ ہمدردی ملاحظہ ہو اور پھر ان بھولے مسلمانوں سے پوچھا جائے کہ اس داد و دہش میں تم نے کیا ثواب حاصل کیا؟ اور کون سے اصول اسلام کی رو سے؟

ایام محرم میں تعزیہ داری کا ناجائز ہونا احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے تو ثابت ہو چکا لیکن اگر شرعی روشنی میں خود اپنے عقل و قیاس سے بھی کام لیا جائے تو ان افعال کی لغویت و بیہودگی میں کچھ شبہ نہیں رہتا۔

ماتمی افعال کی لغویت

Marfat.com

صبر کا حکم

(۱) اسلام نے ہم کو ہر قسم کے لذوہ و غم اور رنج و مصیبت کے موقع پر انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھکر صبر کرنیکی ہدایت کی ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوحہ کرنے اور نوحہ سننے والوں پر لعنت کی ہے پھر ہم کیسے مسلمان ہیں کہ احکام اسلام کی صریح خلاف ورزی کرتے ہیں۔ اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے لعنت کے مستوجب بنتے ہیں ؎ محال است سعدی کہ راہ صفا

تواں رفت جز در پئے مصطفےٰ

محبت کا دعویٰ

(۲) اگر کوئی یہ دعوی کرے کہ کیا کریں حضرت امام حسین کی محبت سے مجبور ہو کر یہ اضطراری حرکات سرزد ہوجاتی ہے اختیار کی بات نہیں اگرچہ یہ افعال ممنوع ہیں مگر محبت سب کچھ کرادیتی ہے تو ہم پوچھتے ہیں کہ اس حادثہ جانکاہ کا جو صدمہ حضرت امام حسین کے سبط اصغر حضرت امام زین العابدین کو اور دیگر اہلبیت اطہار کو ہوا۔ وہ ہونا چاہیئے کیا کسی اور کو اس سے بڑھکر ہو سکتا ہے۔ ہرگز نہیں پھر ان بزرگوں میں سے تو کسی نے اپنے ان عزیز مظلوموں کی یادگار اسطرح نہیں منائی کہ تعزیے نکالے ہوں یا گا گا کر مرثیے پڑھے ہوں جب انہوں نے ایسا نہیں کیا اور ہم کرتے ہیں تو اسکا مطلب تو یہ ہوگا کہ ہم کو امام حسین کے ساتھ ایسی محبت ہونے کا دعوے ہے جو امام زین العابدین کو بھی نہ تھی اور یہ کھلی ہوئی توہین ہے حضرت سجاد رضی اللہ عنہ کی۔ بلکہ ہمارے اس طرز عمل سے پایا جاتا ہے کہ ہم دنیا پر یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ حضرت سجاد رضی اللہ عنہ کو اس واقعہ سے کچھ بھی غم نہ ہوا۔ ورنہ وہ بھی ہماری طرح راگ رنگ اور باجے تماشے سے اظہار غم اور تعزیہ داری کرتے پس اس امام چہارم کے حق میں اس سے بڑھ کر سوء ادب اور کیا ہوسکتا ہے؟ ؎

در رخ مہ عیب بینی مے کنی در بہشتے خار چینی مے کنی؟

کیا حضرت امام حسین نے اس واقعہ کو مصیبت سمجھا

(۳) بالفرض محال اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ ہم کو فی الواقع امام مظلوم کی شہادت کا سخت غم والم ہے اور یہ سارے کھیل کود اور تماشے اظہار غم کے لئے ہی کیا کرتے ہیں تو یہ سوچنا چاہیئے کہ کیا خود حضرت سید الشہداء نے بھی اس حادثہ کو اپنے لئے مصیبت خیال کیا ہوگا یا نہیں پس اگر ہم یہ کہیں کہ امام شہید نے اس واقعہ کو اپنے لئے ایک ناگوار مصیبت سمجھا تو حضرت الامام کی اس سے زیادہ کیا توہین ہوگی۔ راہ خدا میں جان دینے کو اپنے لئے مصیبت سمجھنا تو ایک معمولی مسلمان کے لئے بھی موجب عار ہے چہ جائیکہ امام وقت اسبط رسول جگر گوشۂ بتول جانشین شیر خدا سے ایسی کمزوری کا احتمال ہو اور اگر انکار راہ خدا میں جان دینا بطیب خاطر تھا۔ اور عین تسلیم و رضا کا تقاضا تھا جو خانوادہ پیغمبری کی واحد نشان ہے تو اس پر

ماتم کرنا اور رونا پیٹنا چہ معنی دارد؟ ؎

اے مرغ سحر عشق ز پروانہ بیاموز — کاں سوختہ را جاں شد و آواز نیامد

خاتونان اہلبیت کی توہین

(۴) افسوس کہ مرثیہ خوان خانوادہ رسالت کی شہزادیوں کے ماتم وعزا کا فرضی نقشہ باندھنے لگتے ہیں. تو ان کے علو شان، ان کی نزاہت ذات اور امتیاز صفات کو بالکل بھول جاتے ہیں۔ اور انکو اپنے گھروں کی معمولی عورتوں کے برابر سمجھ لیتے ہیں اور بیان کرنے لگتے ہیں کہ وہ روتی چلاتی تھیں کہتی تھیں کہ ہم کوفہ میں آکر تباہ ہوگئے ہماری مصیبت پر ترس کھانے والا کوئی نہیں حالانکہ وہ خاتونان پاک ذات اس گھرانے سے تھیں جو دنیا جہان کیلئے رضا وتسلیم اور صبر وتحمل کی درسگاہ ہے اور جہاں سے لوگوں نے قہر نفس اور ضبط جذبات کا سبق حاصل کیا پس جب انہی خاتونوں کو ایسی کمزوری ایسی بے صبری ایسی کم دلی ایسی پست ہمتی کا مظہر ثابت کیا جائے تو نسائے عالم کے لئے الصالحات القانتات کا نمونہ کہاں باقی رہیگا اور یہ اہلبیت کے ساتھ دوستی نہیں بلکہ صریحاً دشمنی ہے ؎

مہر ابلہ مہر خرس آمد یقیں — کین او مہر است و مہر اوست کیں

(۵) واقعہ کربلا کو تاریخ اسلام میں جو شاندار اہمیت حاصل ہے وہ اس حیثیت سے ہے کہ فرزند رسول نے جب یزید کی بیعت کرنے میں دین کی تباہی دیکھی تو اسکی بیعت سے انکار کردیا۔ اور لوائے دین کو قائم رکھنے کے لئے اپنا سر کٹوانا بخوشی منظور کرلیا جس سے دین کا جھنڈا سرنگوں ہوتا ہوتا پھر قائم ہوگیا اگر وہ اپنی جان بچانا چاہتے. تو بس اطاعت یزید کے لئے دو حرفی پیغام بھیجنے اور بیعت کے لئے ہاتھ بڑھا دینے سے ساری مصیبت ٹل سکتی تھی. مگر اس مرد حق نے ایسا نہ کیا اور جان دیدی. اس لئے یہ قتل گو بظاہر ایک مصیبت عظیمہ کی صورت رکھتا تھا مگر اس کے نیچے دین کی فتح اور سید الشہداء کی ترقی مراتب مضمر تھی ؎

قتل حسین اصل میں موت یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

اس لئے یہ واقعات عین مشیت الٰہی کے مطابق تھے مگر رونا پیٹنا کپڑے پھاڑنا اور سینہ کوٹنا تو ظاہر کرتا ہے کہ لوگ چاہتے ہیں کہ یہ واقعات ظہور میں نہ آتے۔ تو کیا پھر ان کی رائے میں امام ممدوح یزید کی بیعت کر لیتے اور اپنی جان بچا لیتے کیا امام حسین کی محبت کا یہی تقاضا ہے کہ انکو اس رتبۂ عظمیٰ سے محروم دیکھنے کی آرزو کی جائے۔ اور ان سے ایسی کمزوری کا سرزد ہونا پسند کیا جائے جسکی وجہ سے انکو محترم نہیں

Marfat.com

اپنے پیارے نانا صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جاتے شرمندگی اٹھانی پڑتی

(۶) یہ کسقدر تعجب کی بات ہے کہ آج کل جب ہم موجودہ لیڈروں کے آزادی ملک کے لئے گورنمنٹ کے خلاف جدوجہد کرتے ہوئے جیل میں مقید ہونے اور بعض کے مقاطعہ جوعی کے لئے فاقہ کر کے مرجانیکا ذکر کرتے ہیں تو بڑی خوشی اور فخر کا اظہار کرتے ہیں کہ ہم میں ایسی اولوالعزم اور عالی ہمت ہستیاں موجود ہیں جو حق و صداقت کی راہ میں تکالیف اٹھانے بلکہ جان تک فدا کر دینے میں دریغ نہیں کرتیں لیکن جب راہ حق میں اس سے بڑی قربانی دینے والے امام کا ذکر ہوتا ہے جنہوں نے اسلام کی آزادی کے لئے اپنی جان نذر کر دی تو بجائے اس کے کہ ہم میں اس قسم کے ایثار و قربانی کا جوش رونما ہو اور امام علیہ السلام کی راہ میں ان کے قدم پر اسلام کے لئے فدا ہونے کی سپرٹ ہم میں پیدا ہو الٹا بزدلوں کی طرح چھاتیاں کوٹی جاتی ہیں اور بین کر کے سنگدل و کوتہ اندیش عورتوں کی طرح رویا جاتا ہے

(۷) اس سے زیادہ تعجب انگیز اور افسوسناک کام تعزیوں کی تیاری ہے جسکی وجہ سے ایک بت شکن قوم خود بت تراش اور خود ہی بت پرست بن رہی ہے اپنے ہاتھوں سے بانس کی کھپچیوں پر نیلے پیلے کاغذ منڈھ کر امام حسین کے مقبرے کی نقل بناتے ہیں اور اسکو قابل تعظیم چیز جانکر اس کے آگے سجدے کرتے ہیں اس سے مرادیں مانگتے ہیں اور چڑھاوے چڑھاتے ہیں اور یہ ایسا ہی ہے جیسے مشرک لوگ اپنے ہاتھ سے بت کو تراش کر ایک بت تیار کرتے ہیں اور پھر اسی کی پوجا کرنے لگتے ہیں اسطرح ایک موحد قوم روز بروز شرک و بت پرستی کا سبق رٹ کر پکی مشرک نکافر بنتی جا رہی ہے ؎

بدست خود بت سنگیں تراشند

زمہر او دل غمگیں خراشند!

یہ سانحہ عظیمہ یہ حادثہ ہائلہ اور یہ واہمہ کبری ایسا نہیں ہے کہ یوں تماشا نما ماتم کے ہنگاموں میں اسکی روح کو چھپا دیا جائے اور قدرت نے اسکی تہ میں جو اسرار و عجائب مرکوز کئے ہیں ان سے سبق حاصل نہ کیا جائے ان سے کیا سبق حاصل کرنا چاہیئے؟ سنیئے :-

بظاہر تو یہ نظر آتا ہے کہ کربلا میں حق پرست کو شکست ہوئی انکا ایک ایک فرد تیغ و خنجر سے موت کے گھاٹ اتار گیا بچے سے لیکر جوان تک سبکو جو اس جنگ میں شریک ہوئے خاک و خون میں لوٹنا پڑا اگر حقیقت شناس دل سمجھتا ہے کہ یہ در اصل مخالف طاقت کی شکست تھی اسمیں شیطانی مقاصد کا زیر و زبر ہونا مضمر تھا یہ یزیدی جاہ و اقبال کے خاتمے کی تمہید تھی۔

Marfat.com

عَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَیْــٴًـا وَّ هُوَ خَیْرٌ لَّكُمْۚ-وَ عَسٰۤى اَنْ تُحِبُّوْا شَیْــٴًـا وَّ هُوَ شَرٌّ لَّكُمْؕ

شاید تم ناپسند کرو کسی چیز کو وہ تمہارے لئے اچھی ہو اور شاید تم پسند کرو کسی چیز کو اور وہ بری ہو تمہارے لئے۔

دین الٰہی کا نشان جو حضرت عیسیٰؑ کے بعد بالکل مٹنے کے قریب پہنچ چکا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک سے پھر تازہ ہوا اسکی تازگی کو ابھی نصف صدی بھی نہ گذری تھی کہ یزیدی اعمالیان برسر اقتدار ہوگئیں خدا پرستی کی بجائے جاہ پرستی اور حق شناسی کی بجائے ظلم و بدعت اور عفت و عفاف کی بجائے معصیت و منہیات کا دور دورہ ہوگیا اگر چند روز یہی حالت قائم رہتی اور اُس زمانے کے موجود بزرگان دین میں سے بھی کوئی بھی اس سیلاب ضلالت اور طوفان شیطنت کے مقابلے کے لئے کھڑا نہ ہوتا تو بس پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ۲۳ سالہ جد و جہد اور خلفائے راشدین کی ساری عمر کی کوششوں کے نتائج پر پانی پھر گیا تھا اور پھر وہی عہد جاہلیت کا دور تازہ ہو جاتا جس کے لئے عرب پہلے سے بدنام تھا۔

جب شجر اسلام بالکل خشک ہونے کو پہنچ گیا اور دین مذہب قعر گمنامی میں گرتا چلا گیا تو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی رگ حمیت حرکت میں آئی اپنے عزیزوں اور دوستوں کو لیکر چل کھڑے ہوئے ظاہر ہے کہ صرف یزید کا مقابلہ نہیں بلکہ اس زمانے کی ساری دنیا کا مقابلہ تھا اور صرف بہتر (۷۲) افراد کی تھی آئین جماعت جسکا بیشتر حصہ نوعمر لڑکوں اور خوردسال بچوں پر مشتمل تھا ملک گیری کی ہوس لیکر نہیں نکلی اور جب دوسری طرف مقابلے میں ہزارہا مردان جنگ آزما کی قواعد دان فوج تھی۔ تو ایسا خیال قرین قیاس بھی نہیں ہو سکتا کہ ایک مٹھی بھر غیر قواعد دان جماعت اس پر فتح یاب ہونے کے لئے نکلتی ہے بلکہ اس سے جان بلب اسلام کو تازہ زندگی بخشنے اور اسکی کھوئی ہوئی آبرو کو واپس لانے اور اسکے وقار و عزت کو از سر نو قائم کرنے کیلئے اپنی اور اپنی اولاد و اقربا کی زندگیوں کو قربان کر دینا مقصود تھا اور یہ مقصود پورا ہوگیا۔

جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پیارے نواسے نے حمایت دین کے لئے میدان کربلا میں دشمن کے خنجر کے نیچے جان دیدی تو دنیائے اسلام کا جمود انتعاش سے بدل گیا سوئی ہوئی حمیت بیدار ہوگئی اسلام کی قدر و قیمت کے آگے جان و آبرو بے حقیقت نظر آنے لگی غفلت کا حجاب تار تار ہوگیا شیطانی منصوبے زیر و زبر ہوگئے اور یہ اسلام کی دوبارہ زندگی حاصل کرنے کا پہلا دن تھا۔

ظاہر بیں آنکھ دیکھتی ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا خون مطہر میدان کربلا کی خاک میں بہا گیا

Marfat.com

ظالم لوگوں کی ہمیشہ کی ذلت

لاشہ مبارک گھنٹوں تڑپا کیا آپ کا سر مقدس نیزہ پر اُٹھایا گیا مگر قلب حقیقت شناس سمجھتا ہے کہ آپکا خون خاک پر نہیں گرا بلکہ اس سے اسلام کا شجر خشک سینچا گیا آپکا لاشہ نہیں تڑپتا تھا بلکہ پیرمردہ اسلام میں زندگی کی حرکت پیدا ہو رہی تھی آپکا سر مبارک نیزہ پر نہیں اُٹھایا گیا بلکہ دین و مذہب کا قعر گمنامی سے نکلکر اوج عنبا پر پہنچا یا تھا حق پرست جماعت قتل نہیں ہو رہی تھی بلکہ یزید کی سطوت و شوکت کا جھنڈا ہمیشہ کیلئے سرنگوں ہو رہا تھا ابن سعد کا نام ابد الآباد تک کے لئے صفحہ ہستی سے مٹ رہا تھا ابن زیاد روحانی موت سے دم توڑ رہا تھا اور اس کا نام دنمود دفتر روزگار سے محو ہو رہا تھا چنانچہ آج شہیدان کربلا سب کے سب زندہ ہیں مگر اُنکے قاتلوں کا نام و نشان نہیں ملتا آج شہدائے کربلا کے نام آسمان شہرت پر درخشاں ہیں آج اُنکے کارنامے سنہری حرفوں میں زینت تاریخ ہیں آج اُن کی نسل و اولاد دنیا کے گوشے گوشے عالم میں پھیلی پڑی ہے۔ اور اپنے عالی قدر بزرگوں کی نسبت پر مفتخر ہے مگر کوئی یہ تو بتائے کہ آجتک کہیں یزید و ابن سعد و ابن زیاد کی اولاد بھی کسی نے دیکھی؟ یا اگر اُنکی اولاد موجود ہے اور کوئی عجب نہیں کہ ہو تو کیا وہ یہ جرات کر سکتی ہے کہ یزید و ابن سعد و ابن زیاد کو اپنا مورث اعلیٰ ظاہر کرے؟ ہرگز نہیں یہی معنی ہیں یزید و ابن سعد و ابن زیاد کی موت کے۔ اور شہدائے کربلا کی لازوال حیات کے۔

شہدائے کربلا کو دوام عزت اور دشمنوں کو گمنامی

تیرہ سو سال کے بعد آج پھر یزیدی طغیان نے سر اُٹھایا ہے پھر باطل کی گھٹا دنیا پر چھا رہی ہے پھر لوگوں کے دل جادۂ اعتدال سے منحرف ہونے لگے ہیں اور وہ دین و مذہب کی رفاقت سے دست بردار ہوتے جا رہے ہیں یہ فتنہ تمام اطراف و اقطار اور بلاد و امصار میں پھیلکر گھر گھر میں سرایت کر رہا ہے۔ اور یہی وہ فتنہ ہے جس کے متعلق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرہ سو سال قبل پیشگوئی فرمائی تھی حضرت اسامہ ابن یزید سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے کی ایک بلند جگہ پر چڑھے پھر فرمایا **ھَلْ ترون ما اریٰ** کیا جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں تم بھی دیکھتے ہو۔ لوگوں نے عرض کیا نہیں حضور تو آپ نے فرمایا **فانی لاریٰ الفتن تقع خلال بیوتکم کوقع المطر** یعنی میں تو فتنوں کو تمہارے گھروں میں مینہ کیطرح برستے دیکھتا ہوں

موجودہ زمانہ میں پھر قربانی کی ضرورت

یہ فتنے کیا ہیں، یورپ کی بدعات جو ایشیائی اقوام میں سرایت کر رہی ہیں۔ یعنی (۱) لوگوں کی لامذہبیت (۲) عدم خشیت (۳) سوءِ ادب (۴) شعائر اللہ کی عدم تعظیم (۵) فرائض مذہب سے لاپرواہی (۶) احکام شرع کے متعلق قلت مبالات (۷) بات بات پر قسم (۸) یورپ کی تقلید (۹) مردوں کا داڑھی منڈوانا (۱۰) سر پر انگریزی وضع کے بال رکھنا (۱۱) عورتوں کا سر کے بال کٹوانا (۱۲) عورتوں کی بے حجابی (۱۳) بازاروں باغوں پارکوں کی سیر کا شوق عام (۱۴) تصویر، فوٹو، کھیل، تماشا، تھیٹر، سینما دیکھنے کا رواج (۱۵) راگ باجا سننے کا ذوق (۱۶)

فتنوں کی تفصیل

Marfat.com

مجالس میں مردوں عورتوں کا اختلاط۔ (۱۶) عورتوں کا مردوں کی برابری کا دعویٰ (۱۷) حکومت کے صیغوں میں عورتوں کی مناصب اور عہدوں کے لئے خواہش (۱۸) عورتوں کے جو حقوق شرع نے تسلیم نہیں کئے اُن کے حصوں کے لئے سرکار سے استمداد کی جرأت وغیرہ وغیرہ

یہ فتنے وبا کیطرح تمام ملک میں پھیل رہے ہیں اور ان کے شر متعدی سے ہر فرد قوم متاثر ہو رہا ہے صرف وہی لوگ ان شیطانی آلودگیوں سے ملوث نہیں ہو رہے جو جاہل تعلیم ونامہذب تھے اور تعلیمات دینیہ سے عاری ہونے کیوجہ سے فرنگستانی بدعات ان پر بآسانی اثر انداز ہو گئیں بلکہ آج ان نامی گرامی بزرگوں کی اولاد بھی ریش تراشیدہ، فرنگی صورت اور شیدائے بیحیائی نظر آتی ہے جن کے گھر کل تک اسلامی آداب و شعار کے مرکز تھے اور ان سے علم وعرفان کی شعاعیں نکلکر قبائل مسلمین کو منور کیا کرتی تھیں اب وہی گھر نئی نسل کے ہاتھوں یورپ کی مطلق العنان تہذیب اور شرمناک بدعات کا گہوارہ بنے ہوئے ہیں ؎

ایں چہ شوریست کہ در دور قمر می بینم
ہمہ آفاق پر از فتنہ و شرے بینم

مسلمانو! اگر تمہارے سینوں میں ایک زندہ دل اور دل میں غیرت اسلامی کا کوئی شمہ باقی ہے تو برائے خدا اُٹھو تمہارا دین و مذہب شیطانی قوتوں کے نرغہ میں ہے باطل کا غنیم حق پر حملہ آور ہے جذبہ صادق اور جوش ایمانی سے مسلح ہو کر اپنے دین و مذہب کی اعانت کرو اور حق کی حمایت میں کمربستہ ہو جاؤ اور گھر گھر کو میدان کربلا بنا دو۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہ (الحدیث) کلکم راع ومسئول عن رعیتہ الخ یعنی تم میں سے ہر شخص اپنے گلے کا نگہبان ہے اور اپنی رعیت کے بارے میں جوابدہ ہے سردار رعیت کا نگہبان ہے اور اس کے بارے میں جوابدہ ہے۔ مرد اپنے عیال کا نگہبان ہے اور اپنی رعیت کے بارے میں جوابدہ ہے۔ الخ۔ پس ہر شخص اپنے اہل وعیال کی دینی واخلاقی حالت کا جوابدہ اور ذمہ دار ہے اسکو اپنی ذمہ داری کو محسوس کرنا چاہیئے اور کم ازکم اپنے گھر سے سینہ سپر ہو کر موجودہ فتنوں کا سدباب کرنا چاہیئے۔ گھر گھر کو میدان کربلا بنا دینے سے ہمارا یہ مطلب نہیں کہ اپنے گھروں میں فتنہ و فساد برپا کر دو اپنی غیرت اسلامی اور جوش ایمانی میں اگر کنبے کے فرنگی مآب و یورپ پرست افراد کے خلاف اعلان جنگ کر کے اپنے عرصہ حیات تنگ کر دو نہیں نہیں ایسا نہ ہونا چاہیئے نہ یوں اس فتنہ کا سدباب ہو سکتا ہے بلکہ اسطرح ضد ومخالفت کے بڑھ جانے سے اس فتنہ کے اور ترقی کرنیکا احتمال ہے

Marfat.com

فتنے کی روک تھام کا طریقہ

ہمارا مطلب یہ ہے کہ جسطرح یہ فتنہ چپکے چپکے آہستگی کیساتھ ہمارے گھروں پر مسلط ہو رہا ہے اور بڑی حد تک ہو چکا ہے اس طرح ہمکو بھی خاموشی کے ساتھ حکمت عملی سے الطائف الحیل سے خوشگوار تدبیر اور ملائم طرز عمل سے اسکا قلع قمع کرنا چاہیئے امام حسین علیہ السلام نے اسلام کو یزیدی فتنے سے بچانیکے لئے اپنے اور اپنے بال بچوں کے سروں کو قربان کر دیا تھا تو آج ہمیں اس دین پاک کو یورپین فتنہ سے بچانیکے لئے کم از کم اپنی راحت مصلحت اور دنیوی لحاظ کی قربانی دینی چاہیئے اپنی اولاد کو نرمی سے ملائمت سے خاندانی غیرت دلا کر ترک وضع کے نتائج پر متوجہ کر کے اپنے لحاظ کا اثر ڈال کر یورپین رواجات کے تاثر سے باز رکھنے کی کوشش کیجائے۔ انکو صوم و صلوۃ تلاوت قرآن کا پابند بنایا جائے انکو بزرگان دین کے حوال سنا کر اُن کے اتباع پر راغب کیا جائے۔ انکو صالحین کی خدمت میں حاضر ہونے اور اُنکی صحبت سے مستفیض ہونیکا موقع دیا جائے۔ اور یہ جد و جہد برابر جاری رکھی جائے تاوقتیکہ گھر کے تمام افراد کی طبائع اس وبا و فتن کے تاثرات سے پاک نہ ہو جائیں اور یہ وبائی جراثیم فنا ہو کر ہر فرد کی مسلمانی کا مزاج معتدل نہ ہو جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ و ان لم یستطع فبقلبہ وذالک اضعف الایمان (مسلم مشکوٰۃ)	تم میں سے جو شخص کوئی بری بات دیکھے تو اسکو اپنے ہاتھ سے روکے پس اگر ایسا نکر سکے تو زبان سے منع کرے اگر یہ بھی نکر سکے تو دل سے برا سمجھے اور یہ ایمان کا کم سے کم درجہ ہے

اگر غیور مسلمانوں نے اپنے اپنے گھروں کو اس فتنے سے بچانیکی کوشش کی اور اپنے کاروبار کے مشاغل میں عدیم الفرصت ہونیکی وجہ سے یا نوعمر اولاد کی اصلاح و تادیب کی سر دردی سے گھبرا کر یا یونہی تساہل و تغافل اور لاپروائی کیوجہ سے اس مہم کیطرف توجہ نہ کی اور یہ نئی نسل بگڑتی چلی گئی تو یاد رکھو تھوڑے دنوں میں اس ملک سے اسلام کا نام و نشان مٹ جائیگا۔ اور قیامت کے روز اس جرم عظیم کی ذمہ داری ہمارے سر ہوگی۔ اللہم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ آمین

ماہ محرم کے تیسرے جمعہ کا وعظ

طہارت کے مسائل

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْھَکُمْ وَ

أَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ وَ
إِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَى أَوْ عَلَى سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ
مِنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا
طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ مِنْهُ مَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ
مِنْ حَرَجٍ وَلَكِنْ يُرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ

اے ایمان والو جب تم نماز کے لئے آمادہ ہو تو اپنے منہ دھولیا کرو اور کہنیوں تک اپنے ہاتھ اور اپنے سروں کا مسح کرلیا کرو اور ٹخنوں تک اپنے پاؤں بھی دھولیا کرو اور اگر تمکو نہانے کی حاجت ہو تو غسل کرکے، اچھی طرح پاک و صاف ہو جاؤ اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی جائے ضرور سے ہو کر آیا ہو یا تم نے عورتوں سے صحبت کی ہو اور تمکو پانی میسر نہ ہو تو ستھری مٹی لیکر اس سے تیمم یعنی اپنے موہنوں اور ہاتھوں کا مسح کرلو اللہ تمپر کسیطرح تنگی کرنی نہیں چاہتا بلکہ تمکو صاف ستھرا رکھنا چاہتا ہے اور یہ چاہتا ہے کہ تمپر اپنا احسان پورا کرے تاکہ تم اللہ کا شکر کرو (سورہ مائدہ ع ۲)

ان آیات میں اللہ تعالے نے پہلے وضو پھر غسل اور اسکے بعد تیمم کا حکم نازل فرمایا ہے چنانچہ وضو کے بارے میں ارشاد ہے کہ منہ ہاتھ دھولو سر کا مسح کرلو پھر پاؤں دھولو اور یہی چاروں باتیں وضو میں فرض ہیں باقی سب سنت اور مستحبات ہیں جنابت کیحالت میں حکم ہے فَاطَّهَّرُوا یعنی اچھی طرح پاک ہو جاؤ جسمیں وضو سے زیادہ پانی کا استعمال کرنا پڑتا ہے یہ غسل ہے بعض خاص حالتوں میں جبکہ پانی کا استعمال مضر ہو یا پانی میسر نہ ہو استنجا وضو یا غسل کی حاجت ہو تو ستھری مٹی سے مسح کرکے پاک ہونیکا حکم ہے فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا یہ تیمم ہے

بادشاہ ہوکے حضور میں جاتے وقت ضروری ہوتا ہے کہ آدمی پاک صاف ہو کر جائے جسم و جامہ پر کوئی داغ دھبہ یا کسی قسم کی مکروہ آلودگی نہ ہو ورنہ اندیشہ ہے کہ دربار شاہی سے عتاب نازل ہو اور مورد عنایات خسروانہ ہونیکی بجائے الٹے لینے کے دینے پڑ جائیں اسی پر نماز اور وضو کو قیاس کرلو نماز اس احکم الحاکمین رب العالمین کے دربار کی حاضری ہے جسکے قبضہ قدرت میں تمام سلاطین اور کل کائنات عالم کی جان ہے اور اسکے دربار کی تعظیم کے لئے پاک و صاف ہونے کا نام وضو ہے

معمولی درجے کے حاکم مثلاً ایک تحصیلدار یا مجسٹریٹ کے سامنے جاتے وقت خاص طور پر خیال رکھا جاتا ہے کہ جسم و جامہ اور نشست و برخاست کے انداز میں کوئی بے تمیزی نہ پائی جائے کمشنر یا گورنر کے حضور میں جاتے وقت

Marfat.com

اس سے بھی زیادہ خیال ہوتا ہے اور وائسرائے یا بادشاہ کے سامنے جاتے وقت تو ہمہ تن ادب ہو کر جانا پڑتا ہے لیکن خدا کہ جس ذات مستجمع الصفات کی سلطنت تمام زمین آسمان پر حاوی ہے اور دنیا کے بڑے سے بڑے حاکم اس کے ادنےٰ سے ادنےٰ غلام ہیں اسکے دربار کی حاضری کیلئے پاک صاف ہونے یعنی وضو کرنے میں کس قدر اہتمام اور توجہ کی ضرورت ہے۔

لیکن ہماری توجہ اور اہتمام کا یہ حال ہے کہ نہ پانی کی پاکیزگی اور پانی کے برتن کی صفائی کی پرواہ ہے نہ جوڑوں کو دھونے، مسح کرنے اور خشک مقام کو تر کرنے میں خاص احتیاط ہے نہ وضو میں دنیا کی باتیں کرنے اور ہنسنے سے پرہیز ہے۔ اور اس طرح وضو کیا جاتا ہے۔ کہ نہ کرنے کے برابر ہے۔

نماز مومن کیلئے ایک اعلیٰ مقام ہے چنانچہ حدیث ہے الصلوٰۃ نور المومن یعنی نماز مومن کا نور ہے! اور اس مقام کا دروازہ وضو ہے۔ جب ایک مقدس مقام میں داخل ہونے لگتے ہیں تو دروازے سے اس کا ادب و تعظیم شروع کر دیا جاتا ہے۔ مثلاً جوتی اتار ڈالتے ہیں کوئی گٹھڑی وغیرہ زائد چیز پاس ہوتی ہے اسکو باہر کسی کے سپرد کر دیتے ہیں۔ اسطرح نماز کے آداب اور قواعد وضو سے شروع ہو جانے چاہئیں حدیث شریف ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا

مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ الصَّلٰوةُ وَمِفْتَاحُ الصَّلٰوةِ الطُّهُوْرُ (مشکوٰۃ)	بہشت کی کنجی نماز ہے اور نماز کی کنجی وضو ہے

لہٰذا نماز کے آداب و قواعد کا خیال وضو ہی سے شروع ہو جانا چاہیئے کیونکہ یہ نماز کا دروازہ ہے نماز میں سینہ ہاتھ پاؤں وغیرہ سارے جوڑ رو بقبلہ ہوتے ہیں وضو میں بھی ہمہ تن پاکی اعضا پر متوجہ رہنا چاہیئے اپنے خیال اور توجہ کو ادھر ادھر ہٹنے نہ دیں نماز میں کلمات کے سوا اور کچھ بولنے کا حکم نہیں وضو میں بھی دنیا کی بات نہ کرنی چاہیئے! اور اپنی زبان کو انہی کلمات کے پڑھنے میں مصروف رکھنا چاہیئے جنکا وضو میں پڑھنا مسنون ہے مگر یہ بات مجھے نہایت افسوس کیساتھ بار بار آپ صاحبان سے کہنی پڑی ہے کہ لوگ وضو کا ادب اور تعظیم نہیں سمجھتے جسطرح کہ اور دارے میں چند اشخاص جمع ہوتے ہیں۔ تو وہ آپس میں بلند آواز سے بولنے ہنسنے ادھر ادھر کے تذکرے کرنے کے لئے آزاد ہوتے ہیں اپنے لئے وہی آزادی مسجد میں سمجھتے ہیں حالانکہ مسجد ایک ادب و تعظیم اور رعب و ہیبت کا مقام ہے یہاں بلند آواز سے بولتے ہوئے ڈرنا چاہیئے ہر مسلمان کی یہ شان ہو کہ مسجد دروازے سے داخل ہوتے ہی آواز پست ہو جائے مسجد میں اول تو کوئی غیر ضروری بات ہی نہ کرے اگر مجبوراً کوئی ایک آدھ بات کرنی ہی پڑ جائے تو نہایت ادب سے اور دھیمی آواز کے ساتھ کرے۔ پھر

چھپ جائے اور حتی الوسع طول کلامی سے بچے۔

قضائے حاجت

وضو سے پہلے پیشاب پاخانہ وغیرہ ضروریات طبعی سے فارغ ہو کر آنا چاہیئے۔ ورنہ نماز مکروہ ہوگی ان ضروریات میں بھی ادب اور تہذیب لازم ہے۔

کھڑے ہو کر پیشاب کرنا منع ہے حضرت عمر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے فرمایا لَا تَبُلْ قَائِمًا کھڑے ہو کر پیشاب نہ کرو غسلخانہ میں پیشاب کرنا بھی منع ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

لَا يَبُولَنَّ اَحَدُكُمْ فِيْ مُسْتَحَمِّهٖ ثُمَّ يَغْتَسِلُ فِيْهِ اَوْ يَتَوَضَّأُ فِيْهِ فَاِنَّ عَامَّةَ الْوَسْوَاسِ مِنْهُ (مشکوۃ)

کوئی تم میں سے اپنے غسلخانہ میں ہرگز پیشاب نہ کرے کہ پھر اسمیں غسل کرنے لگے یا اس میں وضو کرے کیونکہ اکثر وسوسے اس سے پیدا ہوتے ہیں

وسواس کی وجہ یہ ہے کہ جب غسل یا وضو کرنے والا وہاں پانی گرائیگا تو بول آمیختہ پانی کی چھینٹیں اس کے بدن پر پڑیں گی پھر اسکو اپنے بدن یا کپڑوں کے ناپاک ہونے کا شک ہوگا جس سے اسکے دل میں تشویش پیدا ہو کر اطمینان عبادت کی مانع ہوگی۔ اگر اضطراراً کسیوقت ایسی جگہ پیشاب ہو بھی جائے تو اسپر ایک دو لوٹے پانی کے ضرور بہا دینے چاہئیں بعض لوگ غسلخانہ میں بالالتزام و بلاتامل اسطرح پیشاب کرنیکے عادی ہوتے ہیں جیسے کسی پیشاب خانہ میں اور اسپر پانی بہانے کی بھی انکو پرواہ نہیں ہوتی۔ یہ گناہ ہے اور حکم پیغمبری کے خلاف ہے۔

پیشاب سے پرہیز

پیشاب کرنے میں بڑی احتیاط رکھنی چاہیئے کہ اسکے چھینٹے بدن پر نہ پڑیں۔ اس سے عذاب قبر کا خوف ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

اِسْتَنْزِهُوْا عَنِ الْبَوْلِ فَاِنَّ عَامَّةَ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنْهُ (مشکوۃ)

پیشاب سے بچو کیونکہ اکثر عذاب قبر اسی سے ہوتا ہے۔

پیشاب سے نہ بچنے اور غیبت پر عذاب قبر

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں کے پاس سے گذرے تو آپنے فرمایا ان دونوں شخصوں کو عذاب ہو رہا ہے۔ اور عذاب بھی کسی ایسی، بڑی بات پر نہیں (جس سے بچنا دشوار ہوتا) ایک شخص تو پیشاب سے نہیں بچتا تھا دوسرا چغلخور تھا یعنی ادھر کی بات ادھر جا لگاتا تھا پھر آپنے ایک سبز شاخ لی اور اس کے دو ٹکڑے کر کے دونوں قبروں میں گاڑ دیے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے ایسا کیوں کیا فرمایا تاکہ ان کے خشک ہونے تک ان کے عذاب میں تخفیف

Marfat.com

رہے اس حدیث میں تین باتوں کا سبق ملتا ہے۔

(۱) پیشاب سے نہ بچنے والے کو قبر میں عذاب ہوتا ہے چغلخوری بھی عذاب قبر کی باعث ہے۔

(۲) قبر پر کوئی سبزی بوٹی یا پودا ہو تو تخفیف عذاب کا باعث ہے۔ کیونکہ وہ اللہ کی تسبیح کرتا ہے اور قبر پر تسبیح تخفیف عذاب کا باعث ہے۔

(۳) چونکہ قرآن مجید کی قرأت تسبیح سے افضل ہے۔ اس لئے قبر پر فاتحہ وغیرہ کوئی رکوع یا سورت قرآن پڑھنا میت کے لئے عذاب سے راحت پانے کا ذریعہ ہے۔

پیشاب کے چھینٹوں سے بچنے کی احتیاط

اللہ اکبر وہ ایک دن زمانہ تھا۔ کہ ایک بندہ خدا نے جب یہ حدیث سنی کہ پیشاب کی چھینٹیں پڑنے سے قبر میں عذاب ہوتا ہے تو وہ ہمیشہ ریت کی ایک تھیلی بھر کر اپنے ساتھ رکھتا جہاں پیشاب کی حاجت ہوتی وہاں اس ریت کو بچھا کر اس پر پیشاب کرتا تاکہ بدن پر کوئی چھینٹ نہ پڑے اور ایک یہ زمانہ ہے کہ رات دن خدا اور رسول کے حکم سناتے رہو اور ثواب و عذاب کے وعدہ وعید کے لئے چیختے چلاتے رہو۔ کچھ اثر نہیں ہوتا ؎

گو بشنت حدیث ے شنود ہوش بے خبر

در حلقہ بصورت وچوں حلقہ بر دری

ڈھیلے کا استعمال

پیشاب کر چکنے کے بعد قطرات بول سے فراغت پانے کے لئے ڈھیلے کا استعمال مناسب ہے تاکہ قطرہ نکلنے کا شک رفع ہو جائے مگر اس میں بھی تہذیب و شائستگی کا لحاظ ضروری ہے۔

پاس تہذیب

ایک گوشے میں بلکہ تنہائی میں کھڑے ہو کر اس ضرورت کو رفع کرنا چاہیے بعض لوگ گلی کوچے میں تہمد پاجامے کے اندر ہاتھ ڈالے سب کے سامنے یہ کام کرتے ہیں بعض اسطرح ہاتھ ڈالے لاپرواہی سے چلے جاتے ہیں گویا ہمیں کوئی دیکھتا ہی نہیں یہ بڑی بے شرمی کی بات ہے اسلامی تہذیب اسکی اجازت نہیں دیتی اور اس سے بے دین لوگوں کو ہنسی کا موقع ملتا ہے۔ کہ وہ دیندار لوگوں کا مضحکہ اڑائیں اپنی دینی آن و آبرو کا پاس ضروری ہے اور ہمکو سب سے بڑھکر شرم و حیا ہے ؎

پلیدی کند گربہ بر جائے پاک	چو زشتش نماید بپوشد بخاک
تو آزادی از ناپسندیدہا	نترسی کہ بر عیب دیدہا

استعمال کرنے کے بعد پانی سے استنجا

ڈھیلا استعمال کرنے کے بعد اگر پیشاب اپنے مخرج (یعنی سوراخ بول) سے باہر نہ پھیلا ہو۔ تو پانی سے استنجا کرنا واجب نہیں لیکن اگر پانی سے استنجا بھی کریں۔ تو اسمیں کمال پاکیزگی ہے اللہ تعالیٰ نے مسجد قبا کے نمازیوں

کے بارے میں (یہ وہ مسجد ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے پہنچ کر سب سے پہلے تعمیر فرمائی تھی) فرمایا

فِیْهِ رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ ۝	اس (مسجد) میں ایسے لوگ ہیں۔ جو پاک رہنا پسند کرتے ہیں اور اللہ پاک رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

جب یہ آیت نازل ہوئی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوایوب انصاری حضرت جابر اور حضرت انس رضی اللہ عنہم سے جو اہل مدینہ تھے فرمایا اے جماعت انصار اللہ نے تمہاری پاکیزگی کی تعریف فرمائی ہے بتاؤ تم نے کیا پاکیزگی اختیار کر رکھی ہے انہوں نے عرض کیا ہم وضو کرتے ہیں غسل کرتے ہیں۔ اور ڈھیلے کے بعد پانی سے استنجا کرتے ہیں آپ نے فرمایا یہی بات ہے ایسا ہی کیا کرو (مشکوٰۃ)

پاخانے میں بھی شرم و حیا اور تہذیب و شائستگی کا لحاظ رکھنا لازم ہے بعض لوگ آبادی کے قریب ہی آنے جانے والے لوگوں کے سامنے قضائے حاجت کے لئے بیٹھ جاتے ہیں یہ بے شرمی کی بات ہے حضرت جابر رضی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لئے آبادی سے اتنی دور نکل جاتے کہ آپکو کوئی نہ دیکھتا (مشکوٰۃ) پیشاب پاخانے میں قبلہ کیطرف منہ یا پیٹھ کر کے بیٹھنا بھی منع ہے اسوقت قبلہ دائیں یا بائیں پہلو پر رہے قضائے حاجت کیوقت کسی سے بات چیت کرنا بھی منع ہے اور موجب عذاب ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

لَا یَخْرُجُ الرَّجُلَانِ یَضْرِبَانِ الْغَائِطَ کَاشِفَیْنِ عَنْ عَوْرَتِهِمَا یَتَحَدَّثَانِ فَاِنَّ اللّٰهَ یَمْقُتُ عَلٰی ذٰلِكَ (مشکوٰۃ)	دو شخص پاخانے کیلئے اسطرح اکٹھے نہ نکلیں کہ دونوں ننگے بیٹھے باتیں کرتے ہوں۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوتا ہے۔

گنوار عورتوں میں یہ مرض خاص طور پر ہوتا ہے۔ رات کی تاریکی میں بستی کے قریب کسی میدان میں قضائے حاجت کے لئے پاس پاس بیٹھ جاتی ہیں اور باہم باتیں بھی کرتی جاتی ہیں یہ نہایت بداخلاقی ہے انکو ایسی حرکات سے منع کرنا چاہئے قضائے حاجت کے بعد جب استنجا کیا جائے تو اسمیں بڑی احتیاط درکار ہے کہ کہیں استنجا ناقص نہ رہے جس سے بدن ناپاک رہ جائے ورنہ نماز درست نہ ہوگی۔ اور لوٹا ناپاک نہ ہونے پائے کیونکہ اس سے لوگ وضو کرتے ہیں۔ منہ میں کلی کے لئے پانی ڈالتے ہیں اگر لوٹا ناپاک ہو گیا۔ تو اس سے وضو کرنیوالے کا وضو درست نہ ہوگا۔ کلی کرنے والے کے منہ میں نجاست جائیگی اور اس کا عذاب لوٹے کو ناپاک کرنیوالے کی گردن پر ہوگا۔ استنجا یوں ہونا چاہیئے کہ پہلے دونوں ہاتھ دھولیں پھر مخرج کو ڈھیلا کر کے دائیں ہاتھ سے پانی ڈالتے جائیں اور بائیں ہاتھ کی جڑی ہوئی انگلیوں کے چپے سے پاخانے کی جگہ کو مل مل کر دھوئیں اسکے بعد پھر ہاتھ دھوئیں یہی عمل تین مرتبہ کریں

Marfat.com

وضو کرنے والے تو سب کے سامنے وضو کرتے ہیں اس لئے اکثر لوگوں کی غلطیاں جو ان سے وضو میں ہوتی ہیں دوسرے لوگوں کو نظر آتی رہتی ہیں اور وہ انکو بتا دیتے ہیں لیکن استنجا غسلخانہ کی خلوت میں ہوتا ہے معلوم نہیں استنجا کرنیوالا کس طرح کرتا ہے۔ اور کیا کرتا ہے عام لوگوں کی عادت ہے کہ وہ ہر دینی کام الٹا سیدھا اناپ شناپ جس طرح دیکھتے ہیں کرتے رہتے ہیں کسی سمجھنے والے سے پوچھتے نہیں میرا خیال ہے کہ اگر غسلخانہ کی اندر کی کارروائی کی پوری تحقیقات کیجائے تو بہت سے لوگوں کے استنجے ناقص کپڑے ناپاک اور ان کے لوٹے نجس ثابت ہوں گے۔

طہارت اور وضو کے نقص سے عبادت درست نہیں ہوتی بلکہ ایک آدمی ناقص طہارت والا جماعت میں ہو۔ تو ساری جماعت پر اسکا برا اثر پڑتا ہے نماز میں سہو وسوسے شیطانی خیالات اور بے لطفی پیدا ہونے لگتی ہے۔ روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز میں سورۂ روم پڑھ رہے تھے کہ آپ کو قرأت میں التباس پیدا ہوا۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا

مَابَالُ اَقْوَامٍ یُصَلُّوْنَ مَعَنَا لَا یُحْسِنُوْنَ الطُّهُوْرَ وَاِنَّمَا یَلْبِسُ عَلَیْنَا الْقُرْاٰنَ اُولٰئِكَ (مشکوۃ) کیا ہوا ان لوگوں کو جو ہمارے ساتھ نماز پڑھتے ہیں کہ وضو و استنجا اچھی طرح نہیں کرتے یہی لوگ ہیں جو ہم پر قرآن میں تشابہ پڑھنے کے باعث ہوتے ہیں۔

خیال کیجئے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ پاک طبیعت جو اپنی قوت لطافت سے جسم سمیت آسمان پر عروج کر سکتی ہے۔ ناقص الوضوء اور ناقص الاستنجا لوگوں کے قرب سے متاثر ہو جائے تو عام لوگوں کا کیا حال۔ یہی وجہ ہے کہ ہماری نمازوں میں شیطانی وسوسوں اور نفسانی خیالوں سے پناہ نہیں اس سے قیاس کر لینا چاہیئے کہ استنجا و وضو میں کسقدر احتیاط اور توجہ کی ضرورت ہے ؎

صاف شو صاف کہ تا مے نشود صاف از درد

نیست ممکن طلب یار رساند خود را!

وضو کے آداب کا خاص خیال رکھنا چاہیئے۔ (۱) ہر جوڑ کو تین دفعہ دھونا چاہیئے۔ اگر دو مرتبہ دھوئیں تو بھی درست ہے۔ مگر تین سے زیادہ مرتبہ دھونا گناہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ سَیَکُوْنُ قَوْمٌ مِّنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ یَعْتَدُوْنَ فِی الدُّعَاءِ وَالطُّهُوْرِ (یعنی عنقریب اس امت سے ایسے لوگ پیدا ہونگے۔ جو دعا اور وضو میں حد سے بڑھنے لگیں گے۔

(استنجا کرتے وقت لوگوں کی چند غلطیاں)

نقص طہارت کا برا اثر

وضو کے آداب

(۲) وضو کے اثنا میں اِدھر اُدھر کی باتیں ہرگز نہ کریں حضرت حسن کا قول ہے کہ ایک خاص شیطان ایسا ہے۔ کہ جو لوگوں پر وضو میں ہنستا ہے اسکا نام "ولہان" ہے

(۳) وضو کے چھینٹے دوسرے لوگوں پر نہ ڈالیں کہ شائستگی کے خلاف ہے۔

(۴) منہ دھوتے وقت منہ پر زور سے پانی نہ ماریں اور کلی کا پانی زور سے نہ گرائیں۔ اس سے بھی دوسروں پر چھینٹے پڑتے ہیں۔

(۵) کانسی اور پیتل کے برتن سے وضو کرنا بھی مکروہ ہے۔ اس کی کراہت حضرت ابن عمر حضرت ابوہریرہ اور حضرت شعبہ سے مروی ہے (احیاء العلوم)

(۶) وضو کرنیوالا وضو سے فارغ ہو کر دل میں خیال کرے میرا ظاہر وجود تو پاک ہو گیا جس پر لوگوں کی نظر پڑ سکتی تھی اب مجھے اپنے باطن کو بھی پاک کرنا چاہیئے جسکو خداوند تعالےٰ دیکھتا ہے۔ اور پھر پورے خلوص دل، توجہ تام اور حضوری کے ساتھ نماز میں مشغول ہو جائے۔

وضو کا طریقہ آپ سب لوگ جانتے ہیں۔ مگر مسح کا طریقہ ذرا پیچیدہ ہے۔ اور اکثر لوگ اس سے بے پروا رہتے ہیں۔ سر کے چوتھے حصے کا مسح امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک فرض ہے۔ اور سارے سر کا مسح مستحب ہے۔ مگر امام مالک رحمۃ اللہ کے نزدیک سارے سر کا مسح فرض ہے۔

مسح کا طریقہ خاص توجہ سے سیکھنا چاہیئے یہ صرف سننے سنانے نہیں آسکتا۔ بلکہ کسی کو اچھی طرح مسح کرتے ہوئے دیکھنے سے آسکتا ہے۔ اور اسکا طریقہ یہ ہے۔ کہ دونوں ہاتھوں کو پانی سے تر کر کے پہلے دونوں ہاتھوں کی درمیانی انگلیوں اور اسکے نیچے کی دونوں انگلیوں سے سر کی کھوپری کا اسطرح مسح ہو کہ پیشانی کے اوپر سے لے کر گدی کے اوپر تک ان انگلیوں کو ان کے پیٹ کیطرف سے پھیرتے ہوئے لیجائیں۔ پھر گدی کے اوپر سے ان انگلیوں کو اٹھائیں اور مع ہتھیلیوں کو کھوپری کے نیچے کے حصہ سر پر رکھکر کنپٹی کے اوپر اوپر سر کے دونوں پہلوؤں پر ہتھیلیوں کو پھیرتے ہوئے سامنے تک لائیں۔ پھر سبابہ اور انگوٹھے سے کانوں کا مسح کریں اسطرح کہ سبابہ تو کان کے اندر پھرے اور انگوٹھا اس کے گرد اور ہاتھوں کی پیٹھ سے گردن کا مسح کیا جائے۔

درجۂ وضو

وضو کا درجہ اس حدیث سے سمجھ لو۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اَلطُّھُوْرُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ | وضو ایمان کا ایک حصہ ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ وضو سے ظاہری پاکیزگی ہوتی ہے اور ایمان سے باطنی پاکیزگی۔

Marfat.com

دوسری بڑی فضیلت وضو کی یہ ہے کہ اس سے تمام صغیرہ گناہ جھڑ جاتے ہیں چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

مَنْ تَوَضَّاءَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ جَسَدِهٖ حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ اَظْفَارِهٖ (متفق علیہ)

جس شخص نے وضو کیا اچھی طرح وضو کیا تو اسکے گناہ بدن سے نکلجاتے ہیں حتی اس کے ناخنوں کے نیچے تک سے نکلجاتے ہیں۔

وضو کا ظاہری اثر

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمکو وہ بات نہ بتا دوں جسکی بدولت اللہ تعالیٰ صغیرہ گناہوں کو معاف کردے۔ اور درجے بلند کردے لوگوں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ آپنے فرمایا

اِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ عَلَى الْمَكَارِهِ وَكَثْرَةُ الْخُطٰى اِلَى الْمَسَاجِدِ وَانْتِظَارُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ (مشکوۃ)

پوری طرح وضو کرنا باوجود تکالیف کے اور زیادہ قدم اُٹھانا۔ (یعنی دور سے چلکر آنا) مسجدوں کی طرف اور نماز کے بعد اگلی نماز کا انتظار کرنا مسجد میں بیٹھ کر پس یہ ایسا ہے جیسے سرحد اسلام پر پہرہ دینا

ازالۂ گناہ

عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ وضو سے گناہوں کا دُھل جانا کنایہ ہے ان کے معاف ہو جانے سے یعنی جو شخص رضائے الٰہی کے لئے عبادت کا ارادہ اور عبادت کیلئے وضو کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکے گناہ معاف کر دیتا ہے مگر واضح ہو کہ بعض ائمہ نے اس ارشاد کو حقیقت پر محمول کیا ہے یعنی جسطرح پانی سے میل کچیل دھل جاتا ہے اسطرح گناہوں کا میل بھی جسمی میل کیطرح پانی میں گھل مل کر بہہ جاتا ہے! وراس مستعمل پانی کے اندر گناہ ملے ہوتے ہیں۔ ہدایہ میں جو لکھا ہے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وضو کا مستعمل پانی نجاست غلیظہ ہے اسپر حضرت مولانا مولوی عبدالحی صاحب محدث لکھنوی بطور حاشیہ میزان الاعتدال عبدالوہاب شعرانی سے یہ عبارت نقل فرماتے ہیں

گناہوں کا دھل جانا کا مطلب

سمعت عليا الخواص يقول مدارك میں نے علی خواص سے سنا ہے وہ کہتے تھے۔ کہ امام

الامام ابی حنیفة دقیقة لا یطلع علیہا الا اہل الکشف من اکابر الاولیاء قال وکان الامام اذا رای ماء المیضاة یعرف سائر الذنوب التی خرت فیه من الکبائر والصغائر فلہذا جعل ماء المطهرة

ابو حنیفہ رضی کے ادارکات بڑے باریک ہیں۔ ان پر بہی بڑے بڑے اولیا آگاہ ہو سکتے ہیں جو اہل کشف ہیں۔ امام صاحب جب وضو کی نالی میں پانی دیکھتے۔ تو اس میں تمام گناہوں کو پہچان لیتے جو کبیرہ اور صغیرہ گناہوں کی اقسام سے اسمیں گرے ہوتے۔ اس لئے انہوں نے طہارت کے

Marfat.com

اذا تطهر به المكلف له ثلثة احوال احدها انه كالنجاسة مغلظة احتياطًا لاحتمال ان يكون المكلف ارتكب كبيرة الثاني انه كالنجاسة المتوسطة لاحتمال ان يكون ارتكب صغيرة الثالث انه طاهر في نفسه غير مطهر لغيره لاحتمال ان يكون المكلف ارتكب مكروها او خلاف الاولى فان ذلك ليس ذنبا حقيقة لجواز ارتكابه في الجملة وفهم جماعة من مقلديه ان هذه الثلثة احوال في حال واحد والحال انها في احوال كما ذكرنا بحسب حصر الذنوب الشرعية في ثلثة اقسام ولا يخلو غالب المكلفين ان يرتكب واحدا منها الا نادرا

پانی کیلئے جبکو کسی مکلف نے جس پر نماز فرض ہے، استعمال کیا ہو۔ تین حالتیں قرار دی ہیں ایک تو یہ کہ وہ احتیاطاً نجاست مغلظہ کی مثل ہے بدیں احتمال کہ اس مکلف نے کسی کبیرہ گناہ کا ارتکاب کیا ہو دوسری یہ کہ نجاست متوسط کی مثل ہو بدیں احتمال ہے کہ اس نے کوئی صغیرہ گناہ کیا ہو تیسری حالت یہ کہ فی نفسہ وہ پاک ہے مگر کسی دوسری چیز کو پاک نہیں کرسکتا۔ اس احتمال سے کہ مکلف کسی مکروہ۔ یا خلاف اولی کا مرتکب ہوا ہو۔ کیونکہ یہ باتیں درحقیقت گناہ نہیں ہیں اسلئے کہ انکا ارتکاب فی الجملہ ہو ہی جاتا ہے اور انکے مقلدین کی ایک جماعت نے سمجھا ہے کہ یہ تینوں اقوال ایک ہی حالت میں ہیں حالانکہ وہ کئی حالتوں میں ہیں جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے۔ شرعی گناہوں کو تین قسموں میں حصر کرنے کے موافق اور اکثر مکلفین ان میں سے کسی نہ کسی قسم کے مرتکب ہونے سے نہیں بچ سکتے۔ مگر شاذ و نادر۔

یہ تو وضو کے دنیا میں فوائد ہیں آخرت میں اسکی بدولت وضو کرنے والوں کو جو درجہ ملیگا۔ اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ وضو کا اخروی فائدہ

اِنَّ اُمَّتِیْ یُدْعَوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ غُرًّا مُّحَجَّلِیْنَ مِنْ اٰثَارِ الْوُضُوْءِ فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْکُمْ اَنْ یُّطِیْلَ غُرَّتَہٗ فَلْیَفْعَلْ (متفق علیہ)

میری امت کے لوگ بلائے جائینگے قیامت کے روز بحالیکہ انکی پیشانیاں نورانی اور ہاتھ پاؤں روشن ہونگے وضو کے اثر سے پس جو شخص یہ طاقت رکھتا ہے کہ اپنے نور پیشانی کو زیادہ کرسکے۔ تو اسے کرنا چاہیئے

وضو میں مسواک کرنے کی بھی بڑی تاکید آئی ہے حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مسواک

Marfat.com

لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰے اُمَّتِیْ لَاَمَرْتُھُمْ بِتَاْخِیْرِ الْعِشَاءِ وَبِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ (متفق علیہ)

اگر میں اپنی امت پر شاق نہ سمجھتا تو ان کو عشا کی نماز دیر سے پڑھنے اور ہر نماز کے لئے مسواک کرنے کا حکم دیتا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ا۔

تَفْضُلُ الصَّلٰوةُ الَّتِیْ یُسْتَاكُ لَھَا عَلَی الصَّلٰوةِ الَّتِیْ لَا یُسْتَاكُ لَھَا سَبْعِیْنَ ضِعْفًا (مشکوٰة)

جس نماز کے لیے مسواک کی جائے وہ اس نماز سے ستر درجہ بڑھکر ہے جس کے لئے مسواک نہ کی جائے

غسل میں بھی بہت احتیاط ملحوظ رکھنی چاہیئے کہ بدن کا کوئی حصہ خشک نہ رہجائے۔ اگر ایک بال کی جڑ کے برابر جگہ بھی آب نارسیدہ رہ گئی تو غسل نہ ہوگا۔ پھر عدم غسل کیحالت میں نماز و قرءت کا جو گناہ ہوگا سو الگ کان کی پیچیدہ گرہی اور ناف کے گڑھے کا خیال ضرور چاہیئے ان میں کچھ نہ کچھ جگہ خشک رہجانے کا احتمال قوی ہے غسل کیوقت ان میں پانی سے تر انگلی پھرا کر ضرور تری پہنچانی چاہیئے۔ غسل میں غرغرہ بھی ضروری ہے۔ وضو میں جو کلی کیجاتی ہے غسل کے وضو میں اسکی بجائے غرغرہ کرنیکا حکم ہے۔ وضو کی عادت پختہ ہونے سے احتمال ہے کہ غسل کرنیوالا کلی پر ہی اکتفا کرے۔ سو اسکو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ غرغرہ کے بغیر غسل کامل نہ ہوگا۔

جس شخص پر جنابت کیوجہ سے غسل واجب ہو اسکو غسل سے پہلے کسیکو سلام کرنا یا سلام کا جواب دینا نہیں چاہیئے کیونکہ سلام اللہ تعالےٰ کا نام ہے۔ اللہ کا نام ایسی ناپاکی کیحالت میں لینا خلاف ادب ہے غسل میں وضو کرتے وقت بسم اللہ بھی نہ پڑھنی چاہیئے کیونکہ اسمیں اللہ کے تین نام ہیں۔ اور بسم اللہ شریف خود قرآن مجید کی آیت ہے۔ ایسی حالت میں قرآن مجید کی کوئی آیت پڑھنا بھی درست نہیں نہ کوئی اور ایسی دعا یا تسبیح یا حمد پڑھنی چاہیئے جس میں اللہ تعالیٰ کے اسماء پاک ہوں۔

غسل اسطرح کرنا چاہیئے کہ پہلے اپنے دونوں ہاتھونکو خوب مل مل کر دھوئیں اور ایسی احتیاط سے دھوئیں کہ انکے مستعمل پانی کا کوئی قطرہ برتن میں نہ گرے نہ ہاتھ کی تری برتن کے منہ یا اس کے اندر پہنچے جسکے لئے یہ ضروری ہے کہ برتن سے پانی لینے کے لئے اسکو کلائی کے یا کہنی کے خشک حصے کے سہارے سے انڈہلیں یا اگر ہاتھ ہی لگائیں تو برتن کے پیندے پر لگے کیونکہ اگر گیلا ہاتھ برتن کے منہ سے لگا تو اس کے اندرونی پانی کے ناپاک ہونیکا احتمال ہے۔ پھر اگر برتن کے پیندے کو ناپاک ہاتھ لگایا ہو تو غسل کے بعد برتن کے

Marfat.com

اس حصے کو پاک کر دینا چاہیے تاکہ ایسا نہ ہو کسی دوسرے شخص کا گیلا ہاتھ اس جگہ سے چھو کر ناپاک ہو جائے جب ہاتھ بخوبی پاک ہو جائیں تو پھر بدن کے جس کسی حصے پر ناپاکی لگی ہو اسکو دھو ڈالیں اسکے بعد آگے پیچھے کی دونوں راہوں کا استنجا کریں پھر وضو کریں جیسے کہ نماز کے لیے کرتے ہیں۔ مگر کلی کی بجائے تین مرتبہ غرغرے کریں اور ناک کو خوب صاف کر کے اس میں پانی پہنچائیں اس کے بعد تین مرتبہ سر پر پانی کے چلو ڈال کر اسکو ملیں۔ حتی کہ ایک ایک بال کی جڑ تر ہو جائے پھر تین بار سارے بدن پر پانی بہائیں۔

بدن کے ہر بال کو تر کرنے کی ضرورت

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جب یہ سنا کہ ایک بال یا بال کے برابر جگہ کے خشک رہ جانے سے بھی غسل نہیں ہوتا تو انہوں نے اس روز سے اپنا سر منڈانا شروع کر دیا۔ تاکہ سر میں کسی بال کی جڑ کے خشک رہ جانے کا احتمال بھی نہ رہے۔ حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ تمام مقامات جسم میں پانی پہنچانے میں یہاں تک مبالغہ کرتے کہ اپنی آنکھوں کے اندر بھی پانی ڈالتے۔ اللہ اکبر! یہی کمال تقویٰ تھا۔ جس نے ان لوگوں کو پاکی نزاہت میں تمام اقوام عالم کا استاد اور پیشرو بنا دیا تھا۔ كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ ؁

ہر کہ ترسید از حق و تقویٰ گزید
ترسد ازوے جن و انس و ہر کہ دید

تیمم

تیمم ان خاص انعامات میں سے ہے۔ جو اللہ تعالےٰ نے خاص امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ کو عطا فرمائے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

فُضِّلْنَا عَلَى النَّاسِ بِثَلٰثٍ جُعِلَتْ صُفُوْفُنَا كَصُفُوْفِ الْمَلٰٓئِكَةِ وَجُعِلَتْ لَنَا الْاَرْضُ كُلُّهَا مَسْجِدًا وَّجُعِلَتْ تُرْبَتُهَا لَنَا طَهُوْرًا اِذَا لَمْ نَجِدِ الْمَاءَ (مشکوٰۃ)

ہم کو لوگوں پر تین باتوں میں فضیلت دی گئی ہے ہماری صفوں کو فرشتوں کی صفوں کی مانند بنایا گیا اور ہمارے لئے ساری زمین کو مسجد بنا دیا اور اس کی مٹی ہمارے لئے (تیمم کے ذریعہ) پاک کرنے والی بنائی گئی۔ جبکہ ہم پانی نہ پائیں۔

تیمم میں انعام الٰہی کی معرفت

اتنا بڑا انعام خداوندی اور ایسی گرانمایہ رعایت مگر ہمارے بھائیوں میں اکثر کو اسکا پوری طرح طریقہ نہیں آتا۔ اگر کسی کو یہ اطلاع مل جائے کہ اس کے لئے سرکار سے دو روپے انعام ملنے کا حکم ہوا ہے۔ تو صرف دس پندرہ منٹ کی تگ و دو سے یہ سارا کھوج نکال لیگا کہ وہ کس محکمہ کی معرفت یہ انعام وصول کر سکتا ہے اور محکمہ کے کونسے اہلکار سے اسکو ملنا چاہیئے۔ اس کا کیا نام ہے کیا عہدہ

Marfat.com

ہے کہاں اسکا دفتر ہے مگر افسوس لوگونکو اس انعام بے پایاں کی کچھ بھی قدر نہیں جو شطر الایمان کا خلیفہ ہے۔ جو مفتاح الصلاۃ کا نائب ہے جو انسان کو مفت میں بلا تکلیف لمحہ بھر کے اندر نجاست حکمی سے پاک کر کے ادائے نماز اور قرءت قرآن کے قابل بنا دیتا ہے ؎

امروز قدر گوہر و خارا برابر است   بادِ سموم با دم عیسےٰ برابر است
چوں در مشام اہل جہاں نیست امتیاز   سرگین گاؤ و عنبر سارا برابر است

حاضرین میں ایک صاحب بیٹھے ہیں انکو ایکدن بخار کی شکایت تھی میں نے دیکھا کہ نماز کے لئے تیمم کی جو ضرورت ہوئی تو درخت کی جڑ میں بیٹھے اس عجیب طریق کا تیمم کر رہے ہیں جو پوری شکل و صورت میں وضو کا خلیفہ بنا دیا گیا خاک پر ہاتھ مار مار کر نمائشی کلیاں بھی ہو رہی ہیں ناک کو بھی پانی کی بجائے مٹی کا کچھ حصہ مل رہا ہے غرض سارے کا سارا تیمم بطور نقل وضو ہو رہا ہے۔ یہ حال تو ہمارے نمازیوں کا ہے اور بے نمازوں کا اللہ ہی حافظ! نمازیوں کی اس بے خبری کی وجہ یہ ہے کہ وہ باوجود ضرورت پر ضرورت پیش آنے کے کسی سے مسئلہ پوچھنے کی تکلیف گوارا نہیں کرتے اور پوچھیں کیونکر جب شوق نہ ہو دل میں طلب نہ ہو وصول الی الحق کا سچا جذبہ نہ ہو تڑپ نہ ہو بےچینی نہ ہو جب یہ بات نہیں تو معمولی سے معمولی مسئلہ پوچھنا بھی ایک بد معلوم ہوتا ہے اور اسپر عمل کرنا تو کیوں نہ بار ہو ذرہ بھی شوق ہو۔ تو ہر تکلیف راحت بن جاتی ہے

گر بود دوست راہ جو نیم   یک گام شود ہزار فرسنگ

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد و آلہ واصحابہ اجمعین ط

ماہ محرم کے چوتھے جمعہ کا وعظ

اذان کے مسائل اور فضائل

اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطٰن الرجیم ؕ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝

اس شخص سے کس کی بات اچھی ہو سکتی ہے جو لوگوں کو اللہ کیطرف بلائے اور نیک کام کرے اور کہے کہ میں بھی مسلمان ہوں (سورۃ فضیلت)

Marfat.com

اس آیت کریمہ سے اذان کی شرعیت اور اسکی فضیلت ثابت ہوتی ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے نزدیک یہ آیت موذنوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے تفسیر خازن یعنی اللہ فرماتا ہے کہ ہر شخص سے اذان دینے والے کی پکار اچھی ہے جو لوگوں کو اللہ کی عبادت کیطرف پکارتا ہے اور خود بھی نماز کیلئے آمادہ ہوتا ہے اور وہ اپنے طرز عمل سے بتلاتا ہے کہ میں بھی اللہ کا ایک فرمانبردار بندہ ہوں کہ سب سے پہلے حاضر مسجد ہوکر اذان دے رہا ہوں۔

اذان کی تاریخ

بعض احادیث سے ثابت ہے کہ اذان سب سے پہلے مکہ میں ہجرت سے پہلے شروع ہوئی ہے طبرانی کی روایت ہے کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام معراج پر گئے تو اللہ تعالیٰ نے اسوقت آپکو اذان کا حکم فرمایا معراج سے واپس آکر آپ نے بلال کو اذان کہائی۔ دارقطنی کی روایت ہے کہ جب نماز کی فرضیت کا حکم ہوا تو اسوقت جبرائیل علیہ السلام نے آپکو اذان کا طریقہ بتایا

اذان کا آغاز مدینہ میں

مگر حقیقت یہ ہے کہ ان روایات میں کوئی روایت صحیح نہیں یہ سب اس صحیح روایت سے معارض ہیں جس سے پایا جاتا ہے کہ اذان کا آغاز مدینہ میں ہوا ہے جیسے مسلم میں مروی ہے کہ كَانَ الْمُسْلِمُوْنَ حِيْنَ قَدِمُوا الْمَدِيْنَةَ يَجْتَمِعُوْنَ وَيَتَحَيَّنُوْنَ الصَّلٰوةَ وَلَيْسَ يُنَادِيْ لَهَا اَحَدٌ فَتَكَلَّمُوْا فِيْ ذٰلِكَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ يُنْصَبُ رَايَةٌ الخ یعنی جب اہل اسلام مدینے آئے تو نماز کے لیے جمع ہوتے اور اسکے وقت کا انتظار کرتے اور اسکے لئے کوئی منادی نہیں کرتا تھا پس اس بارے میں مشورہ کرنے لگے۔ تو کسی نے کہا ہم ایک جھنڈا کھڑا کردیا کریں جس کو دیکھ کر سب جمع ہو جایا کریں۔ الخ (شامی)

اذان کے متعلق مشورہ

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کرکے مدینہ تشریف لائے اور مسجد تعمیر فرمائی تو صحابہ سے اس بارے میں مشورہ کیا کہ کونسی ایسی علامت مقرر کیجائے جس سے نماز کا وقت معلوم ہوسکے اور لوگ حاضر جماعت ہو جایا کریں تو کسی نے ناقوس بجانیکا مشورہ دیا آپ نے فرمایا یہ نصاریٰ کا طریق ہے پھر کسی نے سینگ کو پھونک کے ساتھ بجانے کی صلاح دی آپ نے کہا یہ یہود کا طریق ہے پھر کوئی بولا اسوقت آگ جلا دیا کریں تو ارشاد ہوا یہ آتش پرستوں کا دستور ہے تو کوئی رائے قرار نہ پائی اور سب حاضرین چلے گئے ان میں عبداللہ ابن زید انصاری بھی موجود تھے انہوں نے جو دیکھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

خواب میں اذان کی تعلیم

اس معاملے میں بہت فکر و تردد میں ہیں۔ تو اس سے انکو بھی بیحد فکر و تشویش تھی حتی کہ شب کو کھانا بھی نہ کھایا اور اسی فکر میں سو رہے جب صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ میں نیم خوابی کی حالت میں تھا کہ آسمان سے مجھے ایک اترنے والا دکھائی دیا جس نے دو سبز چادریں اوڑھ رکھی تھیں پھر وہ گھر کی دیوار پر رو بقبلہ کہنے لگا

اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اشہد ان لا الہ الا اللہ

الله اشهد ان لا اله الا الله اشهد ان محمدا رسول الله
اشهد ان محمدا رسول الله حی علی الصلوٰۃ حی علے
الصلوٰۃ حی علی الفلاح حی علی الفلاح الله اکبر
الله اکبر لا اله الا الله ؕ

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ خواب سچا ہے جو کلمات تم نے سنے ہیں بلال کو سکھا دو اسکی آواز تم سے بلند ہے اُنہوں نے حضرت بلال کو وہ کلمات سکھا دیئے۔ اور انہوں نے ایک اونچی جگہ پر کھڑے ہو کر اذان کہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسوقت اپنے گھر میں تھے فوراً سن کر اپنے کپڑے سمیٹتے دوڑتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! قسم ہے اس ذات کی جس نے آپکو حق کیساتھ بھیجا ہے جو کچھ بلال نے پڑھا ہے ایسا ہی خواب میں میں نے سنا ہے حضورؐ نے فرمایا فَلِلّٰہِ الْحَمْدُ اور روایت ہے کہ جسوقت اذان کے کلمات عبد اللہ ابن زید نے خواب میں سُنے تھے اس رات گیارہ صحابہ نے خواب میں وہی کلمات سنے (مجالس الابرار)

جمعہ کی اذان

جمعہ کی اذان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے بابرکت زمانوں میں صرف ایک تھی اور یہ وہی تھی جو خطبہ سے پہلے خطیب کے سامنے کہی جاتی ہے پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جب لوگوں کی کثرت دیکھی اور اذان ہوتے ہی خطبہ شروع ہو جانے سے بہت سے لوگ سماع خطبہ اور ادائے جماعت سے محروم رہنے لگے تو آپ نے اعلان عام کیلئے ایک اور اذان بڑھائی جو بعد اذان دیجاتی ہے پس جمعہ کی پہلی اذان سنت عثمانیہ ہے اور دوسری اذان سنت نبویہ (شامی)

اذان کی شرعی حیثیت

اذان کا دینا سنت موکدہ ہے۔ اور سنت موکدہ کے ترک سے اتنا ہی گناہ لازم آتا ہے جو واجب کو ترک کرنے سے لازم آتا ہے اس لحاظ سے سنت موکدہ واجب سے کم نہیں بلکہ بعض مشائخ نے اذان کو واجب کہا ہے۔ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر ایک بستی کے سارے لوگ بالاتفاق اذان کو چھوڑ دیں تو ان کے ساتھ جنگ کرنی چاہیئے اور اگر ایک شخص اسکا منکر ہو یا تارک ہو تو اس کے کوڑے لگانے اور اسے قید کرنا چاہیئے تارکین اذان کیساتھ جنگ کرنیکا حکم اس لئے ہے۔ کہ اذان دین کی نشانیوں میں سے ہے اور اس کے ترک کرنے میں اسلام کی توہین ہے (شامی)

صحیح یہی ہے کہ اذان اور اقامت دونوں سنت موکدہ ہیں۔ اور یہ نماز فرض کی جماعت کیلئے ضروری ہیں واجب اور سنت نفل و نمازوں کیلئے نہیں واجب جیسے وتر کی نماز عید الفطر کی نماز عید الضحیٰ کی نماز۔ سنت

Marfat.com

جیسے تراویح کی نماز۔ نوافل جیسے استسقا کی نماز کسوف (سورج گرہن کی) نماز جب یہ نمازیں جماعت سے پڑھی جائیں تو ان میں اذان اور اقامت کی ضرورت نہیں (مجالس)

فجر کی اذان

فجر کی نماز میں حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ کے بعد دو بار یہ کلمہ کہنا چاہئے اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ یعنی نماز نیند سے اچھی ہے روایت ہے کہ ایک مرتبہ بلال رضی اللہ عنہ صبح کیوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اسوقت حضرت علیہ السلام خواب میں تھے تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے کہا اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ۔ نماز نیند سے اچھی ہے آپکو یہ کلمہ پسند آیا۔ فرمایا فجر کی اذان میں اسکو بھی پڑھ دیا کرو۔ اس کلمہ کو فجر کی اذان کے ساتھ اس لئے خاص کیا گیا کہ وہ نیند اور غفلت کا وقت ہے بس اس میں زیادہ انتباہ کی ضرورت ہے (مجالس)

تکبیر اقامت

تکبیر اقامت بھی اذان کیطرح ہے۔ مگر اتنا فرق ہے کہ اس میں فلاح کے بعد قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ دو بار کہا جاتا ہے جس کے معنے ہیں۔ کہ نماز کی جماعت کھڑی ہوگئی نیز اذان بلند آواز اور لمبی آواز سے ٹھیر ٹھیر کر کہی جاتی ہے اور تکبیر اقامت اسکی بہ نسبت دھیمی آواز سے اور جلدی جلدی کہی جاتی ہے۔ اس طرح حدیث سے ثابت ہے (مجالس)

صحت الفاظ

اذان کے کہنے میں صحت الفاظ کی بڑی ضرورت ہے۔ اذان کہنے والوں کو اس کی کوشش کرنی چاہیئے جب کہیں اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرْ تو دوسرے اکبر کی راء کو ساکن یعنی اَکْبَرْ پڑھیں کیونکہ وہ موقوف ہے۔ اس پر پیش پڑھنا یعنی اَکْبَرُ کہنا خطا ہے اور پہلے اکبر کی تین صورتیں ہیں خواہ اسپر جزم پڑھیں یعنی کہیں اَللّٰہُ اَکْبَرْ اَللّٰہُ اَکْبَرْ اور اس صورت میں یہ راء موقوف ہوگی۔ اور اللہ کے الف کی زبر اس راء پر سمجھی جائیگی یا اس راء پر پیش پڑھیں اور کہیں اَللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرْ اس صورت میں راء پر اعراب کا پیش ہوگا جو اسکی اصلی حالت ہے یا دونوں پر جزم پڑھیں اور کہیں اَللّٰہُ اَکْبَرْ اَللّٰہُ اَکْبَرْ (شامی)

بعض موذنوں کی غلطیاں

بعض موذن غلطی سے اَللّٰہ کے الف کو کھینچکر مد کے ساتھ پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں آللّٰہُ اَکْبَرُ غفلت سے ایسا کہنا تو گناہ ہے اور جان بوجھ کر کہنے سے کفر کا خوف ہے کیونکہ اللہ اکبر کے معنے تو ہیں اللہ بڑا ہے اور الف کو لمبا کر کے پڑھنے سے یہ معنے ہو جاتے ہیں کہ۔ کیا اللہ بڑا ہے؟ گویا خود اللہ کے بڑا ہونے کا یقین نہیں دوسروں سے پوچھتا ہے۔ استغفر اللہ ربی

بعض موذن نادانی سے اکبر کی ب کی زبر کو بڑھا دیتے ہیں اور پڑھتے ہیں اکبار یہ بھی گناہ ہے بعض ر کے تلفظ کو کھینچتے ہیں اور کہتے ہیں اکبرے یہ بھی ٹھیک نہیں اس قسم کی غلطیوں سے اذان اور

تکبیر اقامت میں اور دیگر ہر موقع میں سچنا چاہئے۔

بعض مؤذن غلطی سے اشھد ان محمد اً رسول اللہ میں اَنَّ کے نون کی زبر کو کھینچ کر اَنّا پڑھتے ہیں اس سے معنے بہت بگڑ جاتے ہیں یعنی اس کے معنے توبہ توبہ (نقل کفر کفر نباشد) یوں ہو جاتے ہیں کہ ہم ہی نبی و رسول ہیں۔ استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ۔ ایسی غلطی سے اپنے آپ کو پوری احتیاط کیساتھ بچانا چاہیے۔

اذان دیتے وقت کی ہیئت

اذان دیتے وقت اسکی اثنا میں کوئی اور بات چیت کرنی نہیں چاہیئے۔ قبلہ رخ ہو کر اذان دیجائے مگر جب کہیں حی علی الصلوٰۃ تو دائیں طرف منہ کر لیں اور جب کہیں حی علی الفلاح تو بائیں طرف رخ پھیر لیں اور ہر دو حالت میں پاؤں اسی طرح قائم رہیں جسطرح رو بقبلہ ہونے کی حالت میں تھے اس میں رمز یہ ہے کہ اذان کے یہ کلمات مناوات (ندا اور پکار) ہیں اور باقی آگے پیچھے کے کلمات مناجات (ذکر و دعا) ہیں اور مناجات میں رو بقبلہ ہونا بہتر ہے کیونکہ ذکر و دعا کی بہتر صورت یہی ہے اور مناوات میں دھر ادھر لوگوں کی طرف رخ کرنا معقول ہے کیونکہ یہ خطاب انہی سے ہے (مجالس)

کانوں میں انگلیاں دینا

اذان دیتے وقت کانوں میں شہادت کی انگلیاں دے لینی چاہیئں۔ چنانچہ روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا اِجْعَلْ اِصْبَعَيْكَ فِيْ اُذُنَيْكَ فَاِنَّهٗ اَرْفَعُ لِصَوْتِكَ یعنی اپنی دونوں انگلیاں اپنے دونوں کانوں میں دے لو کیونکہ اس سے تمہاری آواز خوب بلند ہوگی۔ اور اگر انگلیاں نہ دے بلکہ دونوں ہاتھ ہی دونوں کانوں پر رکھ لے تو یہ بھی خوب ہے چنانچہ ابو محذورہ کے متعلق روایت ہے کہ انہوں نے اپنی انگلیاں جوڑ کر کانوں پر رکھیں امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اگر ایک ہی ہاتھ ایک کان پر رکھے۔ تو اچھا ہے (شامی)

وَيَجْعَلُ نُدْبًا اِصْبَعَيْهِ فِيْ صِمَاخِ اُذُنَيْهِ فَاَذَانُهٗ بِدُوْنِهٖ حَسَنٌ وَبِهٖ اَحْسَنُ

اور مستحب یہ ہے کہ اپنی دونوں شہادت کی انگلیاں دونوں کانوں کے سوراخوں میں ڈال لیں اسکا مطلب ہے کہ انگلیاں کانوں میں دئے بدون اذان دینا اچھا ہے مگر اس کیساتھ اذان دینا زیادہ اچھا ہے (در مختار)

اذان کا وقت

اذان اسوقت دینی چاہئے جب نماز کا وقت ہو جائے اگر نماز کا ٹھیک وقت ہونے سے پہلے اذان دی گئی تو پھر وقت ہونے پر دوبارہ دینی چاہیئے۔ مگر امام ابو یوسف اور امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک فجر کی نماز کے لئے آدھی رات کے بعد اذان دی جا سکتی ہے۔ کیونکہ اہل مکہ اور اہل مدینہ اس پر عمل کرتے آئے ہیں۔ مگر امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ درست نہیں۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

نے بلال رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ لَا تُؤَذِّنْ حَتّٰی یَسْتَبِیْنَ لَکَ الْفَجْرُ ھٰکَذَا یعنی اسوقت تک اذان نہ دو جبتک تمہارے سامنے فجر یوں نہ روشن ہو جائے - اور ساتھ ہی آپ نے اشارتاً اپنا ہاتھ چوڑائی میں کھینچا (ابن ماجہ)

اذان کے بعد توقف تثویب

اذان ہو چکنے کے بعد جب جماعت کیلئے لوگوں کے آنے میں توقف ہو - اور جماعت کھڑی ہونے کیلئے تیار ہو - تو لوگوں کو دوبارہ پکار کر بلانا اور کہنا اَلصَّلٰوۃ اَلصَّلٰوۃ یعنی نماز تیار ہے نماز تیار ہے اسکو تثویب کہتے ہیں - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں تو نمازی اذان سنتے ہی حاضر ہو جاتے تھے مگر جب عہد نبوی کے دور ہونے سے لوگوں میں طاعات و عبادات کیطرف سے سستی عمل میں آنے لگی تو تثویب کا رواج ہو گیا - اور اکثر ائمہ دین نے اسکو مکروہ کہا ہے - مگر امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک امیر المومنین، قاضی، مفتی کو جو اسلامی کاموں میں مصروف رہتے ہیں - اور اذان سنتے ہی مسجد میں آنے اور جماعت کے انتظار میں بیٹھنے کی فرصت نہیں پاتے اسطرح کی اطلاع دینی جائز ہے (عینی شرح کنز وغیرہ)

کن کن نمازوں میں اذان کے بعد توقف ہونا کتنا

جب موذن اذان دے چکے - تو فجر - ظہر عصر اور عشا کی نمازوں میں تکبیر اقامت تک کچھ توقف ہونا چاہیئے تاکہ جو نمازی اذان سنکر آرہے ہیں وہ استنجا و وضو کر کے شامل جماعت ہو سکیں اس توقف کی مقدار یہ ہے کہ فجر کی نماز کے لئے بیس آیات پڑھنے کے برابر ہو - اور ظہر اور عشا کی نماز میں چار رکعت کے برابر جن میں سے ہر رکعت میں دس آیتیں پڑھی جا سکیں اور عصر کی نماز کے لئے دو رکعت کے برابر جن میں بیس آیات پڑھ سکیں (عینی شرح کنز)

اذان و تکبیر کے درمیان نماز کا

بہتر یہی ہے اذان و تکبیر کے درمیان کا وقت سنت و نفل نمازوں میں کاٹا جائے چنانچہ عبد اللہ ابن مغفل سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بَیْنَ کُلِّ اَذَانَیْنِ صَلٰوۃٌ بَیْنَ کُلِّ اَذَانَیْنِ صَلٰوۃٌ بَیْنَ کُلِّ اَذَانَیْنِ صَلٰوۃٌ لِمَنْ شَاءَ یعنی ہر اذان و تکبیر کے درمیان نماز ہے ہر اذان و تکبیر کے درمیان نماز ہے ہر اذان و تکبیر کے درمیان نماز ہے اس کے لئے جو پڑھنی چاہے نیز فرمایا کہ لَا یُرَدُّ الدُّعَاءُ بَیْنَ الْاَذَانِ وَالْاِقَامَۃِ یعنی اذان و تکبیر کے درمیان کی ہوئی دعا رد نہیں ہوتی - پس جب اسوقت دعا کی اسقدر فضیلت ہے - تو نماز کی کیوں نہ اس سے بھی زیادہ فضیلت ہو گی (مجالس)

مغرب کی نماز

لیکن جس فرض نماز سے پہلے نفل و سنت نمازیں نہیں پڑھی جاتیں - جیسے مغرب کی نماز تو اس میں امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک اذان و تکبیر میں صرف کھڑے کھڑے اسقدر خاموشی کا وقفہ کافی (شامی)

Marfat.com

جس میں تین چھوٹی آیتیں یا ایک بڑی آیت تلاوت کر سکیں انہی سے ایک روایت یہ ہے کہ تین قدم چلنے کے برابر توقف کرے پھر تکبیر کہے ۔ کیونکہ مغرب کی اذان کے بعد جلدی نماز پڑھنے کا حکم ہے ۔ دیر کرنا مکروہ ہے جس کے لئے تھوڑا سا وقفہ کافی ہے صاحبین کے نزدیک تھوڑی دیر تک بیٹھ کر (جلسہ خفیفہ کے ساتھ) وقفہ کرنا چاہئے ۔ کیونکہ اذان کے ساتھ نماز کو ملا دینا مکروہ ہے ۔ اتنی دیر بیٹھ جانا چاہیئے جتنی دیر تک خطیب دو خطبوں کے درمیان بیٹھتا ہے (مجالس)

قرون اولیٰ میں شوقِ جماعت

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں اور پھر صحابہ و تابعین اور تبع تابعین کے بابرکت زمانوں میں عام دل دین کی محبت اور طاعات و عبادات کے شوق سے سرشار تھے اس لئے جب یہ لوگ اذان سنتے تھے تو گھر میں بازار میں کہیں ہوں پھر توقف نہیں کرتے تھے فوراً کام کاج چھوڑ کر مسجد کی طرف چل پڑتے تھے علم کہ ایک صحابی کا ذکر ہے جو لوہار کا پیشہ کرتے تھے کہ جب اذان ان کے کان میں پہنچتی تو اگر اس وقت ان کا ہاتھ ہتھوڑے کے ساتھ اٹھا ہوا ہوتا ۔ تو پھر اس کو اہرن پر نہیں مارتے تھے بلکہ وہیں ہتھوڑے کو الگ رکھ کر مسجد کو چل پڑتے اور جو لوگ مسجد میں حاضر ہو جاتے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتظار میں بلا کسی قسم کی بے چینی کے نہایت صبر و سکون کے ساتھ بیٹھے رہتے حتیٰ کہ بعض وقت عشاء کی نماز کے انتظار میں بڑی رات گزر گئی ۔ اور بعض صحابہ اونگھنے لگ گئے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تشریف لا کر نماز پڑھائی

آجکل جماعت سے بے پروائی

مگر آجکل لوگوں کو طاعات و عبادات کی طرف رغبت اور ان کا شوق بہت کم ہے ۔ اذان سنتے ہیں اور جانتے ہیں کہ اب فوراً مسجد کی طرف چل پڑنا چاہیئے مگر اس طرح حقے پینے اور دنیوی باتیں کرنے میں لگے رہتے ہیں ۔ ان کا خیال ہوتا ہے ۔ کہ ابھی نماز میں دیر ہے ۔ جب تکبیر کہنے کا وقت آئیگا فوراً جا کر وضو کر کے شامل جماعت ہو جائینگے ادھر جو نمازی وقت پر آ گئے ہیں ان کو جماعت کے انتظار میں صبر کرنا مشکل ہے ۔ وہ بے چین رہیں کہ کب جماعت کھڑی ہو اور اس جھگڑے سے نجات ملے عشاء کی نماز ہو تو بار بار کہتے ہیں ۔ کہ آدھی رات ہو گئی پھر نماز کب پڑھی جائیگی ۔ اگر فجر کی نماز ہو تو یہ تقاضا ہے کہ سورج نکلنے کے قریب آ گیا ہے نماز پڑھنی ہے یا نہیں بعض منچلے امام کے استمزاج کے بغیر خود بخود تکبیر کہنی شروع کر دیتے ہیں تاکہ امام مجبور ہو کر نماز شروع کرا لے بعض نازک مزاج اتنا منت کش ہونا بھی گوارا نہیں کرتے وہ جب دیکھتے ہیں کہ جماعت میں ذرا دیر ہے اور نمازیوں کا انتظار ہو رہا ہے ۔ تو جھٹ اپنی اکیلی اناپ شناپ الٹی سیدھی نماز پڑھی ۔ اور یہ جا وہ جا وہ اذان کی پروا نہ جماعت کی ۔ مگر ان سارے مرحلوں کے بعد جب نماز جماعت کھڑی ہوتی ہے تو ایک

Marfat.com

دور کعتیں ہو چکتی ہیں۔ تو وہ حقہ کش صاحبان بھی خراماں خراماں تشریف لاتے ہیں اور جب دیکھتے ہیں آدھی نماز ہو چکی یا سلام قریب ہے۔ تو بس آگ ہو جاتے ہیں اور پکارتے ہیں کہ۔ ہیں! اذان کے ساتھ ہی جماعت سورج بھی چھپنے نہ دیا۔ یا پو بھی نہیں پھٹنے دی میاں جی گھر سے تکبیر تحریمہ کہ کر آئے تھے؟ مگر میاں جی بیچارے کیا کریں دو زبردست طاقتوں کے درمیان پھنس گئے! اِدھر مسجد میں بیٹھنے پر صبر نہ کر سکنے کی طاقت اُدھر اذان سنکر گھروں سے نکلنے والی طاقت ؎

در گونہ رنج و عذاب است جان مجنوں را

بلائے صحبت لیلےٰ و فرقت لیلےٰ

مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ہدایت بخشے اذان سنتے ہی فوراً نماز کے لئے چل پڑا کریں پھر جب مسجد میں آ جائیں تو جماعت کے انتظار میں صبر کر کے بیٹھے اللہ اللہ کریں استغفار پڑھیں درود شریف کا ورد کریں جلدی جماعت ہونیکا تقاضا ہرگز نہ کریں یہ خود غرضی ہے جسکا مدار امام ہی پر رہنے دیں جو سبکی رعایت مدنظر رکھتا ہے اور اگر دیر سے آئیں تو جماعت کے فوت ہونے پر نہ گھبرائیں یہ اپنا قصور دوسروں پر تھوپنے کی غلطی ہے۔ بلکہ اپنے آپکو قصوروار سمجھیں کہ اذان سنکر کیوں نہ فوراً آئے ؎

سرمایہ زندگی عبادت باشد	خوش آنکہ دلش مائل طاعت باشد
آواز موذن چو شنیدی بشتاب	کاین بانگ صلائے خوان نعمت باشد

اگر کئی اشخاص کی ایک نماز فوت ہو جائے تو بہتر ہے کہ اسکو جماعت کیساتھ پڑھیں اور اسکے لئے اذان اور تکبیر کہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لیلۃ التعریس میں جبکہ صبح کی نماز فوت ہو گئی تھی اس پر عمل فرمایا تھا اگر کئی نمازیں ہوں۔ تو صرف پہلی نماز کی جماعت کیلئے اذان و تکبیر کہیں باقی کے لئے اختیار ہے۔ خواہ اذان و تکبیر کیساتھ پڑھیں۔ یا بلا اذان و تکبیر۔

جب کئی اشخاص جنگل میں ہوں یا سفر کر رہے ہوں اور نماز کا وقت آ جائے تو نماز باجماعت پڑھیں اور اس کے لئے اذان و اقامت کہیں۔ ہاں اگر صرف اقامت پر اکتفا کریں۔ تو یہ بھی درست ہے (مجالس)

یہ لوگ اذان نہ دیں۔ انکی اذان مکروہ ہے (۱) جنبی یعنی جسکو نہانے کی حاجت ہو (۲) عورت (۳) فاسق۔ یعنی جو شخص شراب نوشی حرام کاری قمار بازی وغیرہ اعمال بد میں بدنام ہو۔ (۴) بدمست جو شراب وغیرہ کے نشے سے مست ہو (۵) دیوانہ (۶) بے ہوش (۷) کھڑا ہونے سے معذور یعنی جسکی ٹانگیں از کار رفتہ ہوں اٹھ نہ سکتا ہو

ان اشخاص کی اذان درست ہے۔ مکروہ نہیں۔ (۱) لڑکا جو نابالغ ہو بشرطیکہ اذان دینے کی سمجھ رکھتا ہو

قضا نمازوں کیلئے اذان و تکبیر

یہ لوگ اذان نہ دیں

ان لوگوں کی اذان درست ہے

Marfat.com

(۲) بے وضو۔ مگر بے وضو کی تکبیر مکروہ ہے۔ (۳) غلام (۴) نابینا (۵) مجہول النسب (۶) اعرابی

اذان کا مقصد

سبحان اللہ۔ اسلام پاک کا جو حکم ہے وہ گوناگون خوبیوں پر مشتمل ہے۔ اذان دراصل لوگوں کو عبادت کیطرف بلانے کے لیئے ایک اطلاع ہے۔ اسلام کے سوا اور جتنے مذہب ہیں۔ ان میں بھی کسی نہ قسم کی عبادت مروج ہے۔ اور ساتھ ہی لوگوں کو عبادت گاہ میں بلانے کا بھی کچھ نہ کچھ طریقہ مقرر ہے۔ مگر قربان جائیں اسلام پاک کے کہ اس کی جو بات ہے سب مذاہب سے اچھی ہے۔ جو کام ہے سارے ادیان سے اعلیٰ و اشرف ہے۔ عیسائی گرجا میں لوگوں کو عبادت کی غرض سے بلانے کے لیئے گھنٹہ بجاتے ہیں۔ ہندو اپنے مندروں میں لوگوں کو بلانے کیلئے سنکھ بجاتے ہیں۔ مگر بلانے کے ان طریقوں میں سے سکول کی گھنٹی اور کارخانہ کے وسل سے زیادہ کوئی بات نہیں۔ خالی اطلاع کی اطلاع ہے۔ بس۔ مگر اذان وہ شاندار منادی ہے۔ جو مسلمانوں کو نماز کے وقت سے آگاہ بھی کرتی ہے۔ اور اپنے لفظوں سے خدا کی بزرگی۔ اس کا جلال۔ اس کی توحید۔ اس کے رسول کی سچائی اور نماز کی فضیلت بھی دل پر نقش کر دیتی ہے۔ کیا کسی دوسرے مذہب کی منادی میں یہ خوبیاں اور حکمتیں ہیں۔؟ ہرگز نہیں ❊

اذان کا ثواب

اذان ایک طاعت و عبادت بھی ہے۔ جس کا بڑا اجر ملیگا۔ مگر افسوس لوگ اس سے بے پرواہ ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اذان دینا صرف اس کا کام ہے جو مسجد کی روٹیاں کھاتا ہو۔ حالانکہ یہ امر دینی ہر مسلمان نمازی کیلیئے مشروع ہے۔ اور جب موقع ملے۔ یا جب ضرورت ہو۔ تو اس کو اس کے ثواب سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔

اذان کا اجر

حضرت ابوہریرہ رضی سے روایت ہے۔ کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الْأَوَّلِ ثُمَّ لَمْ يَجِدُوا إِلَّا أَنْ يَسْتَهِمُوا عَلَيْهِ لَاسْتَهَمُوا عَلَيْهِ الخ اگر لوگوں کو معلوم ہوتا وہ ثواب جو اذان دینے میں اور جماعت کی پہلی صف میں کھڑا ہونے میں ہے۔ پھر اس کے حصول کی صورت نہ پاتے۔ مگر یوں کہ اس کیلیئے قرعہ اندازی کریں۔ تو ضرور قرعہ اندازی کرنے لگتے (ریاض الصالحین)

اذان دینے کی فضیلت

حضرت معاویہ رضی کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے۔ اَلْمُؤَذِّنُوْنَ اَطْوَلُ النَّاسِ اَعْنَاقًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اذان دینے والے قیامت کے روز سب لوگوں سے زیادہ

لمبی گردنوں والے یعنی سربر آوردہ ہونگے (ریاض الصالحین)

دراز گردن یا سر برآوردہ سے مطلب یہ ہے۔ کہ سب سے زیادہ مستحق ثواب ہونگے یا سب لوگوں سے فائق و مقدم و قابل ترجیح ہونگے۔ یا سب سے زیادہ ثواب کے متوقع اور امیدوار ہونگے۔ کیونکہ جس شخص کو کسی چیز کی توقع غالب ہوتی ہے وہی اس کیطرف گردن اٹھا اٹھا کر دیکھا کرتا ہے بخلاف اسکے دوسرے لوگ مایوس و شکستہ اور سر افگندہ ہونگے۔ انکی گردنیں نیچی ہونگی (شرح ریاض الصالحین)

جنگل میں اذان

عبداللہ ابن عبدالرحمن ابن صعصعہ سے ابوسعید خدری نے کہا کہ میں تمہیں دیکھتا ہوں کہ تم جنگل میں بکریاں چرانا بہت پسند کرتے ہو۔ جب تم اپنی بکریوں میں جنگل میں ... ہو پھر نماز کیلئے اذاں کہو تو بلند آواز سے کہا کرو کہ مؤذن کی اذاں کو جن و انسان سنتے ہیں قیامت کے دن وہ اس کیلئے گواہی دینگے۔ ابوسعید نے کہا کہ یہ بات میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے (ریاض)

اذان دینے کا ثواب

حضرت ابن عباس سے روائت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا مَنْ اَذَّنَ سَبْعَ سِنِیْنَ مُحْتَسِبًا کُتِبَ لَہٗ بَرَاءَۃٌ مِّنَ النَّارِ (مشکوٰۃ) جس شخص نے سات سال تک اذان دی اسکے لئے آگ سے نجات لکھدی

مؤذن کا درجہ

حضرت ابن عمر کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ نے کہ ثَلٰثَۃٌ عَلٰی کُثْبَانِ الْمِسْکِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ عَبْدٌ اَدّٰی حَقَّ اللّٰہِ وَحَقَّ مَوْلَاہُ وَرَجُلٌ اَمَّ قَوْمًا وَّھُمْ بِہٖ رَاضُوْنَ وَرَجُلٌ یُّنَادِیْ بِالصَّلٰوٰتِ الْخَمْسِ کُلَّ یَوْمٍ وَّلَیْلَۃٍ یعنے قیامت کے روز تین شخص مشک کے ٹیلوں پر ڈیرا جمائے ہونگے۔ یعنے بہت عیش و سرور میں ہونگے۔ ایک وہ غلام جس نے اللہ کا حق بھی ادا کیا اور اپنے آقا کا بھی۔ اور ایک وہ شخص جو لوگوں کا امام ہو۔ اور لوگ اس سے خوشنود ہوں۔ اور ایک وہ شخص جو رات دن پانچوں نمازوں کی اذان دیتا ہو (مشکوٰۃ)

اذان اور شیطان

احادیث میں آیا ہے۔ کہ شیطان اذان کی آواز سے بھاگ جاتا ہے۔ اس بنا پر بعض صالحین سے یہ عمل منقول ہے۔ کہ جب مسافر راستہ بھول جائے تو وہ بلند آواز سے اذان دینے لگ جائے۔ چونکہ راستہ بھلا دینا ایک فعل شیطانی تھا وَمَآ اَنْسَانِیْہُ اِلَّا الشَّیْطٰنُ اور شیطان کے بھاگ جانے سے اس کا عمل بھی باطل ہو جائیگا۔ اس لئے امید ہے۔ کہ اثنائے اذان ہی میں یا اس کے بعد اللہ تعالےٰ مسافر کے دل میں ٹھیک راستے کا خیال القا کردیگا۔ یہ عمل نواب صدیق حسن خاں نے اپنی کتاب الدواء والدواء میں نقل کیا ہے۔

اذان بوقت طاعون

بعض لوگ حصن حصین کی ایک حدیث کی بنا پر طاعون کی وبا میں بھی اذان دینا مفید سمجھتے ہیں۔ کیونکہ طاعون بھی ایک شیطانی اثر ہے۔ جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے۔ مگر بعض محققین کے نزدیک طاعون میں اذان

دینا حدیث سے ثابت نہیں ہوتا۔ اذان سے شیطان کا بھاگ جانا جن احادیث میں مذکور ہے وہ یہ ہیں

اذان سے شیطان کا بھاگنا

حضرت ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ اِذَا نُوْدِیَ بِالصَّلٰوۃِ اَدْبَرَ الشَّیْطٰنُ لَہٗ ضُرَاطٌ حَتّٰی لَا یَسْمَعَ التَّاذِیْنَ حَتّٰی اِذَا قُضِیَ التَّاذِیْنُ اَقْبَلَ حَتّٰی اِذَا ثُوِّبَ بِالصَّلٰوۃِ اَدْبَرَ حَتّٰی اِذَا قُضِیَ التَّثْوِیْبُ اَقْبَلَ حَتّٰی یَخْطُرَ بَیْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِہٖ یَقُوْلُ اُذْکُرْ کَذَا وَاذْکُرْ کَذَا لِمَا لَمْ یَذْکُرْ مِنْ قَبْلُ حَتّٰی یَظَلَّ الرَّجُلُ مَا یَدْرِیْ کَمْ صَلّٰی (متفق علیہ) یعنے جب اذان دی جاتی ہے تو شیطان گوز لگاتا ہوا پچھلے پاؤں بھاگتا ہے۔ تاکہ اسے اذان سنائی نہ دے۔ حتی کہ جب اذان پوری ہو چکتی ہے۔ تو پھر آجاتا ہے۔ یہانتک کہ جب تکبیر اقامت کہی جاتی ہے تو پچھلے پاؤں بھاگتا ہے۔ حتی کہ جب اقامت پوری کہی جاتی ہے تو آجاتا ہے تاکہ آدمی کے دل میں خطرے ڈالے اسے کہتا ہے فلاں چیز یاد کر فلاں چیز یاد کر ان چیزوں کو یاد دلاتا ہے جو نماز سے پہلے یاد نہ تھیں یہانتک کہ آدمی کی یہ حالت ہوتی ہے کہ اس کو یہ بھی خبر نہیں رہتی کہ کتنی نماز پڑھی ہے۔ بخاری و مسلم کی روائیت ہے (ریاض)

اذان سے شیطان کا دور

حضرت جابر رضہ سے روائیت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اِنَّ الشَّیْطَانَ اِذَا سَمِعَ النِّدَاءَ بِالصَّلٰوۃِ ذَھَبَ حَتّٰی یَکُوْنَ مَکَانَ الرَّوْحَاءِ یعنے شیطان جب نماز کی اذان سنتا ہے تو بھاگ جاتا ہے حتی کہ روحا کے برابر دور چلا جاتا ہے۔ روحا مدنیہ سے چھتیس میل کے فاصلے پر ایک مقام ہے (مشکوٰۃ)

نماز میں شیطانی حربے

اوپر کی حدیث میں نماز کے اندر شیطانی وسواس کے متعلق جو پتے کی بابت بتائی گئی ہے اسکا تجربہ تقریباً ہر نمازی کو ہوگا۔ کہ نماز کے اندر وہ وہ باتیں ذہن میں اترنے لگتی ہیں۔ جن کا نماز سے باہر نشان و گمان بھی نہ ہوگا۔ کئی بھولی ہوئی باتیں یاد آجاتی ہیں۔ بہت سے مشکل امور کی عقدہ کشائی سوجھ پڑتی ہے۔ بہتیری عمدہ اور عجیب تدابیر دماغ میں آنے لگتی ہیں۔ یہ سب شیطان کے کرشمے ہیں۔ جو نمازی کو ان باتوں کی چاٹ میں لگا کر اس کو توجہ الی اللہ سے غافل کرنا چاہتا ہے ؛

اذان کا جواب

جب اذان ہونے لگے تو اس کے کلمے کلمے کا جواب دیتے جانا ہر شخص پر واجب ہے اگرچہ وہ جنبی ہو۔ یا قرآن پڑھنے میں مصروف ہو۔ قرأت کو ترک کر کے اذان کا جواب دے پھر تلاوت کرے۔ لیکن یہ لوگ اذان کا جواب نہ دیں (۱) حائضہ عورت (۲) نفاس والی عورت (۳) جو شخص خطبہ سن رہا ہو (۴) جو شخص نماز جنازہ میں ہو۔

Marfat.com

(۵) جو شخص مشغول بجماع ہو (۶) جو شخص بیت الخلاء میں ہووے (۷) جو شخص کھانا کھا رہا ہو (۸) جو شخص فقہ وغیرہ کو علم دین پڑھ رہا ہو یا پڑھا رہا ہو کیونکہ یہ کام جواب اذان سے افضل ہے۔ اس میں حرج نہ ہونا چاہیئے (درمختار) اذان کے جواب دینے کا طریقہ یہ ہے کہ جو کچھ مؤذن کہتا ہے وہی کلمات اس کے ساتھ ساتھ کہتے جائیں۔ مگر حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کے جواب میں کہیں۔ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہ اور اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْم کے جواب میں کہیں صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ (درمختار)

دعا بعد ختم اذان

اذان پوری ہو جائے۔ تو یہ دعا پڑھنی چاہیئے۔ اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَائِمَۃِ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَنِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ یہاں تک کہ یہ دعا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے بعض روایات کی بنا پر اکثر اصحاب اسکے ساتھ یہ بھی پڑھتے ہیں۔ وَارْزُقْنَا شَفَاعَتَہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ ط بعض لوگ وَالْفَضِیْلَۃَ کے بعد وَالدَّرَجَۃَ الرَّفِیْعَۃَ بھی پڑھتے ہیں۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ

بچے کے کان میں اذان

اذان کی اہمیت کیلئے اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل ہو سکتی ہے۔ کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے۔ تو اس کے دنیا کے قدم رکھنے میں جو کلمات سب سے پہلے کان میں پڑنے چاہئیں وہ اذان کے کلمات ہی ہونے چاہئیں۔ چنانچہ احادیث سے ثابت ہے کہ بچے کو نہلا دھلا کر اسکے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر اقامت پڑھنی سنت ہے۔ چنانچہ ابو رافع کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب امام حسن ابن علی پیدا ہوئے تو ان کے کان میں اذان کہی (کذا فی المشکوٰۃ)

مرقاۃ میں جامع صغیر سیوطی سے نقل ہے کہ خلیفہ عمر بن عبد العزیز سے مروی ہے۔ کہ آپ بچے کے دائیں کان میں اذان اور بائیں میں اقامت پڑھتے تھے۔ اور مسند ابو یعلی میں حضرت امام حسین سے مرفوعاً مروی ہے مَنْ وُّلِدَ لَہٗ وَلَدٌ فَاَذَّنَ فِیْ اُذُنِہِ الْیُمْنٰی وَاَقَامَ فِیْ اُذُنِہِ الْیُسْرٰی لَمْ تَضُرَّہٗ اُمُّ الصِّبْیَانِ یعنی جس شخص کے گھر بچہ پیدا ہوا۔ اور وہ اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر اقامت کہے۔ تو اسکو ام الصبیان کا مرض نہ ہوگا۔ (حاشیہ مشکوٰۃ)

ام الصبیان

حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ بنی آدم میں سے جو پیدا ہوتا ہے۔ تو اس کی پیدائش کے وقت اسے شیطان ضرور چھیڑتا ہے۔ وہ بچہ جو روتا ہے تو شیطان ہی کی چھیڑ سے روتا ہے (کذا فی المشکوٰۃ باب الوسوسۃ) اس سے یہ قیاس میں آتی ہے کہ بچے کے کان میں اذان دینے سے مقصود دفع شیطان ہے تاکہ پھر بچے کو نہ چھیڑے۔ ایک واعظ نے بچے کے کان

Marfat.com

میں اذان دینے کے متعلق خوب نکتے کی بات بیان کی تھی۔ انہوں نے وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے کہا۔ اللہ تعالیٰ عصر یعنے زمانے کی اہمیت کے سبب سے اس کی قسم کھاتا ہے۔ اور پھر فرماتا ہے کہ اسی زمانے کے متعلق انسان سراسر گھاٹے اور ٹوٹے میں ہے۔ جس کی عمر کا ایک ایک جزو مبدم گزرتا جارہا ہے۔ اور اس میں کمی ہی ہوتی جاتی ہے۔ کبھی بیشی نہیں ہوئی۔ اور پھر گذر جانے کے بعد زمانہ اس قدر بے بود و موہوم نظر آتا ہے گویا تھا ہی نہیں۔ پس عمر انسانی خواہ بیس تیس برس پر ختم ہو جائے یا اسّی نوّے اور سو دو سو سال کو پہنچ جائے۔ انجام کار چند لمحے سے زیادہ نہیں نظر آتی چنانچہ بچہ کے پیدا ہونے پر اسکے ایک کان میں اذان دوسرے میں تکبیر کہنے میں یہ حکمت ہے کہ اسکو پیدا ہوتے ہی گویا یہ تنبیہہ کر دیجاتی ہے۔ کہ مولود! تم اپنی زندگی اتنی ہی سمجھو جتنی دیر اذان سے تکبیر تک کی ہوتی ہے۔ ابھی سے اس حقیقت پر متنبہ رہو تا کہ عمر کے ختم ہونے پر بھی متاسف نہ ہو۔ اور اس وقت قلیل کو اسی طرح طاعت و عبادت میں گذارو جس طرح اذان سے تکبیر تک گذارنا چاہئیے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد وآلہ

ماہ محرم کے پانچویں جمعہ کا وعظ

نمازِ استسقاء

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۙ يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ۙ
وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ۙ یہ آیات

سورہ نوح میں حضرت نوح علیہ السلام کے قصے میں آئی ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو صدہا برس ہدایت کی۔ مگر چند ایک اشخاص سے زیادہ ایمان نہیں لائے۔ آخر اللہ کی طرف سے ان کو یہ سزا دی گئی کہ قحط پڑ گیا۔ مدتوں مینہ نہ برسا۔ اور چالیس سال تک کسی کے گھر بچہ پیدا نہ ہوا۔ سب عورتیں بانجھ ہو گئیں۔ مگر حضرت نوح علیہ السلام اب بھی ان لوگوں کو سمجھاتے رہے کہ اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۙ اب بھی اپنے پروردگار سے معافی مانگو وہ بڑے بخشنے والا ہے۔ يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ۙ تم پر بہت مینہ برسائے گا
وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ۙ

Marfat.com

تمہاری مدد کرے گا مال کے ساتھ بچوں کی مدد کے ساتھ۔ اور بنائے گا تمہارے لئے باغات اور چلائے گا تمہارے لئے نہریں ؀

اس سے ظاہر ہے کہ قحط جو پڑتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے پڑتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی بندوں کی نافرمانی و گنہگاری سے ہوتی ہے۔ اور اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے۔ کہ قحط وغیرہ مصائب سے نجات پانے کی سب سے بہتر تدبیر یہ ہے کہ اللہ سے بخشش مانگیں۔ معافی کی التجا کریں۔ استغفار کریں توبہ کریں۔ غرض انسان پر جو تکالیف و مصائب آتے ہیں سب اس کے اعمال کا نتیجہ ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَآ اَصَابَكُمۡ مِّنۡ مُّصِيۡبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتۡ اَيۡدِيۡكُمۡ وَيَعۡفُوۡا عَنۡ كَثِيۡرٍ یعنے اور جو بھی مصیبت تم پر آتی ہے۔ تو وہ خود تمہارے اعمال کیوجہ سے آتی ہے۔ اور وہ تو بہت سے گناہ بخشدیتا ہے (شوریٰ ع ۴) اس آیت سے ظاہر ہے کہ فاقہ بیماری قحط گرانی سیلاب آتشزدگی وغیرہ تمام بلائیں خود بندوں کے گناہوں کا نتیجہ ہوتی ہیں۔ اور بندوں کے گناہوں کی وہ کثرت ہے کہ اللہ تعالیٰ سارے گناہوں پر گرفت کرنے لگتا۔ تو پھر کوئی ٹھکانا نہ تھا مگر وہ بڑا غفور الرحیم اور رؤف و کریم ہے کہ بہت سے گناہ تو معاف کر دیتا ہے۔ اور بندے کو مہلت دیتا جاتا ہے کہ شائد اب بھی سمجھ جائے۔ شائد اب بھی سمجھ جائے۔ آخر جب دیکھتا ہے کہ بندہ باز ہی نہیں آتا تو پھر اسکو اپنے عذاب میں مبتلا کرتا ہے۔

ابن عباس رضؓ سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ کہ ایک لکڑی کی رگڑ اور ایک قدم کا پھسلنا اور ایک رگ کی تڑپ تک بھی گناہ کی وجہ سے پیش آتی ہے اور جو گناہ و تقصیر اللہ تعالیٰ معاف کرتا رہتا ہے وہ کہیں زیادہ ہیں۔ (تفسیر خازن)

اس آیت سے ظاہر ہے کہ قحط کی بلا جو بندوں پر مسلط ہوتی ہے۔ تو یہ بھی ان کے بُرے اعمال کا نتیجہ ہے۔ اور اس قسم کی بلا کا نزول اس وقت ہوتا ہے جب بندوں کی سرکشی حد سے تجاوز کر جاتی ہے۔ ورنہ سرسری طور پر کئے ہوئے یا غلطی سے ایک دو مرتبہ وقوع میں آئے ہوئے گناہوں سے تو اللہ تعالیٰ درگذر فرماتا رہتا ہے۔ پس اس بلا سے نجات پانے کی تدبیر یہی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں گناہوں سے توبہ کریں ؀

قحط سے مراد ہے رزق کا روک دیا جانا۔ خواہ وہ بارش کے نہ ہونے سے ہو۔ یا ٹڈی سے

ابن عباس کی روایت

قحط بُرے اعمال کا نتیجہ

قحط کیا ہے

Marfat.com

یا کسی اور آفت سے۔ اسی وجہ سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لَيْسَتِ السَّنَةُ بِاَنْ لَا تُمْطَرُوْا وَلَا تُنْبِتُ الْاَرْضُ شَيْئًا یعنے قحط صرف اس کا نام نہیں کہ مینہ نہ برسے اور کھیتی نہ اگے" (مجالس الابرار)

اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ بارش نہ ہونے کا نام ہی قحط نہیں ہے۔ بلکہ یہ حالت بھی قحط میں داخل ہے۔ کہ مینہ برسے مگر پیداوار نہ ہو۔ یا پیداوار ہو مگر ٹڈی کیڑا آگ طوفان آب وباد سے برباد ہو جائے۔ اور لوگوں کے ہاتھ کچھ نہ آئے۔ بلکہ پیداوار کا موجود ہو کر ہاتھ سے جاتا رہنا اور بھی زیادہ سخت ہے کیونکہ فراخی کی امید کے بعد تنگی کا نازل ہونا زیادہ ناگوار ہوتا ہے۔ بجائے اس کے کہ پہلے ہی فراخی سے ناامید ہوں اور اس قسم کی تکالیف و مصائب سے بندوں کو ان کی بداعمالیوں کی سزا ملتی ہے آج بھی یہی حالت ہے کہ مینہ بھی برسا۔ پیداوار بھی کافی ہوئی۔ مگر وہی تنگی کی تنگی ہے، لوگ روپیہ پیسے کو ترس رہے ہیں۔ اور گھر گھر محتاجی کا رونا ہے۔ یہی قحط ہے۔ اور یہ ہماری بداعمالیوں کا نتیجہ ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ بارش کیلئے دعا ہی نہ کرنی چاہیئے۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ رزق کا مدار بارش پر نہ سمجھیں۔ اور بارش ہی کو اپنا رازق و روزی رساں قرار نہ دیں۔ بلکہ یہ سمجھیں کہ ہماری ہر مراد کا مدار اللہ کی رضا پر ہے۔ وہ چاہے تو بارش کے بغیر ہی اسکو رزق سے مالامال کردے، اور اگر اس کی رضا نہ ہو تو سینکڑوں بارشوں اور جھڑیوں سے بھی اناج کا ایک دانہ پیدا نہ ہو۔ غرض اصل مقصود اپنے گناہوں کا اقرار اور اللہ کی رضا جوئی ہونی چاہیئے۔ اور یہی مقصد ہے استسقاء سے جس میں بندوں کو اپنے گناہوں اور تقصیروں سے توبہ اور اللہ سے معافی کی التجا کرنی چاہیئے تاکہ تنگی و قحط کی جو بلا اس نے بطور سزا ہم پر نازل کی ہوئی ہے، اسکو وہ رفع کردے، اور ہمارے جرموں سے درگذر فرمادے۔

استسقاء کے معنی ہیں بارش مانگنا جب بارش نہ برسے اور قحط پڑجائے۔ تو دو نفل نماز پڑھ کر بارش کیلئے دعا کیجاتی ہے۔ اس کا نام نماز استسقاء ہے۔ جو سنت ہے۔

نماز استسقاء کا سب سے اچھا طریقہ یہ ہے کہ اسلامی حاکم۔ یا حاکم کا نائب، یا اگر اسلامی حکومت نہ ہو تو قاضی شہر یا امام جامع لوگوں کو متواتر تین دن روزے رکھنے کا حکم دے۔ پھر چوتھے دن وہ تمام لوگوں کو ساتھ لیکر جنگل کیطرف جائے اور وہاں نماز و دعا کرے۔ یہ بھی منقول ہے کہ اسی طرح مسلسل

عدم نعمت سے حصول نعمت اور زوال نعمت زیادہ تکلیف دہ ہے

تنگی کا اصل سبب قحط ہے

استسقاء کے معنی اور نماز استسقاء

نماز استسقاء کا طریقہ

Marfat.com

تین دن تک جا کر نماز و دعا کرتے ہیں کیونکہ اقرار خطا اور عذر تقصیر کم از کم تین مرتبہ ہونا چاہئے (مجالس)

نماز استسقاء کے آداب یہ ہیں (۱) اس نماز کیلئے نماز عید کیطرح چاشت کے وقت باہر نکلیں (۲) مستحب یہ ہے کہ بدن اور کپڑے پاک و صاف ہوں (۳) خوشبو لگانی نہیں چاہئے کیونکہ اس میں اظہار فقر ضروری ہے اور خوشبو تنعم کے سامان سے ہے (۴) پھٹے پرانے کپڑے پہننے چاہئیں۔ جن سے تذلل و مسکنت اور عجز و درماندگی پائی جائے جیسے کہ آگے ایک حدیث آتی ہے (۵) حرکات و سکنات اور گفتار و کردار سے خضوع و خشوع اور حزن و غم اور انکسار و افتقار ظاہر ہونا چاہئے (۶) بدھے ضعیف اور بوڑھی عورتیں معصوم بچے بھی ساتھ ہونے چاہئیں کہ انکے لئے اللہ کی رحمت جوش میں آئے (۷) بندوں کے حقوق قرض اجرت حصہ شرکت نفقہ وغیرہ جو دبا رکھے ہوں پہلے ادا کر دئے جائیں (۸) اللہ کے مالی حقوق زکوٰۃ۔ نذر۔ کفارہ بھی ادا کر دیں (۹) باہر جانے سے پہلے حسب مقدور صدقہ و خیرات دیں۔ کیونکہ شدائد و مصائب کے وقت صدقہ و خیرات دینا مشروع۔ اس سے بلائیں ٹل جاتی ہیں (۱۰) کبیرہ و صغیرہ گناہ جو سرزد ہو چکے ہیں ان سے سچی توبہ کریں اور آئندہ عمر بھر ان سے پرہیز رکھنے کا پختہ عہد کریں (۱۱) اپنے زمانے کے کسی مقبول عام و خاص عالم متقی صالح و زاہد بزرگ کا توسل کریں یعنی اللہ سے یوں دعا کریں اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَسْقِيْ وَنَسْتَشْفِعُ اِلَيْكَ بِعَبْدِكَ فُلَانٍ یعنی فلاں کی جگہ اس بزرگ کا نام لیں جیسے کہ آگے ایک حدیث سے اس کی تائید ہوگی (غنیہ)

نماز استسقاء کے آداب

بخاری کی روایت ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ کہ جب قحط پڑتا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نماز استسقاء میں حضرت عباس ابن عبد المطلب کے ساتھ توسل کرتے اور یوں دعا کرتے اَللّٰهُمَّ اِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا فَتَسْقِيْنَا وَاِنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا یعنے الٰہی ہم تیری بارگاہ میں اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ توسل کرتے تھے تو تو بارش برسا دیتا تھا۔ اب ہم تیری بارگاہ میں اپنے نبی ص کے چچا کے ساتھ توسل کرتے ہیں پس اب بھی بارش برسا دے۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر بارش برس جاتی (مشکوٰۃ)

توسل

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نماز استسقاء کیلئے نکلے بجائیکہ آپ پرانے کپڑے پہنے ہوئے تھے خاکساری اور خضوع و تضرع کے ساتھ (مشکوٰۃ) نماز استسقاء میں سب سے زیادہ ضروری بات یہ ہے کہ اپنی خطاؤں کا اقرار اور استغفار نہایت عجز و زاری سے کرے اگر کوئی ... فی زمانہ دیہات میں برادری کا رواج ہے کہ جس شخص سے برادری ناراض ہو جاتی ہے تو اسکا حقہ اور پانی بند کر دیتے ہیں تاوقتیکہ وہ برادری کا مجرم اپنے جرم و قصور کا اقرار صاف لفظوں میں

خضوع و تضرع

Marfat.com

کرتا ہے اور برادری کے سامنے عاجزی سے ناک رگڑتا ہے تو پھر اسکا حقہ پانی کھلتا ہے جب ہم لوگ اس مالک برحق کو ناراض کردیں جو سارے جہان کے پانیوں کا خالق اور مالک ہے اور اسکی مرضی کے بغیر کوئی ایک قطرہ پانی کا نہیں دے سکتا۔ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ۔ اے پیغمبر لوگوں سے پوچھو کہ بھلا یہ تو بتاؤ کہ اگر تمہارا پانی زمین میں سمٹ جائے تو پھر تمکو کون خالص پانی لاکر دے! اور وہ ہمپر اپنا پانی بند کردے تو ہم اس کے آگے عاجزی کی ناک رگڑے بغیر اور اپنے گناہوں کا اقرار اور توبہ کئے بدوں کیونکر امید کرسکتے ہیں کہ وہ ہماری خواہش پوری کردیگا اور ہمپر پانی برسادیگا جب تک پہلے گناہوں سے توبہ اور آئندہ کے لئے گناہ نہ کرنے کا پختہ اقرار نہ کیا جائے اللہ تعالیٰ سے مینہ مانگنا اور جنگل میں جاکر استسقا کے لئے سجدے کرنا فضول ہے۔ یہ وہی مثال ہوگی کہ ایک شخص ہمیشہ بادشاہ کے حکموں کی خلاف ورزی کرتا رہے اور اسکے قانون کو توڑتا رہے اور ایسے اعمال کا مرتکب ہوتا رہے جو اسکو باغی و سرکش قرار دیتے ہوں لیکن جب کوئی ضرورت پیش آجائے تو اپنی غرض لیکر منہ اٹھائے بادشاہ کے حضور میں چلا جائے۔ کیا ایسا بیوقوف انسان جو برسوں سے بادشاہ کو ناراض کرتا رہا ہے۔ آناً فاناً بادشاہ سے اپنا مقصد پورا کرسکتا ہے؟

ایک دوست اپنے کسی دوست کی بدسلوکی اور بیوفائی سے سخت ناراض ہوجاتا ہے تو کیا اس سے یہ توقع رکھنی درست ہے کہ وہ دوست جب اس کے سامنے کوئی اپنی غرض لے جائیگا۔ تو فوراً اسکو پورا کردیگا۔ اور اسکی دلجوئی و خاطرداری میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھے گا تاوقتیکہ یہ غافل و حق فراموش دوست پہلے اپنی سابقہ غلطی کا کھلے لفظوں میں اقرار نہ کرے۔ اور آئندہ کے لئے رسم دوستی کی پوری عادت رکھنے کا عہد نہ کرے ؎

بگل آلودہ راہِ مسجد گرفت

ز بخت نگوں طالع اندر شگفت

ایک شخص گارے میں لت پت مسجد میں جانے لگا۔ یہ قسمت کی عجیب بات تھی ؎

یکے زجر کردش کہ تبّت یداک

مرو دامن آلودہ در جائے پاک

ایک شخص نے اسکو ڈانٹا کہ تیرا ستیاناس ہو مٹی سے آلودہ کپڑوں کے ساتھ پاک جگہ میں نہ جا ؎

مرا رقتے در دل آمد بریں

کہ پاک ست و خرم بہشت بریں

اس بات سے میرے دل پر بڑا اثر ہوا۔ کہ بہشت بھی ایک پاک اور نفیس جگہ ہے

در اقامت گاہ پاکان امید وار
رنگ آلودہ معصیت را چہ کار

وہ پاک لوگوں کی جگہ ہے گناہوں کے گارے سے آلودہ ہونیوالے لوگوں کا وہاں کیا کام؟
پس جب بارگاہ خدا میں اپنی غرض لے کر جائیں تو کم از کم گناہوں سے توبہ کر کے اس گندگی سے اپنے آپکو پاک تو کر لیں تاکہ اس بارگاہ میں حاضر ہونے کے لائق ہو جائیں۔

ایک چغلخور کے سبب سے دعا قبول نہ ہوئی

کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عہد میں سخت قحط پڑا آپ بنی اسرائیل کو ساتھ لیکر استسقا کے لئے جنگل کیطرف نکلے تین دن دعا و نماز پڑھتے رہے مگر بارش نہ ہوئی جناب باری سے حضرت موسیٰ پر وحی آئی کہ تمہاری قوم میں ایک شخص چغلخور ہے اس لئے دعا قبول نہیں ہوئی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اے پروردگار! وہ کون ہے؟ تاکہ ہم اسکو اپنی جماعت سے نکال دیں۔ ارشاد ہوا کہ اے موسےٰ میں تمکو لوگوں کی چغلی سے منع کرتا ہوں۔ تو کیا خود ہی چغلی کھانے لگوں! حضرت موسےٰ نے اپنی قوم کو حکم دیا۔ کہ ہر شخص تہ دل سے چغلی سے توبہ کرے۔ سب نے توبہ کی تو بارش سے جل تھل ایک ہو گئے (مجالس)

انسان کی بد عملی کے نتیجہ سے بیچارے حیوانات بھی مبتلا ہو جاتے ہیں۔ عذاب قبر اور احساس حیوانات۔ حیوانات کی دعا

امساک باراں محض بنی آدم کے گناہوں کا نتیجہ ہے مگر اسی نتیجہ کی سختی بیچارے حیوانات کو بھی اٹھانی پڑتی ہے۔ جو برے پڑوس کی شامت ہے ؎

شنیدم کہ بر بوم مرغ و دوان
شود تنگ روزی بفعل بداں

اس لئے جب کافر مرتا ہے اور قبر میں دفن کیا جاتا ہے تو منکر و نکیر اس کے پاس آکر سوال کرتے ہیں وہ جواب سے قاصر رہتا ہے۔ تو فرشتے اسکو مارنا شروع کر دیتے ہیں۔ جسکی تکلیف سے وہ اس زور سے روتا چلاتا ہے کہ جن و انسان کے سوا تمام مخلوق اسکو سنتی ہے اور اسپر لعنت بھیجتی ہے حتی کہ قصاب کی بکری بھی جسکو وہ ذبح کر رہا ہو اور چھری اس کے گلے پر ہو اسوقت کہتی ہے لَعَنَهُ اللّٰهُ هٰذَا الَّذِي كُنَّا نُمْنَعُ الْقَطْرَ لِاَجْلِهٖ یعنی اللہ کی اسپر لعنت ہو۔ یہی وہ شخص تھا جسکی پاداش میں ہم بھی بارش سے محروم رہتے تھے اور یہی مراد ہے اللہ تعالےٰ کے اس قول سے يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ یعنی اللہ انپر لعنت کرتا ہے اور دوسرے لعنت کرنیوالے بھی لعنت کرتے ہیں (غنیہ)

احادیث سے یہ بھی ثابت ہے کہ قحط میں جانور بھی اللہ تعالےٰ سے طلب باراں کرتے ہیں۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ ایک نبی وقت لوگوں کے سامنے

غاصبین حقوق کی دعا غیر مقبول

طلب باراں کیلئے نکلے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک چیونٹی اپنے پاؤں آسمان کیطرف اُٹھائے دعا کرتی ہے تو نبی نے لوگوں سے فرمایا اب واپس چلو اس چیونٹی کی بدولت تمہاری دعا قبول ہوگئی (مشکوۃ)

حضرت سفیان رحؒ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل پر سات سال قحط رہا یہانتک نوبت پہنچی کہ اُنھوں نے مردار جانور اور اپنے بچے تک کھانے شروع کردیئے وہ ہمیشہ پہاڑوں میں جاتے بارگاہ خدا میں گریہ وزاری کرتے آخر اللہ کیطرف سے نبی قوم پر وحی آئی کہ میں تم میں سے کسی کی دعا قبول کرونگا اور نہ کسیکے رونے پر رحم کرونگا تاوقتیکہ تم لوگ غصب کردہ حقوق انکے حقداروں کو ادا نہ کردو چنانچہ ان لوگوں نے تمام حقوق ادا کردیئے تو بارش ہوگئی (مجالس)

معصوم کی دعا قبول

روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک مرتبہ اپنی قوم کو لیکر دعائے استسقا کیلئے باہر نکلے جب قبولیت دعا کے آثار نظر نہ آئے تو آپنے حکم دیا کہ جو شخص کسی گناہ کا کبھی مرتکب ہوچکا ہے وہ واپس چلا جائے۔ یہ سنکر سب کے سب لوگ واپس چلے گئے حضرت عیسیٰ کے ساتھ صرف ایک کانا آدمی باقی رہ گیا۔ آپ نے اس سے فرمایا۔ کہ کیا تم نے کوئی گناہ نہیں کیا اس نے عرض کیا کہ میں نماز پڑھ رہا تھا ایک حسین عورت پاس سے جو گذری تو میں نے ایک آنکھ سے اسکو دیکھ لیا۔ معاً دل میں ندامت پیدا ہوئی۔ تو میں نے کھڑے کھڑے آنکھ میں انگلی ڈال کر ڈیلا نکال ڈالا اور اس عورت کیطرف پھینک دیا حضرت عیسیٰ نے فرمایا تم دعا کرو میں آمین کہوں گا اُس نے دعا کی تو مینہ کی جھڑی لگ گئی (مجالس)

ایک مجذوب کی دعا

عطائے سلمی کہتے ہیں کہ ایکمرتبہ سخت قحط پڑا ہم لوگ نماز استسقا کے لئے باہر نکلے تو قبرستان میں سعدون مجذوب ملا۔ جس نے مجھے دیکھ کر کہا۔

سعدون۔ عطا یہ بھیڑ بھاڑ کیسی ہے۔ کیا لوگ میدان حشر میں جارہے ہیں؟

عطا۔ نہیں، قحط پڑ رہا ہے ہم لوگ نماز استسقا کے لئے جارہے ہیں۔

سعدون کیا قلوب ارضیہ کے ساتھ جارہے ہیں یا قلوب سماویہ کے ساتھ؟

عطا۔ قلوب سماویہ کے ساتھ۔

سعدون۔ ان فریب کار لوگوں سے کہدو کہ فریب نہ کریں کیونکہ دلوں کو پرکھنے والا بڑا بینا ہے

پھر اس نے آسمان کیطرف نظر کرکے یوں دعا کی، الٰهي وسيدي لا تهلك بلادك بذنوب عبادك ولكن بالمكنون من اسمائك وما وارت الحجب من الائك اسقنا ماء غدقا تحيي به البلاد وتروي به العباد يا من

Marfat.com

هو علیٰ کل شیئ قدیرہ ابھی یہ دعا پوری نہ ہونے پائی تھی کہ افق سے ایک بادل نمودار ہوا۔ جو گرجتا برستا اور امیدواروں کو نہال کرتا چلا گیا (مجالس)

استسقا کی نماز میں غریب و خستہ حال اور ضعیف بوڑھے اور اہل تقویٰ وصلاح بکثرت شامل ہوں اور وہ جب دعا کریں تو اس میں بے زبان جانوروں اور معصوم بچوں کے لئے خصوصیت سے رحم کی درخواست کریں حدیث شریف میں آیا ہے لولا صبیان رضع وبہائم رتع وعباد رکع لصب علیکم العذاب صبا۔ یعنی اگر شیر خوار بچوں اور بے زبان چوپایوں اور عبادت گذار بندوں کا لحاظ نہ ہوتا تو تم پر عذاب ٹوٹ پڑتا اور یہ مسنون دعا بار بار پڑھنی چاہئیے۔ اَللّٰھُمَّ اسْقِ عِبَادَکَ وَبَھَائِمَکَ وَانْشُرْ رَحْمَتَکَ وَاَحْیِ بَلَدَکَ الْمَیِّتَ دعا میں تمام مقتدی صف بستہ دو زانو بیٹھے ہوں اور امام رو بقبلہ کھڑا ہو (مجالس)

دعا نہایت رقت قلب اور حضوری دل سے کیجائے دنیوی حکام کے سامنے ہم اپنی التماسات پیش کرتے وقت کس توجہ اور خلوص نیت سے بات کرتے ہیں یہ درگاہ احکم الحاکمین کی ہے جس کی قدرت و عظمت سب حکام وسلاطین سے برتر ہے جسکا اقتدار و اختیار سب سے وسیع ہے چاند، سورج، ہوا، پانی، بادل، مینہ غرضکہ ساری زمین اور ساتوں آسمان اور انکی تمام موجودات اسکے حکم کی پرستار اور اسکی تابعدار ہے وہ حقیقی حاکم ہے دوسرے سب مجازی حاکم ہیں مجازی حاکموں کا اقتدار اسکے اقتدار کے مقابلہ میں بالکل محدود و برائے نام ہے مثلاً اگر کوئی قانونگوے یا تحصیلدار یا ریونیو افسر یا ڈپٹی کمشنر یا کمشنر بلکہ صوبہ کا لاٹ حتے کہ ملک معظم بھی اگر چاہے کہ اپنی مرضی کیمطابق بادل سے ایک بوند برسا دے تو نہیں برسا سکتا لیکن وہ حقیقی حاکم اور مالک الملک جب چاہتا ہے دم کی دم میں مینہ کی ندیاں چلا دیتا ہے۔ پس جب ہم ان محدود الاقتدار مجازی حکام کے سامنے اپنا مدعا یا عرض کرتے وقت اسقدر صاف دلی اور حضور قلب سے کام لیتے ہیں۔ تو اس حاکم حقیقی کی جناب میں جسقدر بھی حضوری قلب سے دعا کیجائے کم ہے۔

دعا کیساتھ اس یقین کا جذبہ بھی دل میں غالب ہونا چاہئے کہ ہماری دعا قبول ہو جائیگی جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے ادعوا اللہ وانتم موقنون بالاجابۃ یعنی اللہ سے دعا کرو ساتھ ہی قبولیت کا یقین بھی رکھو اور اللہ فرماتا ہے ادعونی استجب لکم یعنی میری بارگاہ میں دعا کرو میں قبول کرونگا۔

پندار از یں در کہ ہرگز نہ بست کہ نومید گردد بر آوردہ دست

دوسری جگہ ارشاد ہے واذا سئلک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع

بچوں اور ضعیفوں اور جانوروں کی دعا

دعا میں خشوع و خضوع اور حضور قلب ضروری ہے

دعا میں یقین کا ہونا ضروری ہے

اذا دعان یعنی جب میرے بندے تم سے میرے بارے میں پوچھیں۔ تو میں قریب ہوں پکارنیوالے کی پکار کو پہونچتا ہوں۔ (مجالس)

دعا

بار بار یہ دعا کرنی چاہیئے۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ اَمَرْتَنَا بِدُعَائِکَ وَوَعَدْتَنَا اِجَابَتَکَ فَقَدْ دَعَوْنَاکَ کَمَا اَمَرْتَنَا فَاَجِبْنَا کَمَا وَعَدْتَنَا اَللّٰھُمَّ فَامْنُنْ عَلَیْنَا بِمَغْفِرَۃِ مَا قَارَفْنَا وَاِجَابَتِکَ فِیْ سُقْیَانَا وَسَعَۃِ رِزْقِنَا (مجالس)

امام ابو حنیفہ کا مذہب

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک استسقا میں نماز باجماعت مسنون نہیں کیونکہ اسکا مدار صرف استغفار و دعا پر ہے۔ چنانچہ حضرت نوح کا قول قرآن مجید میں مذکور ہے کہ فقلت استغفروا ربکم انہ کان غفارا یرسل السماء علیکم مدرارا الخ لیکن صاحبین رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک امام دو رکعت نماز پڑھائے قرات بلند آواز سے پڑھے پھر خطبہ پڑھے جس میں زیادہ تر استغفار ہو خطبہ سے فارغ ہو کر قبلہ رخ کھڑا ہو جائے۔ اور اپنی چادر الٹائے جسمیں خشک سالی کے سرسبزی کی حالت سے بدل جانے کی فال مقصود ہے اور یوں بار بار دعا کرے۔ جو صحیح حدیث میں آئی ہے۔ اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا غَیْثًا مُغِیْثًا مَرِیْئًا مَرِیْعًا نَافِعًا غَیْرَ ضَارٍّ عَاجِلًا غَیْرَ اٰجِلٍ (جوہرہ نیرہ)

آنحضرت کی نماز استسقا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ لوگوں نے آنحضرت کے پاس آکر قحط کی شکایت کی تو آپ نے عیدگاہ میں منبر رکھنے کا حکم دیا۔ اور لوگوں سے فرمایا۔ فلاں دن سب باہر چلو۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ سورج نکلتے وقت آپ باہر تشریف لے گئے۔ پھر منبر پر بیٹھکر تکبیر کہی۔ اور اللہ کی حمد کی پھر لوگوں سے فرمایا تم نے قحط اور تاخیر باراں کی شکایت کی ہے اللہ کا حکم ہے کہ دعا کرو۔ اور اس نے قبول فرمانیکا وعدہ کیا ہے پھر آپ نے یوں دعا کی الحمد للہ رب العلمین الرحمن الرحیم۔ مالک یوم الدین۔ لا الہ الا اللہ یفعل ما یرید۔ اللھم انت اللہ لا الہ الا انت الغنی ونحن الفقراء انزل علینا الغیث واجعل ما انزلت لنا قوۃ وبلاغا الی حین۔ پھر اپنے ہاتھ اٹھائے اور برابر اٹھاتے گئے حتی کہ بغل مبارک کی سفیدی نمودار ہونے لگی اسکے بعد لوگوں کی طرف پشت کی۔ اور اپنی چادر مبارک الٹ دی۔ اور ہاتھ اٹھائے رکھے پھر لوگوں کیطرف منہ کیا اور منبر سے اتر کر لوگوں کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھی اتنے میں اللہ تعالیٰ نے ایک چھوٹا سا بادل نمودار کیا جو گرجنے اور چمکنے لگا۔ اور اللہ کے حکم سے برسنا شروع ہوا حتی کہ آپ کے مسجد تک پہنچتے پہنچتے بارش سے سیلاب بہ نکلے جب آپ نے دیکھا کہ لوگ

گھروں میں داخل ہونے کیلئے تیز دوڑ رہے ہیں تو آپ نے تبسم فرمایا حتیٰ کہ دندان مبارک ظاہر ہوگئے اور کہا اشهد ان الله علی کل شئی قدیر و انی عبد الله و رسوله میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور میں اللہ کا بندہ اور اسکا رسول ہوں (مشکوٰۃ)

استغفار کی اور بھی کئی دعائیں ماثور و منقول ہیں جن میں سے بعض کا ذکر کیا جاتا ہے

(۱) اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُغِيْثًا مَرِيْئًا هَنِيْئًا مَرِيْعًا غَدَقًا مُجَلَّلًا عَامًّا طَبَقًا سَحًّا دَائِمًا الٰہی برسا ہم پر مینہ اچھا تازہ کرنیوالا خوشگوار مفید بکثرت بافراط بہت بہت اور زیادہ اور ہمیشہ۔

(۲) اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا الْغَيْثَ وَلَا تَجْعَلْنَا مِنَ الْقَانِطِيْنَ الٰہی ہم پر مینہ برسا اور ہمیں ناامید نہ رکھ!

(۳) اَللّٰهُمَّ سُقْيَا رَحْمَةٍ لَا سُقْيَا عَذَابٍ وَلَا مَحْقٍ وَلَا بَلَاءٍ وَلَا هَدْمٍ وَلَا غَرَقٍ الٰہی رحمت کا مینہ نہ کہ عذاب کا نہ تباہ کرنیکا نہ بلا کا نہ منہدم کرنیکا نہ ڈبو دینے کا۔

(۴) اَللّٰهُمَّ اِنَّ بِالْبِلَادِ وَالْعِبَادِ وَالْخَلْقِ مِنَ اللَّاْوَاءِ وَالْبَلَاءِ وَالْجَهْدِ وَالضَّنْكِ مَا لَا نَشْكُوْ اِلَّا اِلَيْكَ ٥ الٰہی شہروں اور بندوں اور مخلوق پر وہ افسردگی اور بلا اور تکلیف اور تنگی ہے۔ جسکا تیری طرف ہی شکوہ ہے۔

(۵) اَللّٰهُمَّ اَنْبِتْ لَنَا الزَّرْعَ وَاَدِرَّ لَنَا الضَّرْعَ وَاسْقِنَا مِنْ بَرَكَاتِ السَّمَاءِ وَاَنْبِتْ لَنَا مِنْ بَرَكَاتِ الْاَرْضِ ٥ الٰہی ہمارے لئے کھیتی اگا اور ہمارے لئے دودھ بہا۔ اور ہم کو آسمان سے بابرکت پانی پلا اور ہمارے لئے زمین سے مبارک پیداوار اگا۔

(۶) اَللّٰهُمَّ ارْفَعْ عَنَّا الْجَهْدَ وَالْجُوْعَ وَالْعُرْيَ وَاكْشِفْ عَنَّا مِنَ الْبَلَاءِ مَا لَا يَكْشِفُهُ غَيْرُكَ الٰہی ہم سے تکلیف بھوک اور برہنگی دور کر دے اور ہمسے بلا کو دفع کر دے جسکو صرف تو ہی دفع کر سکتا ہے

(۷) اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَغْفِرُكَ اِنَّكَ كُنْتَ غَفَّارًا فَاَرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْنَا مِدْرَارًا الٰہی ہم تجھ سے بخشش چاہتے ہیں تو ہی بخشنے والا ہے پس ہم پر بارش نازل کر (غنیہ)

استسقاء یا طلب باراں کے متعلق ایک نہایت ہی اہم بات مسلمانوں سے عرض کرنی ضروری ہے اور وہ بگ کے بارے میں ہے جسکے متعلق مسلمان ایک نہایت سخت غلطی میں مبتلا ہیں تو ہم بار بار پہلے بھی بیان کر چکے ہیں کہ مسلمان بہت سی ہندوانی رسموں کے پیرو ہو کر اپنے دین میں بدعت کو ترقی دے رہے ہیں مگر جگ ہندوؤں کی ایک خاص رسم ہے مسلمان اس پر عمل کر کے گویا ہندوؤں کے مذہب کی بھی پیروی کر رہے ہیں اور اپنے دین و ایمان کو رخصت کر رہے ہیں

ہندوستان کے اندر قدیم زمانے میں بڑے بڑے راجا مہاراجہ تمام امیروں غریبوں کی ایک عام ضیافت کیا کرتے تھے جس میں ہون یا ہوم وغیرہ کئی مخصوص ہندوانہ رسوم وعبادت بھی بجا لائی جاتی تھیں۔ اس ضیافت کو جگ یا یگ یا یگیہ کہتے تھے دیہات کے ہندو اب بھی قحط کے موقعہ پر جگ کرتے ہیں ہندوؤں کے اعتقاد میں اندر دیوتا بارش و پانی کا مالک مختار ہے وہ اس دیوتا کو راضی کر کے مینہ برسوانے کیلئے جگ کرتے ہیں جسکی صورت یہ ہوتی ہے کہ کئی دیگوں یا کڑاہوں میں حلوا یا میٹھے چاول یا دلیا پکایا جاتا ہے اور عام سوالیوں فقیروں محتاجوں کی ضیافت کردیجاتی ہے اور یہ جگ اسی پراچین زمانے کے یگیہ کی نقل ہے جو ہندو مہاراجے اپنے عہد کے رشیوں کے زیر اہتمام کیا کرتے تھے۔

مسلمان خصوصاً دیہات کے مسلمان اپنی ہمسایہ ہندو اقوام کے زیر اثر جہاں شادی غمی کی بہت سی خاص ہندوانہ رسم کے پابند ہیں وہاں انہوں نے ہندوؤں سے یہ جگ کرنیکا سبق بھی سیکھ رکھا ہے چنانچہ پنجاب کے بہت سے مقامات کے مسلمان قحط و امساک باراں کے موقع پر سنت اسلام کے طریقے کے مطابق نماز و دعا کرنے کی بجائے ہندوؤں کی طرح جگ کرنا زیادہ مستحسن سمجھتے ہیں۔ جس کے لئے تخمینہ لگا کر برادری یا محلہ کے ہر فرد سے کچھ معین نقدی وصول کیجاتی ہے اور اس وصولی میں زور و جبر، تہدید و عتاب، طعن و تشنیع سب و شتم وغیرہ سارے کرتب عمل میں لائے جاتے ہیں وصول شدہ نقد و جنس سے گیہوں یا چاول، گڑ اور گھی خرید کر کھانا پکایا جاتا ہے اور وہ کھانا غنی و فقیر مسلم و غیر مسلم چوہڑا چمار وغیرہ جو آئے اسکو کھلایا جاتا ہے اور سمجھ لیا جاتا ہے کہ ہم نے ایک بڑا دینی و مذہبی رکن ادا کر دیا۔ استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ ان جگ کرنیوالے بھلے مانس مسلمانوں سے جنمیں کہیں کہیں اچھے خاصے لکھے پڑھے منشی متصدی لوگ بھی ہوتے ہیں کوئی اتنا پوچھے کہ تم نے کبھی اتنا بھی غور کیا کہ "جگ" کس زبان کا لفظ ہے کس دین و مذہب کی اصطلاح ہے؟ کس قوم کی مذہبی تاریخ سے اسکو تعلق ہے؟ یہ لفظ تم نے کہیں حدیث و قرآن میں پڑھا ہے۔؟ کسی سنی عالم و مذہبی پیشوا سے سنا ہے؟ کسی شیخ سلسلہ اور پیر طریقت نے اسکی ہدایت فرمائی ہے؟ جب ایسا نہیں ہے تو پھر تمکو کیا حق ہے کہ ایک غیر شرعی رسم کو شرعی رنگ میں پیش کر کے مسلمانوں پر اسکی ادائیگی کیلئے تہدید و جبر کا کوڑا برساؤ یاد رکھو تم اس پیغمبری وعید کے مستوجب ہو کہ من ابتدع بدعۃ ضلالۃ لا یرضاہ اللہ ورسولہ کان علیہ من الاثم مثل اثم من عمل بہا یعنی جس شخص نے کوئی ایسی رسم مسلمانوں میں ایجاد کردی جو قرآن و حدیث سے ثابت نہیں ہوتی اسپر تمام اس رسم پر عمل کرنیوالے لوگوں کے برابر گناہ پڑیگا۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ جگ اور خیرات میں صرف اسمی فرق ہے اور دراصل دونو ایک ہی چیز ہیں جگ سے وہی

جگ کی اصلیت

مسلمانوں میں جگ کی رسم

انکے جگ کا طریقہ

جگ کرنیوالے پڑھے لکھے مسلمان

جگ کس زبان کا لفظ ہے

امر مقصود ہے جو صدقہ وخیرات سے ہے یعنی مساکین کا پیٹ بھرنا جب کتب شریعت میں خیرات کا جابجا حکم آیا ہے تو پھر جگ کرنے ہیں کیا قباحت ہے باپ کو اگر والد نہ کہا بلکہ پتا کہدیا تو کیا حرج ہو گیا۔ اسکا جواب یہ ہے کہ اول تو لوگوں کا جگ کرنیکا موجودہ طرز عمل بالکل غیر مشروع اور اخلاقاً و مذہباً ہر طرح ناروا ہے وہ لوگوں سے جبراً چندہ وصول کرتے ہیں حالانکہ نفلی صدقہ وخیرات میں جبر نہیں جسکا جی چاہے دے جسکا جی چاہے نہ دے۔ جب ایک غریب و تنگدست سے دس بارہ آنے کی نقدی جبراً وصول کر کے لیے دکھ پہنچایا تو دوسرے مساکین و غربا کا اس سے پیٹ بھرنے سے کیا ثواب ہوگا۔ بندگان خدا کو ناخوش کر کے خدا کو کب خوش کیا جاسکتا ہے نیز جگ کے طعام کو خوشحال و اغنیا سب لوگ بیٹھ کر کھاجاتے ہیں۔ حالانکہ صدقہ محض غربا و مساکین کا حصہ ہوتا ہے۔ کیا غربا سے زبردستی چندہ لیکر ضیافت کرنا اور اغنیا کا اسکو کھانا۔ خداوند تعالیٰ کی خوشنودی کا باعث ہوگا۔ یا اس کا غضب نازل ہونیکا موجب بنیگا۔ دوسرے بالفرض اگر جگ کی ضیافت شرعی اصول پر ہے اسکا چندہ بھی رضا و تطوع سے کیا گیا ہو اور اسکا کھانا بھی غربا کے لئے مخصوص کیا جائے تو بھی جبتک اسکا نام "جگ" ہے اسکو شرعی و دینی حیثیت دینا ہرگز روا نہیں کیونکہ جگ خاص ہندوؤں کی مذہبی رسم ہے اور صدقہ وخیرات خاص اسلامی مراسم ہیں۔ اگر ایک رسم جگ سمجھ کر کیجاتی ہے اگرچہ حالات کی نامساعدت سے اس میں ہندوانہ مراسم کی بجائے مجبوراً اسلامی آداب کا لحاظ رکھا جاتا ہے تاہم وہ صدقہ نہیں کہلا سکتی جگ ہی رہیگی اسیطرح جب ایک خیرات کا کام شرعی داب کے اتباع سے کیا جائے۔ تو اسکو جگ کہنا روا نہیں ہو سکتا۔ والد اور پتا یا والدہ اور ماتر کی مثال لغات سے تعلق رکھتی ہے اور اس میں بیشک کوئی قباحت نہیں لیکن مراسم دینیہ میں نام اور اسم کا بڑا اثر پڑ سکتا ہے کیا کوئی مسلمان نماز و دعا کی بجائے یہ کہنا گوارا کریگا کہ میں مسجد میں ایشور کی پوجا کرنے جاتا ہوں۔ اسکے بعد پرارتھنا کرونگا۔ پھر قرآن مجید کا پاٹ کرنا ہوگا یا اگر کوئی بیباک مسلمان ایسا کہنے لگے تو کیا دوسرے مسلمانوں کے کانوں کے لئے یہ کلمات مانوس ہونگے ہرگز نہیں یہی کیفیت جگ اور خیرات کی ہے کہ اگر مسلمان کسی بلائے عام کے دفع کیلئے صدقہ وخیرات کریں تو اسکو جگ کہنا روا نہ ہوگا اور اسمیں وہ تمام آداب و شرائط مرعی رکھنے ہونگے جو اصول اسلام کی رو سے لازم ہیں مسلمانوں کو اس بات سے شرم آنی چاہیئے کہ وہ ایک کامل و اکمل دین کے پیرو کہلاتے ہوئے بھی ادیان باطلہ کے مراسم خصوصیہ اختیار کرنے سے باز نہیں آتے۔ جب غیر مسلم جماعتیں مسلمانوں کے سایہ سے بھی نفرت کرتی ہوں اور انکا چھوا ہوا کتے کے جھوٹے سے بھی زیادہ ناپاک سمجھتی ہوں مسلمانوں کا ان کے قومی و مذہبی مراسم کو پسند کرنا

جگ اور صدقہ میں مابہ الفرق

جگ کا طریقہ نفلی صدقہ کے اصول کے خلاف ہے - جبر - غربا و فقرا کی حق تلفی

ہندوانہ رسم کی پیروی

مسلمانوں کے لئے غیرت کا مقام

اور انکی پیروی کرنا کسقدر غیرت وحمیت کے خلاف ہے! ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں عرض کیا کہ یہود سے ہم بعض ایسی باتیں سنتے ہیں جو بھلی معلوم ہوتی ہیں اگر ارشاد ہو تو انکو لکھ لیا کریں اسکے جواب میں آپ نے جو فقرہ فرمایا وہ آج بھی ہندوانہ مراسم کے دلدادگان کیلئے تازیانہ عبرت ہے فرمایا امتھوکون انتم کما تھوکت الیھود والنصارٰی لقد جئتکم بھا بیضاء نقیۃ ولوکان موسٰی حیا ما وسعہ الا اتباعی یعنی کیا تم لوگ خود اپنے دین ومذہب میں مذبذب وغیر مطمئن ہو جسطرح یہود ونصاری اپنے اپنے مذہب میں مذبذب ہوئے ہیں تمہارے لئے ایک روشن وصاف شریعت لایا ہوں اگر آج موسٰی زندہ ہوتے تو انکو بھی میرا اتباع کئے بدون چارہ نہ ہوتا۔ جب مسلمانوں کیلئے حضرت موسٰی علیہ السلام کی شریعت کی باتیں اخذ کرنا جائز نہیں جو ایک نبی برحق ہیں۔ اور انکی کتاب منزل من اللہ ہے۔ اور انکی شریعت اپنے وقت کا دین الٰہی ہے۔ مگر ان کی کتاب توریت اور انکی شریعت قرآن مجید اور شریعت اسلام کیوجہ سے منسوخ ہو چکی ہے۔ تو پھر ہندو دھرم کی باتیں اختیار کرنا کیونکر روا ہو سکتا ہے جسکا دین حق ہونا بھی منصوص نہیں نہ اس کی کتابوں کا منزل من اللہ ہونا ثابت ہے۔ کیا جگ اور اسی قسم کی دیگر ہندوانہ مراسم بجالانیوالے نادان مسلمان ہندو دھرم کو شریعت موسویہ اور شریعت عیسویہ سے برتر سمجھتے ہیں؟ اور رام چندر جی اور کرشن جی کو معاذ اللہ حضرت موسٰی اور عیسٰی علیہما السلام سے افضل جانتے ہیں۔؟ سب مسلمانوں کو خوب یاد رکھنا چاہیئے کہ طلب باراں کا مسنون وماثور طریقہ صرف نماز استسقاء ہے۔ نہ کہ جگ آئندہ کیلئے اس سے توبہ کرنی چاہیئے۔ اور دین ودنیا کے معاملات میں وہی اعمال ومراسم اختیار کرنے چاہئیں جو سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ورنہ ہماری مسلمانی خطرے میں ہے ؎ محال ست سعدی کہ راہ صفا

توان رفت جز در پئے مصطفٰے

آخر میں اتنی بات بتا دینی ضروری ہے کہ نماز استسقاء درحقیقت محتاج ودرماندہ بندوں کی ایک دعا والتجا ہے اس احکم الحاکمین کی درگاہ میں جس نے مستحق اجابت بندوں کی دعا قبول فرمانے کا وعدہ کیا ہے دعا کا قبول فرمانا یا نہ فرمانا اسکی مشیت وحکمت پر موقوف ہے بہرحال دعا کرنا بندے کا فرض ہے آگے وہ قبول کرے یا نہ کرے اسکی حکمت کو وہی خوب جانتا ہے ؎

اگر بخشے زہے رحمت نہ بخشے تو شکایت کیا سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے

۱ استسقاء صرف ایک دعا ہے گو قبول ہو یا نہ ہو عرض و معروض

Marfat.com

جب مسلمان لوگ پورے اتفاق و اجتماع کیساتھ صحیح نیت و اخلاص کیساتھ اور پاک عزم و ارادت کیساتھ طلب باران کے لئے ارض احد کے کسی میدان میں سربسجود ہونے کیلئے نکلتے ہیں تو کیا وہ کوئی سائنس کا تجربہ کرنے چلے ہیں جسکی بنا پر انکو تسخیر عناصر سے زبردستی مینہ برسوالینے کا دعویٰ ہے یا کیا غیر اقوام کو نیچا دکھانے کیلئے یہ ثابت کرنیکا قصد رکھتے ہیں کہ خالق ارض و سموات ہمارے کہنے پر چلتا ہے جب چاہیں اس سے مینہ برسوالیں ہرگز نہیں مینہ کا برسنا یا نہ برسنا دونو باتیں ممکن ہیں جسطرح یہ ممکن ہے کہ حق تعالےٰ کی درگاہ میں انکی دعا قبول ہو جائے۔ اور پیاسی مخلوق اسکے کرم سے سیراب ہو جائے۔ اسیطرح یہ بھی ممکن ہے کہ بندونکی تقصیر تکذیبا اجابت دعا میں خارج ہو۔ یا حق تعالےٰ کی کوئی خاص حکمت ہی اس ابتلا کو کچھ مدت اسیطرح جاری رکھنے کی مقتضی ہو ہاں یہ امر یقینی ہے کہ ان بندوں نے اپنے سچے رجوع و انابت سے ایک دینی سنت کو زندہ کیا۔ انہوں نے اپنے پکے مسلمان اور سچے مومن ہونیکا ثبوت پیش کر دیا۔ انہوں نے فرش خاک پر سربسجود ہو کر ارض و سما کو اس امر پر گواہ بنا لیا کہ وہ مصائب و نوائب میں خاص اپنے پروردگار کی درگاہ میں فریاد کرنیوالے ہیں اب انکی دعا پر مینہ برسے یا نہ برسے لیکن ایک سنت دینی کی بجا آوری انپر برکت اور سعادت کے پھول برسا رہی ہے اسوقت خشک وادیوں میں لالہ و سنبل کے لہلہانے کا دلفریب سماں نظر آئے یا نہ آئے مگر ان لوگوں کے دین و مذہب کا گلزار سدا بہار ثابت ہو رہا ہے اس وقت مردہ زمین میں قوت نامیہ کی روح پیدا ہو یا نہ ہو مگر ان لوگوں کے ذکر حق اور یاد خدا نے دوسری مردہ طبائع میں ایمان کی روح پھونکدی ان لوگوں کا یہ طرز عمل دین اسلام کی خفتہ قوتوں کو بیداری اور قومیت کے مردہ جسم کو زندگی بخشنے والا ہے اور اس سے افراد قوم کو دین و مذہب کا بھولا ہوا سبق یاد آجاتا ہے۔ نماز استسقا ہو یا نماز کسوف یا نماز استخارہ یا نماز حاجت سب کی سب یاد حق اور استقامت علی الدین کے اسباق ہیں۔ یہ خاص مراسم دین ہیں جنکی بجا آوری قومیت اسلام کا طغرائی امتیاز ہے یہی وہ راستے ہیں کہ اپنے حوائج و مقاصد کی طلب و تلاش میں انپر گامزن ہونا ہر مومن و مسلم کا فرض ہے اگر طلب رزق، خواہش اولاد، عزم سفر، حصول ملازمت، طلب باراں وغیرہ حوائج میں وہ ان راستوں کو چھوڑ کر کسی اور راستے پر چلنے لگیں مثلاً کسی پنڈت سے جوتش کی پتری کھلوائیں یا کسی نجومی و رمال کے سامنے اپنا حرف سوال پیش کریں یا کسی غیر خدا کے سامنے سر نیاز جھکائیں یا کوئی شرک و کفر کی رسم یا ٹونا ٹوٹکا یا کوئی غیر مشروع طریق عبادت اختیار کریں۔ تو یقیناً وہ ایک غیر مستقیم راستے پر چل رہے ہیں جو شریعت اسلام سے انکو دور لے جا رہا ہے۔ اور اس سے مومن و مسلم کی بجائے ان پر مبتدع یا نیم ہندو و نیم مسلمان کا نام صادق آئیگا۔

اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ آمین ہ

ماہ صفر کے پہلے جمعہ کا وعظ

سعد و نحس کا باطل عقیدہ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فَاَمَّا عَادٌ فَاسْتَکْبَرُوْا فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ وَقَالُوْا مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّۃً اَوَ لَمْ یَرَوْا اَنَّ اللّٰہَ الَّذِیْ خَلَقَھُمْ ھُوَ اَشَدُّ مِنْھُمْ قُوَّۃً وَکَانُوْا بِاٰیٰتِنَا یَجْحَدُوْنَ فَاَرْسَلْنَا عَلَیْھِمْ رِیْحًا صَرْصَرًا فِیْ اَیَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِیْقَھُمْ عَذَابَ الْخِزْیِ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَۃِ اَخْزٰی وَھُمْ لَا یُنْصَرُوْنَ (سورۃ فصلت)

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے ایک نہایت سرکش اور بے دین قوم کا ذکر فرمایا ہے جو بڑی مغرور اور طاقتور بھی تھی اسکا نام قوم عاد تھا حضرت ہود علیہ السلام اس قوم کو برسوں ہدایت کرتے رہے مگر وہ لوگ راہ راست پر نہ آئے بلکہ یہ متکبرانہ جواب دیا کہ مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّۃً یعنی ہم سے بڑھکر طاقتور کون ہے جو ہمکو اپنی من مانی کارروائیوں سے باز رکھ سکے اسپر اللہ تعالیٰ نے ان پر تیز و تند ہوا کا عذاب نازل کیا جس نے انکا ستیاناس کر دیا اور تمام کی تمام قوم تباہ و غارت ہوگئی چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَاَرْسَلْنَا عَلَیْھِمْ رِیْحًا صَرْصَرًا فِیْ اَیَّامٍ نَّحِسَاتٍ پس بھیجی ہم نے ان پر تند و تیز ہوا منحوس دنوں میں۔ اس آیت میں نحسات کا جو لفظ آیا ہے اس کے متعلق آجکے وعظ میں کچھ مسائل بیان ہونگے جنکی صفر کے مہینہ سے شروع ہے اور ان مسائل کا ماہ صفر کے ساتھ خاص تعلق ہے صفر کا نام صفر سے نکلا ہے اور صفر کے معنے خالی کے ہیں جسکی وجہ یہ ہے کہ عرب کے لوگ محرم الحرام کے مہینے میں جو اس ماہ سے پہلے آتا ہے جنگ سے دست بردار رہتے تھے کیونکہ وہ ان چار متبرک مہینوں میں سے ہے جنکی قدیم سے عزت کیجاتی ہے اور اہل عرب ان مہینوں میں جنگ و جدال بند کر دیتے تھے وہ چار مہینے ہیں رجب۔ ذوالقعدہ۔ ذوالحجہ۔ محرم الحرام محرم کا مہینہ گزرنے کے بعد جب صفر کا مہینہ چڑھتا تو جنگجو و غارت گر

نحسات کا لفظ ماہ صفر کی نحوست پر دلیل نہیں

لوگ مسلح ہو کر پھر قتل و غارت کے ارادے سے نکل پڑتے جس سے اُنکے گھر خالی ہو جاتے پس اس لحاظ سے اس ماہ کا نام صفر قرار پایا کہ اس میں گھر خالی ہوتے ہیں۔ جاہل لوگوں نے اس نام کو خالی ہونے یا خالی رہ جانیکے مفہوم پر مشتمل ہونیکے لحاظ سے منحوس سمجھ لیا کہ اس میں مرادوں کے خالی و محروم ہونیکی بدشگونی ہے۔

زردی کی وجہ تسمیہ

بعض کے نزدیک یہ نام صفر سے نکلا ہے جسکے معنے زردی کے ہیں اور اسکی وجہ یہ ہے کہ جب اس ماہ کا یہ نام تجویز ہوا تھا تو وہ خزاں کے ایام میں واقع ہوا تھا جبکہ درختوں کے پتے زرد ہو کر جھڑ جاتے ہیں اور تمام باغ و گلزار ویران نظر آتے ہیں پس اسکا یہ نام جو زردی کے معنے پر مشتمل ہے اس موسم کی یادگار ہے جبکہ تختہ گلزار پر ایک موت نما زردی چھائی ہوئی تھی جاہلوں نے اس پہلو سے بھی اس ماہ کو اس نام کے لحاظ سے منحوس سمجھ لیا کہ زردی غم واندوہ اور خوف وہراس اور نزع و سکرات کی دلیل ہے۔

تیرہ تیزی

عورتیں اس ماہ کو تیرہ تیزی کا چاند کہتی ہیں اسکی وجہ یہ ہے کہ اس ماہ کے پہلے تیرہ دنوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت سخت علیل رہے تھے مطلب یہ ہے کہ یہ تیرہ دن مسلمانوں کے لئے بڑی تیزی اور شدت غم کے دن ہیں جن میں انکے رسول پاک نے شدید مرض کی تکلیف اٹھائی اس لحاظ سے لوگ اس ماہ کو منحوس سمجھتے ہیں اور یہ نام بھی اسکی ایک منحوس حیثیت کی یادگار کے طور پر رکھا گیا ہے۔

کیا عجیب بات ہے کہ اکثر و بیشتر بدعتوں کی موجد عورتیں ہی ہوتی ہیں اور انکے قیام و دوام کی کفالت بھی عورتیں ہی کیا کرتی ہیں اگر کسی بدعت کے انسداد کی کوشش کیجائے اور لوگوں کو اسکی برائی سمجھا کر اس کے ترک کر دینے کی تاکید کیجائے تو مرد عموماً ان ہدایات کو مانکر ان پر عمل کرنے کے لئے آمادہ ہو جاتے ہیں۔ مگر عورتوں کو منانا مشکل ہے جنکو وہ اپنا دستور العمل بنا چکی ہیں کے خلاف سید ان مصطفیٰ میں اتر آتی ہیں تیرہ تیزی کے نام کی موجد بھی ایک بڑی مشہور عورت تھی جسکے نام سے تاریخ ہند کے صفحات مزین ہیں وہ کون؟ نورجہاں بیگم جو جہانگیر بادشاہ ہند کی بیگم تھی بظاہر اس سے صرف شبستان شاہی منور تھا مگر درحقیقت اسکا حکم سارے ہندوستان میں چلتا تھا ایک عورت نے اس مجتہد عالم کو بھی دکیا تھا اس لئے آج عورتوں ہی میں نام زیادہ تر بولا جاتا ہے اور عورتیں ہی اس نام کے لحاظ سے اس مہینے سے نحوست کا مفہوم اخذ کیا کرتی ہیں چنانچہ اس ماہ میں سفر کرنا اچھا نہیں سمجھا جاتا۔ اور اس میں نکاح کرنا منحوس جانتے ہیں۔

مسلمانوں کو خوب یاد رکھنا چاہیے کہ سعادت و نحوست کوئی چیز نہیں اور کسی چیز کو اس خیال سے سعد یا نحس کہنا درست نہیں جیسے کہ جاہل لوگ کہا کرتے ہیں محض جاہلانہ توہمات ہیں دین اسلام میں ان کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔

اس قسم کے بیہودہ توہمات عرب کے زمانہ جاہلیت میں مروج تھے وہ لوگ خاص خاص جانوروں کی آوازوں کو بعض جانوروں کی کسی خاص طرز کی اڑان کو بعض دنوں کو بعض مہینوں کو بعض ستاروں کے طلوع کو منحوس سمجھتے تھے اسلام نے ان توہمات کا قلع قمع کر دیا اور ثابت کر دیا کہ کسی جانور میں کسی دن میں کسی مہینے میں اور کسی ستارے کے طلوع میں نحوست نہیں بلکہ خداوند کی پیدا کی ہوئی مخلوق سب کی سب یکساں ہے مگر ہندو قوم جو توہمات میں ڈوبی ہوئی ہے ہندوستان کے مسلمان بھی انکی ہمسائگی سے متاثر ہو کر پھر سعد و نحس کے توہم میں مبتلا ہو گئے۔

ہندوؤں کے نزدیک کسی کام کو جاتے وقت اگر راستے میں کوئی شخص لکڑیوں کا گٹھا لیے آتا مل جائے تو سخت منحوس ہے کیونکہ لکڑیاں مردے کے پھونکنے کے کام آتی ہیں گویا موت کا سامان سامنے آگیا بس غضب ہو گیا۔ اگر برہمن سامنے آجائے۔ تو یہ بھی منحوس ہے۔ غالباً اس وجہ سے کہ یہ حضرت بھی اپنی مذہبی مراسم سے ہندو مردے کو اگلے جہان کیطرف رخصت کرنیوالے ہیں۔ بس توہم کا بھی کوئی ٹھکانا ہے؟ کہ وہ قوم جو ان کے تمام مذہبی علوم کی حامل اور انکے دھرم کرم میں انکی پیشوا اور رہنما ہے وہ بھی انکے لئے منحوس ہے۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ ہندو لوگ بدھ کے روز کسی کو روپیہ دینا منحوس سمجھتے ہیں کیا ہوشیار قوم ہے لینے کیلئے تو سعادت و نحوست کی کوئی قید نہیں ہر وقت انکا دامن پھیلا ہوا ہے ہفت اقلیم کی دولت بھی اس میں آن پڑے تو بس نہیں ہوتی! اور اسکے لئے کسی وقت کسی ساعت کی پابندی نہیں ہر وقت ھل من مزید کا تقاضا ہے لیکن دینے کیلئے بدھ کا دن منحوس ٹھیرا لیا! اور صاف کہہ دیتے ہیں کہ معاف کیجئے بدھ کا دن ہے آج ہم کسی کو روپیہ پیسہ نہیں دے سکتے ہندو لوگ جمعرات کو بھی منحوس سمجھتے ہیں خصوصاً اس روز مریض کا علاج شروع کرانا انکے نزدیک مبارک نہیں خواہ اسکی جان کے لالے پڑ رہے ہوں ہندوؤں کے ہاں وساسول کا ایک اصول مقرر ہے یعنی وہ خاص خاص دنوں میں خاص خاص سمتوں کی طرف سفر کرنا منحوس سمجھتے ہیں جن میں سے مجھے اتنا یاد ہے کہ ان کے نزدیک شنبہ کے روز مشرق کیطرف سفر کرنا مبارک ہے اور مجھے اتنی بات یاد رہنے کی وجہ یہ ہے کہ شہر نابھہ جو ہماری ریاست کا صدر مقام ہے۔ قصبہ دھنولہ سے بجانب مشرق واقع ہے شنبہ کے روز ہمارے ہندو دوست عموماً نابھہ جانے سے پرہیز کیا کرتے ہیں اور کہا کرتے ہیں کہ آج وساسول ہے نابھہ جانا ٹھیک نہیں اور نابھہ سے انکی مراد جانب مشرق ہوتی ہے۔ مگر کوئی صاحب عقل غور کرے تو یہ خیال بھی صریح البطلان ہے۔ شنبہ کے روز ریلوے سٹیشن پر جا کر دیکھو کسقدر مخلوق نابھہ پٹیالہ امبالہ وغیرہ مشرقی مقامات کو جا رہی ہے کیا وہ سب مبتلائے نحوست ہو جاتے ہیں کیا سب اپنے مقصد میں ناکام رہتے ہیں۔ ہرگز نہیں بس وساسول کا

زمانہ عرب کے توہمات

ہندوؤں کے توہمات

برہمن

بدھ کا دن

جمعرات کا دن

وساسول

خیال محض توہم ہے اور لیجئے ایک مقدمہ کی تاریخ نالبھ کی کسی عدالت میں شنبہ کے روز قرار پائی۔ دونوں فریق شنبہ کے روز دھنولے سے نالبھ جاتے ہیں ان میں سے ایک فریق یقیناً فتحیاب ہوتا ہے پس اس کے لئے وسواس کہاں گیا؟

مسلمان اس پاک اور مقدس دین کے پیرو ہیں جس نے توہمات فاسدہ اور تخیلات باطلہ کی جڑ کاٹ ڈالی ہے مگر پھر بھی بہت سے ضعیف الاعتقاد مسلمان ہندوؤں کیطرح مختلف اشیا کی نحوست کے توہم میں مبتلا نظر آتے ہیں سفر پر جاتے وقت جانور رستہ کاٹ گیا تو معاً وہم ہو گیا کہ بس اب کام بنتا نظر نہیں آتا سفر بیفائدہ ہے۔ راستے میں کوئی پوچھ بیٹھا کہ حضرت! کہاں تشریف لے جا رہے ہیں تو بس یہ ٹوکنا ناکامی کی دلیل بن گئی اور اگر راستے میں کسی کتے نے کان پھڑپھڑا دیے پھر تو مقصد کے پورا ہونیکا یقین کامل ہو گیا یہ غور کرنا چاہیئے کہ پرندے بیچارے روزی کی تلاش میں ہر وقت ادھر سے ادھر اور ادھر سے ادھر اڑنے پر مجبور ہیں خواہ انکے راستے میں کوئی جنگل ہو یا بستی ہو پہاڑی ہو یا میدان ہو ان بیچاروں کو کیا معلوم کہ ایک وہمی صاحب تشریف لا رہے ہیں ورنہ وہ شاید ان کے لحاظ سے راستے کو نہ کاٹتے اور انکے مقصد کی راہ میں اپنی نحوست کی دیوار کھڑی نہ کرتے دوست احباب کی مزاج پرسی کرنا اور ارادہ و مقصد کے متعلق پوچھنا داخل ہمدردی ہے۔ اگر اس قسم کی بات چیت بھی موجب نحوست اور باعث ناکامی ہونے لگی تو بس دنیا سے تعلقات و مراسم گئے گذرے ہوئے۔ اگر راہ چلتے اظہار ہمدردی بھی باعث کدورت ہونے لگا تو۔ خیر جائیے جہاں جانا ہے کسیکو کچھ پوچھنے بلانے کی کیا ضرورت ہے۔

کتے بیچارے کو جب مکھی مچھر ستائیں تو کان نہ پھڑپھڑائے تو کیا کرے وہ کسی سے کچھ مانگتا تو نہیں اپنے ہی کان میں اپنا ہی پھڑپھڑانا ہے۔ اسپر بھی مفت کے کوسنے ملتے ہیں اگر اس غریب کو یہ معلوم ہوتا کہ وہمی صاحب کے سامنے یہ حرکت کرنا انکے مقصد میں حارج ہوتا ہے تو شاید وہ بھاگ دوڑ کر کسی کونے میں پہنچکر اپنا طبعی وظیفہ پورا کر لیتا مگر اس بیچارے کو نہ تو اتنی تمیز ہے اور نہ وہمی صاحب کی کوئی خاص لاگ ڈانٹ ہے

ہمارے ان اشارات کا مطلب بعض اصحاب سمجھ گئے ہونگے۔ کہ مذکورہ حرکات و افعال کو نحوست سے کوئی تعلق نہیں اپنے وہ خاص اسباب و علل کے ماتحت وقوع پاتے ہیں اور ان افعال کے صادر کرنیوالوں کے وہی مقصد ہوتے ہیں جو ہم نے بیان کئے ہیں نہ تو خود ان کا یہ ارادہ ہوتا ہے کہ وہمی صاحب کے سامنے اپنی نحوست کی دیوار کھڑی کر دیں اور نہ قدرت کا یہ منشا ہے کہ وہ انسان کے ارادہ و عمل کو فضول

ضعیف الاعتقاد مسلمانوں کی توہمات

پرندوں کا روزی ڈھونڈنا

کتے کا کان پھڑپھڑانا

مذکورہ حرکات کا

Marfat.com

وہمات کے صدمات سے متزلزل کرے یہ خود ان وہمی لوگوں کے ضعف دل ضعف ارادہ اور ضعف یقین کی خرابیاں ہیں کسی مکان پر کوئی چیل آ بیٹھے تو کہتے ہیں یہ اس گھر کی ویرانی چاہتی ہے اس سے گھر کے اجڑ جانیکا اندیشہ ہے۔ حالانکہ چیل ایک شکاری پرندہ ہے اسکی نگاہ بہت تیز ہے وہ کسی ایسے بلند مقام پر بیٹھ کر ادھر ادھر اپنے شکار کی تلاش کرتی ہے۔ جہاں سے ہر طرف اسکی نظر کام کر سکے گھروں کے کونوں کھدروں سے نکلنے والے چوہے چوہڑے اور تالاب سے سر باہر نکالنے والی مچھلیاں اور گھروں کی چھتوں دیواروں کے موکھوں میں گھونسلے بنانے والے پرندوں کے بچے اسکو نظر آتے ہیں اور وہ ان چیزوں میں سے جو کچھ پائے اڑا لیجائے خواہ مخواہ کسی گھر کو تباہ و غارت کرنیسے اسکا کیا مقصد ہو سکتا ہے۔ بالفرض وہ اگر کسی گھر کو اجڑا ہوا دیکھنے کی تمنا بھی کرتی ہے۔ تو ایک ناچیز و بے حقیقت جانور کی تمنا پوری ہونیکا کیونکر احتمال ہو سکتا ہے۔ بلکہ اچھے اچھے باحیثیت انسان اپنے دشمنوں کے مرنے اس کے گھر اجڑنے اور ان کے تباہ و برباد ہونے کی تمنائیں کرتے ہیں تو وہ عموماً پوری نہیں ہوا کرتیں۔ اچھے اچھے صالحین و عابدین سفہا و اراذل سے تکلیفیں سہتے ہیں۔ اور انکا جی چاہتا ہے کہ یہ کمبخت ظالم برباد ہوں۔ مگر خدا کی قدرت و مشیت ان ظالموں کو زندہ و سلامت رکھتی ہے۔ انبیاء و مرسلین نے سرکش و نافرمان اور مشرک و کافر قوموں پر عذاب نازل ہونیکے لئے مدتوں دعائیں کیں تو وہ بڑے بڑے تقاضے بڑے الحاح اور بڑے انتظار کے بعد پوری ہوئی ہیں وہ بھی خدا کے معاملے میں اور ان لوگوں کی انتہائی سرکشی کے بعد یہاں ایک ناچیز پرندہ کسی گھر کی منڈیر پر بیٹھا ہوا اور بلاوجہ اسکا اجڑنا چاہتا ہے۔ تو جاہل سمجھتے ہیں کہ بس اس کے اجڑ جانیکا وقت آ گیا کیسقدر احمقانہ خیال ہے یہ لوگ اتنا بھی غور نہیں کرتے کہ چیل عموماً اونچی عمارات کے بالاخانوں پر بیٹھا کرتی ہے جسکا مقصد اوپر بیان ہو چکا اور ایسے مکان اکثر خوشحال اور صاحب جمعیت لوگوں کے ہوتے ہیں جن پر افلاس و محتاجی اور مرض و موت و قطع نسل کا حملہ کم ہوتا ہے لہذا ایسے مکان چیل کے بیٹھنے کے باوجود کم اجڑا کرتے ہیں بخلاف اس کے غریب و مفلوک الحال لوگوں کے پست کوٹھے جن میں افلاس و ناداری کا کھٹکا ہے جہاں فقر و فاقہ کا دخل ہے۔ جہاں مرض و موت کے ہنگامے گرم رہتے ہیں عموماً اجڑتے اور ویران ہوتے رہتے ہیں۔ اور ایسے عبرتناک مناظر ہر قصبے ہر گاؤں ہی میں بلکہ ہر محلے میں موجود ہیں جسکا جی چاہے دیکھ لے حالانکہ ان کوٹھوں پر کسی نے ایک دن بھی کسی چیل کو بیٹھے نہ دیکھا ہوگا۔ اس سے ظاہر ہے کہ گھروں کا آباد رہنا یا اجڑنا کسی چیز کی نحوست پر موقوف نہیں بلکہ اسکے نیچے اور اسباب کام کرتے ہیں۔

Marfat.com

الّو اور ویرانہ

توہم پرست لوگوں میں مشہور ہے کہ جہاں اُلّو بولتا ہے۔ وہ مقام ویران ہو جاتا ہے چونکہ الو عموماً ویران مقاموں پرانے کھنڈروں اور قبرستانوں میں رہنا پسند کرتا ہے اس لئے لوگ سمجھنے لگے کہ ان مقامات کی ویرانی اس منحوس جانور کی نحوست کا نتیجہ ہے یہ ان لوگوں کی ایک منطقی غلطی ہے وہ علت و معلول کی ترتیب میں دھوکا کھا رہے ہیں انہوں نے علت کو معلول اور سبب کو مسبب سمجھ لیا۔ وہ کہتے ہیں کہ وہ بستی اسلئے اُجڑی ہے کہ وہاں الّو جا پہنچا یعنی اُنہوں نے الو کا جانا علت اور بستی کا اجڑنا اسکا معلول سمجھ لیا حالانکہ الو وہاں اسلئے گیا کہ وہ بستی پہلے سے اجڑی ہوئی تھی جسکو وبا نے یا قحط نے اسکے رہنے والوں کی شامت اعمال کے سبب سے تباہ و غارت کیا تھا! اور الو ویران مقامات کو اپنے رہنے سہنے کے لئے اس لئے پسند کرتا ہے کہ دن کو اسے نظر نہیں آتا۔ اس لئے دن کیوقت بستی میں مختلف جانور کوے وغیرہ اور کھلاڑی بچے اسے ستاتے ہیں۔ اور ویران مقامات میں نہ کوئی آتا ہے نہ اس سے مزاحم ہوتا ہے۔ پس حقیقت یہ ہے کہ بستی کا اجڑنا علت تھی اور الو کا وہاں جا رہنا معلول الو نے بستی کو نہیں اُجاڑا بلکہ اجڑی ہوئی بستی نے الو کو بلا لیا ہے۔ کہ یہاں آجاؤ امن سے رہو گے۔

پیدائش منحوس

میاں دیدار بخش کے گھر میں ایک بچہ پیدا ہوتا ہے۔ اور ادھر تقدیر سے اسکا گھوڑا مر جاتا ہے بھینس بیمار ہو جاتی ہے۔ سرکار سے اسپر کسی قسم کا الزام لگ جاتا ہے اور جرمانہ کی سزا ہو جاتی ہے۔ تجارت میں خسارہ آجاتا ہے۔ ایسے محلے میں گھر گھر سرگوشیاں ہو رہی ہیں۔ دیدار بخش کے گھر میں بچہ کیا پیدا ہوا ہے گوناگوں مصیبتوں کا پیغام لے کر آیا ہے۔ ایسی منحوس اولاد کا خدا منہ نہ دکھائے۔ ان کم فہم لوگوں کو اتنا سمجھنے کی توفیق نہیں کہ ایک گناہوں سے پاک معصوم بچے کو نحوست و شامت سے کیا علاقہ۔ دیدار بخش کو اس کے اعمال کی سزا قدرت کیطرف سے ملی ہے۔ ہاں یہ اتفاق کی بات ہے کہ اسکی سزا اور بچے کی پیدائش ایک وقت میں جمع ہو گئی۔ اس میں بچے کا کیا قصور۔ کہ اسکو نفرت و حقارت کی نظر سے دیکھا جائے۔ اگر بچہ پیدا نہ ہوتا۔ یا کسی عارضے سے اسکا حمل ہی ساقط ہو جاتا۔ تو کیا دیدار بخش اپنے اعمال بد کی سزا سے بچ جاتا۔

دوسری مثال

ایک پانسو برس کے پرانے مکان کا ایک حصہ جس کی کبھی تجدید و مرمت نہیں ہوئی۔ کہنہ و بوسیدہ ہو کر گر رہا ہے۔ اس مکان کے ایک دوسرے حصے میں ایک سو سال کا بڈھا مرنے کے قریب ہے۔ اسی مکان کے ایک تیسرے حصے میں ایک بچہ جو اس بڈھے کا پڑ پوتا ہے پیدا ہو رہا ہے۔ کیا یہ مکان کا گرنا اور بڈھے کا مرنا بھی اس نو متولد بچے کی نحوست کا نتیجہ ہے؟ بالغرض

Marfat.com

اگر یہ بچہ کتم عدم سے عالم وجود میں آتا تو یہ گرنے والا مکان سلامت رہتا؟ کیا اسکی بوسیدہ وکرم خوردہ چھت اور شکستہ وشگافتہ دیواریں خودبخود از سر نو صد سنگین بنکر پانسو برس اور سلامت رہنے کے قابل ہوجاتیں کیا وہ صد سالہ بڈھا پھر طاقتور جوان ہوکر سو سال اور زندہ رہنے کے لئے تندرست ہوکر بیٹھ جاتا؟ ہیں ہرگز نہیں بلکہ مکان کی کہنگی اس کی سلامتی کی میعاد کو پورا کرچکی اب اسکا گرنا ناگزیر ہے بڈھے نے کافی عمر گذار لی ہے اسکی حیات طبعی کو بس پورا ہوچکا اب اسکا دنیا سے رخصت ہونا لابدی ہے۔ بچہ پیدا ہوتا یا نہ ہوتا۔ یہ دونوں امر وقوع پائے بغیر نہیں رہ سکتے تھے اسیطرح دیدار بخش کا بچہ بھی پیدا ہوتا یا نہ ہوتا۔ مگر دیدار بخش کا اپنے اعمال کی سزا پانا اور ان تمام مصائب کا بھگتنا ضروری تھا۔ جو اسپر نازل ہوئیں۔

کسی دن یا مہینہ کو منحوس سمجھنا

کسی دن یا مہینہ کو منحوس سمجھنا نہایت بیہودہ خیال ہے۔ دن اور مہینے زمانے کے اجزا ہیں اور زمانہ ایک ممتد مستمرہ کا نام ہے جسکی مقدار افلاک ونجوم کی حرکت سے معلوم ہوتی ہے۔ اور وہ حقیقت میں متشابہ الاجزاء ہے اور یہ کہنا فضول ہے کہ اسکا کوئی جزو اچھا ہے کوئی برا۔ کوئی مبارک ہے کوئی نامبارک کوئی سعد ہے کوئی نحس ہاں اس میں بندونسے جو اعمال صادر ہوئے ہیں۔ البتہ وہ اچھے یا برے اور مبارک۔ یا نامبارک ہوسکتے ہیں اور اس اعتبار سے اس زمانے کو بھی مبارک و نامبارک کہہ سکتے ہیں کہ ان میں یہ بُرے اعمال وقوع پذیر ہوئے ہیں چنانچہ بندے کی جو ساعت نماز ودعا اور ذکر ودرود وغیرہ طاعات میں گذرتی ہے وہ مبارک اور سعد ہے اور جو ساعت گناہ ومعصیت میں کٹتی ہے۔ وہ نامبارک اور نحس ہے پس سعادت ونحوست کا تعلق دراصل بندے کے اعمال سے ہے نہ کہ زمانے سے اور اعمال کا صدور بندے سے ہوتا ہے پس سعادت ونحوست بھی خود بندے کیساتھ ہے۔ نہ کہ زمانے کے ساتھ یا کسی دوسری چیز کے ساتھ۔

اعمال بد ہی باعث نحوست ہیں

قرآن مجید کی سورۃ یاسین کے ایک قصے سے ثابت ہوتا ہے کہ بندوں پر جو مصیبت آتی ہے۔ وہ دوسرے لوگوں یا چیزوں کی نحوست کا نتیجہ نہیں ہوتا۔ بلکہ خود انہی بندوں کے اعمال کا نتیجہ ہوتا ہے۔ وَاضْرِبْ لَهُمْ مَثَلًا اَصْحٰبَ الْقَرْيَةِ اِذْ جَآءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ اور اے پیغمبر ان لوگوں سے مثال کے طور پر ایک گاؤں والوں کا حال بیان کرو کہ جب ان کے پاس پیغمبر آئے۔ اِذْ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوْٓا اِنَّآ اِلَيْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ ۝ یا اس طور کہ پہلے تو ہم نے انکی طرف دو پیغمبر بھیجے تو انہوں نے ان دونوں کو جھٹلایا اسپر ہم نے تیسرے پیغمبر سے ان کی مدد کی۔ تو ان تینوں نے ملکر ان سے کہا کہ ہم تمہارے پاس خدا کے بھیجے ہوئے آئے ہیں۔ قَالُوْا مَآ

مصائب کسی نحوست کا نہیں بلکہ اپنے اعمال بد کا نتیجہ ہیں

Marfat.com

اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَمَآ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَیْءٍ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ وہ لگے کہنے تم تو بس ہماری ہی طرح کے آدمی ہو۔ اور (خدائے) رحمٰن نے کوئی چیز (از قسم کتاب وغیرہ کبھی) اتاری نہیں تم تو نِرا جھوٹ بولتے ہو قَالُوْا رَبُّنَا یَعْلَمُ اِنَّآ اِلَیْكُمْ لَمُرْسَلُوْنَ پیغمبروں نے کہا ہمارا پروردگار علیم ہے کہ ہم بیشک (اسکے بھیجے ہوئے) تمہارے پاس آئے ہیں وَمَا عَلَیْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ اور ہمارا کام تو (حکم خدا کا صاف) صاف پہنچا دینا ہے اور بس قَالُوْٓا اِنَّا تَطَیَّرْنَا بِكُمْ ج لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهُوْا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَلَيَمَسَّنَّكُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ وہ لگے کہنے کہ ہم نے تو تمکو بڑا ہی منحوس پایا (کہ تمہارے آتے ہی مبتلائے قحط ہوگئے) اگر تم (اپنے وعظ و تبلیغ سے) باز نہ آؤ گے تو ہم تمکو ضرور سنگسار کردینگے اور ضرور تمکو ہم سے بڑی سخت تکلیف پہنچے گی قَالُوْا طَآئِرُكُمْ مَّعَكُمْ ط اَئِنْ ذُكِّرْتُمْ ط بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ (پیغمبروں نے) کہا کہ (یہ تو) تمہاری ہی (شامت اعمال ہے کہیں بھی رہو) تمہارے ساتھ ہے کیا (اس سے کہ) تمکو سمجھایا گیا۔ تم لگے (اس) تمکو نحوست الاسناد دینے۔ نہیں (بلکہ تم خود اس قسم کے لوگ ہو جو (حد عبودیت سے) بڑھ گئے ہو ان گمراہ لوگوں نے قحط وغیرہ کی مصائب کو جو پیغمبروں کی نحوست کا نتیجہ قرار دیا۔ تو پیغمبروں نے انکو بتا دیا کہ یہ خود تمہارے اعمال کی شامت ہے۔

سورۂ فصلت کی آیت میں جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْٓ اَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ تو اس میں دنوں کو منحوس ان لوگوں کی اپنی نحوست کے اعتبار سے کہا ہے جو انکے اعمال بد کی وجہ سے ان میں پیدا ہوگئی تھی۔ خود دن منحوس نہیں تھے اگر دن ہی منحوس ہوتے تو ان دنوں کا طلوع تو سارے جہاں کیلئے تھا۔ چاہیئے تھا (جہاں جہاں اسدن کا سورج طلوع کرتا اس تمام سرزمین کے لوگ برباد ہو جاتے حالانکہ ایک محدود علاقہ کی ایک معین قوم ہی عذاب باد سے ہلاک ہوئی جسکا نام عاد تھا اور کسی دوسری قوم پر اس عذاب کا اثر نہیں پہنچا بلکہ ان ایام میں دنیا میں لاکھوں آدمی عیش و آرام کے مزے لے رہے ہونگے حالانکہ وہ دن ان پر بھی طلوع ہوئے تھے حتیٰ کہ خود حضرت ہود علیہ السلام کے لئے اللہ کا حکم ہوا کہ تم اپنے اور اپنے متعلقین کے گرد زمین پر ایک نشان کا حصار بنا لو تاکہ عذاب کے اثر سے تم لوگ سلامت رہو حضرت ہود نے اس ارشاد پر عمل کیا۔ عذاب کی ہوا سے تند اس زور سے چلتی تھی کہ قوم عاد کے قوی ہیکل تنومند لوگوں کو زمین پر دے مارتی تھی۔ جو لوگ بچنے کے لئے درختوں سے چمٹ جاتے تھے ان کی باہوں کا حلقہ درخت پر جما ہوا رہ جاتا اور دھڑ ہوا میں اڑ جاتا مگر یہی ہوا جب حضرت ہود کے حصار کے پاس پہنچتی تو نسیم سحری کی

طرح نرمی و نزاکت سے چلتی تھی ؎

ہود گرد مومناں خطے کشید　　　نرم مے شد باد کانجا مے رسید
ہر کہ بیروں بود زاں خط جملہ را　　　پارہ پارہ مے شکست اندر ہوا

ہر چند کہ حضرت ہود علیہ السلام اور ان کے ساتھ کے مومنین پر بھی وہی ایام طلوع ہو رہے تھے جو باقی قوم عاد پر تھے۔ مگر ان مومنین پر انکی نحوست کا کچھ اثر نہیں ہوتا تھا صرف قوم عاد ہی مر مٹ رہی تھی اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ نحوست بالذات دنوں سے متعلق نہ تھی ورنہ سارے جہان پر اسکا اثر ہوتا۔ بلکہ خود قوم عاد کے اعمال بد کی شامت تھی جس سے وہ دن اس قوم کے لئے منحوس ہو گئے باقی لوگ جن کے اعمال اچھے تھے ان کیلئے وہ دن منحوس نہ تھے۔

اسی طرح صفر کا مہینہ اگر نحوس ہے تو صرف ان ہی لوگوں کیلئے منحوس ہے جو اپنی بد عمالیوں اور سیہ کاریوں کیوجہ سے خود منحوس ہو چکے ہیں اگر یہ ماہ بذاتہ خود منحوس ہوتا۔ تو سارا دور قمر یعنی دنیا میں جہانتک اس ماہ کا چاند طلوع کرتا ہے اس دائرہ میں بسنے والی تمام اقوام و بلاد کال کا شکار رہتیں حالانکہ ایسا نہیں بلکہ دنیا میں لاکھوں لوگ اس ماہ میں حسب مرادو شاد کام ہوتے ہیں۔ اور مزے سے دن گذارتے ہیں۔ حضرت عدی ابن حاتم کا قول ہے کہ یمن المرء و شومہ بین لحییہ یعنی لسانہ یعنی آدمی کی سعادت و نحوست اس کے دونوں جبڑوں کے درمیان ہے اور اس سے انکی مراد زبان ہے (مجالس الابرار) مطلب یہ کہ زبان اچھی ہے تو اسکی خوش کلامی لوگوں کو مسخر کر سکتی ہے زبان بری ہے تو اسکی بدکلامی و فحاشی دنیا جہان کو دشمن بنا سکتی ہے۔ پھر یہ سمجھنا کہ کسی دن یا کسی چاند یا کسی تارے کی نحوست کا اثر ہے محض غلط خیال ہے۔ بلکہ ساری نحوست زبان کی ہے ؎

اے زباں ہم آتش و ہم خرمنی　　　چند ایں آتش دریں خرمن زنی
اے زباں ہم گنج بے پایاں توئی　　　اے زباں ہم رنج بے درماں توئی

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے الشوم سوء الخلق یعنی نحوست بد خلقی ہے۔ (مجالس الابرار) مطلب یہ ہے کہ بد اخلاقی اور عادت کی سوء اندازی سے دشمن پیدا ہو جاتے ہیں عام لوگ مخالف بنجاتے ہیں مقاصد و مطالب میں رکاوٹیں پیدا ہونے لگتی ہیں بنتے بنتے کام بگڑنے لگتے ہیں اور طرح طرح کے مصائب کا نزول شروع ہو جاتا ہے پھر یہ سمجھنا سخت غلطی ہوگی

کہ کسی نئی خریدی ہوئی چیز یا کسی نومتولد بچے یا کسی نو طلوع شدہ ستارے یا کسی خاص دن یا مہینے کی نحوست کا اثر ہے بلکہ محض اپنی بد اخلاقی کا نتیجہ ہے۔

گناہوں کی نحوست

ایک مرتبہ کسی بستی پر قحط وبا وغیرہ بلاؤں سے تباہی پر تباہی آنے لگی۔ لوگ ایک خدا رسیدہ بزرگ کی خدمت میں حاضر ہو کر ملتمس ہوئے کہ ہم پر کیا نحوست پڑ گئی کہ ہماری مصیبتوں کا سلسلہ ختم ہونے میں نہیں آتا۔ ان بزرگ نے جواب دیا ما اری ما انتم فیه من البلاء الا بشوم الذنوب والمعاصی یعنی میں تم کو جن بلاؤں میں مبتلا دیکھتا ہوں وہ محض تمہارے جرم وگناہ ہی کی نحوست کا نتیجہ ہے اور کسی چیز کی نحوست نہیں۔ الخ

برے اعمال ہی باعث نحوست ہیں

غرض اسلام پاک کی تعلیمات میں نحوست اشیاء کی بالکل نفی ثابت ہوتی ہے نحوست اگر ہے تو خود اپنے برے اعمال کی ہے اپنی اعمال بد سے ان اعمال کے مرتکبین کے وہ دن بھی منحوس ہو جاتے ہیں جن میں وہ ارتکاب کرتے اور ان کے لئے وہ گھر بھی منحوس ہو جاتے ہیں جہاں وہ ان جرائم ومعاصی کا ارتکاب کرتے ہیں ورنہ بالذات کسی دن یا مکان میں نحوست نہیں۔

بعض اشیاء کی نحوست کا ذکر احادیث میں

ہاں بعض ایسی حدیثیں بھی وارد ہوئی ہیں جن سے بظاہر بعض اشیاء کی نحوست کا امکان مفہوم ہوتا ہے مثلاً بخاری شریف کی یہ روایت کہ انما الشوم فی ثلثة فی الفرس والمرأة والدار یعنی نحوست تین چیزوں میں پائی گئی ہے گھوڑے میں اور عورت میں اور گھر میں اور اس قسم کی روایات سے بعض لوگوں کو یہ دھوکا ہوا ہے کہ شریعت پاک میں اشیاء کی نحوست تسلیم کی گئی ہے حالانکہ یہ روایات اپنے ظاہری معنے پر محمول نہیں بلکہ بتاویل طلب ہیں۔ ان روایات کی ایک تاویل تو یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے یہ مطلب نہیں کہ فی الواقع ان چیزوں میں نحوست ہے اور مسلمانوں کو ان کی نحوست کا یقین رکھنا چاہیے بلکہ حضور نے اس ارشاد سے ایام جاہلیت کے عقیدہ باطلہ کی حکایت کی ہے یعنی یہ بتایا ہے کہ جہلائے عرب ان اشیاء میں نحوست کا اعتقاد رکھتے تھے

تاویل

حضرت عائشہ کا ارشاد

امام طحاوی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں عن ابی حسان قال دخل رجلان من بنی عامر علی عائشة فاخبراها ان اباهريرة يحدث عن النبی صلی الله عليه وسلم انه قال الطيرة فی الدار والمراة والفرس فغضبت وقالت والذی نزل القران علی محمد (صلی الله عليه وسلم) ما قالها رسول الله صلی الله عليه وسلم قط انما قال ان اهل الجاهلية كانوا يتطيرون من ذلك یعنی ابو حسان سے روایت ہے کہ قبیلہ بنی عامر کے دو شخصوں نے حضرت عائشہ کے پاس حاضر ہو کر بیان کیا کہ ابو ہریرہ رسول اللہ صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ "بدشگونی گھر میں اور عورت میں اور گھوڑے میں ہوتی ہے" انہوں نے ناراض ہو کر کہا قسم ہے اس خدا کی جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن اتارا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرگز یہ نہیں فرمایا۔ آپ نے تو فقط یہ بیان کیا تھا کہ جاہلیت میں لوگ ان چیزوں سے بدشگونی کیا کرتے تھے (عینی شرح بخاری جلد ۶)

دوسری تاویل — دوسری تاویل یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چیزوں کے بعض خاص عیوب کو نحوست سے تعبیر فرمایا ہے چنانچہ گھوڑے کا عیب سرکشی ہے عورت کا عیب نشوز و اعراض ہے گھر کا عیب برا ہمسایہ ہے آپ نے ان عیوب کے لئے ایک جامع لفظ شوم فرما دیا۔

ماہ شوال — اہل جاہلیت میں ماہ شوال کو بھی منحوس سمجھتے تھے جسکی وجہ یہ کہ ایک مرتبہ اس ماہ میں وبا پھیلی تو اتفاق سے بکثرت نو کتخدا دولہا اور دلہنیں اس میں ہلاک ہوئیں اسوقت شادی کرنے کرانے کیلئے اس ماہ کو منحوس سمجھنے لگے اور لوگوں میں یہ وہم سما گیا کہ اس ماہ میں اگر شادی ہو تو میاں بیوی کی خیر نہیں ورنہ کم از کم ان میں ان بن رہے گی حضرت عائشہ کے سامنے اسکا تذکرہ آیا تو انہوں نے عورتوں سے مخاطب ہو کر فرمایا ما تزوجنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا فی شوال ولا بنی بی الا فی شوال فمن کان احظی منی عندہ وکان یستحب ان یدخل علی نسائہ فی شوال یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے شوال ہی میں بیاہا اور شوال ہی میں زفاف کیا تھا مجھ سے زیادہ آپ کے ہاں کسکی قدر تھی آپ تو شوال میں اپنی بیویوں کے پاس آنا مستحب جانتے تھے (عینی شرح صحیح بخاری جلد ۶)

اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ

ماہ صفر کے دوسرے جمعہ کا وعظ

نماز کی فرضیت اور اہمیت

اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطن الرجیم ط

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوْکِ الشَّمْسِ اِلٰی غَسَقِ الَّیْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ؕ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ کَانَ مَشْھُوْدًا ۝ وَمِنَ الَّیْلِ فَتَھَجَّدْ بِہٖ نَافِلَۃً لَّکَ ٭ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ

Marfat.com

مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ۝

(اے پیغمبر!) آفتاب کے ڈھلنے سے رات کے اندھیرے تک (ظہر عصر مغرب و عشاکی) نمازیں پڑھا کرو اور نماز صبح بھی کیونکہ نماز صبح کا وقت نور ظہور کا وقت ہے اور رات کے ایک حصہ میں (نماز تہجد بھی) پڑھا کرو (اور نمازیں تو فرض ہیں اور یہ) تمہاری (نماز) نفل بھی عجب نہیں کہ (اسکی برکت سے) تمہارا پروردگار (قیامت کے دن) تم کو مقام محمود میں پہنچاوے (بنی اسرائیل ع ۹)

پانچ نمازوں کا ثبوت

ان روایات میں اللہ تعالےٰ نے دن رات کی پانچ فرض نمازوں اور رات کی ایک نفلی نماز کا حکم دیا ہے دلوک شمس (زوال آفتاب) سے لیکر غسق لیل (تاریکی شب) تک ظہر عصر مغرب عشا کی نمازیں مراد ہیں اور قرآن فجر سے صبح کی نماز مقصود ہے اور اس نماز کی خصوصیت سے ایک یہ خصوصیت بیان فرمائی ہے کہ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا بیشک فجر کی نماز میں قرآن خوانی روبرو ہوتی ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ اس نماز کی ادائیگی کیوقت فرشتوں کی ایک بڑی جماعت موجود ہوتی ہے :-

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا قَالَ تَشْهَدُهٗ مَلٰٓئِكَةُ اللَّيْلِ وَمَلٰٓئِكَةُ النَّهَارِ (مشکوٰۃ)

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں اللہ تعالےٰ کے اس قول کے بارے میں کہ فجر کا قرآن پڑھنا روبرو ہوتا ہے فرمایا اسوقت رات کے فرشتے اور دن کے فرشتے حاضر ہوتے ہیں

آسمان کے فرشتے اور زمین کے فرشتے

دنیا کے بے انتہا امور تکوینی جو انجام پذیر ہوتے ہیں تو ان کی انجام دہی کے لئے اللہ تعالےٰ کے حکم سے فرشتے مامور ہیں حتےٰ کہ شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ فرماتے ہیں یَدُ حْرِجُ حَجَرًا فَاِنَّ فِيْهِ مَلَكٌ كَرِيْمٌ یعنی ایک پتھر جو لڑھکتا ہے تو اس میں بھی ایک فرشتہ عالیقدر کا اثر کار فرما ہے (حجۃ اللہ البالغہ جلد اول صفحہ ۱۰) دن کے فرشتے الگ ہیں اور رات کے الگ جب دن گزر جاتا ہے تو دن کے فرشتے چلے جاتے ہیں اور رات کے آجاتے ہیں جب رات گزر جاتی ہے تو رات کے فرشتے چلے جاتے اور دن کے فرشتے آجاتے ہیں مذکورہ حدیث سے

نماز فجر کی خاص فضیلت

نماز فجر کی یہ خاص فضیلت معلوم ہوتی ہے کہ جب اسوقت نماز میں قرأت پڑھی جاتی ہے تو رات کے فرشتے وقت رخصت ہونے سے پہلے اسکو سننے کے لئے ٹھیر جاتے ہیں ادھر دن کے فرشتے بھی اپنی ڈیوٹی کے لئے آجاتے ہیں اور یہ دونو جماعتیں اکٹھی حاضر ہوکر فجر کی نماز کا قرآن سنتی ہیں اور تمام نمازوں میں سے صرف فجر کی نماز کو یہ فضیلت حاصل ہوتی ہے کہ وہ فرشتوں کے مجمع کے سامنے پڑھی جاتی ہے جن کی موجودگی

باعث برکت ہے جو نمازیوں کی نماز کے یعنی شامل ہو جاتے ہیں اور وہ ہر دعا کیلئے پر آمین کہتے ہیں جس سے وہ دعا قبولیت کے قابل ہو جاتی ہے برادران من! نماز اسلام کا ایک بہت بڑا رکن ہے کفر و اسلام کے درمیان بڑی حد یہی ہے حدیث میں ہے بین العبد والکفر ترک الصلوٰۃ یعنی بندے کے اور کفر کے درمیان واسطہ ترک نماز ہی ہے

میان مشرک و مومن تفاوت این است ۔ کہ این نماز گزار است آن نماز گزار

جب ایک مسلمان کہلانیوالا آدمی نماز کو ترک کر دے تو گویا اسکی دینی و مذہبی حد ٹوٹ گئی اسکا اسلام اور کفر دونو گڈمڈ ہو گئے اسکو کوئی حق نہیں ہے کہ اپنے آپکو پورا مسلمان سمجھے اور پورا مسلمان ہونیکا دعوے کرے مگر تماشا یہ ہے ہم میں سے بہت سے مسلمان ایسے ہیں کہ ان کو نماز چھوڑ صحیح کلمہ بھی پڑھنا نہیں آتا لیکن جب کوئی اجنبی آدمی پوچھتا ہے کہ تم کون لوگ ہو تو بڑے چوڑے ہو کر مونچھوں پہ ہاتھ پھیر کر کہینگے مسلمین، حیف ہے ایسی مسلمانی پر۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی قدس سرہ نماز کی شان عظیم کا اظہار یوں فرماتے ہیں۔

اعلم ان الصلوٰۃ اعظم العبادات شاناً واوضحہا برھاناً واشھرھا فی الناس وانفعھا فی النفس ولذالک اعتنی الشارع ببیان فضلھا وتعیین اوقاتھا وشروطھا وارکانھا وادابھا ورخصھا ونوافلھا اعتناءً عظیماً لم یفعل فی سائر انواع الطاعات وجعلھا من اعظم شعائر الدین (حجۃ اللہ البالغۃ)

واضح ہو کہ نماز تمام عبادتوں سے زیادہ عظیم الشان واضح البرہان ہے لوگوں میں سب سے زیادہ مشہور ہے نفس میں سب سے زیادہ فائدہ رسان ہے اور اسی لئے شارع علیہ السلام نے اسکی فضیلت بیان کرنیمیں اور اسکے وقتوں اسکی شرطوں اس کے رکنوں اسکے ادبوں اسکی اجازتوں اس کے نفلوں کے معین کرنیمیں اسقدر زیادہ اہتمام فرمایا ہے کہ باقی تمام طاعات کیلئے نہیں فرمایا اور اسکو بڑے بڑے شعائر دین میں سے قرار دیا ہے۔

لا الہ باشد صدف گوہر نماز ۔ قلب مسلم را حج اصغر نماز

در کف مسلم مثال خنجر است ۔ قاتل فحشا و بغی و منکرات

یہ بات پہلے بھی کئی مرتبہ بیان ہو چکی ہے کہ شعائر دین بہت سے ہیں مگر ان میں سے بڑے شعائر چار ہیں (۱) قرآن (۲) کعبہ (۳) نبی صلی اللہ علیہ وسلم (۴) نماز اس سے ظاہر ہے کہ نماز کا اسقدر بلند درجہ ہے کہ اس کے برابر دوسری عبادت کا نہیں زکوٰۃ کا نہ روزے کا نہ حج کا حالانکہ یہ سب بھی ارکان اسلام ہیں ان کے بغیر بھی نجات نہیں ہوگی

برت تا ہست تخم سجدہ در خاک کن صائب ۔ کہ دارد سرفرازیہا دراں عالم سجود این جا

نماز کفر و اسلام کی حد فاصل ہے

نماز کی شان عظیم

شعائر دین

نماز کا درجہ ہر عبادت سے بڑھکر ہے

نماز کی اہمیت

نماز کی اہمیت و عظمت شان کی اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات کے وقت آخری دم میں بھی نماز کی تاکید فرمائی، اور یہ دو کلمے آپ کی زبان مبارک پر تھے۔

اَلصَّلٰوۃَ اَلصَّلٰوۃَ وَمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ | نماز کا خیال رکھنا، نماز کا خیال رکھنا اور لونڈی غلام کا

نماز کی دنیاوی برکتیں

عبادات میں نماز کا جو بلند درجہ ہے وہ تو ہے ہی دنیوی فوائد کے لحاظ سے بھی نماز ایک فضیلت رکھتی ہے (۱) نماز کی پابندی انسان کو استقلال با قاعدگی، اور اوقات کی پابندی سکھاتی ہے۔ (۲) جسم و جامہ کی پاکیزگی روحانی نفاست کے ساتھ حفظ صحت میں بھی مدد دیتی ہے۔ (۳) عظمت الٰہی و جمال کبریائی کے آگے جھکنا مؤدب و مہذب بناتا ہے۔ (۴) دن رات میں پانچ وقت با طہارت ہونے کی پابندی نفسانی و شہوانی احساسات کیلئے ایک رکاوٹ بن جاتی ہے جن سے جسم و جامہ کے ناپاک ہونے کا امکان ہوتا ہے۔ (۵) حضور مسجد اور نماز با جماعت تمدن و اسلامی عصبیت میں جان ڈال دیتی ہے۔ (۶) نماز با جماعت شاہ و گدا کو دوش بدوش کھڑا کر کے اسلامی مساوات کا سبق دیتی ہے (۷) نماز کی بدولت بہت سے مصائب دور ہو جاتے ہیں اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ ؎

درکفِ مسلم مثال خنجر است
قاتل فحشا و بغی منکر است

شیطانی بہانے

اللہ تعالیٰ نے بار بار، بتاکید، بدلائل، نماز کا حکم دیا ہے تو اسکا یہ معنے ہے کہ وہ اپنے بندوں کو دنیا کی بہتری اور آخرت کی نجات کی طرف بلاتا ہے، مگر شیطان جو بندے کا دشمن ہے وہ نماز سے ٹلنے کے بہانے سمجھاتا ہے کبھی سفر وغیرہ کا بہانہ کبھی نماز کے کلمات زبان پر نہ چڑھنے کا بہانہ کبھی کپڑے ناپاک ہونے کی مجبوری کا بہانہ غرض کبھی کوئی بہانہ کبھی کوئی۔ تو اسکا معنے یہ ہے کہ یہ دشمن انسان اسے دوزخ میں ڈلوانا چاہتا ہے۔ اب یہ ان لوگوں کی بدقسمتی ہے جو اپنے آقائے محسن کا کہا نہیں مانتے دشمن کے کہنے پر چلتے ہیں ؎

خم شد قد و تو بسجدہ خم نشدی
رفتی از کار و در پے کار معاش

از ہم پاشیدی و فراہم نشدی
زشت جو و گندم شد و آدم نشدی

عَنْ سَلْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ غَدَا اِلٰی صَلٰوۃِ الصُّبْحِ غَدَا بِرَایَۃِ الْاِیْمَانِ وَ مَنْ غَدَا اِلَی السُّوْقِ غَدَا بِرَایَۃِ اِبْلِیْسَ (مشکوٰۃ)

سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ جو شخص صبح سویرے جائے نماز کیلئے وہ ایمان کے جھنڈے کے ساتھ جاتا ہے اور جو شخص صبح سویرے جائے بازار کی طرف وہ ابلیس کے جھنڈے کے ساتھ جاتا ہے

Marfat.com

نماز کے فضائل

اب ذرا ایمان کے جھنڈے میں آنیوالوں کی خوش نصیبی کا حال سن لیجیے:۔

عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الصلوة الخمس والجمعة الى الجمعة ورمضان الى رمضان مكفرات لما بينهن اذا اجتنبت الكبائر

ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پانچوں نمازیں اور جمعہ سے اگلے جمعہ تک اور ماہ رمضان اگلے ماہ رمضان تک درمیان کے گناہوں کا کفارہ بن جاتے ہیں جبکہ کبیرہ گناہوں سے پرہیز رہے (مشکوٰۃ)

(۲) وعنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ارأيتم لو ان نهرا بباب احدكم يغتسل فيه كل يوم خمسا هل يبقى من درنه شيء قالوا لا يبقى من درنه شيء قال فذلك مثل الصلوات الخمس يمحو الله بهن الخطايا متفق عليه (مشكوة)

اور انہی سے روایت ہے کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تمہاری رائے کیا ہے اگر تم میں کسی کے دروازے پر نہر ہو جسمیں وہ ہر روز پانچ بار غسل کرے۔ کیا اسپر کچھ میل باقی رہیگا؟ لوگوں نے عرض کیا اسپر کچھ بھی میل باقی نہ رہے گا۔ فرمایا یہ پانچ نمازوں کی مثال ہے۔ اللہ ان کیساتھ گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

عن انس قال جاء رجل فقال يا رسول الله اني اصبت حدا فاقمه علي قال ولم يسأله عنه وحضرت الصلوة فصلى مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فلما قضى النبي صلى الله عليه وسلم الصلوة قام الرجل فقال يا رسول الله اني اصبت حدا فاقم في كتاب الله قال اليس قد صليت معنا قال نعم قال فان الله قد غفر لك ذنبك او حدك متفق عليه (مشكوة)

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے حاضر ہوکر عرض کیا یا رسول اللہ مجھ سے ایک فعل مستوجب حد سرزد ہوگیا پس مجھپر حد قائم کیجئے راوی کہتا ہے اور آپنے اس فعل کے بارے میں اس شخص سے کچھ نہیں پوچھا۔ اور نماز کا وقت آگیا تو اس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ نماز پڑھی جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز پوری کرلی تو اس شخص نے کھڑے ہوکر پھر عرض کیا یا رسول اللہ مجھ سے ایک فعل مستوجب حد سرزد ہوگیا ہے پس مجھپر کتاب اللہ کا حکم جاری کیجئے آپ نے فرمایا کیا تمنے ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھی اسنے کہا ہاں فرمایا بیشک اللہ نے تمہارا گناہ یا (فرمایا) تمہارا فعل مستوجب حد معاف کردیا

Marfat.com

سرنوشت ما بدست تو نگون یا راست گرداند بنیاز نقش معکوس نگین از سجدہ میگیرد درست

واضح رہے کہ نماز گناہوں کی مغفرت کا ذریعہ بھی دیتی ہے جب گناہ کے بعد دل سے توبہ بھی ہو جائے۔ جیسے کہ اس شخص نے اپنی پوری ندامت کا اظہار کر دیا حتیٰ کہ شرعی حد کے لئے اپنے جسم کو پیش کر دیا۔ خواہ مجھے سنگسار کر دیا جائے یا تلوار سے میرا سر اڑا دیا جائے ؎

گر قتل ہے منظور چل آ بسم اللہ یہ تیغ ہے جلد یہ گلا بسم اللہ

مگر گناہ ہو سے توبہ نہ کرنا بار بار گناہ کرتے رہنا اور سمجھنا کہ خود بخود نماز وغیرہ سے معاف ہو جائینگے اس طرح گناہ معاف نہیں ہوتے۔ عبد اللہ ابن مسعود سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ میں نے شہر کے کنارے پر ایک عورت کیساتھ ہنسی دل لگی کی اور میں نے اس سے ایک جماع کے سوا باقی سب طرح لذت حاصل کی اب میں حاضر ہوں۔ جو شرعی فیصلہ آپ چاہیں میرے بارے میں دیں حضرت عمرؓ نے اس سے کہا اگر تم اپنی پردہ پوشی کرتے تو اللہ تعالےٰ بھی تمہارا پردہ رکھتا راوی کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کی بات کا جواب نہ دیا وہ شخص اٹھ کھڑا ہوا اور چل دیا۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے پیچھے ایک آدمی بھیجکر اسے بلایا اور اسکو یہ آیت سنائی۔

وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَیِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰی لِلذّٰكِرِیْنَ الخ (مشکوٰۃ)

اور قائم کرو نماز کو دن کے دونوں طرفوں میں اور اوائل شب میں بیشک نیکیاں گناہوں کو دور کر دیتی ہیں یاد دہانی ذکر حق کرنیوالوں کے لئے۔

اس شخص کا گناہ صغیرہ تھا مگر یہاں بھی وہ عائت ندامت اور قصد توبہ موجود تھا حتیٰ کہ سزائے شرعی کے آگے اپنی گردن رکھدی ایسی تسلیم و رضا کیساتھ جب نماز بھی شامل ہو جائے تو کیوں رحمت خداوندی دستگیری کرے اس حدیث سے ایک سبق بھی ملتا ہے کہ اپنے جرم و گناہ پر پردہ ڈالنا اور درپردہ خدائی درگاہ میں توبہ کرنا اور بخشش مانگنا بہتر ہے لوگوں کے سامنے اپنے گناہ کا ذکر کرنا اور خود ہی اپنا پردہ فاش کرنا ایک دوسرا گناہ ہے۔ اس سے ایک گناہ کا استحقاق پایا جاتا ہے کہ اسکو معمولی بات سمجھکر ادھر ادھر بیان کرتے پھرتے ہیں حالانکہ کسی چھوٹے سے چھوٹے گناہ کو بھی خفیف نہ سمجھنا چاہئے ؎ خرد مشمار نہ را گناہ کہ گناہ ہست بزرگ

گنہ کرد فردوس برین آدم را

دوسرے اسکی گواہ خواہ لوگوں کو اپنے جرم کے گواہ بنانا لازم آتا ہے۔ جو قیامت کو اس گناہ کی شہادت دینگے وغیرہ

Marfat.com

تھا کہ خداوند تعالیٰ پردہ ڈالدیتا اور باز پرس کرتا ہے

لطف تو خطا کاری مستاں پوشد
شرمندہ الطاف خطا پوش توام

۱۵ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الْاَعْمَالِ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ قَالَ الصَّلٰوةُ لِوَقْتِهَا قُلْتُ ثُمَّ اَيٌّ قَالَ بِرُّ الْوَالِدَيْنِ قُلْتُ ثُمَّ اَيٌّ قَالَ الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (متفق علیہ۔ مشکوٰۃ)

ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کونسا عمل اللہ کو سب سے زیادہ پسند ہے؟ فرمایا نماز کو اس کے وقت پر پڑھنا میں نے عرض کیا پھر کونسا فرمایا ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنا میں نے عرض کیا پھر کونسا؟ فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا

نماز وہ دولت عظمیٰ ہے جسکے آگے دنیا کی دولت و ثروت دنیا کا مرتبہ و جاہ دنیا کی شان و شوکت ہیچ ہیں۔ شاہ شجاع کرمانی ایک بڑے ولی اللہ گزرے ہیں انہوں نے انکو مال و دولت کیطرف سے غنی کر رکھا تھا۔ یہ علاقے کے رئیس بھی تھے انکی ایک بیٹی نہایت عابدہ و پارسا تھی۔ شاہ کو اسکی شادی کا فکر درپیش تھا کرمان کے بادشاہ نے اس کے رشتے کیلئے درخواست بھیجی آپ نے تین دن کی مہلت مانگی اور تین دن تک ایک مسجد کیطرف چکر لگاتے رہے تمام لوگوں میں سے ایک فقیر درویش کی نماز اسکا رجوع الی اللہ اسکا شوق عبادت پسند آیا نہ اسکی قومیت پوچھی نہ اسکی جائداد و ریاست کی نہ اسکی مالی حالت کا اندازہ لگایا صرف اسکی نماز دیکھکر لڑکی کا اسکے ساتھ نکاح کر دیا۔

فی الواقع نماز ہی بڑی دولت ہے جسکے پاس یہ دولت ہے اس کے پاس سب کچھ ہے اور جسکے پاس یہ نہیں اسکے پاس کچھ بھی نہیں اسکے خزانے اسکے محلات اسکے سامان امارت اسکی دولت و ثروت اسکی جائداد و ریاست بیکار ہے۔ ان چیزوں سے اسکی رستگاری نہیں ہوتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوداؤد سے فرمایا۔

لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَاِنْ قُطِّعْتَ اَوْ حُرِّقْتَ وَلَا تَتْرُكْ صَلٰوةً مَكْتُوْبَةً مُتَعَمِّدًا فَمَنْ تَرَكَهَا مُتَعَمِّدًا فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ وَلَا تَشْرَبِ الْخَمْرَ فَاِنَّهَا مِفْتَاحُ كُلِّ شَرٍّ (مشکوٰۃ)

اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنا اگرچہ تجھکو پارہ پارہ کر دیا جائے۔ یا آگ میں پھونک ڈالا جائے اور فرضی نماز کو جان بوجھ کر نہ چھوڑ جو شخص اسکو جان بوجھکر چھوڑے وہ خدا کے امان سے نکلجاتا ہے یعنی اگر کوئی اسکو قتل کر ڈالے تو اسلامی عدالت میں کوئی شنوائی نہیں اور شراب نہ پی ہر گناہ کی کنجی ہے۔

نماز کی اہمیت کی ایک بڑی دلیل یہ ہے کہ ایک بچے کو جسپر ابھی کوئی عبادت فرض نہیں اور کسی عبادت کو بجا لانے پر اسے مجبور نہیں کیا جاتا۔ نماز پر اسکو مجبور کرنے کا حکم ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

مُرُوْا اَوْلَادَکُمْ بِالصَّلٰوۃِ وَھُمْ اَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِیْنَ وَاضْرِبُوْھُمْ عَلَیْھَا وَھُمْ اَبْنَاءُ عَشْرِ سِنِیْنَ

اپنی اولاد کو نماز کا حکم دو جبکہ وہ سات سال کی عمر کے ہوں اور ان کو ترک نماز پر سزا دو جب کہ وہ دس سال کے ہوں۔

ساتویں سال کی عمر سے انکو نماز پڑھانے کا حکم اسلئے دیا ہے کہ وہ بچپن سے نماز کے عادی ہو جائینگے تو پھر بڑے ہو کر اسکو ترک نہ کریں گے اور دس سال کی عمر میں اسکے ترک پر سزا دینے میں حکمت ہے کہ وہ دنیا کی خفیف سزا کے خوف سے پکے نمازی ہو جائیں اور آخرت کی شدید اور بے پایاں سزا سے بچ جائیں ذرا حساب لگائیے کہ کتنے ماں باپ ایسے ہیں جو اپنے بچوں کو ساتویں سال کی عمر سے نماز پر مجبور کرتے ہیں اور دسویں سال میں ترک نماز پر انکو سزا دیتے ہیں وقلیل ما ھم ہماری بستی میں بے نمازوں کی کثرت کی یہی وجہ ہے کہ نمازی لوگ اپنی اولاد کو نماز پر مجبور نہیں کرتے اور اسطرح بے نماز نسل روز بروز بڑھ رہی ہے۔

ماں باپ کی شفقت

اگر ایک بچہ جھڑکی سے ڈراوے سے، ایک دو تھپڑوں یا کسی اور معمولی سزا سے نماز کا پابند ہو سکتا ہے تو یہ اس کے لئے ماں باپ کی عین شفقت ہے۔ کہ اسکو آخرت کے عذاب سے بچا دیا آخرت کے عذاب کے متعلق حدیث آئی ہے

نماز قضا کرنے کی سزا

مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ حَتّٰى مَضٰى وَقْتُھَا ثُمَّ قَضٰى عُذِّبَ فِی النَّارِ حُقْبًا وَالْحُقْبُ ثَمَانُوْنَ سَنَةً وَالسَّنَةُ ثَلَاثُمِائَةٍ وَّسِتُّوْنَ یَوْمًا كُلُّ یَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ اَلْفَ سَنَةٍ (مجالس الابرار)

جو شخص نماز کو چھوڑ دے حتیٰ کہ اسکا وقت گزر جائے پھر اسکو قضا کرے تو اسکو عذاب دیا جائیگا دوزخ میں ایک حقب کی مدت بھر اور حقب اسّی برس کا ہے اور برس تین سو ساٹھ دن کا اور ہر دن کی مقدار ہزار سال کے برابر ہے۔

یہ تو صرف ایک نماز کے بے عذر قضا کر دینے کی سزا ہے اور جو بالکل تارک نماز ہو اسکی سزا کا کیا ٹھکانا۔

نماز قضا ہونے کے عذر

نماز جن عذروں سے قضا ہو سکتی ہے وہ کل چھ ہیں (۱) بھول جانا (۲) نیند کا غلبہ (۳) بیہوشی (۴) دیوانگی (۵) حیض (۶) نفاس ان چھ عذروں کے بغیر نماز کو اپنے وقت سے ٹلا دینا ہرگز ہرگز روا نہیں۔ حتیٰ کہ اگر کسی شخص کے دونوں ہاتھ خشک ہو جائیں اور نہ کوئی دوسرا اسکو وضو یا تیمم کرا سکے تو حکم ہے کہ وہ اپنے منہ اور بانہوں کو کسی پاک دیوار سے ملے اور نماز پڑھے۔ اگر جہاز کے ٹوٹ جانے سے کوئی شخص سمندر یا دریا میں گر جائے اور وہ لکڑی کے تختے پر تیر رہا ہو۔ تو اسکو بھی حکم ہے۔ کہ وضو کے اعضا پانی میں ڈبو کر اشاروں سے نماز ادا کرے۔ اگر کسی عورت کے بچہ پیدا ہونے لگے اور ابھی بچے کا سر ہی نکلا ہو کہ نماز کا وقت گزرنے لگے تو اس پر بھی فرض ہے وضو یا تیمم کر کے

Marfat.com

بیٹھ کر یا اشارہ سے نماز پڑھے اور بچے کے سر کو کسی ہنڈیا یا گڑھے میں رکھے کیونکہ جب تک بچہ کا جسم نصف سے زیادہ خارج نہ ہو نفاس کا حکم نہیں لگایا جاتا اور عورت پر نماز اس وقت تک فرض ہوتی ہے (مجالس الابرار)

دنیوی کام آسان نظر آتے ہیں دینی کام مشکل

سامعین تعجب کرتے ہیں کہ اس مشکل حالت میں بھی نماز کا حکم ہے جبکہ عورت کی جان تن تنہا ہی ہوتی ہے جتنی ایسی حالت میں بھی حکم ہے۔ اگر لوگ دین کے کام کو دنیا کے کاموں سے زیادہ اہم اور زیادہ قابل توجہ سمجھیں تو ہرگز تعجب نہ کریں کیا یہاں ایک جاٹ کی عورت کا حال نہیں سنا کہ جبکہ بچہ پیدا ہو رہا تھا ابھی آدھا بچہ اندر اور آدھا باہر تھا کہ بھینس کو دوہنے کا وقت آ گیا یہ بھینس اسکے ہاتھ پڑی ہوئی تھی کسی دوسرے شخص کو دوہنے سے دودھ نہیں دیتی تھی آخر اس عورت نے اس حالت میں لنگوٹا کسا نیم خارج بچے کو لنگوٹے سے تھاما۔ اور بھینس کو دوہنے بیٹھ گئی افسوس کہ لوگ نماز کی قدر اتنی بھی نہیں سمجھتے جسقدر کہ بھینس کا دوہنا حالانکہ یہ وہ چیز ہے۔ کہ میدان جنگ میں بھی جہاں سر دھڑوں سے کٹ کٹ کر گرتے ہوں وخون کی ندیاں بہہ رہی ہوں نہیں چھوڑی جاتی ایک جلیل القدر صحابی حضرت خبیب رض کیلئے کافروں کے محاصرے میں ننگی تلواروں کا پہرہ ہے قتل کے لئے سولی کھڑی ہے اسوقت انکو کسی وصیت کسی التماس کسی التجائے رحم کی آرزو نہیں اگر کچھ کہا تو صرف یہی کہا کہ نماز کا وقت ہے مجھکو دو رکعت نماز پڑھ لینے دو۔

سید الشہداء امام حسین کی نماز خنجر کے نیچے

چہ خوش باشد دلا کز عشق یار مہرباں میری
شراب شوق او در کام ونامش برزباں میری

سید الشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی حالت دیکھو کہ جوان بیٹے بھتیجے آنکھوں کے سامنے باری باری کٹکر شہید ہو چکے معصوم بچہ بھی دشمنوں کے تیروں سے آپکی گودی میں جان توڑ چکا اب دشمن کا خنجر خود آپکے سینہ مبارک کو چاک کرنے پر آمادہ ہے۔ مگر آپکی فرمائش اس آخری دم میں یہی ہے کہ جمعہ کا وقت ہے پہلے نماز دوگانہ پڑھ لینے دو پھر قتل کرنا۔

از نماز م نیست مطلب غیر حسبت وجہ دوست
میرم از اشتیاق افتاں وخیزاں سوئے دوست

ترک نماز بڑی بدنصیبی ہے

برادران من! نماز بہت بڑی دولت ہے اور اس دولت کبریٰ کو ہاتھ سے کھونا بڑی بدنصیبی ہے اور آخرت میں بڑے عذاب کی موجب ہے اسکے چھوڑ دینے والے کیلئے بڑی تہدید اور بڑی وعید آئی ہے چند احادیث سنو

(۱) مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ كَفَرَ جِهَارًا (مجالس)	جس شخص نے دیدہ ودانستہ نماز ترک کی۔ اس نے علانیہ کفر کیا۔
(۲) لَا تَتْرُكُوا الصَّلٰوةَ مُتَعَمِّدًا فَمَنْ	نماز کو دیدہ ودانستہ ترک کرو پس جو شخص اس کو

Marfat.com

تَرَکَھَا فَقَدْ خَرَجَ مِنَ الْمِلَّةِ (۲) — ترک کرے وہ ملت اسلام سے نکل جاتا ہے۔

(۳) اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْنِ فَمَنْ اَقَامَھَا اَقَامَ الدِّیْنَ وَمَنْ تَرَکَھَا فَقَدْ ھَدَمَ الدِّیْنَ — نماز دین کا ستون ہے جسنے اسکو قائم کیا اس نے دین کو قائم کیا اور جسنے اسکو ترک کیا اسنے دین کو منہدم کر دیا

تارک نماز کو کافر کہنے والے صحابہ و حضرات

اس قسم کی احادیث کی بنا پر بہت سے صحابہ اس طرف گئے ہیں۔ کہ نماز کو چھوڑ دینے والا کافر ہو جاتا ہے۔ ان صحابہ میں سے بعض کے اسماء مبارکہ یہ ہیں (۱) عمر ابن الخطاب رضؓ (۲) عبد اللہ ابن مسعود (۳) عبد اللہ ابن عباس (۴) معاذ بن جبل (۵) ابو درداء (۶) ابو ہریرہ (۷) عبد الرحمٰن ابن عوف وغیرہم بہت سے مشہور ائمہ دین کا بھی یہی مسلک ہے مثلاً (۱) احمد ابن حنبل (۲) اسحٰق بن راہویہ (۳) عبد اللہ ابن مبارک (۴) نخعی (۵) حکم بن عتبہ (۶) ابو ایوب سختیانی (۷) ابو داؤد طیالسی (۸) ابو بکر ابن ابی شیبہ وغیرہم مگر دوسرے صحابہ اور ائمہ کہتے ہیں کہ مسلمان ترک نماز سے کافر نہیں ہوتا۔ البتہ اگر انکار کر دے تو کافر ہو جاتا ہے اور مذکورہ احادیث میں انکے نزدیک ترک با انکار مراد ہے

تارک نماز کی سزا

اسی طرح بزرگان دین اس امر میں بھی مختلف ہیں کہ جو شخص بلا عذر نماز ترک کر دے اسکو کیا سزا دیجائے۔ امام احمد ابن حنبل رحمۃ اللہ کے نزدیک چونکہ وہ صریحاً کافر ہو چکا اس لئے قتل کیا جائے! امام شافعی امام مالک حماد ابن زید اور مکحول کے نزدیک وہ کافر تو نہیں ہوا مگر اس نے ایک ایسا کام کیا ہے جو شایان اسلام نہیں بلکہ وہ کفر کی سزا کا مستوجب ہے اور کفر کی سزا دنیا میں قتل کے سوا اور کوئی نہیں۔ اور ان کے نزدیک مذکورہ احادیث میں تارک نماز کے کفر سے بھی یہی مراد ہے کہ وہ سزائے کفر کا مستوجب ہے لہٰذا ان کے نزدیک بھی تارک نماز کو قتل کیا جائے مگر امام اعظم رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ اسکو نہ کافر قرار دیا جائے نہ قتل کیا جائے بلکہ دائم الحبس کیا جائے بعض فرماتے ہیں کہ اسکو ضرب شدید کی سزا دی جائے جس سے خون ٹپکنے لگے بعض کہتے ہیں کہ اسکو اسقدر پیٹا جائے کہ یا تو نمازی بنجائے یا مر جائے بعض کہتے ہیں کہ مصلحتاً اسکا سارا مال چھین لیا جائے حتیٰ کہ اگر وہ ترک نماز سے تائب ہو جائے تو اسکا مال واپس دیدیں ورنہ کسی اور مصرف میں خرچ کر ڈالیں (مجالس الابرار)

بچپن سے نمازی ہوجانے والا خوش قسمت ہے

غرض نہایت خوش قسمت ہے وہ بندہ جو بچپن سے خود بخود مائل بحق ہو کر پکا نمازی بنجائے اسکے بعد وہ بھی خوش نصیب ہے جو ماں باپ کی تاکید و تہدید سے گوشمالی سے نماز کا پابند ہو جائے پھر اس شخص کو بھی سمجھو کہ بچ گیا جسکو حکومت وقت نے ترک نماز پر قید و جرمانہ یا ضرب و تعزیر کی سزا دے کر پکا نمازی بنا دیا لیکن جس شخص کو نہ اسکے ماں باپ کی گوشمالی نے نمازی بنایا۔ نہ حکومت کا کوئی پنجہ احتساب ہے جو اسکو گرفت میں لا کر پابند نماز بناتا وہ بڑا ہی بدقسمت ہے۔ کہ اس کے حصے میں آخرت کی گوشمالی اور دوزخ کی سزا

Marfat.com

موجود ہے جہاں صرف ایک نماز کے بلا عذر قضا کرنے پر مذکورہ سابق حدیث کی رو سے ایک حقب کی مدت تک عذاب ملیگا۔ اور آخرت کا حقب کتنا ہوتا ہے؟ ۸۰ سال × ۳۶۰ دن × ایک ہزار سال = دو کروڑ اٹھاسی لاکھ سال یہ صرف ایک نماز کے بلا عذر قضا کرنیکی سزا ہے۔ اور ساری نمازوں کو سرے سے ترک کر دینے کی سزا کا تو تصور کرتے بھی ہوش اڑتے ہیں

۵　ابر عالمگیر غفراں گر نہ گردد پردہ پوشس　　سخت سو ائیستند در ہنگامہ محشر شدن

جن ماں باپ کو اپنے بچوں کی بہبودی کا خیال ہے بچوں کی ذرا سی تکلیف و زحمت پر انکا دل کڑھنے لگتا ہے تعجب ہے کہ وہ انکو آخرت میں اس آنیوالی مصیبت سے بچانیکا خیال نہیں رکھتے اور انکو زور وجبر پابند نماز بنانیکی کوشش نہیں کرتے خیر سے جو لوگ پابند نماز ہیں ان میں سے بھی ایسے اصحاب بہت ہی کم ہیں جنکو نماز کی ساری فضیلتیں حاصل کرنیکا شوق ہو سب سے پہلے نماز با جماعت کو لیجئے کہ اسکی فضیلتوں سے احادیث کا دفتر بھرا پڑا ہے مگر اکثر لوگ دس منٹ بھی جماعت کے انتظار کیلئے صبر نہیں کر سکتے پہلے آجائینگے تو فوراً اکیلے نماز پڑھکر یہ جا وہ جا خواہ اذان ہو چکی ہو یا ہونیوالی ہو اور اگر گھر میں بیٹھے ہیں تو اذان سنتے ہیں جماعت کا وقت آنا محسوس کرتے مگر گھر سے باہر نہیں نکلتے پھر حسب اپنی مرضی ہوتی ہے تو مزے مزے میں آتے اور اکیلے نماز پڑھ جاتے ہیں۔

(۱) اَلْجَمَاعَةُ سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ لِقَوْلِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَلْجَمَاعَةُ مِنْ سُنَنِ الْهُدٰى لَا يَتَخَلَّفُ عَنْهَا اِلَّا مُنَافِقٌ (ہدایہ)

جماعت سنت مؤکدہ ہے جسکی دلیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول ہے کہ جماعت سنن ہدیٰ سے ہے اس سے صرف منافق ہی پیچھے رہتا ہے

سنت ہدیٰ وہ ہوتی ہے جسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ بطور عبادت کیا ہو اور کبھی کبھی ترک بھی کی ہو ایسی سنت کی ہمیشہ بجا آوری لازم ہے۔ جماعت بھی اسی قسم کی سنت ہے

(۲) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلٰوةَ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَّ عِشْرِيْنَ دَرَجَةً مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ (مشکوٰۃ)

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جماعت کیساتھ پڑھی ہوئی نماز اکیلے کی نماز سے ستائیس درجہ زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔

خیال فرمائیے کہ اگر ذرا دیر توقف سے ستائیس روپے انعام ملتا ہو تو کوئی جلدی سے صرف ایک روپیہ لیکر چلا جانا قبول کریگا؟ یا یہ پسند کریگا کہ انعام بٹ جائیگا تو چاہے پہنچیں گے اور ایک ہی روپیہ لینگے ہرگز نہیں مگر آخرت کے انعام کا شوق کمال ایمان پر موقوف ہے۔

بے نمازی بدقسمت ہے

ماں باپ بچوں کی نماز کا خیال

نماز یوں کا حال

سنت ہدیٰ

ستائیس درجہ زیادہ اجر

Marfat.com

(۳) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ بِحَطَبٍ فَيُحْطَبَ ثُمَّ اٰمُرَ بِالصَّلٰوةِ فَيُؤَذَّنَ لَهَا ثُمَّ اٰمُرَ رَجُلًا فَيَؤُمَّ النَّاسَ ثُمَّ اُخَالِفَ اِلٰى رِجَالٍ وَفِیْ رِوَایَةٍ لَا يَشْهَدُوْنَ الصَّلٰوةَ فَاُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوْتَهُمْ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْ يَعْلَمُ اَحَدُهُمْ اَنَّهٗ يَجِدُ عَرْقًا سَمِيْنًا اَوْ مِرْمَاتَيْنِ حَسَنَتَيْنِ لَشَهِدَ الْعِشَاءَ (بخاری مشکوۃ)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قسم ہے اس ذات پاک کی جسکے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے میں نے ارادہ کیا کہ لکڑیوں کیلئے حکم دوں پس لکڑیاں جمع کی جائیں پھر حکم دوں نماز کا۔ تو اسکے لیۓ اذان دیجائے پھر حکم دوں کسی آدمی کو تو وہ لوگوں کا امام ہو کر نماز پڑھائے پھر میں لوگوں کی طرف جاؤں اور ایک روایت میں ہے کہ ان لوگوں کی طرف جاؤں جو نماز میں شامل نہیں ہوتے پھر انکے سمیت انکے گھر جلا دوں قسم ہے اس ذات کی جسکے قبضہ میں میری جان ہے اگر کسی کو اتنا معلوم ہو کہ وہ گوشت کی فربہ ہڈی پائیگا بلکہ دو کُھر اچھے تو ضرور عشا کی نماز میں حاضر ہو جائے۔

اذان سنکر بھی جلدی مسجد میں نہ آنا

(۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ اذان سننا اور پھر جماعت کیلئے نہ آنا اس سے تو یہی اچھا ہے کہ پگھلا ہوا سیسہ کان میں ڈال دیا جائے۔ (احیاء العلوم)

فوت جماعت قابل تعزیت ہے

(۵) حضرت حاتم ابن اصم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک دن سے مجھ سے جماعت فوت ہوگئی اس مصیبت کا افسوس کرنے کیلئے صرف ابو اسحاق بخاری میرے پاس آئے۔ حالانکہ اگر میرا کوئی فرزند فوت ہوتا تو دس ہزار آدمی افسوس کرنے آتے حیف کہ لوگوں کی نظر میں دین کی مصیبت دنیا کی مصیبت سے کم رتبہ ہے (۲)

فوت جماعت ایک مصیبت ہے

حضرت میمون ابن مہران رحمۃ اللہ علیہ ایک دن نماز کیلئے مسجد میں آئے تو جماعت ہو چکی تھی بے اختیار انکے منہ سے نکلا انا للہ وانا الیہ راجعون نماز با جماعت کی فضیلت میری نظر میں حکومت عراق سے بڑھکر ہے (۲)

پھر بفضل خدا جن اصحاب کو جماعت کیساتھ نماز پڑھنے کا کچھ شوق ہے بھی تو انکو یہ معلوم نہیں کہ تکبیر اولی میں شریک ہونیکا کسقدر درجہ ہے اور نہ اسکی پرواہ ہے حالانکہ احادیث میں اسکی فضیلت بکثرت آئی ہے

تکبیر اولیٰ

(۱) قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا الصَّلَوٰتِ فِیْ جَمَاعَةٍ لَا تَفُوْتُهٗ مِنْهَا تَكْبِيْرَةُ الْاِحْرَامِ كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ بَرَاءَتَيْنِ بَرَاءَةً مِّنَ النِّفَاقِ

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص چالیس روز تک نماز با جماعت اسطرح پڑھے کہ ان میں تکبیر اولی تک فوت نہ ہو۔ تو اللہ تعالےٰ اس کے لیۓ دو نجاتیں لکھدیتا ہے ایک نفاق سے نجات اور دوسری آگ سے نجات

وَنُوَاعِدُہٗ مِنَ النَّارِ۔ (احیاء العلوم)

اچھی نماز کا اجر

(۲) قیامت کے روز ایک جماعت آئیگی جنکے چہرے ستاروں کیطرح چمکتے ہونگے فرشتے پوچھیں گے تم نے کیا عمل کئے تھے وہ کہیں گے کہ ہم جب اذان سنتے تو فوراً وضو وغیرہ میں لگ جاتے جس سے کوئی دوسرا کام ہمکو نہیں روک سکتا تھا پھر ایک جماعت آئیگی جنکے چہرے چاند کیطرح روشن ہونگے فرشتے پوچھیں گے تم نے کیا اعمال کئے تھے وہ کہینگے کہ ہم نماز کیوقت سے پہلے وضو کرتے تھے پھر ایک اور جماعت آئیگی جنکے چہرے سورج کیطرح درخشاں ہونگے۔ فرشتے پوچھینگے تم نے کیا عمل کئے تھے وہ کہیں گے ہم مسجد ہی میں اذان سنتے تھے۔ (ر)

تکبیر اولیٰ کا سوگ

(۳) بعض بزرگان سلف کی عادت تھی کہ اگر ان سے ایک نماز کی تکبیر اولیٰ فوت ہوجاتی تو تین دن تک سوگ رکھتے اور اگر جماعت ہی فوت ہوجاتی تو پورا ہفتہ سوگ میں گزر جاتا۔ (ر)

تکبیر اولیٰ اور خشوع دل

(۴) حضرت جنید بغدادیؒ کے احوال میں لکھا ہے۔ کہ بیس سال انہوں نے ایک نماز کی بھی تکبیر فوت نہیں ہونے دی اور پھر نماز بھی ایسی ہوتی کہ اس میں صرف خدا ہی کیطرف توجہ کرتے اگر اس میں دنیا کا خیال آجاتا تو دوبارہ نماز پڑھتے۔ اور اگر بہشت و دوزخ کا خیال آجاتا تو سجدہ سہو کرتے۔ (تذکرۃ الاولیاء)

(۵) مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت سنا ہے کہ ایک مرتبہ دارالعلوم دیوبند کے جلسہ دستار بندی کی تقریب پر جسمیں ہزارہا اشخاص کا مجمع تھا ظہر یا عصر کی نماز کھڑی ہوگئی مولانا کو معتقدین و شائقین زیارت کے حلقے سے چھٹتے چھٹتے اتنی دیر ہوگئی۔ کہ پہلی رکعت میں شامل تو ہوگئے مگر تکبیر اولیٰ کا موقع ہاتھ سے نکل چکا تھا۔ نماز کے بعد آپنے بہت ہی افسوس کا اظہار کیا۔ اور فرمایا ہمیں برس کے بعد یہ دوسرا موقع ہے کہ تکبیر اولیٰ کی فضیلت ہاتھ سے نکل گئی۔

بزرگوں کا نماز سے عشق

بعض ملحدین فقیر بنے ہوئے نماز کو ضروری نہیں سمجھتے اور ان کے مقلد چیلے بھی کہا کرتے ہیں نماز دل کی ہے ہمکو دنیا معلوم ہم دل ہی دل میں نماز پڑھا کرتے ہیں ان سے کوئی اتنا پوچھے کہ کیا تمہاری حضوری اور تمہارا قرب توبہ توبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ گیا پھر حضور نے تو کبھی دل کی نماز پر کفایت نہیں کی بلکہ ہمیشہ پابندی کیساتھ پانچ وقتی نماز پڑھتے رہے اور کیا فقیری و درویشی کے ہفت قلزم حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ سے بھی تم بڑھ گئے وہ بھی ہمیشہ نماز کے پابند تھے۔ اور آج حضرت رابعہ بصریہ سے بڑھ کر بھی کوئی فقیر ہو سکتا ہے جنہوں نے ہوا پر مصلیٰ بچھا دیا اور نماز پڑھی مگر ایکی یہ حالت تھی کہ شام سے نماز شروع کر کے صبح کر دیتی تھیں حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ جو ایک بڑے ولی اللہ گزرے ہیں۔ نماز کے اسقدر عاشق تھے کہ زندگی کی آخری رات بھی نماز ہی میں گذری شام سے نماز شروع کر دی ساری رات پڑھتے رہے۔ صبح کے قریب سجدہ میں سر رکھا اور پھر نہ اٹھایا۔ دیر کے بعد لوگوں نے آکر دیکھا تو انتقال فرما چکے تھے۔

Marfat.com

یہ لوگ اصلی درویش و فقیر نہیں بلکہ شیطان کی بگر کے فقیر ہیں

حقیقت یہ ہے کہ فقیر ملحد بھنگڑ درویشی و فقیری کیساتھ دور کی بھی نسبت نہیں رکھتے بلکہ وہ شیطان کے ہتے چڑھے ہوئے ہیں۔ شیطان نے انکو سمجھا رکھا ہے کہ بھنگ چرس پینا اور ناپ شناپ بکنا ہی ولیائی ہے اسمیں مگن رہو اور طاعات و عبادات سب فضول ہیں۔

فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ شیطان نے انکے اعمال کو انکی نظر میں آراستہ کر دیا ہے۔

آخرت میں ایسے گرو چیلوں کا حشر

آخر ایک دن آئیگا کہ چیلے یہ گرو دونکا دامن پکڑ لینگے اور گرو شیطانوں پر دانت پیسینگے۔

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا رَبَّنَا أَرِنَا الَّذَيْنِ أَضَلَّانَا مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ أَقْدَامِنَا لِيَكُونَا مِنَ الْأَسْفَلِينَ (حٰم سجدہ۔ ۴، ۱) اور جو لوگ منکر ہیں وہ قیامت میں کہینگے کہ اے ہمارے پروردگار! شیطان اور آدمی جنہوں نے ہمکو گمراہ کیا تھا ایک نظر انہیں ہمیں بھی تو دکھاؤ کہ ہم انکو اپنے پیروں تلے مسل ڈالیں تا کہ وہ بہت ہی ذلیل ہوں

حضورِ دل نہ ہونے کا بہانہ

بعض لوگ کہا کرتے ہیں کہ جی نماز کیا پڑھیں دل نماز میں حاضر ہی نہیں ہوتا ایسی نماز ہی فضول ہے اور اپنے دعویٰ کے ثبوت میں بابا نانک کی ایک کہانی سنایا کرتے ہیں کہ امام جماعت نے کہا بابا تم نماز میں شامل کیوں نہ ہوئے تو بابا نانک نے کہا تم دل ہی دل میں سندی کے اندر گھوڑا خریدتے پھرتے ہیں نماز کس کے پیچھے پڑھتا۔

بے شک نماز میں وسوسے آنا اچھی بات نہیں مگر وسوسوں کے خیال سے نماز کا تارک ہونا ایک اور شیطانی وسوسہ ہے اور اس قسم کے وسوسوں سے شیطان لوگونکو تارک نماز بنایا کرتا ہے۔

برادر من اگر نالائق دل نماز میں مشغول ہو کر دلجمعی نہیں ہوتا۔ تو کیا اس کے ساتھ اپنے ہاتھ پاؤں تاج منہ سینے کو بھی نعمت سجدہ سے محروم رکھنا اچھی بات ہے گھر میں اگر ایک کج فہم آدمی روٹھ جائے تو بس اسکے لئے سارا عیال بھوکا مرے۔ واہ! یہ کہاں کی عقلمندی ہے۔ صحیح مسئلہ یہ ہے کہ نیت باندھے اور تکبیر تحریمہ کہتے وقت تو دل حاضر ہونا فرض ہے اسکے بعد دل کا حاضر ہونا فرض نہیں ہاں نماز کے کمال کا موجب ہے۔ اگر ساری نماز میں دل حاضر رہے تو نماز کامل ہوتی ہے ورنہ فرض ادا ہو جاتا ہے۔ پھر ترک فرض کا جرم عائد نہیں ہوتا تاہم کوشش کرتے رہنا چاہیئے۔ کہ دل حاضر ہو۔ اسکی توجہ کی باگ کھینچ کھینچ کر اسکو بقصد کرتے رہنا چاہیئے۔ دانستہ ادھر ادھر کے دنیوی خیالات کا مطالعہ کرتے رہنا گناہ ہے یہ مسئلہ پوری تفصیل سے انشاء اللہ کسی آئندہ وعظ میں بیان ہوگا یہ سخت جہالت ہے کہ اگر دل کے خیالات بند نہیں ہوسکتے تو نماز پڑھنی ہی بند کر دی جائے حضرت عثمان الحیری رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے عرض کیا۔ یا حضرت میں زبان سے یاد الٰہی کرتا ہوں مگر دل سے حاضر نہیں ہوتا فرمایا جاؤ شکر کرو۔ کہ ایک عضو تو تمہارا مطیع ہے اسی طرح طاعت پر قائم رکھو دل بھی رفتہ رفتہ مطیع ہو جائیگا (تذکرۃ الاولیاء)

Marfat.com

حق یہ ہے کہ فرض عبادت ادا کرنیکی کوشش میں اپنی طرف سے دریغ نہ ہونا چاہیئے سعادتمندی یہی ہے کہ جسطرح بھی بن پڑے اخلاص سے حضورِ دل سے، صفائی نیت سے عبادت کرنے کی کوشش کریں باقی رہی یہ بات کہ بندہ پوری پوری کوشش سے جو عبادت بھی کریگا کیا وہ درگاہ خدا کی شان کے لائق ہوگی ایسا دعویٰ کرنیکی کون جرأت کرسکتا ہے کسکا جگرا ہے کہ اپنی نماز کو نجات کا پروانہ سمجھے یا حصول جنت کا تمسک قرار دے ۔

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک نمازی سے فرمایا اگر تو نے یہ خیال کیا ہے کہ نماز خدا تک پہنچانیکی ٹھیکیدار ہے تو تو نے غلطی کی ہے اور یہ خیال محال ہے نہ خیال وصال اور دیکھ خبردار نماز کو ترک کرنا ورنہ کافر ہوجائیگا اور نہ اسپر بھروسہ کرنا ورنہ مشرک ہوجائیگا ۔ (تذکرۃ الاولیاء)

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ میری ساری عمر اسی آرزو میں گذر گئی اور گذرتی جاتی ہے کم از کم ایک ایسی نماز ایسی پڑھ لوں جو اسکی درگاہ کے لائق ہو۔ مگر آجتک نہ پڑھ سکا ۔ (رر)

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ جب نماز کیلئے کھڑے ہوتے تو کہتے اے بار خدایا! میں کونسے قدم سے تیری درگاہ میں آؤں کونسی آنکھ سے تیرے قبلے کیطرف دیکھوں کونسی زبان سے تیرا راز کہوں کونسی لغت میں تیرا نام لوں میں نے بے سامانی کا سامان مہیا کیا ہے اور تیری درگاہ میں آیا ہوں اور جب کچھ بن نہ پڑا تو حیا و شرم کو بالائے طاق رکھا اور تیری درگاہ میں آیا پھر اللہ اکبر کہکر نماز شروع کرتے ۔ (رر)

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے خدا کی محبت میں تخت بادشاہی سے اتر کر لباس شاہی اتار کر فقیری کے کپڑے پہنے اور جنگل کو نکل گئے ان سے زیادہ نماز میں حضوری کسکو ہوسکتی ہے مگر انکا بھی یہ حال تھا۔ کہ جب نماز پڑھکر فارغ ہوتے تو اپنا منہ ہاتھوں سے ڈھک لیتے! اور فرماتے مجھے ڈر ہے کہ ایسا نہ ہو میری اس نماز کو اللہ میرے منہ پر ماریں

زاں دست پیش رو بدعا کردہ ام مباد   بر روئے من زنند ملائک منہ نماز من

غرض نماز جیسی بن پڑے پڑھتے رہنا چاہیئے صفائی خیال و اخلاص نیت کی کوشش کرتے رہنا چاہیئے اللہ قبول کرنے والا ہے میں نے شروع میں جو دو آیتیں تلاوت کی تھیں ان میں سے دوسری آیت میں اللہ نے ایک نفلی نماز کا ذکر فرمایا ہے جس کا نام تہجد ہے چنانچہ ارشاد ہے وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۔ اور رات کے ایک حصے میں تہجد کی نماز بھی پڑھا کرو جو تمہارے لئے نفل ہے یعنی فرض نہیں جسکو ہمت ہو پڑھے ورنہ خیر اس کے نہ پڑھنے سے کوئی گناہ لازم نہیں آتا مگر اس نماز کی فضیلت بہت آئی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں فرمایا :—

Marfat.com

نِعْمَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللّٰہِ لَوْ کَانَ یُصَلِّیْ مِنَ اللَّیْلِ — عبداللہ بہت اچھا آدمی ہے اگر رات کو نماز بھی پڑھتا۔

اس کے بعد حضرت عبداللہ نے یہ دستور مقرر کر لیا کہ رات کو بہت کم سوتے نماز ہی پڑھتے رہتے (ریاض الصالحین)

حضرت عبداللہ ابن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

یَا اَیُّھَا النَّاسُ اَفْشُوا السَّلَامَ وَاَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَصَلُّوْا بِاللَّیْلِ وَالنَّاسُ نِیَامٌ تَدْخُلُوا الْجَنَّۃَ بِسَلَامٍ (ریاض) — لوگو اسلام نمایاں کرو (مساکین) کو کھانا کھلاؤ اور ایسے وقت (نماز تہجد) پڑھو کہ لوگ محو خواب ہوں۔ تو تم سلامتی کے ساتھ بہشت میں داخل ہو گے۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا:-

یَا اَبَا ھُرَیْرَۃَ اَتُرِیْدُ اَنْ تَکُوْنَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْکَ حَیًّا وَّمَیِّتًا وَّمَقْبُوْرًا وَّمَبْعُوْثًا قُمْ مِنَ اللَّیْلِ فَصَلِّ وَاَنْتَ تُرِیْدُ رِضَاءَ رَبِّکَ یَا اَبَا ھُرَیْرَۃَ صَلِّ فِیْ زَوَایَا بَیْتِکَ یَکُنْ نُوْرُ بَیْتِکَ فِی السَّمَاءِ کَنُوْرِ الْکَوَاکِبِ وَالنُّجُوْمِ عِنْدَ اَھْلِ الدُّنْیَا (احیاء العلوم) — اے ابوہریرہ کیا تو چاہتا ہے کہ زندگی میں مرنے کے بعد اور قبر میں اور دوبارہ زندہ ہونے کے وقت تجھ پر اللہ کی رحمت ہو پھر رات کو اٹھ کر نماز پڑھ بحالیکہ تجھ کو اپنے پروردگار کی خوشنودی مطلوب ہو نماز پڑھ اپنے گھر کے کونوں میں تیرے گھر کا نور آسمانوں میں اسطرح درخشاں ہوگا۔ جیسے ستاروں کا نور دنیا والوں کیلئے۔

تہجد کی فضیلت

نماز تہجد کی فضیلت کا مدار شوق عبادت پر ہے جو شخص خواب راحت کے مزے چھوڑ کر میٹھی نیند سے منہ موڑ کر بیوقت کی بیداری اختیار کرتا ہے اور غسل یا وضو کی تکلیف اٹھاتا ہے۔ تو یہ اسکے شوق عبادت اور محبت الٰہی اور اہتمام آخرت کی دلیل ہے۔ اسکے علاوہ اسکی فضیلت میں ایک یہ راز بھی ہے کہ وہ وقت ایسا ہے کہ کوئی آنکھ اس شخص کی عبادت کو نہیں دیکھ رہی ہوتی جس سے اسکے دل میں غرور عبادت یا شوق شہرت پیدا ہو سکے۔ لہذا جسقدر اس نماز کی ادائیں خلوص اور ریا سے پرہیز ہوگا اسی قدر بہتر ہے اسی لئے مذکورہ حدیث میں گھر کے کونوں میں نماز تہجد پڑھنے کا ذکر ہے۔ تاکہ محلے کے لوگ یا مسجد کے دوسرے تہجد خوان تو رہے الگ خود گھر کے لوگوں میں سے اکثر کو پتہ نہ لگے۔ ؎

در حریم کبریائی پردگی را راہ نیست — برزخ طاعت فگن از پردۂ شبہا نقاب

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ اگر تم سفر کرو تو کیا اسکے لئے کوئی تیاری

کروگے عرض کیا ہاں۔ فرمایا تو پھر قیامت کے سفر کیلئے کیوں تیاری کیجائے۔ اے ابوذر کیا میں تمکو وہ باتیں نہ بتادوں جو اس روز کام آئیں۔ عرض کیا میرے ماں باپ حضور پر قربان ہوں بتائیے آپ نے فرمایا:

صُمْ یَوْمًا شَدِیْدَ الْحَرِّ لِیَوْمِ النُّشُوْرِ وَ صَلِّ رَکْعَتَیْنِ فِیْ ظُلْمَةِ اللَّیْلِ لِوَحْشَةِ الْقُبُوْرِ وَحُجَّ حَجَّةً لِعَظَائِمِ الْاُمُوْرِ۔ وَ تَصَدَّقْ بِصَدَقَةٍ عَلٰی مِسْکِیْنٍ اَوْ کَلِمَةِ حَقٍّ تَقُوْلُهَا اَوْ کَلِمَةِ شَرٍّ تَسْکُتُ عَنْهَا (احیاء العلوم)	روزہ رکھ گرم دن میں قیامت کے دن کیلئے اور دو رکعت نماز پڑھ رات کی تاریکی میں قبر کی وحشت کے لئے اور حج کر بڑے بڑے امور کے لئے اور خیرات دے کسی مسکین کو یا کوئی کلمہ حق جسکو تو کہے یا کوئی برا کلمہ جس سے خاموش ہو۔

کتب سیر میں لکھا ہے کہ حضرت جنید بغدادی قدس سرہ کو ایک بزرگ نے خواب میں دیکھا۔ پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کیساتھ کیا سلوک کیا انہوں نے جوابدیا۔ اللہ تعالیٰ نے رحمت فرمائی اور مجھکو بخش دیا اور میرے اعمال میں سے کوئی عمل کام نہ آیا سوائے ان دو رکعتوں کے جو میں آدھی رات کو اٹھ کر پڑھا کرتا تھا (تذکرۃ الاولیاء)

ہر گنج سعادت کہ خدا داد بحافظ　　از یمن دعائے شب و ورد سحری بود

یوسف بن مہران رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ عرش عظیم کے نیچے ایک فرشتہ مرغ کی صورت میں ہے جسکی چونچ اور پنجے جواہرات کے ہیں۔ تہائی رات گذرنے پر وہ اپنے پروں کو پھڑپھڑا کر بانگ دیتا ہے "اٹھو تہجد پڑھنے والو" جب پو پھٹنے لگتی ہے تو پھر اسیطرح بانگ دیتا ہے "اٹھو نماز پڑھنے والو" جب سورج نکلنے کو ہوتا ہے۔ تو بانگ دیتا ہے "اٹھو غافلو اپنا بوجھ اٹھائے ہوئے چلو" (احیاء العلوم)

ازہر بن مغیث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے خواب میں ایک نہایت ہی خوبصورت عورت دیکھی جسکا سا حسن و جمال دنیا کی کسی عورت میں نہیں ہو سکتا میں نے پوچھا تو کون ہے اسنے کہا میں حور ہوں میں نے کہا مجھ سے نکاح کرلو۔ وہ بولی میرے آقا سے اجازت لے لو۔ اور میرا مہر ادا کردو۔ تو میں نکاح کرونگی میں نے پوچھا کیا مہر ہے کہا دیر تک تہجد پڑھتے رہنا (احیاء العلوم)

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے خواب میں ایک نہایت خوبصورت نوجوان عورت دیکھی جس کے ہاتھ میں کاغذ کا ایک پرچہ تھا اس نے مجھ سے پوچھا تم پڑھ سکتے ہو میں نے کہا ہاں اس نے وہ پرچہ مجھے دیدیا تو اس میں یہ شعر لکھے تھے

اَلْهَتْكَ اللَّذَائِذُ وَالْاَمَانِیْ عَنِ الْبِیْضِ الْاَوَانِسِ فِی الْجِنَانِ	کیا تجھ کو دنیا کی لذتوں اور آرزوؤں نے غافل کردیا بہشت کی ریشمین اندام دمساز عورتوں سے

تہجد نور قبر آخرت ہے

نماز شب باعث مغفرت ہے

فرشتہ بصورت مرغ زیر عرش

مہر حور

تَعِیْشُ مُخَلَّدًا لَا مَوْتَ فِیْهَا	تو ہمیشہ عیش کریگا۔ وہاں موت نہیں اور خوبصورت
وَتَلْهُوْ فِی الْجِنَانِ مَعَ الْحِسَانِ	عورتوں کے ساتھ کھیلے گا۔
تَنَبَّهْ مِنْ مَنَامِكَ اِنَّ خَیْرًا	جاگ اپنی نیند سے بے شک بہتر ہے
مِنَ النَّوْمِ التَّهَجُّدُ بِالْقُرْاٰنِ	سونے سے جاگنا قرآن خوانی کے ساتھ

(احیاء العلوم)

واٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد و اٰلہ واصحابہ اجمعین

"ماہ صفر کے تیسرے جمعہ کا وعظ"

نماز کے احکام و مسائل

اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطٰن الرجیم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یُكَذِّبُ بِالدِّیْنِ ۝ فَذٰلِكَ الَّذِیْ یَدُعُّ الْیَتِیْمَ ۝ وَلَا یَحُضُّ عَلٰی طَعَامِ الْمِسْكِیْنِ ۝ فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ ۝ الَّذِیْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝ الَّذِیْنَ هُمْ یُرَآءُوْنَ ۝ وَیَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ۝

(اے پیغمبر) کیا تم دیکھتے ہو اس شخص کو دین کو جھٹلاتا ہے یہی وہ شخص ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے۔ اور مسکین کو کھانا خود کھلانا تو رہا درکنار، کھلانے کی ترغیب بھی نہیں دیتا پس تباہی ہے ان نمازیوں کیلئے جو اپنی نمازوں سے غافل ہیں جو ریا کے مرتکب ہوتے ہیں اور برتنے کی (ادنیٰ ادنیٰ) چیزوں کے دینے سے انکار کر دیتے ہیں (سورۃ ماعون)

عن صلوٰتھم ساھون (اپنی نمازوں میں غفلت کرنیوالے) کے بارے میں تفاسیر میں بہت سے قوال درج ہیں (۱) ایک حدیث میں اس سے وہ لوگ مراد ہوتے ہیں جو نماز کا وقت ضائع کر دیتے ہیں (۲) ابن عباس کے نزدیک اس سے منافق لوگ مراد ہیں جو لوگوں کے سامنے نماز پڑھ لیتے ہیں اور جو سامنے نہ ہوں تو نہیں پڑھتے (۳) بعض کے نزدیک وہ لوگ جو نماز فراموش کر دیں اور کچھ پرواہ نہ کریں کہ پڑھی ہے یا نہیں (۴) بعض کے نزدیک وہ لوگ جو نماز سے کچھ

Marfat.com

ثواب کی امید رکھیں (۵) بعض کے نزدیک وہ لوگ جو نماز سے بالکل غافل ہیں اور اسمیں سستی کریں (۶) بعض کے نزدیک وہ لوگ کہ جب نماز پڑھیں تو بطور ریا پڑھیں اور اگر نماز فوت ہو جائے تو اسپر کچھ ملامت نہ ہو (۷) بعض کے نزدیک وہ لوگ جو اسکو ٹھیک وقتوں پر نہ پڑھیں اور اسکے رکوع و سجود کو پوری طرح ادا نہ کریں۔ (تفسیر خازن)

نماز سے غافل نہیں رہنا چاہئے

چونکہ ان اقوال سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ نماز کے اوقات اور اسکے ارکان کی ٹھیک بجا آوری سے غفلت اختیار کرنا فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ کی وعید شدید میں داخل کرتا ہے۔ اور اس وعید سے بچنے کی صورت یہی ہے کہ نمازی لوگ اس غفلت کو چھوڑیں اور نماز کے احکام و مسائل کو یاد رکھ کر ان پر پوری طرح عمل کرنے کی کوشش کریں۔ لہذا آجکی صحبت میں نماز کے کچھ مسائل جو نہایت ضروری اور اہم ہیں بیان کئے جاتے ہیں۔

بد قسمت لوگ

بڑی بد قسمتی ہے ان لوگوں کی جو دنیوی کاروبار کی دھن میں ایسے سرمست اور ایسے مگن رہتے ہیں کہ انکو آخرت کا کوئی خیال ہی نہیں۔ آخرت کیلئے توشہ جمع کرنیکی فکر ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَا اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ (منافقون)

اے ایمان والو تمکو تمہارے مال اور اولاد اللہ کے ذکر سے غافل نہ کریں اور جو شخص ایسا کرے گا پس وہی لوگ خسارہ پانے والے ہیں۔

دنیاوی کاموں کا اہتمام

کسقدر افسوس کی بات ہے کہ لوگ دنیا کے کاروبار اور دنیا کے معاملات میں تو بڑی تحقیق و تجسس سے کام لیتے رہتے ہیں اور ہمیشہ اپنے ہم پیشہ لوگوں سے ان امور میں مشورہ اور گفت و شنید جاری رکھتے ہیں ایک تاجر ہمیشہ تجارت کے اصول سمجھنے حصول منافع کے نئے سے نئے گر نکالنے اور سوداگری کے تمام اونچ نیچ کو زیر نظر رکھنے کیلئے اپنا دل و دماغ وقف کر دیتا ہے۔ کاشتکار فصل فصل کے مناسب اناجوں کی کاشت کرتے وقت کھیتی کو سینچنے ہل چلانے ملائی کرنیکی باقاعدگی کیلئے اپنی ذہنی و دماغی طاقتوں کو لگا دیتا ہے اہل مقدمہ اپنے مقدمہ کی پیروی کیلئے ہر قسم کی تگ و دو۔ جد و جہد۔ صلاح مشورہ۔ سعی و تدبیر کر گذرتے ہیں جسمیں مقدمہ میں کامیابی کی امید ہو سکے اور یہ لوگ

دینی کاموں میں بے پروائی

اپنے اپنے دنیوی کاموں میں جب سابقہ طرز عمل میں ذرا بھی نقص دیکھتے ہیں تو جھٹ اسکے بدل ڈالنے یا اسمیں مناسب اصلاح کرنے پر آمادہ رہتے ہیں مگر افسوس کہ دینی امور میں کچھ بھی اہتمام نہیں نماز روزہ وغیرہ کی ابتدائی سماعت و آموخت میں جو الٹی سیدھی بنیاد پڑ گئی جیسی کچھ بری بھلی صورت قائم ہو گئی اور جو غلط سلط انداز عمل پڑ گیا۔ بس پھر مدت العمر کے لئے وہی کافی ہے۔ ان لوگوں کو اس غلط طریق عمل پر کوئی لاکھ سمجھائے چیخے چلائے۔ مگر ایک نہیں مانتے بعض لوگ بار بار کی اصلاح عمل اور تصحیح کلمات کی ہمواری اٹھانا گوارا نہیں کرتے حالانکہ اگر انکو گھر کی دو منزلہ عمارت

کو گرا کر دوسری صورت میں تعمیر کرنا مفید نظر آئے تو اسمیں گریز نہ ہوگا۔

یہ لوگ دینی امور میں اپنی غلطیوں کی اصلاح و تصحیح سے اسلئے کتراتے ہیں کہ دینی امور کا شوق نہیں ہے معاملات مذہب سے محبت نہیں ہے۔ دنیا ہی کے دلدادے ہیں دنیوی معاملات سے ہر وقت محبت و دلبستگی ہے دنیوی امور کے جوڑ توڑ شکست و تجدید اور کبر و جبر میں رات دن گزار دینے پڑیں تو اسمیں دریغ نہیں بلکہ مزا آتا ہے مگر دینی معاملات میں اپنی کسی غلطی کی ترمیم و تجدید پر توجہ ہونا گویا وبال جان ہے ؎

دنیا کے کاروبار میں یہ جانفشانیاں　　دین کا معاملہ ہو تو گویا ہیں نیم جان

ایک نماز ہی کے معاملے کو لیجئے ۔ آپ کے سامنے اسوقت ایک جماعت کثیر بیٹھی ہے جو سب کے سب نمازی ہیں سب کیلئے نماز پڑھنے کیلئے ایک قسم کی سبحانک اللھم ایک ہی طرح کی الحمد ایک ہی نوع کی سورتیں اور ایک ہی قسم کی التحیات اور ایک ہی قسم کی دعائے قنوت ہے لیکن ان صاحبوں سے اگر ہم باری باری یہ کلمات سن کر دیکھیں تو بھانت بھانت کی بولیاں سنائی دینگی بعض لوگوں کی سبحانک اللھم یا التحیات تو آپ ایسی سنینگے کہ معلوم نہیں عربی زبان کے کلمات پڑھے جاتے ہیں یا پشتو کے۔

ایک واعظ صاحب نے بیان کیا کہ میں نے ایک سیدھے سادھے نمازی سے پوچھا کہ تم رکوع میں کیا پڑھا کرتے ہو اس نے بتایا کہ میں پڑھا کرتا ہوں عَزَازِیْلُ عَزَازِیْلُ عَزَازِیْلُ توبہ توبہ استغفر اللہ عزازیل شیطان کا نام ہے اور اس بھلے مانس نے سبحان ربی العظیم کے کلمے کو بگاڑ کر اس کی یہ صورت بنائی اور عبادت میں اللہ کے نام کی بجائے شیطان کا ذکر کر دیا۔ ایک بڑھیا سے پوچھا مائی جب تم نماز کے آخر میں سجدے کے بعد بیٹھتی ہو تو کیا پڑھا کرتی ہو۔ اس نے اپنی الٹی سیدھی التحیات سنانی شروع کی جب ان کلمات کا موقع آیا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ تو ان کلمات کو اس نے یوں ادا کیا "سلام علیک نبی جی رحمت اللہ کی" یہ حال ہے عوام کی نماز اور کلمات کا اور پھر دین کے کام میں اپنے غلط طرز عمل کی اصلاح کا شوق یہاں تک مفقود ہے کہ وہی واعظ صاحب فرماتے تھے کہ ان لوگوں سے کہا گیا بھئی تم اپنی نماز کو صحیح کرا لو تو ہر ایک نے یہی جواب دیا کہ حضرت جی اب مرنے کے قریب سبق پڑھتے کیا اچھے لگیں گے۔ جو الٹی سیدھی پڑھنی آتی ہے وہی اچھی ہے اللہ یہی قبول کریگا ؎

دل اطاعت سے چرانا اور جنت کی طلب

کام چور اس کام پر کس منہ سے اجرت کی طلب

یہ خیال بالکل غلط ہے کہ ہم جان بوجھ کے الٹی سیدھی نماز پڑھیں اور اللہ اسکو قبول کرے۔ اللہ تعالیٰ اگر کوئی ناقص نماز قبول

[illegible]

کلمات کی تحریف

کرتا ہے تو معذور لوگوں کی نماز اپاہج لولے لنگڑے گونگے بہرے لوگوں کی نماز ان لوگوں کی نماز جو رات دن صحیح نماز پڑھنے کی کوشش میں سر کھپاتے ہیں۔ مگر پھر بھی انکو ٹھیک ٹھیک پڑھنی نہیں آتی ناچار جیسی بن پڑتی ہے سچے ارادے سے پاک نیت سے خالص عقیدے سے اور پورے ذوق شوق سے وہی لیکر اپنا برا بھلا تحفہ ندامت و خجالت کیساتھ لیکر درگاہ خدا میں حاضر ہو جاتے ہیں۔ اور پھر دست بدعا ہیں ؎

ثبات پا کرم کردی عزیمت ہم عنایت کن　　گراں کردی بکلم راسبک گرداں عنانم را

دانستہ الٹی سیدھی نماز پڑھی ہوئی مقبول نہیں

دین میں سست اور دنیا میں چست

لیکن جس شخص کے ہاتھ پاؤں دنیا کے کاموں میں توانا ہیں زبان دنیا کی باتوں میں قینچی کیطرح چلتی ہے دل و دماغ دنیا کے معاملات میں پورے عقدہ کشائی کرنیوالے ہیں وہ اگر کہے کہ کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھی جاتی سجدہ کرنا مشکل ہے۔ کلمات زباں پر سیدھے نہیں چڑھتے کلمات یاد نہیں رہتے۔ تو قیامت کی عدالت میں ایسے عذر نہیں سنے جائینگے۔ اور اسطرح الٹی سیدھی نماز پڑھی ہوئی ہرگز قبول نہ ہوگی۔

نماز کی بددعا

یہ نماز ہے یا معاذاللہ خدا کو ٹلانا ہے یا دین اسلام کیساتھ تمسخر کرنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

اِذَا اَحْسَنَ الرَّجُلُ الصَّلٰوۃَ فَاَتَمَّ رُکُوْعَھَا وَسُجُوْدَھَا قَالَتِ الصَّلٰوۃُ حَفِظَکَ اللّٰہُ کَمَا حَفِظْتَنِیْ فَتُرْفَعُ وَاِذَا اَسَاءَ الصَّلٰوۃَ فَلَمْ یُتِمَّ رُکُوْعَھَا وَسُجُوْدَھَا قَالَتِ الصَّلٰوۃُ ضَیَّعَکَ اللّٰہُ کَمَا ضَیَّعْتَنِیْ فَتُلَفُّ کَمَا یُلَفُّ الثَّوْبُ الْخَلَقُ فَیُضْرَبُ بِھَا وَجْھُہٗ

(مجالس)

جب آدمی اچھی طرح نماز پڑھتا ہے پھر اسکا رکوع اور سجدہ پوری طرح بجا لاتا ہے تو نماز دعا دیتی ہے کہ اللہ تیری حفاظت کرے جسطرح تونے میری حفاظت کی پھر وہ نماز اوپر اٹھائی جاتی ہے اور جب وہ نماز کو بری طرح پڑھتا ہے پس اسکے رکوع و سجود پوری طرح نہیں بجا لاتا تو نماز بددعا دیتی ہے کہ اللہ تجھے ضائع کرے جسطرح تونے مجھے ضائع کیا ہے پھر وہ پرانے کپڑے کی طرح لپیٹ کر اسکے منہ پر ماری جاتی ہے۔

ابراہیم بن ادہم کا خوف

حضرت ابراہیم ابن ادہم وہ ولی اللہ تھے جنہوں نے بادشاہی چھوڑ کر درویشی اختیار کی تھی دولت کے خزانے چھوڑ کر نماز کی دولت کو غنیمت سمجھا تھا خیال کرنا چاہیئے کہ جس شخص نے اتنی مہنگی قیمت پر نماز کا سودا کیا ہو اسکے نزدیک نماز کی کتنی قدر ہوگی اور اسکو وہ کس شوق سے پڑھتا ہوگا۔ مگر آپ کو یاد ہوگا میں نے پچھلے وعظ میں بیان کیا تھا کہ نماز سے فارغ ہو کر وہ منہ پر ہاتھ رکھ لیتے کہ مبادا میرے منہ پر میری نماز الٹی ماردی جائے۔ جب اتنے بڑے ولی اللہ جو نماز کے ایسے سرگرم خریدار کو یہ خوف ہے تو پھر ہماری نمازوں کا کیا حال جنکی قیمت صرف ایک لوٹہ پانی ہے۔

خداوند تعالیٰ کیطرف سے قبولیت کی امید ایسی نماز کے لئے ہو سکتی ہے جسکو بجا لانے میں بندہ اپنی طرف سے کوشش کا

Marfat.com

کوئی دقیقہ باقی نہ رکھے اچھی طرح وضو کرے نماز کے ٹھیک اور مستحب وقت کا خیال رکھے۔ پھر اسکا رکوع سجود اچھی طرح ادا کرے دل کو حاضر رکھنے کی کوشش کرے۔

فائدہ خشوع نماز

عَنْ عُبَادَةَ ابْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسُ صَلَوٰتٍ افْتَرَضَهُنَّ اللّٰہُ تَعَالٰى مَنْ اَحْسَنَ وُضُوْءَهُنَّ وَصَلَّاهُنَّ لِوَقْتِهِنَّ وَاَتَمَّ رُكُوْعَهُنَّ وَخُشُوْعَهُنَّ كَانَ لَهٗ عَلَى اللّٰہِ عَهْدٌ اَنْ يَّغْفِرَ لَهٗ وَمَنْ لَّمْ يَفْعَلْ فَلَيْسَ لَهٗ عَلَى اللّٰہِ عَهْدٌ اِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهٗ وَاِنْ شَاءَ عَذَّبَهٗ (مشکوٰۃ)

عبادہ ابن صامت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ نمازیں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے فرض کی ہیں۔ جو شخص ان کا وضو اچھی طرح کرے۔ اور ان کو انکے وقت پر پڑھے اور ان کے رکوع اور خشوع کو بخوبی بجالائے۔ تو اسکے لئے اللہ پر عہد ہے کہ وہ اسے بخش دے! ور جو شخص ایسا نہ کرے تو اس کیلئے اللہ پر عہد نہیں ہے اگر چاہے تو بخشدے اور اگر چاہے عذاب دے۔

نماز نہ جاننے کا عذر قابل قبول نہ ہوگا

سب لوگ جانتے ہیں کہ قانون سے ناواقف ہونیکا عذر سرکار میں سماعت نہیں کیا جاتا یعنی اگر کوئی شخص کسی خلاف قانون کام کیوجہ سے گرفتار ہو کر عدالت میں پیش ہو اور وہ حاکم کے سامنے یہ عذر کرے کہ مجھے اس قانون کا پتہ نہیں تھا کہ یہ کام بروئے قانون منع ہے چنانچہ میں بے خبری میں اسکا مرتکب ہوا ہوں۔ لہٰذا مجھے چھوڑ دیا جائے پھر آئندہ ایسا کام نہیں کرونگا۔ تو سرکار اسکا یہ عذر ہرگز نہیں سنتی یہ ایک ضابطہ ہے بلکہ اس سے یہ پوچھا جائیگا کہ جب ایک دفعہ قانون سارے ملک میں شائع ہو چکا تھا تو تمنے کیوں نہ سنا یہ تمہارا قصور ہے سرکار کا قصور نہیں اس طرح جو شخص خیرکا بھلا تندرست ہٹا کٹا اور بولتا چالتا کہے کہ مجھے نماز پڑھنی نہیں آتی یا اسکے مسئلوں سے واقفی نہیں تو یہ عذر شریعت کے دربار میں قبول نہیں اس عذر لنگ کی بدولت وہ نماز سے مستثنےٰ یا عذاب آخرت سے سبکدوش نہیں ہو سکتا۔ نماز کے کلمات نماز کے مسائل شائع ہو چکے پڑھے لکھے لوگوں کیلئے نماز کے مسائل پر ہر زبان میں چھپی ہوئی کتابیں موجود ہیں جو سستے داموں ملسکتی ہیں اور ان پڑھ لوگوں کیلئے دوسرے بتانیوالے موجود ہیں۔ ساتھ ہی یہ بھی شریعت کا حکم عام ہو چکا ہے کہ ضرورت کے موافق دینی مسئلوں کا سیکھنا ہر شخص کو فرض ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:۔

نماز کا علم حاصل کرنا فرض ہے

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ وَّمُسْلِمَةٍ علم کا طلب کرنا ہر مسلمان مرد اور مسلمان عورت پر فرض ہے

حضرت امام غزالی رحمہ نے ابو طالب مکی سے روایت کیا ہے کہ یہاں علم سے کلمہ طیبہ، نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج

Marfat.com

ضرورت کے وقت علماء سے پوچھنا

کے ضروری مسائل کو جاننا مراد ہے۔ یعنی ان طاعات و عبادات کے مسئلوں کا علم بقدر ضرورت سیکھنا ہر مسلمان مرد اور مسلمان عورت پر فرض ہے۔ اگر وہ ان مسائل کو نہیں سیکھیگا۔ تو ترک فرض کا گنہگار ہوگا۔

ہاں جب کوئی ایسا پیچیدہ اور گہرا مسئلہ پیش آجائے۔ جو عام لوگوں کی سمجھ سے باہر ہے تو اسکے بتانے کیلئے علما موجود ہیں ان سے پوچھنا چاہیئے اللہ فرماتا ہے۔

فَاسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ اگر تمکو معلوم نہ ہو تو علما سے پوچھ لو

نماز کو صحیح طریقہ سے پڑھنا

لیکن جو شخص نماز وغیرہ کے صحیح طریقے اور صحیح کلمات جانتا نہیں جاننے کی کوشش کرتا نہیں اور جاننے والوں سے پوچھتا نہیں وہ خود کچھ بتاتے ہیں تو اسکو مانتا نہیں اسکی الٹی سیدھی نماز کیونکر قبول ہوگی اور اسکا عذر کیونکر مانا جائیگا۔ خصوصاً جبکہ وہ دنیا کے کاموں میں پورا ہوشیار اور چالاک ہو۔ تو دین کے کام میں اس قسم کے عذر محض بہانہ ہیں جسکو عالم الغیب خوب جانتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فِیْ نَاحِیَةِ الْمَسْجِدِ فَصَلّٰی ثُمَّ جَآءَ فَسَلَّمَ عَلَیْهِ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَیْكَ السَّلَامُ اِرْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَرَجَعَ فَصَلّٰی ثُمَّ جَآءَ فَسَلَّمَ فَقَالَ وَعَلَیْكَ السَّلَامُ اِرْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَقَالَ فِی الثَّالِثَةِ اَوْ فِی الَّتِیْ بَعْدَهَا عَلِّمْنِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ اِذَا قُمْتَ اِلَی الصَّلٰوةِ فَاَسْبِغِ الْوُضُوْٓءَ ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَاْ بِمَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ثُمَّ ارْكَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَسْتَوِیَ قَآئِمًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا

ابوہریرہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی مسجد میں داخل ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کے کونے میں تشریف فرما تھے تو اس شخص نے نماز پڑھی پھر حاضر ہوا اور آپکو سلام کیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا وعلیک السلام واپس جاؤ پھر نماز پڑھو کیونکہ تم نے ٹھیک نہیں پڑھی۔ پھر وہ واپس گیا۔ اور نماز پڑھ کر پھر آیا۔ تو سلام کیا تو آپ نے فرمایا وعلیک السلام واپس جاؤ پھر نماز پڑھو کیونکہ تمنے ٹھیک نہیں پڑھی پھر اسنے تیسری مرتبہ یا اسکے بعد عرض کیا یارسول اللہ مجھے سکھا دیجئے تو آپ نے فرمایا جب تم نماز کیلئے کھڑے ہو۔ تو بخوبی وضو کرو پھر قبلہ کیطرف منہ کرکے کھڑے ہو جاؤ۔ پھر تکبیر کہو اس کے بعد جو کچھ قرآن میں سے یاد ہے پڑھو پھر رکوع کرو حتی کہ باطمینان رکوع کرلو پھر سر اٹھاؤ حتی کہ سیدھے کھڑے ہو جاؤ پھر سجدہ کرو حتی کہ باطمینان سجدہ کرلو۔ پھر سر اٹھاؤ۔ حتی کہ باطمینان بیٹھ جاؤ۔

Marfat.com

ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰی تَعْتَدِلَ قَائِمًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ جَالِسًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ جَالِسًا وَفِیْ رِوَایَةٍ ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰی تَسْتَوِیَ قَائِمًا ثُمَّ افْعَلْ ذٰلِکَ فِیْ صَلٰوتِکَ کُلِّهَا (متفق علیہ۔ مشکوٰۃ)

پھر سجدہ کرو حتی کہ باطمینان سجدہ کرلو پھر سر اٹھاؤ حتی کہ باطمینان بیٹھ جاؤ اور ایک روایت میں ہے کہ پھر اٹھو حتے کہ سیدھے کھڑے ہو جاؤ پھر اسیطرح ساری نماز میں کرو۔

نماز کو ٹھیک ٹھیک ادا کرنا لازم ہے

اس حدیث اور اس قسم کی دیگر احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر نمازی آدمی پر لازم ہے کہ اپنی نماز کے ادا کرنے میں پورا اہتمام کرے وضو خوب کرے وقت کا ٹھیک اندازہ زیر نظر رکھے رکوع و سجدہ کو پوری طمانیت و تعدیل کیساتھ بجالائے۔ ساتھ ہی سنت اور نفل نمازوں کو بھی پورے اہتمام سے پڑھے تاکہ اگر فرض نمازوں میں کوئی نقص باقی رہا ہو۔ تو سنت و نفل نمازوں سے وہ کمی پوری ہو جائے چنانچہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

نفل نماز کا فائدہ

اَوَّلُ مَا یُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ صَلٰوتُهٗ فَاِنْ وُجِدَتْ تَامَّةً کُتِبَتْ تَامَّةً وَاِنْ نَقَصَ مِنْهَا شَیْئٌ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اُنْظُرُوْا الِعَبْدِیْ مِنْ تَطَوُّعٍ فَاِنْ کَانَ لَهٗ تَطَوُّعٌ یُکْمَلُ لَهٗ مَا ضَیَّعَ مِنْ فَرِیْضَةٍ مِنْ تَطَوُّعِهٖ (مجالس الابرار)

سب سے پہلے جس چیز کا حساب قیامت کے روز بندے سے لیا جائیگا وہ نماز ہے۔ پس اگر وہ پوری نکلی تو پوری لکھی جائے گی اور اگر اس میں کچھ کمی ہوئی تو اللہ تعالیٰ کہے گا۔ دیکھو میرے اس بندے کی کچھ نفل نمازیں بھی ہیں۔ پس اگر نفل نمازیں ہوئیں تو اس کے فرض میں جو کمی رہی تھی وہ نفلوں سے پوری ہو جائیگی۔

مگر نفلوں سے کمی پوری ہونے کی امید اس شخص کیلئے ہے جس سے نادانستہ فرضوں میں کچھ کمی رہ جائے۔ لیکن جو شخص دیدہ و دانستہ محض سستی، تساہل، اور بدشوقی کے باعث فرضوں کو ناقص طریق پر پڑھے اس سے یہ کب امید ہے کہ وہ سنتوں اور نفلوں کو کامل طریق پر پڑھیگا۔ بلکہ وہ اپنی سنتوں اور نفلوں کا اس سے بھی زیادہ ستیاناس کریگا۔

تعدیل ارکان

نماز میں رکوع سجدہ وغیرہ اچھی طرح ادا کرنے کو تعدیل ارکان کہتے ہیں امام ابو یوسفؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک تعدیل ارکان فرض ہے جسکے چھوڑ دینے سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔ امام اعظمؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک تعدیل ارکان واجب ہے۔ امام کرخیؒ کی تخریج میں یہ ہے کہ اگر بھولکر تعدیل ارکان چھوٹ جائے تو سجدہ سہو لازم آتا ہے اور اگر دانستہ ترک کیا ہو تو گناہ ہوتا ہے اور نماز کو دوبارہ پڑھنا واجب ہے جیسے کہ نماز میں کسی فعل مکروہ تحریمی کا حکم ہے امام جرجانیؒ کے نزدیک سنت ہے لیکن اس روایت کی رو سے بھی یہ حکم مترتب ہوتا ہے کہ دانستہ تعدیل ارکان کو ترک کرنیوالا عذاب کا مستوجب ہوگا۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے محروم رہے گا (مجالس الابرار)

Marfat.com

وَقَدْ رُوِیَ اَنَّہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ رَاٰی رَجُلًا یُّصَلِّیْ وَھُوَ لَا یُتِمُّ رُکُوْعَہٗ وَیَنْقُرُ فِیْ سُجُوْدِہٖ فَقَالَ لَوْمَاتَ ھٰذَا عَلٰی حَالَتِہٖ ھٰذَا مَاتَ عَلٰی غَیْرِ مِلَّۃِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم مجالس

مجالس الابرار میں ہے وَرُوِیَ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ اِنَّ الرَّجُلَ یُصَلِّیْ سِتِّیْنَ سَنَۃً وَلَا یُقْبَلُ لَہٗ صَلٰوۃٌ لَعَلَّہٗ یُتِمُّ الرُّکُوْعَ وَلَا یُتِمُّ السُّجُوْدَ اَوْ یُتِمُّ السُّجُوْدَ وَلَا یُتِمُّ الرُّکُوْعَ فَمَنْ اَرَادَ اَنْ یَّعْرِفَ صَلٰوتَہٗ مَقْبُوْلَۃٌ اَمْ لَا فَلْیَنْظُرْ اِلٰی قَوْلِہٖ تَعَالٰی اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ فَاِنَّہٗ اِنْ کَانَ یُصَلِّی الصَّلَوٰتِ الْخَمْسَ وَلَمْ یَکُنْ بَعْدَ ذٰلِکَ حُسْنَ حَالُہٗ مَعَ رَبِّہٖ بَلْ یَقَعُ مِنْہُ بَعْضٌ مِنَ الْفَوَاحِشِ وَالْمُنْکَرَاتِ فَلْیَعْلَمْ اَنَّ صَلٰوتَہٗ غَیْرُ مَقْبُوْلَۃٍ بَلْ ھِیَ وَبَالٌ عَلَیْہِ وَمُبْعِدَۃٌ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی

روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو نماز پڑھتے دیکھا جو رکوع کو پوری طرح ادا نہیں کرتا تھا اور سجدہ میں ٹھونگیں مارتا تھا پس آپ نے فرمایا اگر یہ شخص اسی حالت پر مرگیا۔ تو ملت محمدؐ سے خارج مریگا۔

اور ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک آدمی ساٹھ سال نماز پڑھتا ہے۔ اور اسکی نماز قبول نہیں ہوتی۔ شاید وہ رکوع پوری طرح کرتا ہے تو سجدہ پوری طرح نہیں کرتا۔ یا سجدہ پوری طرح کرتا ہے تو رکوع بخوبی نہیں کرتا۔ پس جو شخص یہ دیکھنا چاہے کہ اسکی نماز قبول ہے یا نہیں تو چاہیئے کہ اللہ کے اس قول کو دیکھے کہ نماز بےحیائی کی باتوں اور برے کاموں سے روک دیتی ہے۔ کیونکہ اگر وہ پانچوں نمازیں پڑھتا ہے۔ اسکا معاملہ اپنے پروردگار کیساتھ درست نہیں ہوا بلکہ اس سے بعض فواحش اور منکرات وقوع پاتے ہیں تو سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ اسکی نماز قبول نہیں ہوئی۔ بلکہ وہ اس پر وبال ہے۔ اور اللہ سے دور کرنے والی ہے۔

ز بسکہ طاعت آلودہ با گناہ کنم
بسجدہ ٹھونگیں نامہ را سیاہ کنم

حضرت ابن مسعود و حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔

مَنْ لَّمْ تَاْمُرْہُ صَلٰوتُہٗ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَمْ تَنْھَہٗ عَنِ الْمُنْکَرِ لَمْ یَزْدَدْ بِصَلٰوتِہٖ مِنَ اللّٰہِ اِلَّا بُعْدًا ؎

جسکو اسکی نماز نیکی پر آمادہ کرے اور برے کاموں سے باز نہ رکھے تو اسکی نماز اسے اللہ سے دور ہی کرتی ہے۔

حضرت قتادہ و حسن رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔

مَنْ لَّمْ تَنْھَہٗ صَلٰوتُہٗ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ فَصَلٰوتُہٗ وَبَالٌ عَلَیْہِ ؎

جسکو اسکی نماز بے حیائی کے کاموں اور برے افعال سے نہ روکے اسکی نماز اس پر وبال ہے

رکوع پوری طرح نہ کرنا اور ٹھونگیں مارنا

غیر مقبول نماز کی شناخت کا معیار

خدا سے دوری والی نماز و وبال والی نماز

غرض یہ کہ خدا سے دور کرنے والی نماز فحشاء و منکر سے نہ روکنے والی نماز وہاں پہنچانے والی نماز وہی ہے جو عدم شوق سے بلا پابندی شرائط۔ اور بلا لحاظ آداب انا پ شناپ الٹی سیدھی لشتم پشتم حسب عادت مستمرہ پڑھی جاتی ہے۔ ورنہ اگر بندہ نماز کو سکے ارکان اور اسکی شرائط کی رعایت کیساتھ پڑھے تو اللہ تعالیٰ ضرور اسکو گناہوں سے متنفر و صلاح و تقویٰ پر مائل کر دیتا ہے جسکی تائید صحابہ کے احوال سے ہوتی ہے۔ کہ بڑے بڑے عادی مجرم نماز کے پابند ہوئے۔ تو وہ اعلیٰ درجہ

عَنْ اَنَسٍ اَنَّهٗ قَالَ كَانَ فَتًى مِّنَ الْاَنْصَارِ يُصَلِّي الصَّلَوٰتِ الْخَمْسَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ لَمْ يَدَعْ شَيْئًا مِّنَ الْفَوَاحِشِ اِلَّا رَكِبَهٗ فَوُصِفَ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِنَّ صَلٰوتَهٗ تَنْهَاهُ يَوْمًا فَلَمْ يَلْبَثْ حَتّٰى تَابَ وَحَسُنَ حَالُهٗ (رزین)

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ انصار میں سے ایک جوان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ پانچوں نمازیں پڑھتا تھا پھر بھی بےحیائی کے کاموں میں سے کوئی ایسا کام باقی نہ رکھتا جسکا مرتکب ہوتا بس یہ حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتمیں عرض کیا گیا تو آپ نے فرمایا اسکی نماز ایک دن اسکو روک دیگی۔ چنانچہ تھوڑے دنوں بعد وہ تائب ہو گیا۔ اور اسکا انجام اچھا ہوا

اب نماز کے چند مسائل بیان کئے جاتے ہیں جنمیں عام نمازی لوگ اکثر تغافل کیا کرتے ہیں نماز کے سارے احکام متعلق فرائض و واجبات و سنن و مستحبات بیان کئے جائیں تو ہفتوں میں بھی ختم نہ ہوں۔ سب سے اہم فرائض ہیں جن کے بغیر نماز درست ہی نہیں ہوتی۔ انکے متعلق کچھ مسئلے عرض کئے جاتے ہیں نماز کے فرض چھ ہیں (۱) تکبیر تحریمہ (۲) قیام (۳) قراءت (۴) رکوع (۵) سجدہ (۶) آخری قعدہ ۔

پہلا فرض تکبیر تحریمہ ہے تکبیر تحریمہ وہ تکبیر ہے جس سے نماز شروع کیجاتی ہے۔ اس تکبیر سے پہلے نماز کی نیت دل سے یا دل و زبان دونوں سے کرنی چاہیئے مثلاً دو رکعت نماز فرض وقت فجر خاص اللہ کیلئے پیچھے اس امام کے منہ طرف کعبے کی اور نیت کرتے وقت دل پوری طرح حاضر ہونا چاہیئے ورنہ نماز درست نہ ہوگی نیت کے وقت دل کا حاضر ہونا اور خیال نماز کیلئے یکسو ہونا نماز کی صحت کے لئے شرط ہے۔ باقی نماز کے اندر حضوری قلب اچھی ہے اور نماز کے کمال کی باعث ہے۔ مگر عام لوگوں کیلئے یہ نماز کی شرط نہیں ہے۔ اس کے بغیر بھی انکی نماز درست ہو جاتی ہے۔ تکبیر خواہ تحریمہ ہو۔ یا رکوع و سجدہ وغیرہ کی تکبیر ہو۔ اس میں اللہ کے پہلے الف کو بڑھا کر آللہ کہنا یا اکبر کے الف کو بڑھا کر آکبر کہنا منع ہے۔ اس سے نماز نہیں ہوتی۔ بلکہ اگر کوئی جان بوجھ کر ایسا پڑھے تو کافر ہو جاتا ہے کیونکہ اس کے معنے یہ ہو جاتے ہیں کیا اللہ بڑا ہے؟ اس سے پایا جاتا ہے۔ کہ اللہ کے بڑے ہونیکا یقین نہیں بلکہ شک ہے

نماز فحش و منکر سے روکتی ہے

چند مسائل

فرائض نماز

تکبیر تحریمہ

تکبیر کا تلفظ

Marfat.com

اسی لئے پوچھنے کی ضرورت پڑی اکبر کی ب کو بڑھا کر اکبار کہنا بھی منع ہے کیونکہ بعض کہتے ہیں کہ اکبار شیطان کا نام ہے بعض کہتے ہیں کہ یہ کبر بفتح کاف و فتح باء یعنی طبل کی جمع ہے اکبار کہنے سے بھی نماز درست نہیں ہوتی ہے نیت باندھتے وقت ہاتھ کانوں تک اس طرح اٹھائے جائیں کہ ہتھیلیاں قبلہ کیطرف ہوں انگلیاں نہ زیادہ کھلی ہوں نہ بالکل ملی ہوئی بلکہ اپنی عام حالت پر ہوں بعض لوگ اسوقت اپنا منہ اوپر اٹھا لیتے ہیں بعض کانوں کو پکڑ لیتے ہیں یہ بیہودہ حرکات ہیں۔ خوب یاد رہے کہ تکبیر قیام (کھڑے ہونے) کی حالت میں ہوتی ہے۔ لہذا اگر کوئی شخص امام کیساتھ رکوع میں ملنے لگے تو یہ ضروری ہے کہ پہلے کھڑا کھڑا نماز کی نیت کر کے تکبیر تحریمہ کہے۔ پھر دوسری تکبیر کے ساتھ رکوع میں جائے اگر آتے ہی جھکتے جھکتے ایک تکبیر کہکر ساتھ مل گیا تو نماز نہ ہوگی یہ خوب یاد رہے۔

نماز کا دوسرا فرض قیام ہے۔ یعنی کھڑے ہونا یہ صرف فرض اور واجب نمازوں یعنی پانچوں وقت کی فرض نمازوں میں وتر کی نمازوں میں اور عیدین کی نمازوں میں فرض ہے نفلی نمازوں میں فرض نہیں اسواسطے نفلی نمازیں بیٹھکر پڑھ لیتے ہیں لیکن اگر انکو بھی کھڑے ہوکر پڑھیں تو زیادہ ثواب ہے۔ نمازمیں کھڑے ہونیکا حکم قرآن مجید میں آیا ہے چنانچہ اللہ فرماتا ہے

وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ۔ اور کھڑے ہو اللہ کے لئے چپ چاپ ادب کے ساتھ

لہذا خاص عذروں کے بغیر یہ فرض ساقط نہیں ہوتا۔ عذر یہ ہیں کہ مثلاً کوئی سخت بیمار ہو طبیب نے کھڑے ہونے سے منع کردیا ہو۔ یا کھڑے ہونیکی بالکل طاقت نہ ہو۔ اور مثلاً چلتی کشتی یا چلتی ریل میں سوار ہو اور نماز کا وقت آجائے تو کھڑے ہونیسے گر پڑنے اور جسم و جان کا ضرر پہنچنے کا خوف ہو۔ اور مثلاً بالکل ننگا ہو۔ بدن ڈھکنے کیلئے کپڑا۔ پتا۔ کاغذ چمڑا وغیرہ کوئی چیز میسر نہ آئے نماز کا وقت جا رہا ہو۔ تو بیٹھکر نماز پڑھے کیونکہ کپڑے نہ ہونے میں بدن کی بے پردگی زیادہ ہے۔ مگر نہایت افسوس کے ساتھ یہ بات کہنی پڑتی ہے۔ کہ ہمارے یہاں بلاوجہ عورتوں میں آجکل بیٹھ کر نماز پڑھنے کی ایک وبا پھوٹ نکلی ہے۔ اکثر نمازی عورتیں چنگی بھلی ارضی بازی۔ بلا عذر و بلا مجبوری بیٹھکر نماز پڑھتی ہیں ہرچند انکو سمجھایا جاتا ہے کہ فرض نماز بلا عذر بیٹھکر پڑھنے سے ہرگز ہرگز درست نہ ہوگی کیونکہ قیام فرض ہے اور ترک فرض سے نماز بالکل باطل ہوجاتی ہے جسقدر نمازیں بلا قیام پڑھی جاچکی ہیں وہ گویا پڑھی ہی نہیں انکی قضا واجب ہے بعض عورتیں اس فہمائش سے راہ راست پر آگئی ہیں اور اب کھڑی ہوکر نماز پڑھنے لگی ہیں اور بعض کے تو دماغ میں بات اترتی ہی نہیں سب کچھ سنتی ہیں پھر بھی بیٹھکر ہی نمازیں پڑھے جاتی ہیں۔

حضرت مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اسلامی ہند میں شریعت کے آفتاب درخشاں تھے جنکی زندگی مسلمانوں کیلئے علم و عمل کا ایک مکمل نمونہ تھی مرض الموت میں انکے کھڑے ہوکر نماز پڑھنے کی پابندی کا یہ عالم

عورتوں کی ایک غلطی

ایک بزرگ کا قیام نماز

تھا کہ جب تک وہ دو آدمیوں کے سہارے سے کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکے اسوقت اسیطرح پڑھی۔ کہ دو تین آدمیوں نے بمشکل آپکو اُٹھایا۔ اور دونو جانبوں سے کمر میں ہاتھ ڈال کر آپکو سہارا دیئے ہوئے کھڑے ہوگئے۔ اور قیام رکوع سجود انہی کے سہارے سے ادا کئے۔ ہر چند خدام خاص نے عرض کیا کہ بیٹھکر نماز ادا کر لیجئے۔ مگر نہ کچھ جوابدیا نہ قبول فرمایا۔ آخر ایک خادم خاص نے عرض کیا کہ "حضرت! اگر اسوقت بھی جائز نہیں تو پھر وہ کونسا وقت اور کونسی حالت ہو گی جسمیں بیٹھکر نماز پڑھنا شرعاً جائز ہے" آپ نے فرمایا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک قادر بقدرۃ الغیر (دوسرے کے سہارے سے نماز پڑھ سکنے والا) قادر ہوتا ہے۔ اور جب میرے ایسے دوست موجود ہیں کہ مجھکو اُٹھا کر نماز پڑھا سکتے ہیں تو میں کیونکر بیٹھکر نماز پڑھ سکتا ہوں (تذکرۃ الرشید)

حقیقت یہ ہے کہ جسطرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے قرۃ عینی فی الصلاۃ میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز ہے۔ اگر آپکو کبھی کوئی پریشانی یا غم پیش آتا تو تسکین قلب کے لئے نماز پڑھنی شروع کر دیتے۔ نماز کی اذان کے لئے بلالؓ کو ان لفظوں سے حکم ہوتا تھا اَرِحْنَا یَا بِلَالُ اے بلال ہمکو آرام پہنچاؤ یعنی اذان دو تاکہ نماز پڑھی جائے۔ اور ہماری خوشی کا سامان ہو۔ اسی طرح ان بزرگان ملت کو بھی جو سب سے زیادہ متبع سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ نماز میں خاص لطف و ذوق حاصل ہوتا ہے۔ اور حسن صورت اور حسن ہیئت سے نماز کے آداب کی زیادہ بجا آوری متصور ہے اسی میں ان کو زیادہ روحانی لذت حاصل ہوتی ہے۔ اگرچہ اس سے کتنی ہی جسمانی تکلیف ہوتی ہو۔ وہ تکلیف ان کو محسوس تک نہیں ہوتی۔ بخلاف اسکے جو لوگ اسی نسبت سے کم حصہ رکھتے ہیں اور وہ نماز کی اس روحانی لذت سے آشنا نہیں۔ اُنکے لئے یہ معراج مومنین یہ قرۃ العین یہ سرمایہ راحت ایک بار خاطر ہے۔ جسکو کھڑے بیٹھے الٹے سیدھے جس طرح بن پڑے سر سے اتارنے کی پڑ جاتی ہے۔ افسوس صد افسوس!

بلا عذر بیٹھ کر نماز پڑھنے والے مرد ہوں یا عورتیں۔ ان کو خوب یاد رکھنا چاہیئے کہ ایسی نماز سے ادائے فرض تو رہا در کنار بلکہ ایسی ناقص نماز کے وضو کے لئے پانی کا ایک لوٹہ ضائع کرنے سے اور ایسی نماز میں فضول وقت کھونے سے اسراف کا گناہ ان سے سرزد ہوتا ہوتا ہے اور مخالفت حکم شرع کا وبال جو ہوگا سو الگ۔

تیسرا فرض قراءت ہے۔ یعنی قیام میں کوئی سورۃ قرآن یا تین آیات یا کوئی ایک بڑی آیت پڑھنا اور اسکے ساتھ الحمد کا پڑھنا واجب ہے۔ لہذا ہر نمازی کیلئے لازم ہے کہ وہ الحمد اور کچھ سورتیں یا آیتیں سیکھنے کی کوشش کرے۔ اگر سیکھا ہوا ہو تو بغرض احتیاط کسی اہل علم کو سنائے تاکہ اگر کوئی غلطی ہو۔ تو وہ صاف ہو جائے اور اگر ایک ہی سورۃ مثلاً قل ہو اللہ یاد ہو تو اسی پر ساری عمر اکتفا نہ کرے بلکہ اور سورتیں بھی یاد کرنے کی کوشش

نماز روحانی لذت کا سامان ہے

بلا عذر بیٹھ کر نماز پڑھنا فضول ہے

قراءت

Marfat.com

کرتا ہے الحمد یا سورۃ جیسی غلط سلط آتی ہو پڑھے جانا اور کسی سے صحیح نہ کرنا گناہ ہے اور ایک ہی سورۃ پر اکتفا کرنا اسکے سوا اور کچھ یاد کرنیکی کوشش نہ کرنا بھی گناہ ہے۔

بعض بے نماز لوگ یہ عذر کیا کرتے ہیں کہ نماز کے کلمات ہمارے منہ پر نہیں چڑھتے یا یاد نہیں رہتے ان پر واضح رہے کہ اس عذر سے نماز معاف نہیں ہوتی۔ بہرحال جو کچھ بھی کم و بیش یاد رہ سکے اسکے ساتھ ہی نماز پڑھنی چاہیئے اور یاد کرنے کی کوشش جاری رکھنے کا حکم ہے۔ پھر بھی اگر یاد نہ ہو تو بہرحال نماز پڑھتے رہیں شرع کا حکم ہے:۔

وَمَنْ كَانَ اُمِّيًّا لَمْ يُطَاوِعْهُ لِسَانُهٗ عَلٰى تَعَلُّمِ الْقُرْاٰنِ اِنْ كَانَ يَجْتَهِدُ اٰنَاءَ اللَّيْلِ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ تَجُوْزُ صَلٰوتُهٗ وَاِنْ تَرَكَ الْاِجْتِهَادَ لَا تَجُوْزُ صَلٰوتُهٗ (مجالس)

اور جو شخص ناخواندہ ہو اور اسکی زبان پر قرآن کا حرف چڑھتا ہو تو اگر وہ برابر رات دن کوشش کرتا رہے تو اسکی نماز جسطرح بھی بن پڑے، جائز ہے اور اگر کوشش ترک کرے تو اسکی نماز جائز نہیں۔

چوتھا فرض رکوع ہے۔ رکوع میں سر پیٹھ اور کمر برابر ہونی چاہیئے حتی کہ اگر پانی کا لبالب پیالہ پیٹھ پر رکھدیا جائے تو پانی نہ گرے مجالس الابرار میں لکھا ہے ولیستوی راسہ بظہرہ ولا یرفعہ ولا یخفضہ یعنی سر کو پیٹھ کے برابر رکھے اونچا نہ اٹھائے جیسے سانپ اٹھاتا ہے نہ بہت جھکائے جیسے گدھا جھکاتا ہے بعض لوگ اپنی پیٹھ کو کم جھکاتے ہیں بعض سر کو پیٹھ سے اونچا رکھتے ہیں بخلاف اسکے بعض سر کو اتنا جھکاتے ہیں کہ ٹھوڑی سینہ سے لگنے کو ہوتی ہے بعض پیٹھ کو اسقدر جھکاتے ہیں کہ گھٹنوں میں خم ڈالنا پڑتا ہے یہ ساری ناجائز صورتیں ہیں بعض نمازی جو جلدی سے شامل جماعت ہوتے ہیں اکثر صف میں برابر کھڑے ہونے کیلئے اپنے پاؤں کو نہیں دیکھتے۔ رکوع میں اپنے پیروں کو آگے پیچھے دیکھتے ہیں تو اسوقت قدموں کو سرکانے لگتے ہیں۔ یہ ٹھیک نہیں پہلے ہی سیدھے خط میں کھڑا ہونا چاہیئے بعض رکوع کے بعد قومہ اسقدر قلیل و برائے نام کرتے ہیں کہ ادھر قومہ کیلئے اٹھتا ہے ادھر سجدے کیلئے گھٹنے خم ہو رہے ہوتے ہیں یہ تعدیل کے خلاف ہے اور ایسی باتوں سے نماز بالکل بے سود ہو جاتی ہے

قیام میں نظر سجدہ گاہ پر ہو۔ اور رکوع میں قدموں پر جو نمازی رکوع کے اندر جماعت میں مل جائے۔ اسکو ایک رکعت مل گئی بشرطیکہ رکوع میں شامل ہونے کا کم سے کم اتنا موقع ملجائے کہ اسکی پیٹھ اہل جماعت کی پیٹھوں کے برابر ہو جائے پانچواں فرض سجدہ ہے جسمیں ماتھا، ناک، دونوں ہاتھ دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں کے سرے زمین پر رکھے جاتے ہیں۔ صرف ناک یا صرف ماتھے کو ٹکا دینا مکروہ ہے۔ دونوں قدموں کے سرے زمین پر ٹیکے رکھنا بعض کے نزدیک فرض ہے دیگر کے نزدیک واجب نمازی اگر بحالت سجدہ دونوں پیر زمین سے اٹھائے تو اسطرح سجدہ درست نہیں۔ اور سجدہ نہ ہونے

Marfat.com

سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ اگر صرف ایک قدم اٹھایا تو یہ مکروہ ہے پاؤں کے سرے بھی زمین پر اسطرح رکھے ہوں کہ پاؤں کی انگلیوں کا رخ قبلہ کیطرف رہے اگر پشت پاء کو زمین پر رکھے رہیں جس سے انگلیاں رخ بقبلہ نہیں رہ سکتیں تو اسطرح سجدہ صحیح نہیں ہوتا۔ دونوں سجدوں کے مابین جو بیٹھنے کا حکم ہے تو پوری طرح سیدھے ہو کر بیٹھنا چاہیئے حتیٰ کہ ہر عضو اپنے مقام پر آجائے بعض لوگ کھڑے پاؤں کی ایڑیوں پر بیٹھ جاتے ہیں بعض پوری طرح بیٹھتے ہی نہیں ذرا کے ذرا بیٹھنے لگے اور ہاتھ گھٹنوں سے چھوتے ہی جھٹکے جھٹکا کے پھر سجدے میں جا گرتے ہیں بعض ذرا سا سر اٹھاتے ہیں اور ہاتھ زمین پر رکھے رکھائے وہیں پر سر رکھ دیتے ہیں اور اپنی دانست میں دو مرتبہ سجدہ کرتے ہیں یہ ساری صورتیں خلاف سنت ہیں اور آخری صورت میں تو سجدہ بھی دو کی بجائے ایک ہی ہوتا ہے سجدے میں ہاتھوں کی انگلیاں ملی رہیں اور انگوٹھے کانوں کے برابر ہوں پیٹ رانوں سے جدا رہے بازو زمین سے اونچے اور پہلوؤں سے الگ ہیں نگاہ ناک کی چوٹی پر رہے عورت کو خوب سمٹ کر سجدہ کرنا چاہیئے۔

چھٹا فرض آخری قعدہ ہے جسمیں بایاں پاؤں بچھا کر اسپر بیٹھنا اور دائیں پاؤں کو کھڑا رکھنا چاہیئے اور اسکی انگلیوں کا رخ قبلہ کیطرف ہو۔ ہاتھ دونوں رانوں پر رہیں اور انگلیاں کھلی ہوں۔ نگاہ ناف کی طرف رہے۔ عورت کو دونوں پاؤں دائیں طرف نکال کر بیٹھنا چاہیئے۔

سلام پھیرنے میں یہ ضرور احتیاط ہے کہ امام سے پہلے سلام ختم نہ کریں بلکہ اسکے پیچھے رہیں اور اپنے کلمہ ورحمۃ اللہ کو اسکے کلمہ سے بعد ختم کریں بعض کیا بلکہ اکثر ناواقف لوگ اپنا سلام امام سے پہلے ختم کرکے نماز سے فارغ ہو جاتے ہیں اور امام ابھی اپنے لمبے الحان میں اس کلمے کو پڑھ رہا ہوتا ہے۔ اسطرح میرے قیاس میں ۹۵ فیصدی نمازی اپنی نمازیں غارت کر لیتے ہیں۔ اسکو خوب یاد رکھنا چاہیئے۔ اور سلام میں خاص احتیاط سے امام سے پیچھے رہنا چاہیئے۔ ایک مرتبہ مولانا رشید صاحب محدث گنگوہی نے اس مسئلے کو ایک مجمع کے سامنے نہایت تاکید کیساتھ بیان فرمایا تھا۔

اس زمانے میں بعض فرقے ایسے پیدا ہو گئے ہیں جو سلام کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا ضروری نہیں سمجھتے بلکہ اسکو بدعت کہتے ہیں حالانکہ یہ سنت ہے اور حدیث سے ثابت ہے کہ جس نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا نہ کی جائے تو نماز ناقص ہے

عن الفضل بن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصلوۃ مثنی مثنی تشہد فی کل رکعتین وتخشع وتضرع وتمسکن ثم تقنع یدیک	فضل بن عباس سے روایت ہے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نماز دو دو رکعتیں ہیں ہر دو رکعت میں تشہد ہے اور خشوع کا اظہار ہے اور تضرع ہے اور خاکساری ہے جب نماز سے فارغ ہو جاؤ تو سلام پھیرنے کے بعد پھر تم

Marfat.com

یقول ترفعھما الی ربك مستقبلا ببطونھما وجھك وتقول یارب یارب ومن لم یفعل ذالك فھو کذا وکذا وفی روایۃ فھو خداج (ترمذی مشکوۃ)	اپنے دونوں ہاتھ اٹھاؤ یعنی انکو اپنے پروردگار کیطرف اٹھاؤ۔ ہتھیلیاں اپنے منہ کے سامنے رکھو اور کہو اے خدا اے خدا! اور جو شخص یہ دعا نہ کرے تو وہ ایسا ویسا ہے اور ایک روایت میں ہے پس وہ ناقص (نماز پڑھنے والا) ہے

اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ والباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ امین

"ماہ صفر کے چوتھے جمعہ کا وعظ"

نماز کے آداب

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حَافِظُوْا عَلَی الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی وَقُوْمُوْا لِلّٰہِ قٰنِتِیْنَ ۝ فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُکْبَانًا فَاِذَآ اَمِنْتُمْ فَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَمَا عَلَّمَکُمْ مَّا لَمْ تَکُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ۝

تمام نمازوں کا اور بیچ والی نماز کا خیال رکھو اور اللہ کے سامنے چپکے ادب سے کھڑے رہو۔ پھر اگر تمکو دشمن کا اور یا کسی کا) ڈر ہو تو پیدل یا سوار رہکر جسطرح ہو سکے (پڑھ لو) اور جب ڈر نہ رہے تو جسطرح اللہ نے تمکو سکھایا ہے جسکو پہلے تم نہیں جانتے تھے اللہ کی یاد کرو (بقرہ ع ۳۱)

مقصود وعظ۔ حافظوا سے مراد ۔۔۔ قانتین سے مراد

ان دو آیتوں میں نمازوں کی حفاظت کا اور بحالت خوف جسطرح بن پڑے اسیطرح نماز پڑھنے کا حکم درج ہے۔ آج کا مقصود وعظ صرف پہلی آیت کے لفظ حافظوا اور قانتین سے متعلق ہے۔ حافظوا میں یہ حکم ہے۔ کہ پانچوں نمازیں تمام شرائط اور تمام حدود کے ساتھ ادا کیا کرو۔ ان کے سارے ارکان اچھی طرح بجا لاؤ۔ اور تمام نمازوں کو انکے مخصوص اوقات کے اندر پڑھو اور قانتین میں یہ حکم ہے۔ کہ نماز کی حالت میں کوئی فعل عبث۔ لعب بالثوب التفات بوجہ اور تحدیث بالنفس نہ ہو۔ صرف کلمات نماز پر توجہ لگی رہے۔ اور خالصاً حضور حق میں دلکو مشغول رکھا جائے تفسیر خازن میں قانتین کے ذیل میں لکھا ہے :-

وَكَانَ الْعُلَمَاءُ اِذَا قَامَ اَحَدُهُمْ يُصَلِّيْ يَهَابُ الرَّحْمٰنَ اَنْ يَلْتَفِتَ اَوْ يُقَلِّبَ الْحَصٰى اَوْ يَعْبَثَ بِشَيْءٍ اَوْ يُحَدِّثَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ مِّنْ اُمُوْرِ الدُّنْيَا اِلَّا نَاسِيًا

اور علماء میں سے جب کوئی نماز کیلئے کھڑا ہوتا۔ تو حق تعالے سے ڈرتا اس سے۔ کہ ادھر ادھر جھانکے یا کنکریوں کو ہٹائے یا کوئی فعل عبث کرے یا اپنے دل سے دنیا کی باتیں کرے۔ مگر بھول کر۔

تفسیر مدارک میں لکھا ہے :-

اَیْ مُطِیْعِیْنَ خَاشِعِیْنَ ذَاکِرِیْنَ اللّٰہَ فِیْ قِیَامِکُمْ وَالْقُنُوْتُ اَنْ تَذْکُرَ اللّٰہَ قَائِمًا وَمُطِیْلِیْنَ الْقِیَامَ

یعنی طاعت کرتے ہوئے عاجزی کرتے ہوئے اللہ کو یاد کرتے ہوئے اپنے قیام میں اور قنوت یہ ہے۔ کہ تم اللہ کو کھڑے ہو کر یاد کرو۔ یا قیام کو لمبا کرتے ہوئے۔

جو شخص وضو ناقص کرتا ہے وقت کی رعایت نہیں رکھتا فجر کی نماز ہے تو اسوقت کہ سورج اب باہر ہو ظہر ہے تو عصر کے قریب عصر ہے تو سورج کے غروب کے وقت مغرب ہے تو تارے نکل آنے پر عشا ہے تو ایسی جلدی کہ ابھی شفق بھی غائب نہیں ہوئی پھر نماز پڑھتا ہے تو ایسی بے ڈھنگی کہ نہ کوئی رکوع درست ہے نہ تو مرا دا ہونے پاتا ہے۔ نہ سجدہ درمیان پورا جلسہ ہے۔ وہ اپنے ہاتھوں نماز کو ضائع کر رہا ہے۔ پھر نماز کے درمیان شیطان کو جو طرح طرح کے وسوسے ڈلوانے اور دنیاوی قصے سوچھانیکا موقع ملتا ہے تو گویا اس لعین کو اختیار دیدیا جاتا ہے کہ وہ جس طرح چاہے نماز کو تباہ کر ڈالے۔ یہ بھی خود اپنے ہاتھوں نماز کو ضائع کرنا ہے۔ کیا اس شخص کی نماز اس قابل ہے کہ درگاہ حق میں پیش ہو اور قبولیت کا درجہ پائے۔ ایک حدیث میں پچھلے وعظ میں سنا چکا ہوں۔ آج پھر اسکو دہراتا ہوں۔ دیکھئے نماز کی حفاظت نہ کرنیوالے کی نماز کا کیا حشر ہوتا ہے۔

اِذَا اَحْسَنَ الرَّجُلُ الصَّلٰوۃَ فَاَتَمَّ رُکُوْعَهَا وَسُجُوْدَهَا قَالَتِ الصَّلٰوۃُ حَفِظَکَ اللّٰہُ کَمَا حَفِظْتَنِیْ فَتُرْفَعُ وَاِذَا اَسَاءَ الصَّلٰوۃَ فَلَمْ یُتِمَّ رُکُوْعَهَا وَسُجُوْدَهَا قَالَتِ الصَّلٰوۃُ ضَیَّعَکَ اللّٰہُ کَمَا ضَیَّعْتَنِیْ فَتُلَفُّ کَمَا یُلَفُّ الثَّوْبُ الْخَلَقُ فَیُضْرَبُ بِهَا وَجْهُهٗ (مجالس الابرار)

جب آدمی اچھی طرح نماز پڑھتا ہے۔ پھر اسکا رکوع اور سجود بخوبی ادا کرتا ہے تو نماز دعا دیتی ہے کہ اللہ تجھکو اپنی حفظ میں رکھے جسطرح تو نے میری حفاظت کی پھر وہ نماز بلند کیجاتی ہے۔ اور جب نماز کو بری طرح پڑھتا ہے۔ پس اسکا رکوع اور سجدہ پوری طرح نہیں کرتا تو نماز کہتی ہے تجھکو ضائع کرے جسطرح تو نے مجھے ضائع کیا پھر لپیٹی جاتی ہے جسطرح پرانا کپڑا لپیٹا جاتا ہے پھر اسکے منہ پر مار دی جاتی ہے۔

Marfat.com

نماز کی کما حقہ حفاظت نہ کرنیوالے کی نہ صرف نماز ہی رد ہو جاتی ہے بلکہ خود اسکا اپنا انجام بھی قیامت میں نہایت عبرت ناک ہوگا:-

نماز نہ پڑھنے والوں کا انجام

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ ذَكَرَ الصَّلٰوةَ يَوْمًا فَقَالَ مَنْ حَافَظَ عَلَيْهَا كَانَتْ لَهُ نُوْرًا وَّبُرْهَانًا وَّنَجَاةً يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَمَنْ لَّمْ يُحَافِظْ عَلَيْهَا لَمْ تَكُنْ لَّهُ نُوْرًا وَّلَا بُرْهَانًا وَّلَا نَجَاةً وَّكَانَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَعَ قَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَاُبَيِّ ابْنِ خَلَفٍ (مشکوٰۃ)

عبداللہ ابن عمرو ابن عاص سے روایت ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن آپ نے نماز کا ذکر کیا پس فرمایا کہ جو شخص اسکی حفاظت کرے تو وہ قیامت کے دن اسکے لئے نور اور دلیل اور نجات ہوگی اور جو شخص اسکی حفاظت نہ کرے اسکے لئے وہ نہ نور ہوگی اور نہ دلیل اور نہ نجات اور وہ شخص قیامت کے روز قارون اور فرعون اور ہامان اور ابی ابن خلف کے ساتھ ہوگا۔

قارون، فرعون، ہامان اور ابی ابن خلف

قارون وہ بخیل کافر تھا جو بے انتہا دولت کا مالک ہونیکے باوجود زکوٰۃ دینے سے منکر تھا پھر اس نے ایک غضب یہ کیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر زنا کی جھوٹی تہمت لگائی۔ آخر زکوٰۃ کے انکار اور نبی اللہ پر تہمت لگانے کے جرم میں اللہ تعالیٰ نے اسکو زمین میں غرق کر دیا۔ فرعون وہ ظالم بادشاہ تھا جس نے بنی اسرائیل کے ہزاروں معصوم و بیگناہ بچے مروا ڈالے تھے اس سے بھی بڑا ظلم یہ کیا کہ خود خدائی کا مدعی بن بیٹھا۔ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ آخر ان ستمگاریوں کی پاداش میں اپنی قوم سمیت دریائے نیل کے اندر غرق ہوا۔ ہامان وہ بدنیت وخائن کافر تھا جو فرعون کا وزیر تھا اور وہی اسکو بہکا کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مخالفت اور حق سے انکار کرنے پر آمادہ کرتا تھا۔ آخر اس اغواء اور بدنیتی کے بدلے میں فرعون کے ساتھ وہ بھی تباہ ہوا۔ ابی بن خلف وہ کافر دشمن اسلام تھا جو جنگ احد میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ (حاشیہ مشکوٰۃ) اور نبی کا قاتل اور نبی کا مقتول قطعی طور پر جہنمی ہوتے ہیں۔ پس نماز کو بے ترتیب و بے قاعدہ پڑھنے والے کی بدقسمتی دیکھو کہ اس کا حشر کن لوگوں کے ساتھ ہوگا۔

بد روزی

حق ذاتِ پاکِ اللہ الصمد — کہ بود بہ مار بد از یار بد
مار بد جانے ستاند از سلیم — یار بد آرد سوئے نار جحیم

نماز میں دل کی حضوری اگرچہ فقہاء کے نزدیک شرط نہیں اسکے بغیر بھی نماز ادا ہو جاتی ہے۔ ہاں تکبیر تحریمہ کے وقت

Marfat.com

حضور قلب شرط ہے اسکے بغیر نماز درست نہیں اور فتویٰ بھی فقہا کے قول پر ہوتا ہے مگر صوفیہ کرام رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک نماز حضور قلب کے بغیر درست ہی نہیں ہوتی۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ (طہ ع ۱)	نماز قائم کرو مجھکو یاد کرنے کے لئے

اس سے ثابت ہے کہ نماز سے مقصود ہی یاد خدا ہے لیکن جس نماز میں خیال کا شتر بے مہار دنیا کے مطالعہ میں گم ہے زبان نماز کے رٹے ہوئے . . . . . کلمات کو از خود پڑھتی چلی جارہی ہے اور دل منڈیوں بازاروں اور کھیتوں باغوں گھروں کچہریوں بنگلوں میں پھر رہا ہے۔ تو ایسی نماز کیا خاک نماز ہے جسکے اصل مقصود کا پتہ ہی نہیں دلکو خیالات سے باز رکھنے کی کوشش کے باوجود جب ادہر اُدہر کے خیالات آہی جاتے ہیں تو اور بات ہے لیکن بعض لوگ تو عمداً نماز میں دنیا کی باتوں کا مطالعہ کرنے لگتے ہیں۔

شیطان کمبخت بندے کو اس عبادت سے غافل کرنے کیلئے خیالات کی ایسی چاٹ لگاتا ہے کہ اسکے حضور پر کچھ بھی نہیں چلتا نماز کے اندر وفع مصائب کے لئے ایسی تدابیر سوجھاتا ہے کہ خارج از نماز کبھی دماغ میں انکی رسائی نہ ہو مثلاً پیچیدگیوں کے حل کے لئے ایسے نکتے دل میں القا کرتا ہے جنکو سنکر بڑے بڑے عاقل و زیرک لوگ بھی خصومات و تنازعات کے لئے ایسے جوابات تلقین کرتا ہے جنپر اچھے اچھے وکیل عش عش کرتے رہ جائیں شیطان لعین کے یہ سارے حیلے بندے کو نماز سے غافل کرنے کے لئے ہیں جو پیغمبروں کے دلوں پر بھی داؤ لگانے سے نہیں ٹلتا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ عِفْرِیْتًا مِّنَ الْجِنِّ تَفَلَّتَ الْبَارِحَۃَ لِیَقْطَعَ عَلَیَّ صَلٰوتِیْ فَاَمْکَنَنِیَ اللّٰہُ مِنْہُ فَاَخَذْتُہٗ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَرْبِطَہٗ عَلٰی سَارِیَۃٍ مِّنْ سَوَارِی الْمَسْجِدِ حَتّٰی تَنْظُرُوْا اِلَیْہِ کُلُّکُمْ فَذَکَرْتُ دَعْوَۃَ اَخِیْ سُلَیْمَانَ رَبِّ ہَبْ لِیْ مُلْکًا لَّا یَنْۢبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِیْ فَرَدَدْتُّہٗ خَاسِئًا (متفق علیہ مشکوٰۃ)	ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ عفریت کی قسم کا ایک جن کل رات آپڑا تاکہ میری نماز میں خلل ڈالے تو اللہ تعالےٰ نے مجھکو اسپر قابو بخشا میں نے اسکو پکڑ لیا پھر چاہا کہ میں اسکو مسجد کے ایک ستون سے باندھ دوں حتیٰ کہ تم سب اسکو دیکھو تو مجھے اپنے بھائی سلیمان علیہ السلام کی یہ دعا یاد آگئی۔ کہ اے میرے پروردگار بخش مجھکو ایسی بادشاہی۔ جو میرے بعد کسیکو حاصل نہ ہو تو میں نے اسکو دھتکار کر لوٹا دیا۔

ایک دوکاندار کی کہانی یاد آگئی وہ ہمیشہ نماز کیوقت دکان کو بند کر کے خاص التزام کیساتھ شامل جماعت ہونے کیلئے مسجد میں پہنچا کرتا۔ لوگ اسکے شوق جماعت کو دیکھکر اسپر بہت حسن ظن رکھتے تھے۔ ایکدن اتفاق سے قدرے دیر

حضور قلب کی شرط صرف تکبیر تحریمہ کے وقت۔ صوفیہ کا مسلک۔ خیال کی گمراہی۔ شیطان کے وسوسے

ایک جن

ایک دوکاندار کا شوق جماعت

Marfat.com

سے پہنچا۔ جب سنا کہ جماعت ہو چکی تو نہایت مغموم و متفکر ہوا۔ لوگوں کو اور بھی خیال ہوا کہ سبحان اللہ جماعت کا کسقدر شائق اور سنت ہدیٰ کا کیسا پابند ہے کسی نے پوچھا آپکو فوت جماعت سے اسقدر رنج کیوں ہوا۔ وہ دکاندار نے اسکا جو سچا جوابدیا وہ صرف مضحکہ انگیز ہی نہیں بلکہ ہماری نمازوں کا صحیح نقشہ ہونیکے لحاظ سے عبرتناک بھی ہے۔ بولا جماعت میں مجھے یہ فائدہ ہے۔ کہ فاتحہ و سورۃ تو امام صاحب پڑھتے رہتے ہیں۔ اتنے میں میں دکان کی خرید و فروخت کا زبانی حساب کر لیا کرتا ہوں اب اکیلے نماز پڑھنے میں یہ موقع میسر نہیں ہو سکتا نہ دکان میں اتنا وقت ملتا ہے۔ استغفر اللہ استغفر اللہ!

حضور قلب تو شرط درادائے نماز
حضور خلق تراور نماز مے آرد

اسلام میں جبکہ ابھی قطعی طور پر شراب کی حرمت کا حکم نازل نہیں ہوا تھا پہلے اس حکم پر عمل تھا کہ

لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ (نساء)	نشے کی حالت میں نماز نہ پڑھو یہانتک کہ جو کچھ تم پڑھو اسکو سمجھ بھی سکو۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں اگرچہ صرف نشہ شراب کی نہی وارد ہوئی ہے مگر اسکا حکم اس غافل پر بھی جاری ہے جو نماز میں دنیا کے خیالات و وساوس کے نشے میں مستغرق ہو اسکے بعد امام ممدوح نے ذیل کی احادیث پیش کی ہیں۔

(۱) فَمِنْ ذٰلِكَ قَوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ تَنْهَهٗ صَلٰوتُهٗ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ لَمْ تَزِدْهُ مِنَ اللّٰهِ اِلَّا بُعْدًا	اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسکی نماز اسے بے حیائی کی باتوں اور برے کاموں سے نہ روکے تو وہ اسے اللہ سے اور بھی دور کر دیتی ہے

اسکے بعد فرمایا کہ غافل کی نماز فحشا و منکر سے نہیں روکتی پس حق یہ ہے کہ اصلی باعث خشیت نہ ہوئی اس سے ثابت ہے کہ دل حضوری کے بغیر غافلانہ نماز پڑھنا نہ گناہوں کو دور کرتا ہے نہ اس سے قرب حق حاصل ہوتا ہے۔

(۲) قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمْ مِّنْ قَائِمٍ حَظُّهٗ مِنْ صَلٰوتِهِ التَّعَبُ وَالنَّصَبُ	فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہتیرے نمازی ایسے ہیں کہ انکی نماز کا نتیجہ صرف تکان و ماندگی ہے

یہ بھی غافل کی نماز کا حال ہے۔ کہ اصل مقصود نماز یعنی توجہ الی اللہ بجمع قلب و حضوری تو حاصل ہوتی نہیں فالی اٹھک بیٹھک رہ جاتی ہے اس سے سوائے تکان کے کیا حاصل۔

(۳) قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ لِلْعَبْدِ مِنْ صَلٰوتِهٖ اِلَّا مَا عَقَلَ	فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بندہ کا حصہ نماز سے اسی قدر ہے جسکو وہ سمجھکر پڑھے۔

امام غزالی فرماتے ہیں کہ تمام عبادتوں میں ایک نماز ہی عبادت ہے کہ اگر اس میں دل متوجہ اور خیال حاضر ہو تو وہ

نشہ میں نماز

غفلت سے نماز پڑھنا گناہ دور نہیں کرتا

بعض نمازیوں کو نماز سے محض تکان

سمجھ کر نماز پڑھنا

کا حاصل ہوجاتی ہے اور اسکا اصل مقصود فوت ہو جاتا ہے باقی عبادات یعنی زکوٰۃ، روزہ، حج میں یہ بات نہیں ہے۔ اگر ان میں دل حاضر نہ ہو اور انکو بلا حضوری دل ادا کیا جائے۔ تو ان سے جو امر اصل مقصود ہے وہ حاصل ہو جاتا ہے۔

دیکھو زکوٰۃ سے مقصد کیا ہے؟ شوق مال کی سرکوبی اور نفس کی مخالفت اسی طرح روزے سے کیا مقصود ہے شہوانی طاقتوں کا ضعیف کرنا اور شکم و فرج کی لذتوں سے صبر کرنیکی عادت پیدا کرنا۔ حج سے کیا مقصد ہے؟ خاص خاص شعائر اللہ کے پاس حاضری دینا انکی زیارت کرنا اور راہ خدا میں سفر کی مشقت اٹھانا۔ یہ سارے مقاصد استواء خیال اور حضور قلب کے بغیر بھی حاصل ہو سکتے ہیں۔ زکوٰۃ کی ادائیگی سے نقصان مال خود اپنا اثر کریگا۔ دل خواہ حاضر ہو یا نہ ہو۔ روزہ کی بھوک خود شہوانی طاقتوں کو ضعیف اور طبیعت کو صبر کی عادی کر دیگی۔ اگرچہ دل ان امور پر متوجہ نہ ہو یا نہ رہے حج میں شعائر اللہ کے پاس حاضری انکی زیارت اور راہ خدا میں ریاضت سفر خود وقوع میں آجائے گی۔ اگرچہ دل کہیں پھرتا ہو۔

مگر نماز میں یہ بات ممکن نہیں کیونکہ وہ محض ذکر و دعا ہے۔ جو بحالت رکوع و سجود و قیام و قعود کی جاتی ہے۔ اور ذکر و دعا کیا ہے۔ حق تعالے کیساتھ مناجات و مکالمت ہے جو توجہ خاص اور حضور قلب کے بغیر ہو ہی نہیں سکتی۔ اس مقصد خاص یہی ہے کہ بندہ اپنے مالک سے اپنے دلکی باتیں عرض کرے۔ اسکی وہ تعریف کرے۔ جو اسکے دل میں سمائی ہے اس سے وہ التجائیں کرے کہ جنکے لئے اسکا دل خواہاں ہے لیکن جب اسکا دل ہی حاضر نہیں اور توجہ یکسو نہیں تو کہاں کی تعریف اور کہاں کی التجا پس جب نماز کا مقصد ہی فوت ہو گیا تو نماز کہاں رہی ؎

کثرت نیاز میکشاید نہ نماز ۔۔۔ بارے چہ بود نماز بے صدق و نیاز

ایسی نماز ایک طوطے کی سی بولی ہے جو زبان پر رٹی ہوئی ہے اور پانچوں وقت وقت پر اسی طرح سے نقل کردیجاتی ہے طوطا جب کوئی انسانی بولی بولتا ہے۔ تو چونکہ وہ محض نقل ہوتی ہے۔ اسکے دل میں اسکا کوئی مفہوم و معنی نہیں ہوتا اسلئے اسکی بولی وہ کام نہیں دے سکتی۔ جو انسانی بولی سے مقصود ہوتا ہے مثلاً یہ ناممکن ہے کہ اس سے طوطے کے ارادوں کا پتہ لگ سکے اور اسکی قلبی کیفیت کا اندازہ ہو سکے۔ یا اس سے کسی حال میں خصلت ہو جائے۔ یا اس کا سننے والا طوطے کیطرف سے مایوس یا اس سے ناراض یا اسکا احسانمند یا اسکی مزید مہربانی کا امیدوار ہو جائے بلکہ اسکی بولی صرف ایک کھیل سمجھی جائیگی۔ اسیطرح جب نمازی کا دل حاضر نہ ہو۔ اور وہ نماز کے مشتق کلمات منہ سے اس طرح ادا کرتا جائے۔ کہ دل میں انکا خیال تک نہ ہو۔ وہ نماز ایسی بے اثر اور نری کھیل ہے جیسے طوطے کی بولی اس سے وہ بات جو خاص مقصود ہے کہ بندہ کی عاجزی، خاکساری، اور احتیاج کا خداوند تعالیٰ پر اظہار

روزہ، زکوٰۃ، حج میں مقصود بلا حضور قلب بھی حاصل ہو جاتا ہے

نماز بے حضور طوطے کی بولی سے مشابہ ہے

ہو۔ اور خداوند کی رحمت اور عنایت بندے کے حال پر متوجہ ہو۔ ہرگز پوری نہیں ہو سکتی۔

گر ورد تو لا الہ الا اللہ است | بے باطن پاک کے بجنت راہ ست
صراف زر قلب کجا بستاند | ہر چند بر و سکہ ز نام شاہ ست

نماز میں دنیاوی خیالات کے بند ہونیکی خاص صورت یہی ہے کہ خدا کی محبت تمام ماسوائے خدا کی محبت سے زیادہ ہو حدیث میں آیا ہے

مَنْ اَحَبَّ شَیْئًا اَکْثَرَ ذِکْرَہٗ | کسیکو جس چیز کی محبت ہو اکثر اسی کی یاد رکھتا ہے۔

پس اگر خدا کی محبت زیادہ ہوگی تو نماز میں اسی کی یاد غالب رہیگی۔ ورنہ سیم و زر تجارت زراعت فصل باڑی مال مویشی وغیرہ جس چیز سے زیادہ دلبستگی ہوگی۔ اسی کے خیالات نماز میں بار بار آئیں گے۔

خشوع اور حضور قلب کا مدار زیادہ تر کمال ایمان اور قوت یقین پر بھی ہے جسقدر یقین قوی ہوگا۔ اسیقدر خشوع زیادہ ہوگا چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُحَدِّثُنَا وَنُحَدِّثُہٗ فَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوۃُ فَکَاَنَّہٗ لَمْ یَعْرِفْنَا وَلَمْ نَعْرِفْہُ (احیاء) | رسول اللہ صلی اللہ علیہ ہم سے باتیں کرتے ہوتے اور ہم آپ سے باتیں کرتے پس جب نماز کا وقت آجاتا تو گویا آپ ہم کو جانتے ہی نہ تھے۔ اور نہ ہم آپکو جانتے تھے۔

اللہ تعالی نے موسیٰ علیہ السلام کیطرف وحی بھیجی کہ اے موسیٰ جب تم مجھے یاد کرو تو اسطرح یاد کرو کہ تمہارے اعضا جھکے ہوئے ہوں۔ اور یاد کیوقت سنجیدہ بن جاؤ۔ اور جب مجھے یاد کرتے ہو تو اپنی زبانکو اپنے دل کے پیچھے رکھو اور جب میرے حضور میں کھڑے ہو۔ تو تمہارا کھڑے ہونا ایک ذلیل بندے کا سا ہو۔ اور مجھ سے مناجات کرو تو ڈرتے ہوئے۔ اور سچی زبان کیساتھ کرو (احیاء)

اللہ تعالی نے حضرت موسیٰ کیطرف ایک مرتبہ وحی بھیجی جس سے تم کبھی معاصی کو عبرت پکڑنی چاہیئے۔

قُلْ لِعُصَاۃِ اُمَّتِکَ لَا یَذْکُرُوْنِیْ فَاِنِّیْ اٰلَیْتُ عَلٰی نَفْسِیْ اَنَّ مَنْ ذَکَرَنِیْ ذَکَرْتُہٗ فَاِذَا ذَکَرُوْنِیْ ذَکَرْتُہُمْ بِاللَّعْنَۃِ (م) | اپنی امت کے نافرمانوں لوگوں سے کہدو کہ مجھے یاد نہ کیا کریں کیونکہ میں قسم کھا چکا ہوں کہ جو شخص مجھے یاد کریگا میں اسکو یاد کرونگا پس جب وہ مجھے یاد کرینگے میں انکو لعنت سے یاد کرونگا

یہ تہدید تو اس گنہگار کیلئے ہے۔ جو غفلت کا مرتکب نہ ہو۔ بلکہ حضور قلب سے خدا کو یاد کرے لیکن جب غفلت اور گنہگاری دونوں جمع ہو جائیں تو خداوند تعالی کی ناخوشی کا کیا ٹھکانا۔

حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ بعض اذکار و اشغال کے متعلق لکھتے ہیں:۔

محبت حق باعث حضوری ہے

کمال یقین پر کمال خشوع کا مدار ہے

حضرت موسیٰ کو حکم

اہل معاصی کو لعنت سے یاد کرتا ہے

اما مقصود کلی آنست کہ فہم معنے کلمہ در دل القنبا باید تاتحت ابں وعید در نیاید کہ مَنْ ذَكَرَنِي بِالْغَفْلَةِ ذَكَرْتُهُ بِاللَّعْنَةِ وَاِذَا ذَكَرَ عَبْدِيْ عَبَثًا اِهْتَزَّ عَرْشِيْ غَضَبًا (انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ)

اصلی مقصود یہ ہے کہ کلمات کو دل سے سمجھ کر پڑھیں تاکہ اس وعید کے نیچے نہ آجائیں کہ جو شخص مجھکو غفلت سے یاد کریگا میں اسکو لعنت سے یاد کرونگا اور جب میرا بندہ لاحاصل ذکر کرے تو میرا عرش غضب سے جنبش میں آجاتا ہے ۵

کسے گر بتابد ز محراب روے
تو ہم پشت بر قبلۂ در نماز

بکفرش گواہی دہند اہل کوئے
گرت در خدا نیست روئے نیاز

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے نماز کی باطنی شرائط کو جس شد و مد کیساتھ بیان فرمایا ہے اور جس تاکید کیساتھ ان کو نماز کی صحت کیلئے ضروری ٹھیرایا ہے اسکے لحاظ سے جب ہم اپنی نمازوں کو دیکھتے ہیں تو اپنے آپ سے شرم آتی ہے۔ کہ ہم اپنے آپکو کس منہ سے نمازی کہیں اور یہ نمازیں ہماری نجات کا ذریعہ کیونکر بن سکینگی۔ سچ تو یہ ہے کہ ہماری نمازیں اصلی معنے میں نمازیں نہیں ہیں۔ بلکہ نمازوں کی ایک نقل ہے۔ نرا چھلکے کا ایک خول ہے۔ جسکے اندر مغز اور گودا کچھ نہیں ایک خالی لفافہ ہے۔ جس میں کوئی کاغذ پرزہ نہیں ہے ۵

بچے ست بستن احرام و بستن زنار
ترا کہ روئے دل از کعبہ سوئے بتخانہ است

امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی یہ کہے کہ حضورِ قلب کو نماز کی صحت کے لئے شرط دینا اور اسکے بغیر نماز کے عدم جواز کا فتویٰ لگانا اجماع فقہا کے خلاف ہے۔ جو صرف آغاز نماز اور تکبیر تحریمہ میں حضور قلب کی شرط لگاتے ہیں اسکا جواب یہ ہے۔ کہ فقہا امور باطن میں دخل نہیں دیا کرتے نہ احوال قلب کی تحقیق و تفتیش کرنا انکا منصب ہے۔ اور نہ معاملات آخرت سے انکو کوئی بحث ہے۔ وہ تو صرف ظاہری احکام دین کو ظاہر اعمال جوارح پر چسپاں کر لیتے ہیں اور ظاہری اعمال ہولے قتل و تعزیر کے سقوط کے لئے کافی ہیں لیکن یہ سوال کہ کیا ایسے اعمال آخرت میں بھی مفید ہونگے یا نہیں۔ اس سے فقہ کو کوئی سروکار نہیں۔ علاوہ ازیں یہ دعویٰ بھی بلا ثبوت ہے کہ ساری نماز میں حضور قلب شرط نہ ہونے پر فقہا کا اجماع ہو چکا ہے۔ چنانچہ سفیان ثوریؒ سے منقول ہے۔ کہ

مَنْ لَمْ يَخْشَعْ فَسَدَتْ صَلٰوتُهٗ | جو شخص خشوع نہ کرے اسکی نماز فاسد ہے

حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:-

كُلُّ صَلٰوةٍ لَا يَحْضُرُ فِيْهَا الْقَلْبُ فَهِيَ اِلَى الْعُقُوْبَةِ اَسْرَعُ | جس نماز میں دل حاضر نہ ہو وہ عذاب کی طرف جلدی لے جاتی ہے

غفلت سے ذکر پر لعنت ہے

ہماری نمازیں

حضور قلب سے متعلق فقہا اور صوفیہ کا اختلاف

خواجہ حسن بصری کا قول

Marfat.com

حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے :۔

حضرت معاذ بن جبل کا قول غیر مقبول نماز

مَنْ عَرَفَ مَنْ عَلٰی یَمِیْنِہٖ وَشِمَالِہٖ مُتَعَمِّدًا اَوْ ھُوَ فِی الصَّلٰوۃِ فَلَا صَلٰوۃَ لَہٗ	جو شخص بیدہ ودانستہ یہ معلوم کرے کہ اسکے دائیں بائیں کون کون ہیں بحالیکہ وہ نماز میں ہو تو اسکی نماز نہیں ہوتی۔

نیز حدیث میں باسناد مروی ہے۔ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

اِنَّ الْعَبْدَ لَیُصَلِّی الصَّلٰوۃَ لَا یُکْتَبُ لَہٗ سُدُسُھَا وَلَا عُشْرُھَا وَاِنَّمَا یُکْتَبُ لِلْعَبْدِ مِنْ صَلٰوتِہٖ مَا عَقَلَ مِنْھَا	کوئی بندہ نماز پڑھتا ہے جسکا نہ چھٹا حصہ اجر اور نہ دسواں حصہ اجر اسکے لئے لکھا جاتا ہے اور بندہ کیلئے تو اسکی اسی نماز کا اجر لکھا جاتا ہے جسکو وہ سمجھکر پڑھتا ہے۔

عبد الواحد کا قول

عبد الواحد ابن زید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ علماء کا اسپر اجماع ہو چکا ہے کہ :۔

لَیْسَ لِلْعَبْدِ مِنْ صَلٰوتِہٖ اِلَّا مَا عَقَلَ مِنْھَا بندہ کے لئے اسکی اتنی ہی نماز سے حصہ ہے جسکو سمجھ کر ادا کرے۔

اس کے بعد امام ممدوح رحمۃ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ اس پایہ کے دیگر بہت سے فقہائے متورعین اور علمائے آخرت سے اسی بارے میں اسقدر اقوال مشہور و منقول ہیں کہ انکو شمار نہیں کیا جا سکتا ہاں اسمیں شک نہیں کہ ہر نماز کے اندر ہر حالت میں حضور قلب کی شرط کی بجا آوری عام لوگوں کے لئے آسان نہیں ہے

حضور قلب اگر در نماز شرط بود
عبادت ہمہ روئے زمیں قضا دارد

فتوی فقہ میں حکمت

اس لئے فتوے فقہ میں لوگوں کی حالت کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ پس ساری نماز کے اندر حضور قلب کی شرط ضروری قرار نہیں دی گئی۔ بلکہ صرف اتنا حضور قلب جواز نماز کے لئے کافی سمجھا گیا جسپر اس نام کا اطلاق ہو سکے۔ اگرچہ وہ ایک لمحہ بھر ہی ہو۔ اور اس حضور قلب کو اس لمحہ کیلئے مخصوص کرنا سب سے زیادہ موزوں تھا۔ جو آغاز نماز میں تکبیر تحریمہ کے وقت ہے۔

مگر حضور کی کوشش شرط ہے حضور اور ترک کی حقیقت میں فرق

مگر ساتھ ہی یہ ضروری ہے۔ کہ نمازی باقی لمحات نماز میں غفلت سے تو بھی اپنا شعار نہ بنا ے۔ بلکہ برابر اپنے خیالکو راہ راست پر لائے اور ادہر ادہر کے خیالات کو دل سے نکالنے کی کشمکش جاری رکھے ورنہ اسکی حالت وہ ہوگی۔ کہ گویا غفلت پر مطمئن اور راضی بلکہ دانستہ اسکا مرتکب ہے۔ اور یہ جرم ترک نماز کے جرم سے بھی بڑھ جاتا ہے۔ کیونکہ ترک نماز تو ایسا ہے۔ جیسے ایک شخص حاضر ہونے سے ٹل جائے۔ اور مشغول بہ نماز ہو کر غفلت سے کام لینے والیکی مثال ایسی جیسے کوئی حاضر خدمت ہو کر خدمت سے لاپرواہی بے ادبی اور گستاخی کرے۔ اور ظاہر ہے ایسا حاضر خدمت ہونیوالا حاضری سے ٹل جانیوالے سے زیادہ مستوجب سزا ہوتا ہے۔ (احیاء)

Marfat.com

حضرت رابعہ بصریؒ کو ایک رات یہ دعا مانگتے سنا گیا کہ اے پروردگار یا تو میرے دلکو حاضر کر ورنہ میری بے دلی کی نماز قبول فرما (تذکرۃ الاولیاء) جس سے ثابت ہوتا ہے بزرگان دین احضار دل کیلئے کوشش جاری رکھتے ہیں۔

حضرت رابعہ کی دعا - حاتم اصم کی نماز

نماز کے اندر جو خشوع و خضوع اور حضور قلب ہونا چاہیے اسکا نقشہ حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ نے خوب دکھایا ہے ایک بزرگ نے ان سے پوچھا کہ آپ نماز کسطرح پڑھتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا جب نماز کا وقت آتا ہے تو میں ظاہر کا وضو کرتا ہوں اور باطن کا بھی وضو کرتا ہوں۔ ظاہری وضو پانی سے ہوتا ہے اور باطنی توبہ سے پھر مسجد میں داخل ہوتا ہوں۔ اور مسجد الحرام کا مشاہدہ پیش نظر رکھتا ہوں۔ اسوقت مقام ابراہیم میرے دونوں ابرؤں کے درمیان ہوتا ہے۔ بہشت دائیں طرف اور دوزخ بائیں طرف پلصراط قدموں کے نیچے ملک الموت کو اپنے پس پشت سمجھتا ہوں۔ دلکو خدا تعالی کیطرف متوجہ رکھتا ہوں بلکہ اسکو سونپ دیتا ہوں۔ پھر بڑی تعظیم کیساتھ تکبیر کہتا ہوں۔ بڑی حرمت کیساتھ قیام کرتا ہوں بڑی ہیبت و شوکت سے متاثر ہوکر قرأت پڑھتا ہوں نہایت عاجزی سے رکوع کرتا ہوں۔ بڑی عاجزی و زاری کیساتھ سجدہ بجا لاتا ہوں۔ بڑے حلم اور بردباری سے قعدہ میں بیٹھتا ہوں۔ اور کمال شکر گزاری سے سلام پھیرتا ہوں (تذکرۃ الاولیاء)

حضور قلب کی تدبیر از امام غزالیؒ

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ حضور قلب کی تدبیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کہ نماز کے اندر جو فضول خیالات دل سے اٹھنے لگتے ہیں تو ان کا سبب یا تو کوئی خارجی امر ہوتا ہے۔ یا باطنی۔ خارجی امر مثلاً کان میں کوئی آواز پڑگئی۔ جس کیطرف دل متوجہ ہوگیا۔ اور اسکے متعلق بعض خیالات دل میں آنے لگے یا کوئی خاص چیز آنکھ کے سامنے آگئی۔ اور اس کے تماشے میں دل مصروف ہوگیا۔ اور اسی کا مطالعہ ہونے لگا۔ کامل لوگ تو ایسے قوی القلب ہوتے ہیں کہ محسوسات کیطرف ان کا دل متوجہ ہی نہیں ہوتا وہ نماز کے اندر حضور حق میں اسقدر مستغرق ہوتے ہیں کہ انکو کچھ پتہ نہیں لگتا۔ کہ آس پاس کیا ہورہا ہے ؎

غیر حق کردم فراموش ہر چہ در دل داشتم　　　طاق نسیان از دو عالم قبلہ گاہی شد مرا

لیکن ضعیف القلب لوگ ایسی حالت میں محسوسات کے مطالعہ و تفکر میں لگ کر نماز سے غافل ہوجاتے ہیں انکا علاج یہی ہے۔ کہ ان اسباب کو ہی رفع کردیا جائے۔ مثلاً آنکھ بند کرلی جائے۔ یا تاریک گھر میں نماز پڑھیں یا اپنے سامنے کوئی ایسی منقش یا خوشرنگ یا عجوبہ چیز پڑی نہ رہنے دیں جو اپنی طرف دیکھنے والے کو متوجہ کرنیوالی ہو۔ اور سامنے کی دیوار کے قریب نماز پڑھنی چاہیئے تاکہ وسعت مساعت میں طول نظر مختلف تماشاؤں میں دلکو مصروف نہ کرے شارع عام اور اجتماع عام میں اور منقش و آراستہ مقام میں خوشرنگ فرش پر نماز

Marfat.com

نہ پڑھنی چاہیے۔ کہ خیال دوسری طرف لگ جاتا ہے۔

عَنْ اَنَسٍ رضہ قَالَ کَانَ قِرَامٌ لِعَائِشَۃَ رضہ سَتَرَتْ بِہٖ جَانِبَ بَیْتِھَا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمِیْطِیْ عَنَّا قِرَامَکِ ھٰذَا فَاِنَّہٗ لَا یَزَالُ تَصَاوِیْرُہٗ تَعْرِضُ لِیْ فِیْ صَلٰوتِیْ (بلوغ المرام)

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ کی ایک اوڑھنی تھی۔ جو گھر کے ایک طرف لٹکا رکھی تھی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی اوڑھنی ہماری نظر سے دور کرو کیونکہ اسکے نقش ونگار ہمیں نماز میں اپنی طرف متوجہ کرتے رہتے ہیں۔

اسی لئے اکثر عابد لوگ ایسے چھوٹے سے تاریک کمرے میں نماز پڑھنا زیادہ پسند کرتے ہیں کہ جسمیں صرف سجدہ کرنے کی گنجائش ہو جب وہ مساجد میں نماز پڑھتے ہیں تو انکی نظر سجدہ کے مقام سے آگے نہیں بڑھتی اور اپنے ماحول سے اسطرح بے خبر و چشم بستہ کھڑے ہوتے ہیں کہ انکو کچھ معلوم نہیں ہوتا۔ کہ ان کے دائیں بائیں کون ہیں۔ ؎

عاشق تو بکس نگیرد اُنس ۔۔۔ درمیان ہزار کس تنہاست

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی عادت تھی۔ کہ جب نماز پڑھنے لگتے تو اگر ان کے سامنے قرآن مجید یا تلوار وغیرہ کوئی چیز پڑی ہوتی۔ اسکو اٹھوا دیتے۔ اگر کچھ لکھا ہوتا تو مٹا دیتے۔

باطنی امور جو نماز میں خیالات پیدا ہونے کا باعث ہوا کرتے ہیں بہت شدید الاثر ہوتے ہیں کیونکہ جس شخص کو معاملات دنیا سے گہری دلبستگی ہے اسکے خیالات وتفکرات کا کسی حد تک خاتمہ نہیں ہو سکتا۔ اور کوئی ایک ہی قسم کا خیال اسکو نہیں آتا۔ بلکہ اسکا دل گوناگوں خیالات کی فضا میں اُڑتا پھرتا ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْقَلْبِ کَرِیْشَۃٍ بِاَرْضٍ فَلَاۃٍ یُقَلِّبُھَا الرِّیَاحُ ظَھْرًا لِبَطْنٍ (مشکوٰۃ)

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دل کی مثال ایک پر کی سی ہے جو میدان زمین میں ہو۔ ہوائیں اس کو الٹ پلٹ کر رہی ہوں۔

پس ایسی حالت میں آنکھ کان وغیرہ کو بند کرنے سے کچھ فائدہ نہیں کیونکہ ان خیالات کا باعث کوئی خارجی امر نہیں ہے۔ بلکہ خود دل ہی کے اندر انکا منشا موجود ہے ان کے ازالہ کی تدبیر یہ ہے کہ خیالکو بزور و جبر کلمات و آیات کے معانی پر متوجہ رکھنا چاہیئے۔ تاکہ کوئی دوسرا خیال اسمیں آنے ہی نہ پائے ؎

چناں پر شد فضائے سینہ از دوست ۔۔۔ کہ فکر خویش گم شد از ضمیرم

بہتر یہ ہے کہ نماز کے شروع کرنے سے پہلے ہی اپنے دلکو یکسوئی کے لئے تیار کرنا چاہیئے یعنی اسوقت اپنے

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کا طرز عمل

دل کی حالت

دل میں آخرت کا خوف تازہ کریں۔ خدا کے حضور میں عرض مدعا کرنیکا خیال دل میں لائیں اس مقام کی عظمت وشان اسکو محسوس کرائیں جب دل تمام فضول تخیلات سے پاک اور دل خشوع تمام کیلئے آمادہ ہوجائے۔ تو پھر تکبیر تحریمہ کہکر نماز شروع کریں

نماز سے پہلے حتی الوسع خانگی۔ کاروباری جسمانی تشویشات سے دلکو فارغ کرلینا چاہئے تاکہ وہ نماز کی توجہ میں حارج نہ ہوں خانگی تشویش کی مثال جیسے گھر میں برتن کھلا چھوڑ آئے جس سے کتے بلی کے منہ ڈالنے کا اندیشہ ہو یا صندوق والماری کو غیر مقفل چھوڑ آئے جس سے کسی نقد وزیور کے ضائع ہوجانیکا خطرہ ہو اور وہ مخل نماز ہو

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِعُثْمَانَ ابْنِ اَبِیْ شَیْبَۃَ اِنِّیْ نَسِیْتُ اَنْ اَقُوْلَ لَکَ اَنْ تُخَمِّرَ الْقِدْرَ الَّذِیْ فِی الْبَیْتِ فَاِنَّہٗ لَا یَنْبَغِیْ اَنْ یَّکُوْنَ فِی الْبَیْتِ شَیْءٌ یَّشْغَلُ النَّاسَ عَنْ صَلٰوتِھِمْ (احیاء)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان ابن ابی شیبہ کو فرمایا کہ میں تمہیں یہ کہنا بھولگیا کہ اس ہنڈیا کو ڈھک دینا جو گھر میں ہے۔ کیونکہ گھر میں کوئی چیز اسطرح نہ پڑی رہنی چاہیے جو لوگوں کو ان کی نماز سے غافل کردے

جسمانی تشویش کی مثال جیسے سخت بھوک لگی ہو۔ اور کھانا بھی تیار ہو۔ تو اگر کھانا کھائے بدون نماز پڑھنی شروع کردی۔ تو دل کھانے کیطرف لگا رہیگا۔

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا قُدِّمَ الْعَشَاءُ فَابْدَءُوْا بِہٖ قَبْلَ اَنْ تُصَلُّوا الْمَغْرِبَ (متفق علیہ)

انس رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب شام کا کھانا آجائے تو اسکو کھانا شروع کردو قبل اس کے کہ مغرب کی نماز پڑھو۔ (بلوغ المرام)

اسیطرح پیشاب یا پاخانہ کیلئے جانیکی حاجت محسوس ہورہی ہو۔ تو اسکو روکے رکھنے سے طبیعت میں ضرور تکدر پیدا ہوتا ہے ایسی حالت میں بلا رفع حاجت مشغول بہ نماز ہونا حضور قلب سے خالی ہوگا۔

عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا صَلٰوۃَ بِحَضْرَۃِ طَعَامٍ وَّلَا وَھُوَ یُدَافِعُہُ الْاَخْبَثَانِ (بلوغ المرام)

حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے کہ کھانے کی موجودگی میں نماز نہیں ہوتی۔ اور نہ اس حالت میں کہ اسکو پیشاب و پاخانہ بے چین کر رہے ہوں۔

جمائی بھی ذوق عبادت کے نہ ہونے اور سستی کے غلبہ کی نشانی ہے۔ نماز میں اس سے پرہیز لازم ہے

نماز سے پہلے جملہ تشویشات سے دلکو صاف کرلینا ۵ خانگی امور سے فراغت

جسمانی تشویش کی مثال بھوک

پیشاب پاخانہ کی حاجت

جمائی

اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ التَّثَاؤُبُ مِنَ الشَّیْطَانِ فَاِذَا تَثَاءَبَ اَحَدُکُمْ فَلْیَکْظِمْ مَا اسْتَطَاعَ (بلوغ المرام)

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمائی شیطان کی تحریک سے ہے پس جب تم میں سے کسی کو جمائی آئے تو جہانتک ہوسکے اسکو روکے

دوا مسہل

امام غزالی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ تدابیر مرض وسوسہ کے دور کرنیکے لئے بمنزلہ دوا ہیں لیکن اگر ان دواؤں سے مرض دور نہ ہو تو سمجھو کہ مادہ مرض بہایت پختگی سے باطن وجود میں متمکن ہے لہذا دوا سے پہلے ایک تیز مسہل کی ضرورت ہے جس سے مادہ مرض اعماق عروق سے نکل جائے ۔ اور طبیعت قابل دوا ہو جائے اور وہ مسہل یہ ہے کہ جن چیزوں کا تصور اور خیال ور نکی پسندیدگی کا سلسلہ نماز میں حارج ہو انکو ایک شیطانی سامان اور مضر دین سمجھ کر اپنی ملک سے دور کردینا چاہیئے ۔ کہ نہ ہوگا بانس نہ بجے گی بانسری ۔

ماکہ از راہ ندامت خرمنِ خود سوختیم نیست صائب ہیچ غم گر تشنہ غربال ما

نماز میں خیال کو ... منقش چادر

روایت ہے کہ قریش کے مشہور سردار ابوجہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ایک سیاہ خوشنما چادر بھیجی جس پر پھول پتوں کے نقش ونگار تھے آپنے اسکو اوڑھ کر نماز پڑھی اور نماز سے فارغ ہو کر اسکو اتار ڈالا اور فرمایا کہ اسکو ابوجہم کے ہی حوالہ کردو ۔ کیونکہ اس نے ابھی مجھے نماز سے غافل کردیا اور ایک سادہ بے رنگ چادر لے آؤ (احیاء)

نعل مبارک

ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نعل مبارک کے نیا تسمہ لگوایا ۔ بحالت نماز اسپر نظر جا پڑی ۔ تو نماز کے بعد حکم دیا اس تسمے کو اتار کر وہی پرانا تسمہ لگوا لاؤ (ایضاً)

نعلین کا جوڑا

روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عمدہ نعلین کا جوڑا پہنا ۔ جو آپکو نہایت پسند آیا معاً دل میں عبرت پیدا ہوئی ۔ اور سربسجود ہوگئے تو آنحضرت نے فرمایا کہ رب عزوجل کی کمال میں پیدا ہوگئی کہ میں اپنے رب عزوجل کے لئے خاکساری اختیار کرتا ہوں تاکہ وہ مجھ سے ناراض نہ ہو پھر اس جوڑے کو لیکر باہر تشریف لائے ۔ اور سب سے پہلا سائل جو ملا ۔ اسکو دے ڈالا ۔ اور حضرت علی کو ارشاد فرمایا کہ سبت سے سادے نعلین خرید لاؤ ۔ اور آپنے وہ پہن لئے (ایضاً)

سونے کی انگشتری

جن دنوں میں کہ ابھی سونے کی انگشتری پہننے کی نہی وارد نہیں ہوئی تھی ایک دن برسر منبر آپ کی انگشت مبارک میں سونے کی انگشتری تھی اسی جگہ کھڑے کھڑے آپنے اتار کر پھینک دی اور فرمایا شغلنی ھذا نظرۃ الیہ ونظرۃ الیکم یعنی اسنے میری توجہ میں خلل ڈالدیا کبھی میں اسکو دیکھتا ہوں کبھی تمکو دیکھتا ہوں (احیاء العلوم)

Marfat.com

ابو طلحہ کا کفارہ

حضرت ابو طلحہؓ اپنے ایک باغ میں نماز پڑھ رہے تھے اتنے میں ایک درخت میں سے کوئی خوبصورت پرندا جو اڑا تو ابو طلحہ اسکو دیکھنے کے دیکھتے رہ گئے اور اپنی رکعتوں کی تعداد بھول گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اس فتنہ کا حال بیان کیا۔ پھر عرض کیا یا رسول اللہ میں اس باغ کو اللہ دیتا ہوں۔ (جسکی وجہ سے میری نماز میں خلل واقع ہوا) آپ جسطرح چاہیں اسکو صرف کریں۔ (احیاء العلوم)

ایک اور بزرگ کا واقعہ

ایک اور بزرگ کا قصہ مذکور ہے۔ کہ اسی طرح وہ اپنے باغ میں نماز پڑھ رہے تھے پھلوں سے لدی ہوئی کھجوریں کھڑی تھیں جسکے نظارہ میں محو ہو کر وہ بھی نماز کی رکعات بھول گئے۔ حضرت عثمانؓ کا عہد تھا۔ انکی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا میں باغ کو راہ خدا دیتا ہوں۔ آپ جسطرح چاہیں تصرف میں لائیں حضرت عثمان نے اسکو پچاس ہزار روپے میں فروخت کیا۔ غرض بزرگان دین اسطرح اپنے وسوسوں کا علاج کرتے۔ اور اپنی نمازوں کا کفارہ دیتے تھے ،،

حضوری قلب کا آسان طریقہ

اب ہم اتنی بات بتا کر وعظ کو ختم کرتے ہیں۔ کہ نماز میں دل لگنے کا آسان سے آسان طریقہ جسکو ہر شخص عمل میں لا سکتا ہے یہ ہے۔ کہ نماز میں جو کلمہ کلام پڑھا جائے اسکو ارادہ و فکر کیساتھ پڑھیں تکبیر تحریمہ کے بعد سوچیں کہ اب میں سبحانک اللھم پڑھ رہا ہوں اسکے بعد سوچیں کہ اب وبحمدک کہہ رہا ہوں۔ پھر دھیان کریں۔ کہ اب وتبارک اسمک منہ سے نکل رہا ہے۔ اسی طرح باقی کلمات الحمد اور سورۃ کے کلمہ کلمہ کا خیال کرنا چاہئے۔ رکوع اور سجود کی رکعتوں کو بھی توجہ کے ساتھ سوچکر کہنا چاہیئے۔ ساری نماز میں یہی طریقہ جاری رہے۔ انشاء اللہ کچھ عرصہ اسپر عمل کرنے سے حضور قلب اور خشوع تمام میسر ہونے لگے گا۔ اور نماز میں خاص لطف اور لذت محسوس ہوگی۔

بزرگان دین فرماتے ہیں کہ اگر سلام کے بعد یہ پڑھ لیا کریں استغفر اللہ استغفر اللہ استغفر اللہ العظیم الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم و اتوب الیہ واسئلہ التوبۃ تو نماز و ہو و خیال جو کچھ واقع ہو چکا ہو اسکا کفارہ ہو جائیگا انشاء اللہ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

ماہ ربیع الاول کے پہلے جمعہ کا وعظ

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت طیبہ بعثت تبلیغ وغیرہ کی زندگی کے احوال

Marfat.com

ماہ ربیع الاول کے پہلے جمعہ کا وعظ

جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ولادت۔ تربیت۔ بعثت تبلیغ وغیرہ کی زندگی کے احوال

أَعُوذُ بِاللّٰهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا وَدَاعِيًا إِلَى اللّٰهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُنِيرًا ۔ اے پیغمبر ہم نے تمکو گواہ بناکر بھیجا۔ اور ایمانداروں کو جنت کی خوشخبری دینے والا۔ اور کافروں کو خدا کے عذاب سے ڈرانے والا۔ اور اللہ کے حکم سے لوگوں کو اللہ کیطرف بلانیوالا اور روشن چراغ (سورہ احزاب ع ۶)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی حق کی نبوت و رسالت پر مہر تصدیق لگادی ہے اور ساتھ ہی آپکے مقدس فرض اور علی منصب کا ذکر فرمایا ہے جبکہ مالک حق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر آپ کے اعلیٰ رتبہ و منزلت کے لحاظ سے اس تعظیم و تکریم کیساتھ کررہا ہے۔ تو خیال کرنا چاہیئے کہ ہم بندگان ناچیز کے دل میں آپکی کسقدر عزت ہونی چاہیئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ۔ یعنی کوئی شخص تم میں سے کامل الایمان نہیں ہوسکتا تاوقتیکہ میں اسکے نزدیک اس کے پدر و پسر اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوں۔ اور محبت کا تقاضا ہے۔ کہ محبوب کا ذکر بار بار کرنے اور سننے کو جی چاہتا ہے مَنْ أَحَبَّ شَيْئًا أَكْثَرَ ذِكْرَهٗ ۔ جبکو کسی چیز سے محبت ہوتی ہے وہ اسکا بار بار ذکر کرتا ہے۔ پس ہر مومن کیلئے شرط ایمان یہ ہے۔ کہ اسکے دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری پوری محبت ہو اور محبت کا تقاضا یہ ہے کہ اسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کا ذکر کرنے یا سننے میں ایک خاص لطف و لذت محسوس ہو۔ اور جب موقع میسر ہو۔ اس اسی مہینہ کو جو آجکل شروع ہے اور جسکا نام ربیع الاول ہے آپکی ولادت باسعادت کی تاریخ کا شرف حاصل ہوا تھا چونکہ یادگار کے لحاظ سے یہ مہینہ اس ذکر خیر کیلئے زیادہ موزوں ہے اس لئے اس ماہ میں اکثر اسلامی بستیوں اور محلوں میں حضور صلی اللہ علیہ کے ذکر پاک کی مجالس منعقد ہوتی ہیں جنکو محفل میلاد کہتے ہیں اور ان میں حضور کی ولادت آپکی پرورش آپکی بعثت و نبوت اور تبلیغ و مغازی وغیرہ کا ذکر ہوتا ہے جسکو سنکر اہل ایمان سعادت دارین حاصل کرتے ہیں۔ ہمارا بھی ارادہ ہے کہ اس ماہ کے چار جمعوں کے وعظ میں حضور کی حیات طیبہ کا مختصر و جامع ذکر کردیا جائے۔ برادران جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے وقت دنیا کی کیا حالت تھی؟ ۵

بھلایا تھا بنی آدم نے حق کے عہد و پیماں کو　　　　وہ تھا اک دورِ غفلت کا زمانہ تھا جہالت کا

حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر عیسیٰ علیہ السلام تک ہر نبی کی وساطت سے اللہ تعالیٰ نے لوگوں سے جو عہد لیا تھا کہ اسی کی عبادت کرنا اسکے ساتھ کسیکو شریک نہ کرو آخرت کی فکر رکھو تمام دنیا اس عہد کو فراموش کر کے کفر و شرک میں مبتلا ہو چکی تھی ؎

سراسر مبتلائے شرک سب اولاد آدم تھی　　　　اندھیرا چھا رہا تھا ہر طرف کفر و ضلالت کا

یہ حالت عموماً ساری دنیا کی تھی۔ مگر خصوصیت کے ساتھ عرب کی حالت سب سے بدتر تھی رات دن شراب نوشی ہوتی گھر گھر بت پوجے جاتے حرام کاری۔ قمار بازی۔ چوری رہزنی وغیرہ جرائم قابل فخر کارنامے سمجھے جاتے بیٹیوں کو زندہ دفن کیا جاتا۔ قتل و خونریزی کے میدان ہر وقت گرم رہتے بات بات پر جھگڑا چھڑ جاتا اور برسوں خون خرابے ہوتے رہتے غرض دنیا کا کوئی عیب کوئی گناہ کوئی جرم ایسا نہ تھا۔ جو ان لوگوں میں پایا نہ جاتا آخر ؎

یکایک غیرت باریتعالیٰ جوش میں آئی　　　　ہوا اک غیب سے سامان دنیا کی ہدایت کا

دنیا کی بدکاری و گنہگاری اجب حد سے بڑھ گئی۔ تو خداوندی غیرت اسکی کایا پلٹ دینے کی مقتضی ہوئی۔ اور غیب سے دنیا کی اصلاح کے سامان ہو گئے۔ کیونکر؟ ؎

ہوئے مبعوث ختم المرسلیں مکے کی بستی میں　　　　کیا جھنڈا جنہوں نے نصب دین حق کی شوکت کا

یعنی شہر مکہ میں قریش کے معزز قبیلے میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد سے حضور سرور کائنات فخر موجودات رسول الثقلین تاجدار کونین محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام متولد ہوئے۔ ولادت کی تاریخ عام طور پر ۱۲ ربیع الاول مشہور ہے۔ مگر صحیح تحقیق کی بنا پر پیر کا دن ۹ ربیع الاول مطابق ۲۰ اپریل ۵۷۱ء ٹھیک تاریخ ہے حضور کے والد کا نام عبداللہ ہے جو آپکی ولادت سے چند ماہ پہلے ہی انتقال کر گئے تھے آپکے دادا عبدالمطلب مکے کے نامی گرامی سردار اور خانہ کعبہ کے متولی تھے انہوں نے اپنے پیارے پوتے کا نام محمد رکھا اور آپکی والدہ حضرت آمنہ نے خواب میں ایک فرشتہ کی بشارت پاکر آپکا نام احمد رکھا۔ اسی لئے کہا گیا ہے کہ آپکا نام زمین پر محمد ہے اور آسمانوں میں احمد۔ اور دونوں ناموں کا مادہ ایک ہی ہے جسکے معنے ہیں قابل ستائش لائق توصیف سزاوار تعریف۔ ماوراءطرف ہوا ؎

چو نام این بست تام آور حسنہ باشد　　　　مکرم تر بود از سر جہ باشد

شرفائے مکہ کے دستور کے موافق آپکی پرورش گاؤں میں ہوئی قبیلہ بنی ہوازن کی ایک نیک عورت حلیمہ سعدیہ آپکی دایہ تھی چار برس کی عمر میں آپ اپنی والدہ مکرمہ کے پاس آگئے جب آپکی عمر چھ برس کی ہوئی۔ تو والدہ انتقال کر گئیں

بعثت سے پہلے دنیا کی حالت

دنیا کی اصلاح کا سامان

آنحضرت کی ولادت

پرورش

اور دادا نے آپکی پرورش اپنے ذمہ لی لیکن ابھی دو ہی برس گزرنے پائے تھے کہ دادا نے بھی ۸۲ برس کی عمر میں رحلت کی۔ آپکی اس پے درپے یتیمی و بیکسی میں اللہ تعالے کی یہ حکمت معلوم ہوتی ہے کہ جو لوگ یہ دیکھنے کے عادی ہیں کہ دنیا میں جو شخص کوئی کمال حاصل کرتا ہے اسمیں زیادہ تر اسکے سرپرست کی تربیت یا کوشش کا دخل ہوتا ہے انکو معلوم ہو جائے کہ جس یتیم نے باپ کی صورت نہیں دیکھی چھٹے سال کی عمر میں ماں داغ جدائی دے گئیں۔ آٹھویں سال کی عمر میں دادا کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ پھر بھی جو وہ کمالات کے تمام منازل کو طے کر گیا۔ تو اس سے ظاہر ہے۔ کہ دنیوی سرپرستوں سے ماورا کوئی غیبی طاقت اسکی سرپرستی کر رہی تھی ؎

یتیمے کہ ناکردہ قرآں درست
کتب خانۂ چند ملت بشست

ادھر دیکھو یتیم و مفلس و بے مال و بے کس کو — ادھر دیکھو تماشا غیب کی امداد و نصرت کا
جو مکہ سے گیا تھا ایک دن غاروں میں چھپ چھپ کر — مدینے میں بنا افسر وہ لاکھوں کی جماعت کا
وہ امی جس نے مکتب میں الف بے تک نہیں سیکھی — بنا مصدر صدیوں کیلئے اسناد حکمت کا

عبدالمطلب نے مرتے وقت آپکو اپنے فرزند ابو طالب کے سپرد کیا۔ جو حضور کے والد کے ماں جائے بھائی تھے ابو طالب نے آپکی اس شفقت کیساتھ پرورش کی کہ انکو آپکے سامنے اپنی اولاد کی بھی پرواہ نہیں تھی۔

چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی نبوت کے منصب پر سرفراز ہونیوالی تھی آپ طبعاً و فطرۃً بچپن ہی سے راست باز اور دیانت دار تھے۔ اور ایسے ملک اور ایسے زمانے میں جبکہ ناراستی و خیانت عام تھی۔ آپ کے یہ اعلیٰ اخلاق ضرب المثل بن گئے تھے۔ لوگوں نے آپکا لقب صادق و امین مقرر کر رکھا تھا۔ اور عموماً انہی لقبوں سے آپکو پکارا جاتا تھا۔

جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جوان ہوئے۔ تو آپکو تجارت کا خیال ہوا مکہ میں ایک نہایت شریف خاندان کی ایک بیوہ خاتون تھیں جنکا نام نامی خدیجہ تھا اور وہ نہایت مالدار تھیں اپنا روپیہ اکثر تجارت میں لگاتی تھیں کئی نامی گرامی سردار انکو نکاح کا پیغام بھیج چکے تھے مگر انہوں نے منظور نہیں کیا خدیجہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دیانت داری کا چرچا سنکر درخواست کی کہ آپ انکے روپے سے تجارت کریں آپ نے منظور فرمایا تجارت کو گئے تو بہت نفع ہوا۔ اس سفر میں خدیجہ کا غلام میسرہ بھی ساتھ تھا۔ اس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ان تمام خوبیوں کا اور بزرگیوں کا ذکر خدیجہ سے کیا جو سفر میں اس نے خود دیکھی تھیں۔ ان باتوں سے خدیجہ کے دل میں آپکی عزت و وقعت دوبالا ہو گئی۔ آپ کے پاس نکاح کی درخواست کی۔ جو آپ نے اپنے چچا ابو طالب کے مشورے

Marfat.com

سے منظور فرمائی۔ اور نکاح ہو گیا اسوقت حضرت خدیجہ کی عمر چالیس ۴۰ سال کی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عمر پچیس ۲۵ سال کی تھی۔

حجر اسود کا واقعہ

آپ کی عمر پینتیس سال کی ہوئی۔ تو ایک موقع پر آپکے حسن تدبیر سے ایک سخت جنگ ہوتی ہوتی رک گئی جسکی تفصیل یہ ہے۔ کہ خانہ کعبہ کی عمارت سیلاب کی نقصان رسانی سے خراب ہو گئی۔ تو اسکی دوبارہ تعمیر کا سامان کیا گیا تعمیر کا کام ہر قبیلے کو الگ الگ سپرد ہوا۔ تاکہ سب اس شرف سے بہرہ یاب ہوں۔ لیکن جب حجر اسود کے نصب کرنیکا موقع آیا۔ تو ہر قبیلہ یہی چاہتا تھا۔ کہ یہ خدمت ہمارے ہی کسی آدمی کے سپرد ہو چار دن جھگڑا برپا رہا۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ تلواریں میانوں سے نکل پڑیں آخر یہ رائے ٹھیری کہ کل صبح کو جو شخص سب سے پہلے حرم میں آ جائے وہی اسکا فیصلہ کرے۔ خدا کی قدرت سب سے پہلے لوگوں کی نظریں جسپر پڑیں وہ جمال جہانتاب چہرہ محمدی تھا ہر طرف سے نعرے بلند ہوئے هٰذَا الْاَمِیْنُ رَضِیْنَا کہ امین آ گیا ہم اسکے فیصلے پر رضامند ہیں؛

حضور کی حکمت عملی

اب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خداداد حکمت عملی دیکھو جس سے آنیوالا فتنہ بھی دب گیا۔ اور سب قبائل بھی خوش ہو گئے۔ آپ نے اپنی چادر مبارک بچھا دی اور اس میں حجر اسود کو رکھدیا۔ اور ہر دعویدار قبیلہ کا منتخب آدمیوں کو چادر کے چاروں کونے پکڑا کر فرمایا اٹھاؤ۔ جب حجر اسود موقع کے برابر آ گیا تو اسکو اپنے دست مبارک سے اٹھا کر نصب کر دیا۔

روحانی کشش اور غار حرا

اب آپ کی نبوت کا زمانہ قریب آ گیا نبوت سے چند سال پہلے آپکو ایک روشنی اور چمک سی نظر آنے لگی تھی جس سے آپکو ایک روحانی سرور حاصل ہوتا تھا۔ جوں جوں آپکی نبوت کا زمانہ قریب آتا گیا آپکی طبیعت میں تنہائی پسندی بڑھتی گئی۔ اکثر کچھ پانی اور ستو لیکر شہر سے کچھ دور ایک پہاڑی پر جسکا نام غار حرا ہے کئی کئی دن کے لئے جا بیٹھتے۔ اور اللہ تعالےٰ کی عبادت بجا لاتے اسکی ذات و صفات کا تصور اور اسکی قدرت پر غور و تدبر کرتے۔ پھر جبتک پانی اور ستو ختم نہ ہوتے شہر میں تشریف لاتے۔

نزول وحی

جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عمر چاند کے حساب سے ایکدن اوپر چالیس سال کی ہوئی تو ۹ ربیع الاول مطابق ۱۲ فروری سنہ ٦١٠ء کو بروز دوشنبہ جبکہ آپ غار حرا ہی میں تھے حضرت جبرائیل علیہ السلام جو سب فرشتوں سے عالی رتبہ فرشتہ ہیں۔ خدا کیطرف سے نبوت کا منصب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچانے آئے۔ اور اس فرشتے نے آپکو اللہ کا پاک نام اور پاک کلام پڑھایا جو سارے علموں کا سرچشمہ ہے یعنی کہا اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ط یعنے پڑھ اپنے پروردگار کے نام سے جس نے سب کچھ

Marfat.com

پیدا کیا جسنے انسان کو گوشت کے لوتھڑے سے بنایا (ہاں) پڑھتا چلا جا تیرا پروردگار تو بہت کرم والا ہے جس نے قلم کے ذریعے سے تعلیم دی جس نے انسان کو وہ سب کچھ سکھایا جو وہ نہ جانتا تھا"۔ (سورۃ علق)

قرآن مجید کی یہی سب سے پہلی آیات ہیں جن سے قرآن مجید نازل ہونا شروع ہوا۔

وضو و نماز

اس کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دامن کوہ میں اللہ کے حکم سے ایک چشمہ جاری کیا۔ جس سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو وضو کرایا۔ اور دو رکعت نماز پڑھائی۔

سب سے پہلے مسلمان

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منصب رسالت سے سرفراز ہو کر گھر پہنچے تو دین حق کی تبلیغ شروع کر دی پہلے دن ہی آپکی تبلیغ کا یہ اثر ہوا کہ آپکی بیوی حضرت خدیجہ رضہ آپکے چچیرے بھائی حضرت علیؓ اور آپکے دوست حضرت ابوبکرؓ اور آپ کے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثؓ نے آپکے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا۔ اور اسلام اندر ہی اندر غریب و نیکدل لوگوں میں پھیلنے لگا۔

علانیہ تبلیغ

تین برس تک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نہایت رازداری کے ساتھ فرض تبلیغ ادا کیا لیکن اب آفتاب رسالت بلند ہو چکا تھا۔ صاف حکم پہنچا وَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ یعنی اور تجھکو جو حکم دیا گیا ہے واشگاف کہدے۔ اور نیز حکم آیا وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ اپنے نزدیک کے خاندان والوں کو خدا سے ڈرا۔ اس حکم کی تعمیل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوہ صفا پر چڑھکر پکارا یَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ یہ آپ کی پہلی علانیہ تبلیغ تھی جسکا ذکر ایک مشہور نظم میں یوں کیا گیا ہے:۔

کوہ صفا پر وعظ

وہ فخر عرب زیب محراب و منبر — تمام اہل مکہ کو ہمراہ لے کر
گیا ایک دن حسب فرمان داور — سوئے دشت اور چڑھ کے کوہ صفا پر
یہ فرمایا سب سے کہ اے آل غالب
سمجھتے ہو تم مجھ کو صادق کہ کاذب
کہا سب نے قول آج تک کوئی تیرا — کبھی ہم نے جھوٹا سنا اور نہ دیکھا
کہا گر سمجھتے ہو تم مجھ کو ایسا — تو باور کرو گے اگر میں کہوں گا
کہ فوج گراں پشت کوہ صفا پر
پڑی ہے کہ لوٹے تمہیں گھات پاکر
کہا تیری ہر بات کا یاں یقیں ہے — کہ بچپن سے صادق ہے تو اور امیں ہے

Marfat.com

کہا گر میری بات یہ دل نشیں ہے — تو سن لو خلاف اس میں اصلا نہیں ہے
کہ سب قافلہ یاں سے ہے جانے والا
ڈرو اس سے جو وقت ہے آنے والا

جن دلوں میں قبول حق کی صلاحیت تھی۔ ان پر یہ کلمات اپنا پورا اثر کر گئے۔ اور ان پر سے برسوں کا چھپایا ہوا غفلت کا پردہ اٹھ گیا ؎

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ہادی — عرب کی زمیں جس نے ساری ہلا دی
نئی اک لگن سب کے دل میں لگا دی — اک آواز میں سوتی بستی جگا دی
پڑا ہر طرف غل یہ پیغام حق سے
کہ گونج اٹھے دشت و جبل نام حق سے

ابولہب کی شرارت

مگر جن دلوں پر بدبختی کی مہر لگ چکی تھی۔ ان پر اسکا الٹا اثر ہوا۔ چنانچہ کئی منکر لوگ جنمیں آپکا سگا چچا ابولہب بھی تھا۔ برہم ہو کر چلے گئے۔ ابولہب نے یہاں تک کہدیا۔ تَبًّا لَكَ أَلِهٰذَا دَعَوْتَنَا تیرے ہاتھ ٹوٹیں۔ کیا تو نے اتنی سی بات کے لئے ہم کو پکار اتھا۔ جس کے جواب میں اللہ کیطرف سے یہ تہدید نازل ہوئی تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ ۝ مَا أَغْنَىٰ عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ ۝ سَيَصْلَىٰ نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۝

دائرہ تبلیغ کی وسعت

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وعظ و تبلیغ کا دائرہ نہایت وسیع کر دیا۔ ہر مجلس میں ہر ایک میلے میں۔ ہر گلی کوچے میں جا جا کر لوگوں کو توحید کی خوبی بتاتے بتوں پتھروں درختوں کی پوجا سے منع کرتے بیٹیوں کو مار ڈالنے سے روکتے۔ زناکاری قماربازی شراب نوشی سے منع فرماتے آپ فرمایا کرتے کہ لوگ جسم کو نجاست سے کپڑوں کو میل کچیل سے زبان کو گندی باتوں سے دل کو غلط عقیدوں سے پاک و صاف رکھیں لین دین میں دغا و فریب نہ کریں۔ وعدہ و اقرار کی پابندی لازم سمجھیں خداوند تعالے کو ہر نقص و عیب سے پاک جانیں زمین آسمان چاند سورج چھوٹے بڑے سب خداوند تعالے کے پیدا کئے ہوئے ہیں۔ سب اسی کے محتاج ہیں۔ دعا کا قبول کرنا۔ بیمار کو صحت دینا۔ مرادیں پوری کرنا۔ صرف اللہ کے اختیار میں ہے اللہ کے حکم اور مرضی کے بغیر کوئی بھی کچھ نہیں کر سکتا۔

آپ کی تعلیمات کی مذکورہ باتیں اہل عرب کی عادت اور سرشت کے خلاف تھیں اس لئے وہ آپ کے خلاف

اہل عرب کی مخالفت مسلمانوں پر ظلم

کمر کھڑے ہوئے۔ اور اس بات کے درپے ہو گئے۔ کہ دین اسلام کا نام و نشاں مٹا دیا جائے۔

اس ناپاک مقصد کیلئے ان لوگونکی طرف سے پہلی تدبیر یہ عمل میں آنے لگی کہ اسلام لانیوالے لوگونپر ظلم وستم کا پہاڑ ٹوٹ پڑتا تاکہ وہ لوگ تنگ آکر اسلام سے دست بردار ہو جائیں۔ اور نئے لوگ اسلام میں داخل نہ ہوں۔

بلالؓ

حضرت بلالؓ ایک حبشی غلام تھے مشہور کافر امیہ ابن خلف انکا مالک تھا اس نے جب انکا اسلام لانا سنا۔ تو انکو ڈرا دھمکا کر اسلام سے برگشتہ کرنا چاہا جب انہوں نے کسی طرح دین حق کا دامن چھوڑنا منظور نہ کیا۔ تو کبھی انکی گردن میں رسی ڈالکر لڑکوں کے ہاتھ میں دیجاتی۔ اور وہ مکہ کی پہاڑیوں میں انکو لئے پھرتے کبھی انکو مکہ کی گرم ریت پر لٹا کر انکی چھاتی پر گرم گرم بھاری پتھر رکھدیا جاتا۔ کبھی مشکیں باندھ کر لکڑیوں سے پیٹا جاتا۔ کبھی بھوکا رکھا جاتا حضرت بلالؓ ان ساری حالتوں میں اَحَدْ اَحَدْ کے نعرے لگاتے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یہ روح فرسا مظالم دیکھکر ان پر ترس آیا اپنے پاس سے ایک رقم کثیر دیکر انکو خریدا اور اللہ کے لئے آزاد کردیا۔

عمار بن یاسر

عمار ان کے والد یاسر اور انکی والدہ سمیہ مسلمان ہو گئے تھے ابوجہل نے انکو گوناگوں عذاب پہنچائے ایکدن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مار کھاتے دیکھا۔ تو فرمایا اِصْبِرُوْا یَا اٰلَ یَاسِرٍ فَاِنَّ مَوْعِدَکُمُ الْجَنَّةُ اے یاسر کے گھر والو صبر کرو تمہارا مقام جنت ہے کمبخت ابوجہل نے بی بی سمیہ کے اندام نہانی میں نیزہ مارا۔ جس کے صدمے سے وہ جان بحق تسلیم ہو گئیں۔

خباب بن ارتؓ

خباب ابن ارت کے سر کے بال نوچے جاتے گردن مروڑی جاتی دہکتے انگاروں پر انکو لٹایا جاتا۔ حتی کہ انکی پشت جھلس کر کھرنڈ ہو جاتی۔ اور انگارے بجھکر ٹھنڈے ہو جاتے۔

ابوفکیہ

ابوفکیہ جنکا نام افلح تھا۔ انکے پاؤں میں رسی باندھکر پتھریلی زمین پر گھسیٹا جاتا۔ لبینہ۔ زنیرہ۔ نہدیہ اور ام عبیس بیچاری لونڈیاں تھیں جو داخل اسلام ہونے کی سزا میں اپنے سنگدل آقاؤں کے ہاتھوں سے سخت عذاب برداشت کرتی تھیں۔

حضرت عثمانؓ

قریش کا یہ سلوک غلاموں اور ضعیفوں تک ہی محدود نہ تھا۔ بلکہ اپنے عزیزوں کے ساتھ بھی نہایت سنگدلانہ برتاؤ کرتے تھے حضرت عثمان اسلام لائے۔ تو انکا ظالم چچا انہیں کھجور کی چٹائی میں باندھ کر لپیٹ دیتا اور نیچے دھواں پہنچاتا۔

مصعب ابن عمیر

مصعب ابن عمیر مسلمان ہوئے۔ تو انکی ماں نے انہیں گھر سے نکال دیا۔ بعض صحابہ کو عریش لگائے یا اونٹ کے کچے چمڑے میں لپیٹ کر پھینک دیتے بعض کو لوہے کی زرہ پہنا کر جلتے جلتے پتھروں پر گرا دیا کرتے۔ غرض یہ فدایان اسلام عاشقان دین یہ ساری آفتیں سہتے مگر اسلام سے منہ موڑنا گوارا نہ کرتے

Marfat.com

زخون دل وضو ساختم کنم سجدہ بسوئے او بود عشاق را آئے بے زنگو نہ مذہبا۔ ؎
یارب ایں کعبہ مقصود تماشا گہ کیست کہ مغیلان طریقش گل و نسرین منست

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کفار کا سلوک

صرف صحابہ ہی ان ظالم لوگوں کے تختہ مشق نہیں تھے۔ بلکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھی یہ لوگ سخت گستاخیاں کرتے تھے۔ آپ کے وعظ میں یہ لوگ شور مچاتے ہنسی اڑاتے آوازے کستے بدزبانیاں کرتے۔ آپ کے دروازے پر غلاظت گرائی جاتی۔ موقع پاکر آپ پر مٹی پھینکی جاتی اور آپ کے راستے میں کانٹے بچھائے جاتے مگر آپ کیطرف سے ان تمام بدسلوکیوں کا جواب سوائے صبر و خاموشی کے اور کچھ نہ تھا۔ ؎

مے ریختند درد تو خار و با ہمہ چوں گل شگفتہ بود رخ جانفزائے تو

عقبہ ابن ابی معیط کا بدبختانہ فعل

ایک مرتبہ آپ حرم میں نماز پڑھ رہے تھے۔ ایک سیاہ دل کافر عقبہ ابن ابی معیط آیا۔ اور اپنی چادر آپ کے گلے میں ڈالکر مروڑا دیا۔ اور کھینچا جس سے آپ گھٹنوں کے بل گر پڑے۔ اتنے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے عقبہ کو دھکے دیکر پرے ہٹایا۔ اور یہ آئت پڑھی۔ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ کیا تم ایک بزرگ آدمی کو ملتے ہو اور صرف اس بات پر کہ اللہ کو اپنا پروردگار کہتا ہے۔ اور تمہارے پاس روشن دلائل لایا ہے" اتنا کہنا تھا۔ کہ چند شریر لوگ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو لپٹ گئے۔ اور انکو بھی مارا پیٹا۔

عقبہ کی دوسری شرارت

ایک دوسری دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حرم میں نماز پڑھ رہے تھے قریش بھی صحن حرم میں بیٹھے تھے ابوجہل بولا۔ آج شہر میں فلاں جگہ اونٹ ذبح ہوا ہے۔ کوئی جائے۔ اور اسکی اوجھری کو اٹھا لائے۔ اور اس شخص (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) کے اوپر دھر دے۔ وہی بدبخت عقبہ ابن ابی معیط اٹھا۔ اور نجاست بھری اوجھری اٹھا لایا۔ جب (نبی صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں گئے۔ تو پشت مبارک پر رکھدی آنحضرت تو اپنے پاک پروردگار کیطرف متوجہ اور مستغرق تھے خبر تک نہیں ہوئی۔ اتنے میں حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہ کو اس بدسلوکی کی اطلاع ملگئی۔ وہ دوڑی آئیں انہوں نے اوجھری کو پرے پھینک دیا۔ اور ان سنگدلوں کو سخت سست بھی کہا

ہجرت حبشہ

جب مشرکین مکہ نے مسلمانوں کو بے حد ستانا شروع کیا۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کو اجازت دیدی۔ کہ جو کوئی چاہے وہ اپنی جان اور ایمان کی حفاظت کے لئے حبش کے عیسائی بادشاہ نجاشی کے ملک میں چلا جائے۔

Marfat.com

آپکا حکم پاکر دو قافلے یکے بعد دیگرے حبش کو روانہ ہوئے۔ پہلے قافلے حضرت عثمان ابن عفانؓ اور دوسرے میں حضرت جعفر طیارؓ حضرت علیؓ کے بھائی شامل تھے۔ مشرکین مکہ ان کے تعاقب میں حبش پہنچے اور شاہ حبش کے حضور میں بہت سے عمدہ تحفے پیش کرکے درخواست کی۔ کہ کچھ مفسد لوگ ہمارے ملک سے بھاگ آئے ہیں ان کو ہمارے حوالہ کیا جائے۔ مسلمانوں کو شاہی دربار میں طلب کیا گیا۔ اور پوچھا تمہارا کیا مقصد ہے۔ تو حضرت جعفرؓ نے یوں تقریر کی:۔ اَیُّهَا الْمَلِکُ ہم جہالت میں مبتلا تھے بتوں کو پوجتے تھے نجاست میں آلودہ تھے بیہودہ بکا کرتے تھے۔ بدکاریاں کرتے تھے ہمسایوں کو ستاتے تھے۔ بھائی بھائی پر ظلم کرتا تھا۔ اس اثنا میں ہم ہی میں ایک شخص پیدا ہوا جس کی شرافت اور صدق و دیانت سے ہم لوگ پہلے واقف تھے۔ اس نے ہم کو اسلام کی دعوت دی۔ اور یہ سکھلایا کہ ہم پتھروں کو پوجنا چھوڑ دیں۔ سچ بولیں۔ خونریزی سے باز آئیں۔ یتیموں کا مال نہ کھائیں۔ ہمسایوں کی مدد کریں۔ نماز پڑھیں روزے رکھیں۔ زکوٰۃ دیں۔ ہم اس پر ایمان لائے۔ شرک اور بت پرستی چھوڑ دی۔ اور تمام اعمال بد سے باز آئے۔ اس جرم پر ہماری قوم ہماری دشمن ہو گئی۔ اور ہم کو مجبور کرتی ہے کہ ہم پھر اس گمراہی میں واپس چلے جائیں۔

جعفرؓ کی تقریر

بادشاہ نے کہا جو کلام الٰہی تمہارے پیغمبر پر اترا ہے اس میں سے بطور نمونہ کچھ سناؤ۔ حضرت جعفرؓ نے سورہ مریم کی چند آیتیں پڑھکر سنائیں۔ نجاشی پر رقت طاری ہوئی۔ اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ پھر کہا محمد تو وہی رسول ہیں جن کے آنے کی خبر یسوع مسیحؑ نے دی تھی۔ اللہ کا شکر ہے کہ مجھے اس رسول کا زمانہ ملا۔ پھر بادشاہ نے کفار کو دربار سے نکلوا دیا۔

نجاشی پر اثر

جب دشمنوں نے دیکھا اسلام کی روک تھام کیلئے حبش تک جانا بھی کارگر نہ ہوا۔ تو وہ ایک اور چال چلے یعنی مکہ کے ایک نامی گرامی مالدار سردار عتبہ ابن ربیعہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا کہ بہلا پھسلا کر ان کو تبلیغ اسلام سے روک دے۔

دشمنوں کی نئی چال

عتبہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں جاکر کہا میرے بھتیجے محمدؐ تم کیا چاہتے ہو۔ کیا مکے کی ریاست درکار ہے کیا کسی بڑے گھرانے میں شادی کرنا منظور ہے۔ کیا مال و دولت جمع کرنا چاہتے ہو۔ ہم یہ سب کچھ تمہارے لیے مہیا کر سکتے ہیں۔ اور اس پر بھی راضی ہیں کہ کل مکہ تمہارے زیر فرمان ہو جائے۔ لیکن ان باتوں سے باز آؤ۔ آپ نے ان باتوں کے جواب میں سورۃ فصلت کی چند آیات پڑھیں قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْٓا اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ ۔ قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِيْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ وَتَجْعَلُوْنَ لَهٗٓ اَنْدَادًا ۭ ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۔ اے پیغمبر کہو میں تمہیں جیسا۔

عتبہ کی پیشکش

حضور کا جواب

آدمی ہوں مجھپر یہ وحی آئی ہے۔ کہ تمہارا خدا بس ایک خدا ہے بس سیدھے اسی کی طرف جاؤ! ور اسی سے معافی مانگو۔ کہدو کہ کیا تم لوگ خدا کا انکار کرتے ہو جس نے دو دن میں یہ زمین پیدا کی۔ اور تم خدا کے شریک ٹھیراتے ہو۔ یہی سارے جہان کا پروردگار ہے۔

عتبہ کی رائے

عتبہ چپ چاپ ان آیات کو سنتا رہا۔ اور اس کے دل پر خاص اثر ہوا۔ واپس گیا تو اس نے قریش سے صاف کہدیا۔ کہ محمد جو کلام پیش کرتے ہیں وہ شاعری نہیں۔ کوئی اور چیز ہے میری رائے یہ ہے کہ تم انکو انکے حال پر چھوڑ دو اگر وہ کامیاب ہو کر عرب پر غالب آگئے۔ تو یہ تمہاری عزت ہے ورنہ عرب خود انکو فنا کر دیگا لیکن قریش نے یہ رائے نامنظور کر دی جب قریش نے دیکھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر لالچ کی تدبیر بھی موثر نہ ہوئی۔ تو ابوجہل۔ اور

سردارانِ قریش کی دھمکی

ابوسفیان عتبہ۔ شیبہ۔ ولید بن مغیرہ۔ عاص ابن وائل وغیرہ وغیرہ چیدہ چیدہ سردار جمع ہو کر ابوطالب کے پاس گئے اور کہا تمہارا بھتیجا ہمارے معبودوں کی توہین کرتا ہے۔ ہمارے باپ دادا کو گمراہ بتاتا ہے۔ ہمکو احمق ٹھیراتا ہے اسلئے یا تو تم بیچ سے ہٹ جاؤ۔ یا تم بھی میدان میں آجاؤ۔ کہ ہر دو فریق سے ایک کا فیصلہ ہو جائے۔ ابوطالب نے دیکھا کہ اب حالت نازک ہو گئی تو آنحضرتؐ سے کہا "عزیز من مجھپر اتنا بار نہ ڈالو کہ میں اٹھا نہ سکوں"

حضرت رسول اللہ صلعم کا استقلال اور دلیرانہ جواب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری پشت و پناہ جو کچھ تھے۔ ابوطالب تھے۔ دیکھا کہ وہ بھی حمایت سے جی چھوڑے جاتے ہیں۔ تو آپ نے آبدیدہ ہو کر کہا "خدا کی قسم اگر یہ لوگ میرے ایک ہاتھ میں سورج اور دوسرے میں چاند لا کر دیدیں۔ تب بھی میں اپنے فرض سے باز نہ آؤنگا۔ یا تو اللہ تعالیٰ اسکو سر انجام تک پہنچا دیگا یا میں خود اسپر فدا ہو جاؤنگا" آپ کی پر اثر آواز سے ابوطالب پر سخت اثر ہوا۔ کہا جاؤ اپنا کام کئے جاؤ۔ کسی کی مجال نہیں جو تمہارا بال بیکا کر سکے۔

ابوجہل کی ایذا رسانی اور حمزہ کا انتقام

نبوت کے چھٹے برس کا ذکر ہے۔ کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوہ صفا پر تشریف فرما تھے۔ ابوجہل وہاں پہنچا۔ اور آپکو گالیاں دینے لگا۔ جب آپ گالیاں سنکر چپ رہے۔ تو ایک پتھر آپ کے سر مبارک پر مارا جس سے آپ کے سر سے خون جاری ہو گیا۔ آپ کے چچا حضرت حمزہؓ کو خبر ہوئی۔ گو وہ ابتک اسلام نہیں لائے تھے۔ مگر جوش عصبیت سے غصے سے بیتاب ہو کر ابوجہل کے گھر گئے! ور اس کے سر پر اس زور سے کمان دے ماری کہ اسکا سر زخمی ہو گیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے۔ اور کہا پیارے بھتیجے تو تمکو خوش ہونا چاہیے۔ کہ میں نے ابوجہل سے تمہارا بدلہ لیا۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا چچا میں ایسی باتوں سے خوش نہیں ہوتا۔ ہاں تم مسلمان ہو جاؤ۔ تو مجھے خوشی ہو۔ حمزہؓ اسی وقت مسلمان ہو گئے

حضرت حمزہ کا اسلام

Marfat.com

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے اسلام سے تین دن بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا دلچسپ واقعہ ہوا عمرؓ ایک نہایت دلیر بہادر جوان تھے! ور مکہ میں انکا بڑا اثر و رسوخ تھا۔ ان کے خاندان میں کئی شخص مسلمان ہو گئے تھے جس سے وہ بہت کڑھتے تھے۔ ایک دن ارادہ کیا کہ نعوذ باللہ خود پیغمبر اسلام کو ہی قتل کر دیا جائے! ور تلوار اٹھا کر اس قصد سے چل پڑے۔ مگر تقدیر ہنس رہی تھی۔ ع آمد آں یارے کہ ما میخواستیم۔

نعیم ابن عبداللہ

راستے میں انہی کے خاندان کے ایک شخص نعیم ابن عبداللہ ملے جو دائرہ اسلام میں داخل ہو چکے تھے وہ ان کے بدلے ہوئے تیور دیکھکر پوچھنے لگے خیر تو ہے۔ عمرؓ بولے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ کرنے جاتا ہوں نعیم نے کہا۔ پہلے اپنے گھر کی تو خبر لو۔ خود تمہارے بہنوئی اور بہن مسلمان ہو چکے ہیں۔ عمرؓ فوراً پلٹے۔ اور بہن کے ہاں پہنچے وہ قرآن پڑھ رہی تھیں انکی آہٹ پا کر چپ ہو گئیں! ور قرآن کے اجزا کو چھپا دیے لیکن عمرؓ کے کان میں آواز پہنچ چکی تھی۔ بہن سے پوچھا یہ کیا پڑھ رہی تھیں۔ انہوں نے ٹالنا چاہا۔ مگر عمرؓ نے کہا۔ بہانے کیوں بناتے ہو۔ مجھے معلوم ہو چکا ہے۔ کہ تم نے اپنے آبائی دین کو چھوڑ دیا ہے۔ یہ کہکر بہنوئی پر حملہ کیا اور مارنا پیٹنا شروع کر دیا بہن چھوڑانے لگیں تو انکی بھی خبر لی۔ یہاں تک کہ انکا جسم لہو لہان ہو گیا لیکن اسلام کی محبت اس سے بالاتر تھی۔ ایک جوش کے لہجہ میں بولیں عمر! جو بن آئے کرو لیکن اسلام اب دل سے نکل نہیں سکتا ان الفاظ نے حضرت عمرؓ پر خاص اثر کیا۔ بہن کی طرف محبت کی نگاہ سے دیکھا۔ ان کے جسم سے خون جاری تھا یہ دیکھکر اور بھی رقت ہوئی۔ فرمایا تم لوگ جو کچھ پڑھ رہے تھے مجھکو بھی سناؤ۔ اسوقت ان کے گھر میں ایک صحابی بھی تھے جو عمرؓ کو آتے دیکھکر چھپ گئے تھے خطرہ رفع ہو جانے سے وہ بھی نکل آئے۔ اور پڑھنا شروع کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ طٰهٰ ۝ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى ۝ اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ۝ تَنْزِيْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰى ۝ اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ۝ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰى ۝ وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰى ۝ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ لَهُ الْاَسْمَاۗءُ الْحُسْنٰى ۝

حضرت عمرؓ کا اسلام

حضرت عمرؓ کی یہ حالت تھی۔ کہ ان آیات کا لفظ لفظ ان کے دل میں کھبا جاتا تھا۔ آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ رہی تھی۔ آخر میں کہا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لیچلو وہیں سے تلوار گلے میں ڈالکر چل پڑے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اسوقت ارقم کے مکان میں پناہ گزیں تھے۔ حضرت عمرؓ نے وہاں

Marfat.com

پہنچ کر دستک دی۔ چونکہ عمر کے قصد کا چرچا ہر طرف پہنچ چکا تھا۔ اس لئے صحابہ کو تردد ہوا لیکن حضرت حمزہ نے کہا۔ " آنے دو مخلصانہ آیا ہے۔ تو بہتر ورنہ اسی کی تلوار سے اسکا سر قلم کر دونگا۔ حضرت عمر نے قدم اندر رکھا تو خود رسول صلی اللہ علیہ وسلم پہلے آگے بڑھے! اور ان کا دامن پکڑ کر فرمایا۔ کیوں عمر کس ارادے سے آئے ہو۔ نبوت کی پر جلال آواز سے عمر پر لرزہ طاری ہوگیا۔ نہایت عاجزی سے کہا " ایمان لانے کے لئے " آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آواز بلند کہا اَللّٰہُ اَکْبَرُ ساتھ ہی تمام صحابہ نے اس زور سے نعرۂ تکبیر لگایا کہ مکہ کے تمام پہاڑ گونج اٹھے۔

اسوقت مسلمان مشرکین مکہ کے خوف سے فرائض اسلام علانیہ ادا نہیں کر سکتے تھے حضرت عمر نے داخل اسلام ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! بتوں کی پوجا کھلم کھلا کی جاتی ہے۔ تو پھر خدا کی عبادت کیوں چھپ چھپ کر کیجائے انکے کہنے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ سمیت اُٹھے۔ جنکی تعداد اب چالیس تک پہنچ چکی تھی۔ اور علانیہ حرم میں جا کر نماز ادا کی۔ حضرت عمرؓ کا داخل اسلام ہونا

اب کافروں کے غیظ و غضب کا پارہ انتہائی بلندی کو پہنچ گیا! انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خاندان سے سوشل بائیکاٹ کا فیصلہ کرلیا حتی کہ نبوت ۷ کے آغاز میں یہ رائے پاس کردی کہ بنی ہاشم کے ساتھ کوئی رشتہ ناطہ نہ کرے۔ نہ انہیں مکے کے گلی کوچے میں چلنے پھرنے دیا جائے۔ نہ ان سے کسی قسم کا لین دین کیا جائے۔ ان باتوں کا ایک معاہدہ لکھا گیا۔ اور کعبہ کے دروازے میں لٹکایا گیا۔ سوشل بائیکاٹ کا فیصلہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کا قبیلہ مجبور ہو گئے۔ گھر بار چھوڑ کر شہر سے باہر نکل گئے۔ دو پہاڑوں کے درمیان زمین کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا ابو ہاشم کی ملک تھا۔ جسکا نام کتابوں میں شعب ابی طالب لکھا ہے۔ وہاں ڈیرا ڈالا قریش نے کھانے پینے کی اشیاء کا جانا بھی بند کر رکھا تھا۔ بنو ہاشم کے بچے بھوک کے مارے اس قدر روتے۔ کہ ان کی آواز اس گھاٹی سے باہر سنائی دیتی۔ شعب ابی طالب میں محصور ہونا

تین برس تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اقربا نے یہ قید اور سختی نہایت صبر و استقلال سے برداشت کی مگر تبلیغ اور ہدایت خلق کا سلسلہ اسیطرح جاری رکھا۔ حج کے دنوں میں آپ گھاٹی سے نکلتے اور لوگوں کو خدا کا کلام سناتے کمبخت ابولہب صبح سے شام تک آپ کے پیچھے پھرتا اور لوگوں سے کہتا یہ دیوانہ ہے اس کے کہنے میں نہ آنا ورنہ خطا کھا جاؤ گے۔ آخر خدا کے حکم سے کفار کے معاہدہ کے کاغذ کو دیمک چاٹ گئی۔ اور کئی با اثر لوگ اس معاہدہ سے برگشتہ ہو گئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے قبیلہ سمیت گھاٹی سے نکل شہر میں آئے اور بدستور کھلم کھلا تبلیغ شروع کر دی۔ تین برس کے بعد محاصرہ سے رہائی

ابوطالب اور حضرت خدیجہؓ کا انتقال عام الحزن

نبوت کے دسویں برس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو سب سے بڑے مددگار وغمگساروں داغ جدائی دے گئے یعنے پہلے ابو طالب نے انتقال کیا اور ان سے تین دن بعد حضرت خدیجہؓ نے وفات پائی۔ چونکہ یہ دو صدمے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نہایت الم انگیز تھے اسلئے اس سال کا نام عام الحزن یعنی غم کا سال مشہور ہو گیا اگرچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس بیرونی مددگار اور اس اندرونی غمگسار کے ہمیشہ کے لئے رخصت ہو جانے کفار کی مزاحمت اور شدت اختیار کر گئی۔ مگر آپ نے اپنے فرض تبلیغ میں کوتاہی روا نہیں رکھی۔ بلکہ اور بھی زیادہ زور وجوش سے وعظ کا کام شروع کر دیا۔

سفر طائف

چند روز بعد مکہ سے باہر نکلے اور مختلف قبائل میں وعظ کہتے لوگوں کو نیکی کا راستہ بتاتے پیادہ پا شہر طائف میں پہنچے طائف ایک نہایت سرسبز مقام ہے جہاں عبد یالیل۔ مسعود۔ حبیب تینوں بھائی سردار تھے۔ اور اس سرسبز وخوشحال خطہ کی سرداری نے انکو کبر وغرور میں سرمست کر رکھا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے انہی کو اسلام کی دعوت دی۔ ان تینوں سرکش ومتکبر سرداروں نے رسول عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو ناگوار جواب دیے وہ انکی سیہ دلی اور گندہ باطنی کا پورا نمونہ تھے۔

ایک بولا میں کعبہ کے سامنے داڑھی منڈوا دوں اگر تجھے اللہ نے رسول بنا کر بھیجا ہو۔ دوسرے نے کہا کیا خدا کو تیرے سوا اور کوئی بھی رسول بنانیکو نہ ملا جسے چڑھنے کو سواری بھی میسر نہیں تیسرے نے جواب دیا میں تجھ سے بات کرنا نہیں چاہتا۔ کیونکہ اگر تو خدا کا رسول ہے تو تجھ سے تکرار کرنا سوء ادب ہے اور اگر جھوٹا ہے تو پھر تجھ سے ہمکلام ہونا میرے لئے شایاں نہیں۔ آہ سچ ہے ؎

ہو گلیم بخت کالی جب کسی بدبخت کی — کون ہو پھر اسکے نورانی بنانیکا کفیل
طالب راہ ہدایت ہو گا جو ہو گا سعید — مائل وصف ضلالت ہو گا جو ہو گا رذیل

اوباشان شہر کے مظالم

ان بدبختوں نے اسی پر اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ جب آپ ان سے مایوس ہو کر جانے لگے تو شہر کے اوباشوں کو آپکے پیچھے لگا دیا۔ وہ آپکے پیچھے مغلظات بکتے تمسخر اڑاتے پھبتیاں کہتے اور آپ کے پاؤں پر اینٹ پتھر مارتے چلے جاتے تھے جن سے آپ کے پاؤں اور ٹخنے لہولہان ہو گئے حتیٰ کہ ایک جگہ حضور بیہوش ہو کر گر پڑے۔ زید ابن حارث آپ کے آزاد کردہ غلام ساتھ تھے انہوں نے آپکو اپنی پیٹھ پر اٹھایا۔ اور شہر سے باہر لے جا کر چہرہ مبارک پر پانی کے چھینٹے دیئے۔ جس سے آپ کے ہوش وحواس بحال ہوئے۔ یہاں مکہ کے مشہور رئیس عتبہ ابن ربیعہ کی ایک کوٹھی اور باغ تھا۔ یہ شخص اگرچہ کافر تھا مگر شریف النفس آدمی تھا۔ اس نے دور سے

Marfat.com

یہ حالت دیکھی تو ترس آگیا اپنے غلام کے ہاتھ جسکا نام عداس تھا ایک پلیٹ میں انگوروں کے کچھ خوشے رکھ کر آپ کے لئے بھیجے غلام نے انگور آپ کے سامنے لا کر رکھدئے۔ تو آپ نے بسم اللہ پڑھکر انگوروں کو تناول فرمانا شروع کیا۔ تو غلام یہ کلام سنکر چونکا ہوا اور بولا یہ ایسا کلام ہے جو یہانکے باشندے نہیں بولا کرتے۔ آپ نے فرمایا تم کہانکے باشندے ہو اور کیا مذہب ہے۔ اُس نے کہا میں نینوا کا باشندہ ہوں اور مذہب عیسائی ہے۔ آپ نے فرمایا تم مرد صالح یونس بن متی کے شہر کے باشندے ہو۔ عداس نے کہا آپ کو کیا خبر ہے کہ یونس ابن متی کون تھا۔ آپ نے فرمایا وہ میرا بھائی ہے وہ بھی نبی تھا میں بھی نبی ہوں۔

عداس یہ سنتے ہی آپ پر جھک پڑا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر ہاتھ اور قدم چوم لئے۔ عتبہ اور اسکا بھائی دور سے یہ تماشا دیکھ رہے تھے آپس میں بولے لو یہ غلام بھی ہاتھ سے نکل گیا۔ جب عداس اپنے آقا کے پاس واپس گیا۔ تو اُسے کہا کمبخت تجھے کیا ہوگیا تھا۔ کہ اس شخص کے ہاتھ پاؤں چومنے لگ گیا۔ تو اُس نے جواب دیا حضور عالی! آج اس شخص سے بہتر روئے زمین پر کوئی بھی نہیں۔

طائف کے سفر میں جو مصائب و شدائد آپکو پیش آئے۔ اور جسقدر سخت مایوسی کا منہ دیکھنا پڑا اس سے یہ بات بعید نہ تھی۔ کہ آپ ان لوگوں کے حق میں بددعا کرتے مگر آپ نے واپسی کیوقت فرمایا میں ان لوگوں کی تباہی کیلئے کیوں دعا کروں۔ اگر یہ لوگ ایمان نہیں لاتے۔ تو امید ہے کہ انکی آئندہ نسلیں ایک خدا پر ایمان لائینگی۔ اسوقت آپ نے دعا کی تو صرف یہ کی:۔

الہی میں اپنی کمزوری، بے سامانی، اور لوگوں کی تحقیر کی بابت تیرے حضور میں فریاد کرتا ہوں۔ تو سب رحم کرنیوالوں سے زیادہ رحم والا ہے۔ درماندہ عاجزوں کا تو ہی مالک ہے اور میرا مالک بھی تو ہی ہے۔ الخ

واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد واٰلہ واصحابہ اجمعین

ماہ ربیع الاول کے دوسرے جمعہ کا وعظ

مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کیطرف ہجرت

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

Marfat.com

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ يَرْجُونَ رَحْمَتَ اللَّهِ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ

ہجرت کی ضرورت

بیشک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت بھی کی اور جہاد بھی کیا یہی نہیں جو اللہ کی رحمت کی آس لگائے بیٹھے ہیں۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (بقرہ ع ۲۷)

جب توحید و شرک کا، اسلام اور کفر کا، ہدایت اور ضلالت کا مقابلہ انتہائی شدت اختیار کر جاتا ہے اور نوبت یہاں تک پہنچ جاتی ہے کہ کفر کے غلبے سے اسلام کے مٹ جانے کا اندیشہ لاحق ہو جاتا ہے۔ تو مشیت الٰہیہ اسلام کو غلبہ بخشنے کیلئے اس کی مقتضی ہوتی ہے کہ اسلام اپنے آپکو تباہی کے میدان سے بچا کر نکال لیجائے اور کسی پرامن مقام میں فروکش ہو کر اپنی طاقت بڑھائے تاکہ بالآخر وہ کفر و شرک کی تمام طاقتوں کو صفحہ ہستی سے نیست و نابود کرنے کے قابل ہو جائے۔ اسطرح خطرے کے مقام سے ترک اقامت کرنیکا نام ہجرت ہے۔ اسی الٰہی اصول کے ماتحت حضرت ابراہیم کو بابل سے اور حضرت موسیٰ کو مصر سے ہجرت کرنی پڑی اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے مدینہ کیطرف ہجرت فرمائی۔

ہجرت بہت بڑا ایثار ہے

اسلام کی حفاظت کیلئے ہجرت کر جانا ایک بہت بڑا ایثار ہے۔ کون ہے جو اپنے آبائی وطن کو خیرباد کہ جانا گوارا کرے۔ کون ہے جو دیس سے نکلکر پردیس میں فقر و محتاجی کی ٹھوکریں کھانا منظور کرے۔ کون ہے جو اپنی موروثی جائداد و املاک اور گھربار سے دستبردار ہونا اور دوستوں پڑوسیوں رشتہ داروں سے ہمیشہ کیلئے مہجور ہو جانا پسند کرے۔ مگر ایک شیدائے اسلام جب دیکھتا ہے کہ وطن کے قیام گھربار کی سلامتی اور اخوان و جیران کی محبت میں پیارا اسلام فنا ہو جائیگا۔ تو وہ اپنے دین پاک کی حفاظت کے لئے ان ساری چیزوں کو فدا کر دیتا ہے ؎

حاصل عمر نثار رہ یارے کردم
شادم از زندگی خویش کہ کارے کردم

ہجرت شرط ایمان ہے

ایسی نازک حالت میں اسلام کو بچانے کے لئے ہجرت کے مصائب گوارا کرنا ایک شرط ایمان ہے جو لوگ اپنے اسلام پاک کو بچانے کیلئے یہ ایثار نہیں کرتے اور ترک وطن ہجر اقارب اور فرقت خانماں سے ہچکچاتے ہیں انکے ایمان میں خامی ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنفُسِهِمْ قَالُوا فِيمَ كُنتُمْ ۖ قَالُوا كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِي الْأَرْضِ ۚ قَالُوا أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا ۚ فَأُولَٰئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۖ وَسَاءَتْ	جو لوگ مشرکین میں پڑے رہے اور اپنے دین کی خرابی سے اپنے آپ ظلم کرتے رہے ہیں فرشتے انکی جان قبض کئے پیچھے ان سے پوچھتے ہیں کہ تم اردار الحرب میں پڑے پڑے کیا کرتے رہے تو وہ جواب دیتے ہیں کہ ہم تو وہاں بے بس تھے۔ اسپر فرشتے ان سے کہتے ہیں کیا اللہ کی اتنی لمبی چوڑی زمین اتنی گنجائش

مَصِیْرًا ۞ (نساء ع ۱۴) || اور کتنی تھی کہ تم انہیں کسطرف ہجرت کر کے چلے جاتے۔ غرض یہ وہ لوگ ہیں جنکا ٹھکانا دوزخ ہے۔ اور وہ بہت ہی بری جگہ ہے۔

ہجرت کا حکم

نبوت کے گیارہویں سال جب پیغمبر اسلام اور آپکے تابعین پر کفار کا تشدد حد سے بڑھ گیا تو اللہ تعالیٰ کیطرف سے ہجرت کا حکم ہو گیا اسوقت تمام مسلمان اس حکم کی تعمیل میں ترک وطن پر آمادہ ہو گئے حالانکہ بعض مسلمانوں کے گھر میں ہزاروں لاکھوں کے بیوپار پھیلے ہوئے تھے بعض وسیع جائدادوں کے مالک تھے اور اکثر قرابت و خویشاوندی کے گوناگوں تعلقات سے وابستگی رکھتے تھے مگر حکم الہی کے سامنے سب نے سر تسلیم خم کر دیا۔ اور اسلام کے لئے ہر چیز قربان کر دینے کی نیت کر لی۔ ان لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ان کلمات میں اپنی خوشنودی کا اظہار فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بیشک جو لوگ ایمان لائے وَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اور جنہوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت بھی کی جہاد بھی کیا۔ اُولٰٓئِكَ یَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ ط یہی لوگ ہیں جو اللہ کی رحمت کی آس لگائے بیٹھے ہیں وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۞ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اہل مدینہ سے ملاقات

ان دنوں ایام حج میں مکہ سے چند میل دور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے کے چھ آدمی آپس میں باتیں کرتے دیکھے آپ نے ان سے فرمایا میں تم سے کچھ کہنا چاہتا ہوں سنو گے؟ انہوں نے کہا سنائیے۔

تبلیغ کی لو

خیال کیجئے کہ جو مقدس وجود بیت الحرم میں، کوہ صفا پر، طائف میں اور دیگر مقامات میں محض اپنے وعظ و تبلیغ کی وجہ سے منکروں سے طرح طرح کی اذیتیں سہ چکا ہے پھر بھی برابر اسی دم خم کے ساتھ مصروف تبلیغ ہے یہ چھ آدمی معلوم نہیں کس عقیدے اور کس طبیعت کے لوگ ہیں۔ کیا جواب دینگے کس سلوک کیساتھ پیش آئینگے مگر آپکو اسکی پروا نہیں اللہ تعالیٰ کیطرف سے آپکے دل میں تبلیغ کی جو لو لگی ہے وہ کسی اجنبی کی بے اعتنائی کسی منکر کی بدسلوکی اور کسی دشمن کی ایذا رسانی کا خیال تک نہیں آنے دیتی۔ بلکہ ہر لمحہ اس فرض کی ادائیگی پر اکساتی ہے۔ صد حیف! اس جذبہ مقدسہ کا ایک شمہ بھی آجکل ہم مسلمانوں میں موجود نہیں ورنہ اسلام اس کس مپرسی کی حالت میں نہ ہوتا آج نیکی کی ہدایت کرنا بری باتوں سے منع کرنا۔ احکام خداوندی دوسروں کو پہنچانا تعلیمات پیغمبری کی اشاعت کرنا۔ ایک بار عظیم سمجھا جاتا ہے۔ جن لوگوں سے کسی اذیت و بدسلوکی کا احتمال تک نہیں انکو نصیحت کرنا بھی ناگوار ہے۔ ایک باپ اپنے بیٹے کو بداعمالیوں سے روکتا ہوا جھجکتا ہے۔ کہ جوان بیٹا ناراض نہ ہو جائے۔ ایک بھائی اپنے بھائی کو نیک بات کی ہدایت کرتا ہوا شرماتا ہے کہ کہیگا تم کہاں کے ناصح آگئے ایک دوست اپنے دوست کو نماز و روزہ کے لئے تاکید کرنے سے رکتا ہے کہ وہ سڑی وسودائی یا کٹھ ملا کا خطاب دیدیگا افسوس ہمارے دلوں سے دینی جذبات اور اسلامی جوش کے بالکل سرد پڑ جانیکی علامت ہے

آجکل تبلیغ سے بیزاری

Marfat.com

براں گروہ حرام ست خامشی صائب　　کہ کار خلق کوانند از زباں سازند

غرض آپنے ان چھ آدمیوں کے سامنے قرآن مجید کی چند آیات تلاوت کر کے کلام الٰہی سے انکے دلونکو منور فرمایا۔ خدا کے جلال اور عظمت کی طرف انکو متوجہ کیا شرک و گناہ سے نفرت اور نیکی اور پاکیزگی کی رغبت دلائی۔

یہودیوں کی بشارت

اس زمانے میں خصوصاً خطہ عرب میں زیادہ تر یہودی لوگ ہی اہل علم مانے جاتے تھے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت اور توریت کو ماننے والے تھے مدینے میں یہودیونکی کافی آبادی تھی۔ یہ لوگ مال اور علم دونوں حیثیتوں سے ممتاز تھے مدینے کے لوگ ان یہودیونکی زبان سے یہ بشارت اکثر سنا کرتے تھے کہ ایک نبی پیدا ہونیوالا ہے جو دنیا کو ظلم و گناہ کی آلائش سے پاک اور انصاف اور نیکی سے معمور کر دیگا۔ اب جوان چھ اشخاص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے وہ کلمات سنے جنکی برکت سے ان کے دلوں سے غفلت کے حجاب اٹھ گئے تو انکو یقین ہو گیا کہ وہ آنیوالے نبی یہی ہیں۔ اور جب وہ اپنے وطن کو واپس گئے۔ تو دین حق کے سچے مبلغ بن گئے۔

مدینہ منورہ میں نبی کا چرچا اور ۱۲ اشخاص کی بیعت اور مصعب بن عمیر

ان لوگونکے یہ بشارت پہنچانیکا یہ اثر ہوا۔ کہ یثرب کے گھر گھر میں "نئے نبی" کا ذکر ہونے لگا۔ اگلے سال ۱۲ سنہ نبوت کو ایام حج میں اس شہر کے بارہ باشندے مکہ میں حاضر ہوئے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کر کے دولت ایمان سے بہرہ پایا۔ بیعت کیوقت آپنے ان لوگوں سے یہ اقرار لیا کہ صرف خدائے واحد کی عبادت کرینگے شرک چوری زنا قتل ناحق دختر کشی جھوٹی تہمت لگانے اور چغلی کھانے سے پرہیز کریں گے اور ہر بات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طاعت لازم سمجھینگے جب یہ لوگ جانے لگے تو آپنے انکی تعلیم کیلئے مصعب بن عمیر کو ساتھ کر دیا۔

مصعب بن عمیر ایک امیر گھرانے کے لاڈلے فرزند تھے جب گھوڑے پر سوار ہو کر نکلتے۔ تو آگے پیچھے غلام چلا کرتے بدن پر دو سو روپیہ سے کم کی پوشاک کبھی نہیں رکھی۔ مگر جب انکو اسلام کے طفیل روحانی عیش حاصل ہوئی۔ تو ان جسمانی نمائشوں سے بے پروا ہو گئے وہ حضور کے ارشاد سے اہل مدینہ کو اسلام کی تعلیم دینے کیلئے روانہ ہوئے۔ تو انکے کندھے پر صرف کمبل کا ایک ٹکڑا تھا جسکے سامنے کے کناروں کو کیکر کے کانٹوں سے اٹکا رکھا تھا۔

مصعب کے واعظ کا اثر

مصعب کے موثر وعظ اور دلگداز تبلیغ نے مدینے میں ہر طرف نور ہدایت پھیلانا شروع کر دیا شہر کے سرداروں میں سے ایک سعد بن معاذ بھی تھا اس نے جب سنا کہ خود اسکے قبیلے کے بعض اشخاص نے بھی اپنے مذہب کو چھوڑ دیا تو نہایت خفا ہوا۔ اور مصعب کے پاس ایک شخص کو یہ پیغام دیکر بھیجا۔ کہ آئندہ ہمارے محلے میں وعظ مت کہو اور کسی کو اس کے آبائی مذہب سے برگشتہ مت کرو ورنہ اسکا نتیجہ اچھا نہ ہوگا۔ یہ شخص مصعب کے پاس پہنچا۔ تو وہ واعظ میں مصروف تھے ابھی وہ اپنا پیغام پہنچانے نہ پایا تھا۔ کہ مصعب کے کلمات اس کے دل پر اثر کر گئے۔ اسی وقت

Marfat.com

بہاد ھو کر داخل اسلام ہو گیا۔

سعد ابن معاذ

سعد ابن معاذ نے یہ حال سنا تو غصے سے آگ بگولا ہو گیا اور خود خنجر لیے چلا آتا وہاں پہنچا اور بولا تم کیوں ناحق ہمارے سیدھے سادے لوگوں کو بہکاتے ہو اور انکو انکے دین سے پھیرتے ہو۔ اسکے جواب میں مصعب تو خاموش رہے مگر ابن معاذ کے عمزاد بھائی اسعدؓ نے جو مسلمان ہو چکے تھے۔ کہا بھائی صاحب ذرا ٹھیر و اور یہ جو کچھ پڑھتے ہیں تم بھی سن لو پھر جو مرضی ہو کرنا۔ انکے کہنے پر ابن معاذ وہاں بیٹھ گیا اور مصعب نے قرآن مجید پڑھنا شروع کیا۔ پڑھنے کو تو سب لوگ قرآن پڑھتے ہیں۔ مگر مصعبؓ کا پڑھنا خالص سوز دل میں رنگا ہوا تھا۔ جو دلوں کو موم کئے دیتا تھا

قرآن مجید کی تاثیر

سخن رنگ اثر از سینۂ افگار مے گیرد نسیم سادہ دل بوئے گل از گلزار مے گیرد

قرآن مجید کا حرف حرف ابن معاذ کے دل پر اپنا سکہ بٹھا رہا تھا۔ آخر وہ صدق دل سے مسلمان ہو گیا! اور اُس نے مسلمان ہوتے ہی کیا ہمت کا کام کیا کہ اپنی قوم کے تمام لوگوں کو بلا کر پوچھا بتاؤ تم مجھکو کیسا آدمی سمجھتے ہو اور اگر میں کچھ کہوں تو ماننے کو تیار ہو یا نہیں۔ انہوں نے کہا تم بڑے دانا ہوشمند اور لائق و فائق آدمی ہو اسلئے ہم نے تم کو اپنا سردار تسلیم کر رکھا ہے۔ جو کچھ تم کہو گے ہم بدل و جان مانیں گے سعد نے کہا بھائیو! میں تو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آیا اور تم سے بھی کہتا ہوں کہ ایمان لاؤ۔ یہ سن کر ایک ہی دن میں قبیلے کے تمام مرد اور عورتیں بچے، جوان اور بوڑھے مسلمان ہو گئے۔

اہل یثرب کی حاضری

اگلے سال ۱۳ سنہ نبوت کو اہل مدینہ کا ایک بڑا قافلہ جسمیں تہتر مرد اور دو عورتیں تھیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کے شوق میں مکہ آیا۔ اور خفیہ طور مکہ سے چند میل دور اس مقام پر ٹھیرا۔ جہاں پہلی دو مرتبہ مشتاقان یثرب آپکے دیدار سے بہرہ مند ہو چکے تھے! اور اہل یثرب کیطرف سے آپکی خدمت میں یہ پیغام بھیجا۔ کہ حضور ہمارے شہر کو اپنے قیام مبارک سے شرف بخشیں مشتاقوں کی آنکھیں فرش راہ بننے کو تیار ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچا عباس کیساتھ رات کی تاریکی میں ان کے پاس تشریف لے گئے۔

حضرت عباسؓ

حضرت عباس اگرچہ ابھی تک داخل اسلام نہیں ہوئے تھے۔ مگر وہ آپ کے خیر خواہ و مددگار رہے تھے انہوں نے ان لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا! اے اہل یثرب! تم جانتے ہو کہ محمد ہمیں کیسے عزیز ہیں آجکل قریش مذہبی معاملے کے سبب انکے جانی دشمن ہو رہے ہیں۔ اگر تم انکا ساتھ دینا چاہتے ہو۔ تو خوب سمجھ لو کہ تمہیں اپنی جانوں کو سخت خطروں میں ڈالنا پڑیگا۔ اگر تم میں ان خطرات کے مقابلے کی ہمت ہے تو انکو ساتھ لیجانیکا ارادہ کرنا۔ ایسا نہ ہو پھر مشکلات سے گھبرا کر انکا ساتھ چھوڑ دو۔ اور عہد شکنی کر کے ہمکو بھی اپنا دشمن بنا لو

ان لوگوں نے کہا۔ ہم اپنے پروردگار اور اسکے رسول کے ساتھ پختہ عہد کرنیکو تیار ہیں رسول خدا ہم سے جو عہد لینا چاہیں۔ فرمائیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے قرآن مجید کی چند آیات تلاوت کیں پھر ارشاد فرمایا اے ایمان والو اللہ کا عہد تو یہ ہے۔ کہ اس کی عبادت کرو اور کسی کو اسکا شریک نہ بناؤ! اور میرا عہد یہ ہے کہ دین پاک کے پھیلانے میں جان و مال سے میری مدد کرو اور جب میں تمہارے شہر میں آؤں۔ تو میری اور میرے ساتھیوں کی ایسی حمایت کرو جیسی اپنے اہل و عیال کی کرتے ہو۔

عہد و پیمان

سب نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم اس عہد پر قائم رہینگے لیکن ایک شرط ہماری بھی ہے آپ نے پوچھا وہ کیا عرض کیا جب اللہ تعالیٰ اپنے دین کی مدد کریگا۔ اور اپنے پیارے رسول کو دشمنوں پر غلبہ بخشیگا۔ تو ایسا نہ ہو کہ آپ مکے میں واپس آ جائیں۔ اور ہمیں اپنے حضور سے محروم رکھیں۔

آپ نے تبسم کیساتھ فرمایا۔ ایسا نہیں ہوگا۔ میں تمہارا اور تم میرے ہو چکے۔ میرا جینا اور مرنا تمہارے ساتھ ہے۔ یہ سنتے ہی ہر شخص جوش کے ساتھ آگے بڑھا۔ اور آپ کے دست مبارک پر بیعت کی۔

پھر ان لوگوں میں سے بارہ آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منتخب کئے۔ جو اپنے اپنے حلقے کے رئیس اور ممتاز لوگ تھے۔ اور فرمایا یہ بارہ نقیب ہیں۔ جو اہل یثرب میں دین کی اشاعت کریں۔

بارہ نقیب

قریش کو رات کی اس مخفی قرارداد اور بخت و پیثر کا کچھ پتہ لگا۔ تو اہل یثرب کی تلاش میں نکلے۔ مگر انکا قافلہ صبح ہی روانہ ہو چکا تھا۔ جب کوئی پیش نہ گئی۔ تو مکہ کے غریب مسلمانوں پر پہلے سے بھی زیادہ سختیاں کرنے لگے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کر ڈالنے کی تجویز ٹھیرائی۔ یہ حال دیکھکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عام مسلمانوں کو مدینہ کیطرف ہجرت کر جانیکی اجازت دیدی۔ اور خود اپنے لئے اللہ کے حکم کے منتظر رہے آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی مکے میں رہ گئے

دلدادگان اسلام کے لئے صرف قیام مکہ ہی کانٹوں کی سیج نہ تھی۔ بلکہ ہجرت اور ترک وطن بھی انکے صبر و استقلال کے لئے سخت امتحانگاہ بن گیا۔ دشمنان اسلام نے نہ ان غریبوں کو مکہ میں چین سے رہنے دیا۔ نہ اب امن و امان کے ساتھ یہاں سے نکلنے دیتے تھے۔

یارب! چہ عذابیست بریں مرغ گرفتار ‏ ‏ بسمل نہ پسندند و پریدن نگذارند

صہیب رومی ہجرت کرنے لگے تو کفار نے کہا۔ تو مکے میں خالی ہاتھ آیا تھا۔ یہاں آکر ہزاروں روپے کمائے اب مکے

کی کمائی مدینے نہیں لے جاسکتے صہیبؓ نے اپنا تمام مال و اسباب وہیں چھوڑا اور خالی ہاتھ مدینے کی راہ لی۔

عاشق ثابت قدم آنکس بود کز کوئے دوست　　رو نگرداند اگر شمشیر بارد بر سرش

ابوسلمہ اپنی بیوی ام سلمہ کے ساتھ جنکی گود میں بچہ تھا۔ اونٹ پر سوار ہو کر ہجرت پر روانہ ہونے لگے تو بنو مغیرہ نے مہار پکڑ لی اور کہا تو جاسکتا ہے مگر ہماری لڑکی کو نہیں لے جاسکتا بنو عبدالاسد آئے تو انہوں نے کہا بچہ ہمارے قبیلہ کا ہے غرض یہ لوگ بچے کو اٹھا لے گئے اور بنو مغیرہ ام سلمہ کو لے گئے۔ ابوسلمہ ناچار تن تنہا ہی مدینے کو چل پڑے اور زن و فرزند کا فراق انکو جذبہ حق کے سامنے گوارا تھا۔

از عنان گیر خاشاک چہ پروا دارد　　سیل را چوں کشش بحر عناں گیر شود

ابوجہل ایک شدید دشمن اسلام تھا۔ مگر اسکے ماں جائے بھائی عیاشؓ کو توفیق الٰہی نے ہدایت بخشی۔ وہ ہجرت کر کے مدینے پہنچ گئے پیچھے پیچھے ابوجہل ایک اور شخص کو ساتھ لیکر پہنچا اور کہا تمہارے بعد والدہ کی بری حالت ہے اس نے قسم کھائی ہے کہ جبتک عیاش کا منہ نہ دیکھ لوں نہ سر میں کنگھی کرونگی نہ سایہ میں بیٹھونگی۔ عیاش کا دل بھر آیا دشمن اسلام کے فریب کا خیال نہ کیا اور اس ارادہ سے کہ والدہ کی قسم پوری کر کے واپس مدینے آجاؤنگا ان کے ساتھ چل پڑے مکے کے قریب پہنچکر دونوں شخصوں نے عیاش کی مشکیں کس لیں اور مکے لیجا کر قید کر دیا اور فخریہ کہا۔ دیکھو احمقوں کو یوں گرفتار کیا کرتے ہیں۔

اب مکے میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے دو خاص جاں نثار حضرت ابوبکرؓ اور حضرت علیؓ باقی تھے کفار نے کہا اب موقع ہے محمد کو قتل کر دینے کا خوب موقع ہے قریش کا ایک خاص کمیٹی گھر دار الندوہ کے نام سے مقرر تھا جسمیں اہم معاملات کا مشورہ کیا جاتا تھا اس میں ایک پر اسرار اجلاس کیا گیا جسمیں قریش کے بڑے بڑے چودہ سردار گفت و شنید کے لئے جمع ہوئے جن میں سے چند مشہور اشخاص جنکا ذکر تاریخ اسلام میں بکثرت آتا ہے یہ ہیں۔ (۱) عتبہ ابن ربیعہ (۲) شیبہ ابن ربیعہ (۳) ابوسفیان (۴) جبیر ابن مطعم (۵) حارث ابن عامر (۶) نضر ابن حارث (۷) ابوالبختری (۸) حکیم ابن حزام (۹) ابوجہل (۱۰) امیہ ابن خلف اس اجلاس میں شیطان بھی ایک خرانٹ بڈھے شیخ نجدی کی صورت میں شریک ہوا۔

پہلے یہ تجویز پیش ہوئی۔ کہ محمد کو پابزنجیر ایک مکان میں قید کر دو شیخ نجدی نے کہا اسکے معتقدین چھڑا لے جائینگے اور زور بازو سے تم کو بھی فنا کر دینگے۔

پھر کسی نے کہا اسکو جلا وطن کر دو۔ شیخ نجدی نے کہا کیا تم محمدؐ کی دلآویز باتوں کو بھول گئے وہ جس قبیلہ میں جائیگا وہی اسکا جان نثار بن جائیگا اور تم سے اپنے ہی کا بدلہ لے کر چھوڑیگا۔

دارالندوہ

Marfat.com

ابوجہل نے کہا عرب کے ہر ایک قبیلے کا ایک ایک جوانمرد انتخاب کیا جائے یہ سب بہادر رات کی تاریکی میں محمدؐ کے گھر کو گھیر لیں جب وہ صبح کو گھر سے نکلے تو یکبارگی سب کے سب تلواروں کے ساتھ اسپر حملہ آور ہو کر اسکا کام تمام کر دیں۔ اسطرح محمدؐ کا انتقام لینے کیلئے نہ تو بنی ہاشم ہی سارے عرب کا مقابلہ کر سکیں گے اور نہ اسکے معتقدین اپنے قبائل کے خلاف کوئی فتنہ برپا کر سکیں گے۔ شیخ نجدی نے کہا یہ ہے صحیح رائے اور یہ تجویز بالاتفاق منظور ہو گئی۔ اِدھر تو سیاہ باطن دشمن رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو گزند پہنچانے کے لئے یہ منصوبے گانٹھ رہے تھے اور اُدھر خداوند عالم کی غیبی طاقتیں حبیب حق کی حفاظت کیلئے صف آرا تھیں۔

"دشمن اگر قوی ست نگہباں قوی تر است"

چنانچہ اس کے متعلق یہ دو آیتیں نازل ہوئیں اِنَّهُمْ يَكِيدُونَ كَيْدًا وَاَكِيدُ كَيْدًا ۝ فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ۝ وہ لوگ تدبیر کر رہے ہیں اور میں بھی تدبیر کر رہا ہوں پس اے نبی انکو نرمی و آہستگی سے چھوڑ دیجیے۔ یعنی آپکو ان کے خلاف بددعا کرنے یا کوئی انتقامی کارروائی کرنیکی ضرورت نہیں ذرا دیکھتے جائیے چند روز کے بعد انکا کیا حشر ہوتا ہے سامعین ابھی تھوڑی دیر میں سن لینگے کہ اس خداوندی پیشگوئی کا وقوع کسقدر جلد ہوا غرض دشمنوں نے ننگی تلواروں کے ساتھ حضورؐ کے گھر کا محاصرہ کر لیا۔ وحی کی بے تار پیام رسانی لمحہ لمحہ کے واقعات آپ کے گوش گزار کر رہی تھی۔ آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بلا کر آہستہ سے فرمایا۔ کہ مجھکو ہجرت کا حکم ہو چکا ہے میں آج مدینہ روانہ ہو جاؤنگا تم صبح کو لوگوں کی امانتیں جو میرے پاس جمع ہیں واپس دے آنا اور آجکی رات تم میرے پلنگ پر میری چادر اوڑھ کر سو رہو۔ اور کچھ اندیشہ نہ کرو کوئی تمہارا بال بیکا نہیں کر سکتا۔ ظاہر یہ سخت خطرہ کا موقع تھا۔ جناب امیرؓ کو بھی معلوم تھا۔ کہ قریش آپکے قتل کا ارادہ کر چکے ہیں۔ اور آج رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا بستر خواب قتل گاہ کی زمین ہے لیکن ایک جاں نثار رسول کی نظر میں پیارے رسول کی حفاظت کے لئے قتل گاہ میں لیٹنا فرش گل پر لیٹنے کے برابر تھا ؎

اگر بر جائے من غیرے گزیند دوست حاکم اوست
حرامم باد اگر من جاں بجائے دوست بگزینم

اہل عرب زنانہ مکان میں گھسنا معیوب سمجھتے تھے۔ اسلئے دشمن باہر شمشیر بکف آپکے منتظر تھے مگر نوشتہ قدرت ان کے منصوبے کو خاک میں ملا رہا تھا۔ بڑی رات گزر جانے پر یہ لوگ ذرا غافل ہو گئے۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تائید الٰہی کے زیر حمایت گھر سے باہر نکلے خاک کی ایک مٹھی دشمنوں کیطرف پھینک کر ان دل کے اندھوں کو چشم ظاہر

سے بھی اندھا کر دیا اور سورۂ یٰسین کی یہ آیت پڑھتے ہوئے ان کے نرغہ سے صاف نکل گئے۔ اِنَّا جَعَلْنَا فِیْٓ اَعْنَاقِہِمْ اَغْلٰلًا فَهِیَ اِلَی الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ۝ وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ سَدًّا وَّ مِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَیْنٰهُمْ فَهُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ ۝ ہم نے انکی گردنوں میں بھاری بھاری طوق ڈالدئے اور وہ ٹھوڑیوں تک دھنسے ہوئے ہیں تو ان کے سر ایسے الل کر رہ گئے کہ ان کو رستہ کوئی نہیں دیتا۔ اور ہم نے ایک دیوار تو انکے آگے بنائی اور ایک دیوار انکے پیچھے اور اوپر سے انکو ڈھانک دیا۔ تو یہ دیکھ ہی نہیں سکتے (سورۂ یٰس ع ۱)

کعبہ کو الوداعی نظر

آپ نے آگے جا کر کعبہ کی زیارت کی اور کہا مکہ! تو مجھ کو تمام دنیا سے زیادہ عزیز ہے لیکن تیرے فرزند مجھکو یہاں رہنے نہیں دیتے پھر آپ حضرت ابوبکر کے گھر تشریف لے گئے۔ یہاں پہلے سے سامان سفر تیار کیا پڑا تھا حضرت ابوبکر کی بیٹی اسماء نے جلدی میں اپنا کمربند (نطاق) پھاڑ کر ستوؤں کے تھیلے کا منہ باندھا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے ذات النطاقین کا خطاب پایا۔ رات کی تاریکی میں دونو حضرات مکہ سے باہر نکل گئے چند میل کے فاصلے پر کوہ ثور ہے اس پر چڑھے سنگلاخ میں چلنے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف ہوتی تھی حضرت ابوبکر نے آپکو اپنے کندھے پر اٹھایا۔ آخر ایک غار تک پہنچے جسکا نام غار ثور ہے حضرت ابوبکر نے پہلے خود اسمیں داخل ہو کر اسے صاف کیا بدن کے کپڑے پھاڑ پھاڑ کر اسکے روزن بند کئے پھر باہر آکر عرض کیا کہ حضور بھی تشریف لے آئیں۔

غار ثور

حضرت علی سے دشمنوں کا سلوک

ادھر حضرت علی کا حال سنیئے دشمن ساری رات کواڑوں کی درزوں سے جھانکتے رہے اور سمجھے کہ بستر پر پیغمبر اسلام ہی لیٹے ہوئے ہیں۔ مگر صبح تک جب کوئی باہر نہ نکلا اور بستر سے پیغمبر کی بجائے علی اٹھے۔ تو کافروں نے ان کو پکڑ کر پوچھا۔ کہ محمد کہاں ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مجھے کیا معلوم خدا ہی اپنے رسول کا حال جانتا ہے یہ جواب پا کر کافروں کے تن بدن میں آگ لگ گئی حضرت علی کو مارا۔ اور انہیں کشاں کشاں کعبہ تک لا کر قید کر دیا مگر پھر آخر چھوڑ دیا

دشمن غار ثور پر

صبح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں دشمن مکہ کے چاروں طرف دور دور تک پھیل گئے۔ غار ثور پر بھی جا پہنچے۔ غار کا انداز اس قسم کا تھا۔ کہ کھڑے ہو کر اسکے اندر کا حال نظر نہیں آتا تھا۔ اپنے پاؤں کے پاس جھک کر دیکھیں۔ تو سب کچھ دکھائی دے جاتا۔ حضرت ابوبکر ان لوگوں کی آہٹ پا کر بہت غمزدہ ہوئے۔ کہ مبادا یہ لوگ جھککر ہمکو دیکھ پائیں اور انکا یہ غم صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کو گزند پہنچنے کے اندیشہ سے تھا۔ اور اپنی جان تو وہ کبھی کے آپکی محبت پر نثار کر چکے تھے۔

نیست محو یار را اندیشۂ از راہ فنا — تلخی مرگ ست شکر مور شہد افتادہ را

Marfat.com

آپ نے کمال استقلال و دلجمعی سے فرمایا لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا گھبراؤ نہیں خدا ہمارے ساتھ ہے۔

انسان ضعیف البنیان خطرات کے نازک موقع پر ضرور گھبرا جاتا ہے اور نہیں تو تھوڑی دیر کے لئے اسپر کچھ نہ کچھ پریشانی اور سراسیمگی اور اضطراب طاری ہو جاتا ہے مگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے حافظ حقیقی کی طرف سے امن و سلامتی کا حتمی و قطعی وعدہ مل چکا تھا آپ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ کے حصار امن میں پناہ گزیں تھے اسلئے آپ پر کسی خوف و حزن اور اضطراب و سراسیمگی کا طاری ہونا ممکن نہ تھا۔

ہاں آپکا حضرت علی کو اپنے بستر پر لٹانا رات کی تاریکی میں گھر سے نکلنا راتوں رات مکہ کو چھوڑ جانا اور غار ثور میں پناہ گزیں ہونا بھی تقضائے خوف نہ تھا بلکہ یہ سب کچھ خداوندی پروگرام کی تعمیل تھی۔ مصلحت ربانی واقعات کے سلسلے کو جس صورت میں بروئے کار لانیکی مقتضی تھی۔ وحی کے ذریعے سے آپکو اسکی اطلاع ملجاتی تھی۔ اور آپ اس کے مطابق عمل پیرا ہوتے جاتے تھے۔

اگر یہ باتیں خوف و اندیشہ پر مبنی ہوتیں تو اہل مکہ کے تیور تو کئی سال سے بگڑے ہوئے تھے مخالفین کی عداوت اور بغض انتہا کو پہنچ چکا تھا حتی کہ ایک دفعہ آپکو مطعم ابن عدی کی پناہ میں آنا پڑا تھا اتنے عرصہ میں آپ کبھی کے کسی طرف کو ہجرت کر جاتے خصوصا جب مدینہ منورہ آپکو اپنی آغوش محبت میں لینے کے لئے آمادہ تھا۔ تو آپ فوراً وہاں تشریف لیجاتے مگر آپ جلدی وہاں بھی تشریف نہ لے گئے۔ تمام صحابہ کو مدینے بھیج دیا۔ اور خود خوں آشام دشمنوں میں مقیم رہے حتی کہ جب حضرت ابوبکر نے حالات کی نزاکت محسوس کر کے بار بار عرض کیا کہ حضور مدینہ کب تشریف لے چلیں گے تو ہر مرتبہ یہی فرمایا۔ ابھی مجھے ہجرت کا حکم نہیں ہوا۔ ابھی مجھے ہجرت کا حکم نہیں ہوا حتی کہ دشمنوں کے متفقہ اجلاس نے آپکے قتل کا فیصلہ کر دیا اور قاتلوں نے ننگی تلواروں کے ساتھ آپ کے گھر کو گھیر لیا۔ تو پھر ہجرت کے لئے پا برکاب ہوئے۔ اس سے عیاں ہے کہ آپ پر کبھی کوئی خوف و خطرہ موثر نہیں ہوا اس لئے جو بھی طریق عمل اختیار کیا وہ کسی خوف و خطرہ کے زیر اثر نہ تھا۔ بلکہ یکسر غیبی احکام کی تعمیل تھی۔

رہا یہ سوال کہ خطرے کے انتہا کو پہنچ جانے تک آپکی ہجرت کے ملتوی رہنے میں کونسی غیبی مصلحت ہوگی؟ اسکا جواب ظاہر ہے۔ کہ نبی کے حالات کا معیار عامۂ بشر کے حالات سے بلند ہوتا ہے اگر آپ خطرہ کو محسوس کر کے خوفزدہ ہو جاتے اور حالات کے نازک صورت اختیار کرنیسے پیشتر کوچ کر جاتے جس میں نہ پیغمبرانہ عزم استقلال و صبر و توکل ظاہر ہو سکتا اور نہ نصرت الٰہی کا کوئی نمونہ دنیا کے سامنے پیش کیا جا سکتا تھا۔ تو پھر نبی میں اور ایک عام انسان میں کوئی مابہ الامتیاز نہ تھا نبی کی شان یہی تھی۔ کہ خوف جان کے معرکہ گاہ سے اپنے تمام رفقا کو ہٹا جانیکا اشارہ کر دیا۔

آپکا دشمنوں سے بچکر نکلنا بپیش نظر مقصد خوف نہیں تھا بلکہ امر الٰہی کی تعمیل اور الٰہی منشا کی حکمت تھا۔

اور خود اپنے دو خاص الخاص رفیقوں سمیت مردانہ وار ڈٹا رہا۔ اور جب خونخوار قاتلوں کا وار کے لئے ہاتھ اٹھ چکا تو ان کی آنکھوں میں خاک جھونک کر صاف نکل گیا۔ اور دنیا کو دکھا دیا کہ وَاللّٰهُ یَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ کا وعدہ دینے والا حقیقی نگہبان اپنے پیارے نبی کو کسطرح بال بال بچاتا ہے ؎

اے نداز خدا مصلحت ما بشوے دست — ما با خدائے خویش بکشتی نشستہ ایم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جان نثار یار غار سمیت تین دن تک غار ثور میں مقیم رہے حتی کہ کفار طلب و تلاش میں جھک مار کر تھک ہار کر بیٹھ گئے غار نشینوں کے یہ تین دن اسطرح کٹے۔ کہ رات کی تاریکی میں حضرت ابوبکر کی دلاری بیٹی اسماء گھر سے روٹی دے جاتیں حضرت ابوبکر کے فرزند عبداللہ اہل مکہ کے مشورونکا پتہ دے جاتا ان کے غلام عامر بن فہیرہ اپنا بکریوں کا ریوڑ غار پر لاتا ہر دو حضرات کو دودھ پلا جاتا۔ اور بکریوں کی رفتار سے غار کیطرف آنیوالوں کے نشان قدم مٹ جاتے چوتھی شب حضرت ابوبکر کے گھر سے دو اونٹنیاں آگئیں جنکو اسی سفر کیلئے خوب فربہ و تیار کیا گیا تھا ایک پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم و حضرت ابوبکرؓ اور دوسری پر عامر ابن فہیرہؓ اور ایک شخص عبداللہ ابن اریقط جسے رستہ بتانے کیلئے نوکر رکھ لیا تھا سوار ہو کر یکم ربیع الاول سنہ ۱۳ نبوت کو مدینہ کی جانب روانہ ہوئے۔ غار ثور میں تین دن تک قیام | غار سے روانگی

حضرت ابوبکر کی صاحبزادی اسماء جو حضرت عائشہ سے بڑی تھیں انکا دو مرتبہ ذکر آ چکا ہے انکی ہمت و استقلال کی داستانیں تاریخ اسلام کی زینت ہیں۔ ان دنوں کے ایک واقعہ سے انکی اعلیٰ قوت ایمانی کا پتہ چلتا ہے حضرت ابوبکر کے پاس ہجرت کے وقت کل پانچ چھ ہزار روپیہ تھا۔ وہ سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیلئے اپنے ساتھ لیگئے۔ حضرت ابوبکر کے والد ابو قحافہ نے جنکی نگاہ ضعف پیری کے سبب جاتی رہی تھی۔ کہا میں سمجھتا ہوں ابوبکر نے تمکو دہری تکلیف میں ڈالدیا خود بھی چلا گیا نقد مال بھی ساتھ لیگیا اسماء نے انکی تسلی کیلئے دانستہ کہا نہیں دادا جان وہ ہمارے لئے کافی روپیہ چھوڑ گئے اسماء نے اسی وقت ایک پتھر لیا اسپر کپڑا لپیٹا اور جس گڑھے میں روپیہ رکھا جاتا تھا۔ وہاں رکھدیا پھر دادا کا ہاتھ پکڑ کر لے گئی اور کہا دادا جان ہاتھ لگا کر دیکھو یہ مال موجود ہے۔ بوڑھے نے ٹٹول کر دیکھا اور کہا خیر جب تمہارے لئے مال موجود ہے تو ابوبکر کے چلے جانیسے کوئی فکر نہیں اسنے اچھا کیا کہ تمہارے لئے کافی انتظام کر گیا۔ اسماء کی قوت ایمانیہ

غار سے نکل کر پہلے ہی دن اس مبارک قافلہ کا گزر ایک بڑھیا کے خیمہ پر ہوا جسکا نام ام معبد تھا۔ یہ بڑی مسافر پرور اور مہمان نواز عورت تھی۔ یہاں پہنچکر اس سے پوچھا کیا کوئی کھانے پینے کی چیز ہے؟ وہ بولی افسوس کہ اسوقت کچھ بھی نہیں ورنہ میں خود حاضر کرتی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیمہ کے گوشے میں ایک بکری دیکھی فرمایا۔ یہ بکری کیوں کھڑی ہے اُسنے کہا کمزور ہے ریوڑ کے ساتھ چل نہیں سکتی۔ آپ نے فرمایا اجازت ہو۔ تو ہم اسے دودھ لیں ام معبد نے کہا۔ میں ام معبد

Marfat.com

اجازت دیتی ہوں۔ مگر اس لاغری میں اس کے نیچے دودھ کہاں؟ آپ نے بسم اللہ کہکر بکری کے تھنوں کو ہاتھ لگایا۔ برتن مانگا۔ وہ بھر گیا۔ تو آپ نے اور آپ کے ہمراہیوں نے نوش کیا۔ دوبارہ پھر بکری کو دوہا گیا۔ پھر برتن بھر گیا۔ یہ بھی ہمراہیوں نے پیا۔ تیسری مرتبہ پھر برتن بھر گیا۔ وہ ام معبد کیلئے چھوڑ دیا۔ اور آگے روانہ ہوئے ؛

معجزہ

کچھ دیر بعد ام معبد کا شوہر آیا۔ تو دودھ کا بھرا برتن دیکھ کر حیران ہو گیا۔ کہ یہ کہاں سے آیا۔ ام معبد نے کہا۔ ایک متبرک شخص یہاں آیا تھا۔ یہ دودھ اس کی برکت کا نشان ہے۔ وہ بولا یہ تو صاحب قریش (نبی مکہ) معلوم ہوتا ہے۔ جسکی مجھے تلاش تھی۔ میں اسے ضرور جاکر ملونگا۔

قریش نے اشتہار دیا تھا کہ جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم یا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو گرفتار کر لائے اس کو سو اونٹ بطور انعام دئے جائیں گے۔ سراقہ ابن خشعم ایک مشہور شہسوار و تیرانداز تھا۔ وہ انعام کی امید میں تیر و کمان لیکر سوار ہوا۔ اور تلاش کرتا کرتا آپ کے قریب جا پہنچا حضرت ابوبکرؓ دشمن کو قریب آتا ہوا دیکھ کر گھبرائے آپ نے پھر ان کو تسلی دی۔ کہ کچھ فکر نہ کرو ؎

سراقہ ابن خشعم

کاروانے کہ بود بدرقہ اش لطفِ خدا
بتجمل بنشیند بجلالت برود

آپ کا حضرت ابوبکرؓ کو تسلی فرمانا تھا کہ سراقہ کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور اپنے سوار کو گرا دیا۔ عرب کے لوگ بدشگونی کو بہت مانتے تھے۔ اس ناگہاں حادثہ سے اس کی ہمت پست ہو گئی۔ لیکن سو اونٹوں کا گرانبہا معاوضہ بھی ایسا نہ تھا کہ اتنی سی بات پر چھوڑ دیا جاتا۔ دوبارہ گھوڑے پر سوار ہوا اور آگے بڑھا۔ اب کی مرتبہ گھوڑے کے پاؤں گھٹنوں تک زمین میں دھنس گئے۔ اس مکرر تجربہ سے اس کو پوری تنبیہہ ہو گئی کہ جس شخص کا حامی خدا ہے۔ اس کا مقابلہ کرنا نادانی ہے۔ ہاتھ جوڑ کر حضرت سے معافی مانگنے لگا۔ اور آپ کے پاس قریش کے اشتہار کا واقعہ سنایا۔ اور درخواست کی مجھ کو امن کی تحریر لکھ دیجئے۔ آپ کے ارشاد سے عامر بن فہیرہ نے چمڑے کے ایک ٹکڑے پر فرمان امن لکھدیا۔ سراقہ واپس گیا۔ اور راستے میں جس قدر پتہ لگانے والے ملتے گئے۔ ان کو بھی پھیر لایا ؛

معافی کی درخواست

عرب کے ایک سردار بریدہ اسلمی کو بھی قریش کے مشتہر انعام کی حرص دامنگیر ہوئی۔ ستر مسلح آدمی ساتھ لیکر آپ کی تلاش میں نکلا۔ اور آپ کو مدینے پہونچنے سے پہلے جا ملا۔ مگر جونہی بریدہ کی آنکھوں نے اس جمال

بریدہ اسلمی

Marfat.com

جہاں آرا کا دیدار کیا۔ اور کانوں نے چند کلمات روح افزا سنے تو عقیدت و اطاعت کی گردن جھک گئی۔ اور اپنے ستر آدمیوں سمیت بصدق دل داخل اسلام ہوا۔ اپنی پگڑی سر سے اتاری اور نیزہ پر باندھی جسکا سفید پھریرا ہوا میں لہراتا اور بشارت دیتا تھا کہ امن کا تاجدار عدل و انصاف کا شہریار صلح کا بانی خلق خدا کا حامی تشریف لا رہے ہیں۔

اہل مدینہ کا انتظار

تشریف آوری کی خبر مدینے میں پہلے پہونچ چکی تھی۔ تمام شہر ہمہ تن انتظار تھا معصوم بچے فخر اور جوش میں کہتے تھے۔ کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم آرہے ہیں۔ لوگ ہر روز تڑکے سے نکل نکل کر شہر کے باہر جمع ہوتے اور دوپہر تک انتظار کر کے حسرت کے ساتھ واپس چلے آتے۔ ایک دن انتظار کر کے واپس جا چکے تھے کہ ایک یہودی نے قلعہ سے دیکھا اور قرائن سے پہچان کر پکارا۔ کہ اے اہل یثرب تم جس کا انتظار کرتے تھے۔ وہ آگیا۔ تمام شہر تکبیر کی آواز سے گونج اٹھا۔ انصار ہتھیار سجا سجا کر بے تابانہ گھروں سے نکل آئے

قبا

مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلے پر جو بالائی آبادی ہے۔ اس کو عالیہ اور قبا کہتے ہیں۔ یہاں انصار کے بہت سے خاندان آباد تھے۔ ۸ ربیع الاول سنہ ۱ ہجری کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہمراہیوں سمیت پہلے یہاں پہنچے۔ تمام انصار شمع رسالت کے گرد پروانہ وار جمع ہوگئے بعض لوگوں کو جنہیں اب پہلی مرتبہ حضور کے دیدار کا موقع ملا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے یار غار ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شناخت میں اشتباہ ہوتا تھا۔ حضرت صدیق اس وقت کو محسوس کر کے کھڑے ہوگئے۔ اور آپ پر سایہ کئے ہوئے کھڑے رہے۔ جس سے اپنی خادمانہ حیثیت کا اظہار مقصود تھا

حضرت علی کی آمد

حضرت علی کرم اللہ وجہہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روانگی سے تین دن بعد مکے سے چلے تھے وہ بھی قبا میں آن ملے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبا میں چودہ روز قیام فرمایا۔ یہاں آپ کا پہلا کام مسجد کی تعمیر تھی۔ خود دست مبارک سے اس مسجد کی بنیاد رکھی۔ جس کی شان میں اللہ جل شانہ فرماتا ہے

مسجد قبا کی تعمیر

لَمَسْجِدٌ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ أَنْ تَقُومَ فِيهِ ۚ فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا ۚ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ ۝ وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے ہی دن پرہیزگاری پر رکھی ہے۔ وہ اس بات کی زیادہ مستحق ہے کہ تم اس میں کھڑے ہو۔ اس میں ایسے لوگ ہیں۔ جن کو صفائی بہت پسند ہے۔ اور خداوند تعالیٰ صاف رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے (سورہ توبہ)

مسجد کی تعمیر میں مزدوروں کے ساتھ آپ خود بھی کام کرتے تھے۔ بھاری بھاری پتھر اٹھاتے

Marfat.com

وقت جسم مبارک خم ہو جاتا۔ عقیدتمند آتے اور عرض کرتے۔ ہمارے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ چھوڑ دیں ہم اٹھا لیں گے۔ آپ ان کی درخواست قبول فرماتے۔ لیکن پھر اسی وزن کا دوسرا پتھر اٹھا لیتے ؏

چوں ماہِ نو ہماں بتواضع دوتا شوم

گر منّتِ سپہر بوسہ زند بر رکاب من

مسجد قبا کی فضیلت

حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ جو شخص کامل وضو کے ساتھ مسجد قبا میں نماز پڑھے۔ اس کو عمرہ کا ثواب ملتا ہے۔ یہ وہ مسجد ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے اپنے ایام خلافت میں بڑے فخر کے ساتھ اس میں جھاڑو دی تھی۔ اور فرمایا تھا کہ اگر یہ مسجد دنیا کے انتہائی کنارے پر ہوتی۔ تو بھی میں اس کی زیارت کئے بدوں نہ رہتا ؛

جمعہ کی نماز

۱۲۔ ربیع الاول کو جمعہ کے روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم قبا سے سوار ہو کر روانہ ہوئے۔ بنی سالم کے گھروں تک پہونچتے پہونچتے جمعہ کی نماز کا وقت ہو گیا۔ یہاں آپ نے سنّو آدمیوں کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھی۔ اور ایک بلیغ خطبہ دیا۔ یہ آپ کی پہلی نماز جمعہ اور خطبہ جمعہ تھا ؛

جمعہ سے فارغ ہو کر آپ یثرب کی جنوبی جانب سے شہر میں داخل ہوئے۔ اب شہر یثرب کا نام مدینۃ النبی قرار پایا۔ جو مخفف ہو کر آج مدینہ مشہور ہے ؛

مدینہ میں داخلہ

داخلہ عجیب شان کا تھا گلی کوچے تحمید و تقدیس کے کلمات سے گونج رہے تھے۔ مرد عورت۔ بچے بوڑھے نور خدا کا جلوہ دیکھنے کے لئے سراپا چشم بن گئے تھے۔ جوش کا یہ عالم تھا کہ پردہ نشین خاتونیں چھتوں پر نکل آئیں اور گانے لگیں ؛

اَشرَقَ البَدرُ عَلَینا	چاند نے ہم پر طلوع کیا
مِن ثَنِیّاتِ الوِدَاع	کوہ وداع کی گھاٹیوں سے
وَجَبَ الشُّکرُ عَلَینا	ہم پر خدا کا شکر واجب ہے
مَا دَعیٰ لِلّٰہِ دَاع	جب تک دعا مانگنے والے دعا مانگیں
اَیُّھَا المَبعُوثُ فِینا	اے ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
جِئتَ بِالاَمرِ المُطَاع	آپ وہ شریعت لائے ہیں جو واجب القبول ہے۔

Marfat.com

آپ کے ننہالی خاندان بنی نجار کی معصوم لڑکیاں دف بجا بجا کر یہ ترانہ گاتی تھیں ؎

نَحْنُ جَوَارٍ مِّنْ بَنِی النَّجَّارِ — ہم خاندان نجار کی لڑکیاں ہیں

فَیَا حَبَّذَا مُحَمَّدًا مِّنْ جَارٍ — محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے اچھے ہمسایہ ہیں۔

آپ نے ان لڑکیوں کی طرف خطاب کر کے فرمایا۔ کیا تم مجھ کو چاہتی ہو۔ وہ بولیں ہاں۔ فرمایا میں بھی۔ انصار میں سے ہر شخص آرزومند تھا۔ کہ آپ کی میزبانی کا شرف مجھے ملے۔ اور آگے بڑھ بڑھ عرض کرتا تھا حضور یہاں شرف نزول بخشیں۔ آپ نے اونٹنی کی مہار ڈھیلی چھوڑ کر فرمایا۔ جہاں اونٹنی از خود بیٹھ جائیگی وہی ہماری قیام گاہ ہوگی۔ آخر جہاں اب مسجد نبوی ہے۔ وہاں اونٹنی یکدم جا بیٹھی۔ پاس حضرت ابو ایوب انصاری کا گھر تھا۔ یہ دولت انہی کے حصے میں آئی۔ جو اس وقت اپنے بخت بلند پر پھولے

؎ وہ آئیں گھر میں ہمارے خدا کی قدرت ہے ۔ کبھی ہم ان کو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں

انصار کچھ زیادہ مالدار نہیں تھے۔ مگر دل کے ایسے غنی اور اسلام کے ایسے فدائی تھے کہ جسقدر مسلمان مہاجرین اپنے گھر بار سے دست بردار ہو کر تہیدست اور بھوکے پیاسے مدینے پہنچے۔ فوراً سب کے لئے مکان، اسباب معیشت اور سامان خوراک کا انتظام کیا۔ اور انہیں اپنے گھر زمین اور مال مویشی میں سے حصہ دیکر اسطرح مطمئن اور فارغ البال بنا دیا گویا مدینہ ہی ان کا مولد و مسکن تھا۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین

ماہ ربیع الاول کے تیسرے جمعہ کا وعظ

تنظیم ملت و تاسیس شریعت وغیرہ مدنی زندگی کے احوال

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ یَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَیُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ وَیُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَیَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِیْ كَانَتْ عَلَیْهِمْ ؕ فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

وہ لوگ جو (ہمارے) رسول نبی اُمّی (محمدؐ) کی پیروی کرتے ہیں۔ جن (کی بشارت) کو اپنے ہاں تورات

اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ وہ ان کو اچھے کام کرنے) کو کہتے اور بُرے کام سے ان کو منع کرتے ہیں۔ اور پاک چیزوں کو ان کیلئے حلال اور ناپاک چیزوں کو ان پر حرام کرتے ہیں۔ اور (احکام سخت کے) بوجھ جو ان لوگوں (کے سروں) پر (لدے ہوئے) تھے۔ اور پھندے جو ان پر (پڑے ہوئے) تھے (ان اسباب کو) ان پر سے دور کرتے ہیں۔ تو جو لوگ ان (پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لائے۔ اور ان کی حمایت کی۔ اور ان کو مدد دی۔ اور جو نور (ہدائیت یعنی قرآن) ان کے ساتھ بھیجا گیا ہے اس کے پیچھے ہو لئے۔ یہی لوگ کامیاب ہیں۔ (سورہ اعراف ۱۹ع)

خلاصۂ مطلب

ان آیات میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ:۔

تبلیغ، اشاعت اور تصدیق

۱۔ بہت سے لوگ توریت و انجیل وغیرہ کتب سماویہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت پڑھ کر آپ پر ایمان لائے۔ اور یہ آپ کی نبوت پر اہل عالم کی طرف سے مہر تصدیق تھی ؛

بنیاد شریعت

۲۔ آپ نے لوگوں کو نیک کام کی ہدائیت اور برے کام سے منع کیا۔ پاک چیزوں کو حلال اور ناپاک اشیاء کو حرام قرار دیا۔ ان کی سابقہ مذہبی مشکلات رفع کیں یہ شریعت محمدیہ کی بنیاد کی طرف اشارہ ہے

اسلامی قومیت

۳۔ آپ کے معتقدین و متبعین کی جماعت نے آپ کی تائید و اعانت کی۔ قرآنی تعلیمات کو اپنا دینی و دنیوی دستور العمل بنایا۔ جس کی رہنمائی سے وہ صراط مستقیم پر گامزن ہوئے۔ اور منزل نجات پر پہنچ گئے۔ ان سے وہ لوگ مراد ہیں جن سے امت محمدیہ کی شیرازہ بندی شروع ہوئی۔ اور اسلامی قومیت کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ ؛

یہ آیات اگرچہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئیں۔ مگر جن احوال کو وہ پیش کر رہی ہیں۔ ان کا ظہور بوجہ کمال مدینہ منورہ میں ہوا ؛

تکمیل دین

مدینے ہی میں شریعت محمدیہ کے مسائل و احکام کا دفتر مکمل ہوا ؛ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ؕ آج میں نے کامل کیا تمہارے لئے دین تمہارا اور پوری کر دی میں نے اپنی نعمت اور پسند کیا میں نے تمہارے لئے دین اسلام

قبول اسلام عام ہونا

مدینے ہی میں عرب کے اطراف و جوانب سے طالبان حق کی جماعتیں بکثرت آئیں اور داخل اسلام ہوئیں۔ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۙ وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۙ جب آئی اللہ کی مدد اور فتح اور تم دیکھتے ہو لوگوں کو داخل ہوتے ہیں اللہ کے دین میں جوق جوق ؛

Marfat.com

مدینے ہی میں مختلف مذاہب والے دیاں اور مختلف ممالک سے اقوام کے لوگوں کو ایک مخصوص قومیت کے سانچے میں ڈھال کر خیر الامم کے خطاب اور پیشوائے اقوام کے امتیاز سے ممتاز کیا گیا ۔ کُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ تم سب سے اچھی قوم ہو ۔ جو لوگوں کیلئے پیدا کیگئی ضرور تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو ۔ اور برے کاموں سے روکتے

آج کی صحبت میں ہم غزوات کے علاوہ ان دیگر اہم واقعات کا ذکر کریں گے ۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گیارہ سال تک کی مدنی زندگی کے اندر ظہور میں آئے ۔ اور جن میں سے ایک ایک واقعہ مسلمانوں کیلئے ارشاد و ہدایت کا دفتر ہے ؎

گوش تو گراں خواب پذیرائے خبر نیست
ورنہ در و دیوار ز صاحب خبر انند

مدینے کے قیام میں سب سے پہلا کارنامہ اس خانہ خدا کی تعمیر تھی جو مسجد نبوی کے نام سے مشہور ہوا ۔ اور آج اپنے ایک کونے میں سبز گنبد کی بدولت دنیائے اسلام کی زیارت گاہ ہے جس مقام پر آپ کا قیام تھا ۔ اس کے پاس بنی نجار کی ایک غیر آباد زمین تھی ۔ آپ نے ان لوگوں سے یہ جگہ خریدنی چاہی ۔ انہوں نے عرض کیا ۔ ہم رضامند ہیں ۔ مگر اس کی قیمت آپ سے نہیں بلکہ خدا سے لیں گے ۔ دراصل وہ زمین دو یتیم بچوں کی تھی ۔ آپ نے ان کو بلا بھیجا ۔ ان کم عمر ارادت مندوں نے بھی اپنی کائنات بلا قیمت نذر کرنی چاہی ۔ مگر آپ نے اس طرح اس کا لینا پسند نہ فرمایا ۔ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اس کی قیمت دلادی ۔

آہ ! عاشقان رسول میں ابوبکر رضی اللہ عنہ وہ بزرگ تھے ۔ جن کا مال ہر وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر نثار ہوتا رہتا تھا ۔ محبت کی محویت نے ان کو اپنے تمام ذاتی مقاصد حتیٰ کہ اپنی جان تک سے بے پرواہ کر دیا تھا ؎

از غم خویش چناں شیفتہ کردی بازم
کز خیال تو بخود باز نمے پردازم

مسجد کی تعمیر شروع ہوئی ۔ تو شہنشاہ دو عالم بھی مزدوروں کے لباس میں تھا صحابہ پتھر اٹھا کر لاتے اور یہ رجز پڑھتے جاتے تھے ۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کیساتھ آواز ملاتے اور فرماتے

خیر الامم

گیارہ سال تک مدنی زندگی کے حالات

مسجد نبوی

شہنشاہ دو عالم مزدوروں کے لباس میں

اللّٰھم لاخیر الا خیر الاٰخرۃ فاغفر الانصار والمھاجرہ	الٰہی کامیابی صرف آخرت کی کامیابی ہے۔ پس مہاجرین اور انصار کو بخش دے

یہ مسجد اسلامی سادگی کا نمونہ اور ہر قسم کے تکلفات سے پاک تھی۔ کچی اینٹوں کی تین گز اونچی دیواریں۔ کھجور کے تنوں کے ستون اور ان پر کھجور کے پتوں کا چھپر۔ مینہ برستا۔ تو پانی ٹپکتا۔ اور فرش پر کیچڑ ہو جاتی۔ مؤمنین نماز پڑھتے۔ تو اسی کیچڑ پر بارگاہ حق میں روئے نیاز رکھتے ؛

سادگی کا اثر

اس سال کے واقعات میں سے عبداللہ ابن سلام کے اسلام لانے کا واقعہ بڑا سبق آموز ہے۔ یہ بزرگ یہود کے ایک نامور عالم اور ان کے مقتدائے خاص تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شہرہ سن کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جمال مبارک پر نظر پڑتے ہی دل نے گواہی دی ھٰذا الوجہ لیس بوجہ کذاب اس چہرہ مبارک کا آدمی جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ پھر جب انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وعظ میں یہ کلمات سُن لئے۔

عبداللہ بن سلام کا اسلام لانا

یٰایُّھَا النَّاسُ اَفْشُوا السَّلَامَ ط وَ اَطْعِمُوا الطَّعَامَ ط وَصِلُوا الْاَرْحَامَ ط وَصَلُّوْا بِاللَّیْلِ وَالنَّاسُ نِیَامٌ ط	لوگو! سب کو سلام کیا کرو۔ مساکین کو کھانا کھلایا کرو۔ اہل قرابت سے سلوک کیا کرو۔ رات کو نماز پڑھا کرو۔ جب کہ لوگ سو رہے ہوں ؛

تو یہ پُر اثر کلمات ان کے دل میں اُتر گئے۔ دل نور ایمان سے منور ہو گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات پر غور کیا۔ پہلے نبیوں کی کتابوں میں نبی آخر الزمان کے متعلق جو بشارتیں آئی ہیں۔ انکا مطالعہ کیا۔ اور سوچا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کہاں تک صادق آتی ہیں۔ خود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر بعض ایسے مسائل پوچھے۔ جن کا جواب نبی ہی دے سکتا ہے۔ اور جواب باصواب پایا۔ ان ساری باتوں سے ان کی تسلی ہوئی۔ صدق دل سے مسلمان ہو گئے۔ مگر ایک جوانمردی یہ کی۔ کہ صرف اپنے ہی اسلام لانے پر اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ ایک تدبیر سے ساری قوم یہود پر اتمام حجت بھی کر دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلو! میری قوم کے لوگوں سے دریافت کر لیا جائے۔ کہ میرے بارے میں ان کی کیا رائے ہے۔ اور عبداللہ بن سلام خود حجرے کے اندر چھپ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اکابر یہود کو

Marfat.com

طلب فرما کر پوچھا۔ عبداللہ بن سلام تمہاری قوم میں کیسے آدمی ہیں؟ سب نے کہا۔ وہ ایک عالم فاضل اور نہایت شریف اور شرفا کی اولاد ہیں ؛

یہود کا اتنا کہنا تھا۔ کہ عبداللہ بن سلام نے حجرے سے باہر نکل کر اپنی قوم سے کہا۔ بھائیو میرے متعلق تمہاری جو رائے ہے۔ وہ تم نے ظاہر کر دی۔ اگر تم مجھ کو اچھا آدمی سمجھتے ہو۔ اور مجھ پر اعتماد کرتے ہو۔ تو آؤ اس نبی برحق صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ۔ میں تو ایمان لا چکا ہوں اتنا سُن کر وہ آگ بگولا ہو گئے۔ اور بولے۔ نہیں تو جاہل ہے۔ رذیل ہے۔ اور رذیلوں کی اولاد ہے۔ آہ ے

تہیدستانِ قسمت را چہ سُود از رہبر کامل
کہ خضر از آبِ حیواں تشنہ مے آرد سکندر را

رکعات نماز میں اضافہ

اسی سال ظہر۔ عصر اور عشا کی نمازوں میں دو دو کی بجائے چار چار رکعت پڑھنے کا حکم ہوا۔ اور دو دو رکعت صرف سفر کے لئے باقی رہی۔ اس سے پہلے ہر حالت میں صرف دو رکعت نماز پڑھی جاتی تھی ؛

نماز کے فضائل

نماز اسلام کا وہ رکن ہے۔ جس کا حکم سب سے پہلے نازل ہوا۔ اور جو سب سے پہلے عمل میں آیا۔ اور جو مسلمان پر سب سے پہلے فرض ہوتا ہے۔ سات برس کے بچے کو اس کا سکھانا لازم ہے۔ اور دس برس کا بچہ اگر غفلت کرے۔ تو اس کو گوشمالی کا حکم ہے۔ نماز کی فرضیت صحت و بیماری خوشی و غم۔ سفر و حضر۔ خوف و خطر اور امن و جنگ غرض کسی حالت میں ساقط نہیں ہوتی۔ نماز کی برکات و عجائبات حصر و شمار سے باہر ہیں۔ نماز وہ چیز ہے۔ کہ خاکی نژاد انسان میں فرشتوں کی سی نورانیت پیدا کر دیتی ہے۔ عبادت الٰہی میں استقلال۔ پابندی اوقات۔ جسم و جامہ کی پاکیزگی۔ عقل و قوٰی کی تادیب و تہذیب۔ خواب و بیداری کی باقاعدگی۔ شہوانی و نفسانی خیالات کا ضبط دینی بھائیوں کے ساتھ اتفاق و ربط۔ برتری و فوقیت کے غرور کا ازالہ۔ مساوات کی تعلیم اور سب سے بڑھ کر یہ کہ تمام روحانی و اخلاقی امراض کا علاج شافی اس کے عام ثمرات ہیں

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ؛

اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ	نماز ناپاک کاموں اور ناپسند باتوں

Marfat.com

وَالْمُنْكَرِ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ط | روکتی ہے۔ اور خدا کی یاد میں تو ان باتوں سے بھی بڑے فوائد ہیں۔

عقد مواخات

مہاجرین وہ لوگ تھے۔ جن کا جتھا اسلام کا ایک زبردست بازو تھا۔ اور انہی لوگوں کے عزم صادق اور سرفروشانہ کوششوں سے اسلام دنیا کے اس سرے سے اس سرے تک پھیل جانے والا تھا مگر اس وقت وہ اپنی بیوطنی۔ بے سامانی اور افلاس کی وجہ سے خستہ حال تھے۔ ان کو تقویت دینا اسلام کی تقویت تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود اس قسم کی ضرورتوں کو محسوس اور ان کے ذرائع اور وسائل مہیا کرنے کی تدابیر فرما رہے تھے۔ چنانچہ مہاجرین کے اطمینان کی جو تدبیر آپ نے فرمائی۔ وہ تاریخ اسلام کے نمایاں واقعات سے ہے۔ آپ نے مناسب سمجھا کہ انصار اور مہاجرین میں اخوت۔ (بھائی چارہ) کا رشتہ قائم کر دیا جائے۔ جب مسجد کی تعمیر ختم ہوئی۔ تو آپ نے انصار کو طلب فرمایا۔ اور ارشاد کیا۔ کہ مہاجرین تمہارے بھائی ہیں۔ پھر مہاجرین اور انصار میں سے دو دو شخصوں کو بلا کر فرماتے گئے۔ کہ یہ اور تم دونوں بھائی بھائی ہو۔ زبان مبارک سے یہ ارشاد ہوا تو یہاں تعمیل میں کیا دیر تھی وہ لوگ آپ کے ہر حکم کا اتباع اپنا مقصد زندگی قرار دے چکے تھے۔ ع

سر بر ندارم از خطِ فرمانت چوں قلم\
گر بند بندِ من کنی از یک دگر جدا

چنانچہ اب وہ درحقیقت بھائی بھائی تھے۔ انصار نے مہاجرین کو ساتھ لے جا کر گھر میں ایک ایک چیز کا جائزہ دے دیا۔ کہ آدھا آپ کا اور آدھا ہمارا ہے۔ سعد ابن الربیع جو عبدالرحمن بن عوف کے بھائی قرار پائے تھے۔ ان کی دو بیویاں تھیں۔ عبدالرحمن سے کہا کہ ایک بیوی کو میں طلاق دے دیتا ہوں۔ آپ اس سے نکاح کر لیجئے۔ لیکن انہوں نے شکریہ کے ساتھ اس سے انکار کر دیا۔

اس رشتہ اخوت کا نام سیرۃ کی کتابوں میں "مواخاۃ" لکھا ہے۔ مواخاۃ کے تعلق نے مہاجرین اور انصار میں اس قدر گہرا اتحاد پیدا کر دیا۔ کہ وراثت میں بھی اس کا اثر تسلیم کیا گیا۔ کوئی انصاری وفات پاتا۔ تو اس کی جائداد اور مال مہاجر بھائی کو ورثہ میں ملتا۔ بلکہ کبھی بھائی بند بھی محروم رہ جاتے مگر مہاجر کو حصہ ضرور ملتا (کذا فی صحیح بخاری تفسیر آیہ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ)

ہجرت کے دوسرے سال ہی اذان کا طریقہ جاری ہوا۔ جس کا ذکر قبل کسی سابقہ وعظ میں ہو چکا ہے۔

Marfat.com

روزوں کی فرضیت

اسی سال یعنے ۲ھ ہجری میں ماہ رمضان کے روزے فرض ہوئے۔ جو اسلام کا چوتھا رکن ہے اور جن میں انسان کے لئے بیشمار روحانی۔ جسمانی۔ اخلاقی اور معاشرتی حکمتیں مرکوز ہیں؛ حفظ صحت۔ صفائی قلب۔ روشنی دماغ۔ عادت صبر۔ قوت ملکیہ کی تقویت۔ قوت بہیمیہ کی سرکوبی غربا کی حالت کا احساس۔ گوناگون نعمتوں کے مزے لینے والوں اور نان شبینہ تک کو ترسنے والوں میں مساوات وغیرہ وغیرہ اس کے خاص ثمرات ہیں ؎

نکہت روزہ زلب روزہ دار — بہ بود از نافۂ مشک تتار
معدہ معد کردہ پئے نان و آب — کے شود از قوت روان بہرہ یاب
باطنت از نفس ہوا ممتلی — چوں رسدت لذت الصوم لی
ہر چہ بداں شرع اشارت وراست — از ہمہ حرف انا اجزی بہ است

حضرت سلمان فارسی کا اسلام لانا

اس سال حضرت سلمان فارسی اسلام لائے۔ یہ ملک ایران کے باشندے تھے۔ ان کے مذہب میں ابلق گھوڑے کی پرستش ہوتی تھی۔ اپنے مذہب کی بیہودگی محسوس کرکے دین حق کی تلاش میں گھر سے نکلے۔ اہل کتاب سے نبی آخر الزمان کی بعثت کا وقت قریب سن کر آپ کے نادیدہ عاشق ہو گئے۔ اور آپ کی امید انتظار اور شوق دیدار میں جہاں گردی شروع کردی ؎

دو اسپہ پئے آں نظر میدواتم از چپ و راست
بجست وجوئے نگارے کہ نور دیدۂ ماست

اس اثناء میں کئی جگہ پکڑے گئے۔ بیگار میں دھر لئے گئے۔ آخر غلام بنا کر بیچ ڈالے گئے۔ طوق غلامی گلے میں پڑ گیا۔ خدمت کا بار سہنا پڑا۔ طرح طرح کی مشقتیں اٹھائیں۔ مگر دل میں جو لو لگی ہوئی تھی۔ وہ جوں کی توں تھی۔ امید و رجا میں عمر دو سو سال سے متجاوز ہو گئی۔ نیم زدہ جان اسی توقع پر جیتی تھی کہ وہ جمال جہاں آرا نظر آجائے ؎

دوست را گر سر پرسیدن بیمار غم است — گو بیا خوش کہ ہنوزش نفسے مے آید

آخر دو سو ستائیس سال کی عمر میں یہ امید بر آئی۔ دربار نبوت میں رسائی ہوئی۔ محبان خاص میں جگہ پائی

جمہوریت

اسلام کا ایک نمایاں وصف جمہوریت اور وحدت عمل ہے۔ یعنے تمام مسلمان یکساں اور یکجہت نظر آئیں۔ چنانچہ دین اسلام کا رکن اعظم نماز ہے۔ جو دن رات میں پانچ بار پڑھی جاتی ہے۔ اور

Marfat.com

اس کی اصلی صورت یہ ہے۔ کہ دن میں پانچ بار دنیا کی کروڑوں ہستیاں مٹ کر ایک ہستی کا قالب اختیار کر لیتی ہیں۔ اس طرح کہ دنیا بھر میں ایک معین وقت پر جابجا جماعتیں کھڑی ہوتی ہیں۔ ہر جماعت اپنے ایک امام کے اشارے پر حرکت کرتی ہے۔ اور ان ہزاروں لاکھوں جماعتوں کا مرکز توجہ (قبلہ) صرف ایک ہوتا ہے۔ اور اس شعار کا اثر اس قدر وسیع قرار پایا۔ کہ اس مرکز توجہ (قبلہ کے ساتھ اپنے آپ کو منسوب کرنا ہی کفر کے دائرے سے نکل آنا ہے۔ اب صرف یہ بحث باقی تھی۔ کہ قبلہ کس سمت کو قرار دیا جائے :

قریش بلکہ سارا عرب کعبہ کو اپنا قبلہ مانتا تھا۔ اور حقیقت میں دنیا بھر کا قبلہ ہے بھی وہی۔ صرف کعبہ ہی وہ عبادت گاہ ہے۔ جو تمام عالم کی عبادت گاہوں سے قدیم۔ سب سے زیادہ مظہر تجلیات اور مہبط انوار ہے۔ اور تمام انبیاء و مرسلین کے نزدیک مقدس و محترم رہا ہے۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آغاز نبوت سے اپنا قبلہ کعبہ کی بجائے بیت المقدس کو بنایا :

سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا جی تو یہی چاہتا تھا۔ کہ اس کا قبلہ سید الاماکن (کعبہ) ہی رہے اور ملت ابراہیمی کی تجدید کرنے والے رسول (علیہ السلام) کی یہی آرزو تھی۔ کہ ان کے جد اعلیٰ حضرت ابراہیم کا بنایا ہوا مقدس گھر ہی ان کا قبلہ ہو۔ مگر اس تبدیلی میں خاص امتحان الٰہی مضمر تھا :

آخر آپ کی آرزو پوری ہوئی۔ اور ہجرت کے بعد سولہ ماہ تک بیت المقدس کو قبلہ بنائے رکھنے کے بعد پھر آپ کو کعبہ کی طرف رخ کرنے کا حکم مل گیا۔ پہلی تبدیلی میں کیا امتحان الٰہی تھا؟ اس کے متعلق اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :

وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا إِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَتَّبِعُ الرَّسُولَ مِمَّنْ يَنْقَلِبُ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ ط	اور ہم نے وہ قبلہ جس پر تم (سولہ ماہ تک) قائم رہے محض اسلئے مقرر کر دیا تھا۔ کہ ہمیں معلوم ہو جائے کہ کون رسول کا تابع ہے کون اتباع سے پھر جانے والا ہے :

امتحان کی بنیاد یہ تھی۔ کہ قریش حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنے جد امجد ہونے کی وجہ سے قابل تعظیم شعائر اللہ کو قدیم سے قابل عزت اور ملت ابراہیمی کو اپنا قدیمی شعار سمجھتے تھے۔ دیکھنا یہ تھا۔ کہ آیا وہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع محض اس حد تک کرنیوالے

تحویل قبلہ

امتحان

ہیں۔ جہاں تک آپ ان کے ہم خیال۔ ان کے قدیمی شعار کے مصدق اور ملت ابراہیمی میں ان کے ساتھ شریک ہیں۔ یا آپ کو خدا کا سچا مرسل سمجھ کر آپ کے ہر ارشاد کی تعمیل کیلئے آمادہ ہیں۔ اگرچہ وہ ان کے مراسم قدیمہ کے خلاف ہی ہو۔ اسی آزمائش کے لئے حکم ہوا کہ کعبہ کی بجائے بیت المقدس کیطرف رُخ کر کے نماز پڑھا کریں۔ اللہ اکبر کس قدر کڑا امتحان تھا۔ کہ کعبہ جو تمام قوم عرب کی جان تھا۔ اس سے منہ پھیر لینے کا حکم دیا گیا۔ مگر ان لوگوں کے لئے کیا مشکل تھا۔ جو حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اتباع کو اپنا قبلہ جان بنا چکے تھے۔

وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ ؕ

اگرچہ خانہ خدا سے رخ پھیرنے کا حکم نہایت شاق تھا مگر ان لوگوں پر نہیں جن کو اللہ نے ہدایت دی۔

چنانچہ اس امتحان سے دودھ کا دودھ پانی کا پانی الگ نظر آ گیا کہ کچے مسلمان میں یہ بناوٹ۔ امتحان ہو چکنے کے بعد اب حقیقی قبلہ کو پھر قبلہ بن جانا چاہیئے تھا۔ نیز آپ کو جو ایک خاص رابطہ قلبی کعبہ کے ساتھ تھا اس کی وجہ سے آپ اس عارضی تحویل کی میعاد پوری ہونے کے انتظار میں رو بفلک رہتے تھے تو اللہ تعالیٰ کیطرف سے ارشاد ہوا۔

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِى السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا ۪ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ

ہم تیرا آسمان کیطرف منہ اٹھا اٹھا کر دیکھنا ملاحظہ کر رہے ہیں۔ لہذا ہم تمہیں اس قبلے کی طرف رخ کرنے کا حکم دے دیتے ہیں جو تمہیں محبوب ہے لو اب مسجد حرام کی طرف رخ کیا کرو۔

تحویل اول سے کچے اور پکے مسلمانوں کا امتحان ہو گیا اور تحویل ثانی سے کعبہ پھر دوبارہ ہمیشہ کیلئے دین حق کا قبلہ قرار پایا (کذا قال شیخ التفسیر و استاذنا مولانا احمد علی سلمہ اللہ تعالےٰ امیر جماعت خدام الدین لاہور)

سنہ ۲ ہجری میں زکوٰۃ فرض ہوئی۔ دنیا میں امن قائم رہنے کیلئے یہ امر ضروری ہے کہ لوگوں میں دولت اور محتاجی کے لحاظ سے ایک خاص تناسب قائم رہے۔ لیکن آج تک کسی حکیم کسی فرمانروا اور کسی مدبر نے اسلام سے بہتر اس عقدے کو حل نہیں کیا۔ روس کی بدنام قوم بالشویک نے اس مسئلے کو ایسے بھیانک طریق سے حل کرنے کا ادعا کیا ہے۔ جو انصاف کے لباس میں ظلم شدید کی صورت رکھتا ہے یعنے وہ کہتے ہیں کہ دولت۔ ثروت۔ املاک۔ جائداد۔ سامان معیشت پر شخصی ملکیت قائم نہیں ہو سکتی۔ تمام املاک و امتیازات کو ان کے مالکوں سے چھین کر غیر مالکوں میں برابر تقسیم کر دیا جائے۔

تحویل قبلہ امتحان

زکوٰۃ کی فرضیت

Marfat.com

لیکن اسلام کے قوانین ایسی بھونڈی منطق سے پاک ہیں۔ وہ ہر قوم کو دنیا کی سب سے اچھی متمدن۔ نہائیت مہذب اور پوری حق شناس قوم بنانے والے ضوابط پیش کرتا ہے۔ اس مسئلے کو بھی اس نے ایک بہترین صورت میں طے کیا ہے۔ جس کا نام فرضیت زکوٰۃ ہے ؛

فرضیت زکوٰۃ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمدلی اور شفقت پہلے ہی غربا و مساکین پر سایہ افگن رہتی تھی اور آپ کے اتباع میں تمام صحابہ کا بھی یتیموں اور محتاجوں کی دستگیری کرنا خاص شعار تھا۔ تاہم یہ باتیں اب تک محض اپنے ارادہ و اختیار پر موقوف تھیں۔ کوئی ایسا قاعدہ مقرر نہ تھا جس کی رو سے بطور پابندی ضابطہ ہر شخص ادائے خیرات پر مجبور ہوتا۔ اللہ تعالٰی کے حکم سے زکات کی فرضیت کیساتھ یہ کمی پوری ہو گئی۔ جو کلمہ توحید اور نماز کے بعد اسلام کا تیسرا رکن قرار پائی۔ زکوٰۃ کی تہ میں بھی جو اخلاقی مصالح اور تمدنی مقاصد پنہاں ہیں۔ غور کرنے سے بخوبی سمجھ میں آسکتے ہیں ؎

حب دولت را فنا ساز د زکوٰۃ ۔۔۔ ہم مساوات آشنا ساز د زکوٰۃ
دل ز حَتّٰی تُنْفِقُوْا محکم کند ۔۔۔ زر فزاید الفتِ زر کم کند

حرمت شراب

سنہ ۴ ہجری کی ایک بڑی برکت یہ ہے۔ کہ ام الخبائث یعنے شراب کی حرمت کا اعلان کیا گیا۔ عرب کو شراب سے بڑھکر کوئی شے محبوب نہ تھی۔ تمام ملک اس مرض میں مبتلا تھا۔ مدینہ میں شراب خوری کا رواج اور بھی زیادہ تھا۔ بڑے بڑے شرفا علانیہ شراب پیتے۔ ابھی تک اس کے متعلق کوئی صریح ممانعت کا حکم نازل نہیں ہوا تھا۔ تاہم اسلامی تعلیم میں جو پاکیزگی۔ نیکدلی اور ترک لغویات جزو غالب ہے۔ اس کے اثر سے اکثر نیک طبع لوگ خود بخود شراب سے نفرت کرنے لگے تھے۔ حضرت عمرؓ نے دعا کی ؛

اَللّٰھُمَّ بَیِّنْ لَنَا فِی الْخَمْرِ بَیَانًا شَافِیًا ۔۔۔ الٰہی شراب کے بارے میں ہمارے لئے شافی بیان کردے

آخر کئی تدریجی حکموں کے بعد اس آیت میں اس کی قطعی حرمت کا حکم نازل ہوا۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْہُ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ؛ (مائدہ)

اے ایمان والو! شراب۔ جؤا۔ بت اور تمہارے تیر ناپاک ہیں۔ اور شیطان کے کام ہیں۔ پس اس سے بچو۔ تاکہ تم کو فلاح حاصل ہو ؛

اسلامی تعلیم کا اثر اور حلقہ بگوشان اسلام کی کمال اطاعت دیکھو۔ کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان

Marfat.com

ہے - کہ کچھ لوگ ابو طلحہ کے گھر میں بیٹھے تھے میں انہیں شراب پلا رہا تھا - اتنے میں منادی ہونے لگی کہ شراب حرام ہوگئی - ابو طلحہ نے سنتے ہی کہدیا کہ جتنی شراب باقی ہے باہر پھینک دو - اس روز مدینے کے گلی کوچوں میں شراب بہنکلی

دشمنان اسلام کی بے ہودگی

جو لوگ اسلام کو اپنی صداقت کے زور سے اطراف عالم میں پھیلتا دیکھ کر جلتے ہیں - وہ اس کو بدنام کرنے کیلئے کہا کرتے ہیں - اس دین کی کثرت کیوجہ یہ ہے - کہ اس میں بعض شہوانی آسانیاں ہیں - مثلاً کئی کئی بیویاں رکھ لیں - جب سے نفرت ہوئی - اسے طلاق دے کر چھوڑ دیا جس پر جی آگیا جھٹ اس سے نکاح کر لیا - ان کو یہ دیکھ کر ذرا شرمانا چاہئے کہ شراب کو حرام ٹھہرانے والا دین شہوانی خیالات کا کس قدر دشمن ہوگا - اور عیش پسند لوگوں کو اس کے اختیار کرنے میں کس قدر مشکل پیش آتی ہوگی - مگر باایں ہمہ یہ دین پاک اپنے دشمنوں مخالفوں اور حاسدوں کے علیٰ رغم الف دنیا میں پھیلتا ہی گیا - اور پھیل رہا ہے ؎

بد گفتن من شد ہنر حاسد و منکر
صد شکر کہ عیبم ہنر بے ہنراں است

نجد کے سردار ثمامہ کا اسلام لانا

۵ ہجری میں کچھ سوار کسی مہم پر نجد کیطرف روانہ فرمائے - وہ واپسی کے وقت نجد کے سردار ثمامہ ابن اثال کو گرفتار کر لائے - جو ایک دشمن اسلام تھا ؎

ثمامہ تین دن گرفتار رہا - اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں عرض کیا اگر میرے لئے قتل کا حکم صادر کرنے کا ارادہ ہے تو بیشک ایک خونی اس کا مستوجب ہے - اور اگر ایک شکر گذار پر رحم کر کے اس کی جان بخشی کریں تو یہ آپ کے شایانِ شان ہے - اگر مال کی ضرورت ہے تو بتا دیجیئے کہ کس قدر چاہیئے ؎

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ثمامہ کو بلا کسی سزا اور عوض کے چھوڑ دیا جائے - انتہائے کرم اور کمال مروت کا یہ وار کچھ ایسا نہ تھا - کہ اثر کئے بدون رہتا - ثمامہ قید سے نکلتے ہی ایک کھجور کے باغ میں گیا - جو مسجد نبوی کے متصل تھا - وہاں جا کر غسل کیا - پھر مسجد نبوی میں لوٹ آیا اور کلمہ پڑھ کر صدق دل سے مسلمان ہو گیا ثمامہ نے کہا یارسول اللہ قسم ہے خدا کی سارے عالم میں آپ سے زیادہ کسی اور شخص سے مجھے نفرت نہ تھی لیکن اب میرے نزدیک آپ سے زیادہ کوئی محبوب نہیں ہے ؎

تا سرم باشد تمنائے تو اندر سر بود
بادشہ باشم گرم خاک درت افسر بود

واللہ آپ کے شہر سے زیادہ برا میری نظر میں کوئی مقام نہ تھا - لیکن آج دنیا بھر میں یہ مقام میرے نزدیک

زیادہ پسندیدہ ہے ؎

سرمایہ عیشے کہ بآں فخر تواں کرد
خشتے ست کہ از کوئے تو در زیر سر ماست

بجز آپ کے دین سے بڑھ کر مجھے کسی دین سے بغض نہ تھا لیکن آج میں آپ کے دین کو تمام ادیان سے افضل و اعلیٰ سمجھتا ہوں ؎

تا دین تو واکرد بر امت در خیر | بربوئے زمین نیست نشانے از دیر
چوں سایہ ذلیل گشت آں نامہ سیاہ | کز پیروی ت گزشتہ شد تابع غیر

پھر ثمامہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے عمرہ بجا لانے کی غرض سے مکہ گیا۔ ثمامہ کے علاقے سے ہمیشہ گیہوں کی ایک بڑی مقدار مکہ جاتی تھی جب وہ مکہ پہونچا تو اہل مکہ نے طنزاً کہا۔ سنا ہے تم بھی بیدین ہو گئے ثمامہ بولا میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آیا۔ اور اب یاد رکھنا میرے ملک سے ایک دانہ گندم بھی رسول اللہ صلعم کی اجازت کے بغیر تمہارے پاس نہیں آئے گا۔ چنانچہ اس نے اپنے ملک میں پہنچتے ہی مکہ کیطرف جانیوالا اناج بند کر دیا۔ قریش بلبلا اٹھے۔ آخر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے التجا کرنی پڑی۔ آپ نے ازراہ مروت و رحم ثمامہ کو لکھ بھیجا کہ غلہ بدستور مکہ جانے دو۔ اللہ اکبر! پیغمبری خلق سے دوست دشمن سب یکساں مستفید ہوتے ہیں ؎

خبیثے کہ بر کس ترحم نکرد | بہ بخشود بر وے دل نیک مرد
عجب نیست در سیرت بخرداں | کہ نیکی کنند از کرم با بداں

سنہ ۶ھ میں کفار مکہ کیساتھ وہ عہد نامہ ہوا جو صلح حدیبیہ کے نام سے مشہور ہے۔ اس صلح میں آخری شرط مشرکین مکہ کیطرف سے یہ پیش کی گئی تھی۔ کہ اگر قریش میں سے کوئی شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مسلمان ہو کر چلا آئے تو اس شخص کو قریش کے طلب کرنے پر واپس دیا جائے گا۔ لیکن اگر کوئی مسلمان اسلام چھوڑ کر قریش سے جا ملے۔ تو وہ واپس نہ کیا جائے گا۔ اس شرط کو سن کر حضرت ابوبکر رض کے سوا سب صحابہ گھبرا اٹھے۔ عمر فاروق رض اس بارہ میں سب سے زیادہ پر جوش تھے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آئینہ ضمیر میں ان ساری شرائط کے نیک نتائج منکشف ہو چکے تھے۔ آپ نے سن کر اس کو بھی منظور فرما لیا۔

تماشائے قدرت دیکھو کہ ابھی معاہدہ پر دستخط نہیں ہونے پائے تھے۔ کہ سہیل ابن عمرو جو اس معاہدہ صلح میں قریش مکہ کا نمائندہ اور وکیل تھا۔ خود اس کا بیٹا ابو جندل مسلمان ہو کر اس جلسہ میں آپہونچا۔ اور مسلمانوں کے پاس پناہ گیر ہو گیا۔ سہیل نے اس کی واپسی کا مطالبہ کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا ابھی معاہدہ مکمل نہیں ہوا۔ دستخط ہو جانے کے بعد پھر جب کوئی شخص مکہ سے آئیگا تو اس کے متعلق اس معاہدہ پر عمل ہوگا سہیل نے بگڑ کر کہا چلو تب ہم صلح ہی نہیں کرتے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دے دیا۔ کہ ابو جندل قریش کے سپرد کر دیا جائے۔

قریش نے مسلمانوں کے کیمپ میں ابو جندل کی مشکیں باندھیں۔ پاؤں میں زنجیر ڈالی۔ اور کشاں کشاں لیگئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ساتھ یہ بدسلوکی دیکھ کر اتنا فرمایا۔ ابو جندل! خدا تیری رستگاری کی کوئی صورت نکالے گا۔

مسلمانوں نے جو غریب ابو جندل کی یہ ذلت اور قریش کا یہ ظلم دیکھا تو ان میں جوش و طیش بہت پیدا ہوا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے آگے دم نہ مار سکے۔

ابو جندل کو مکہ لیجا کر قید خانہ میں ڈالدیا گیا مگر اس مرد خدا نے قید خانہ ہی کے اندر وہ کارنامہ کر کے دکھلا دیا کہ آزادی کی حالت میں بھی بہت کم لوگوں سے بن پڑتا ہے۔

صائب اگرچہ پائے گریزم شکستہ است
اما خوشم کہ دست دعا را نہ بستہ اند

یعنی اس چار دیواری میں عملاً اور قولاً تبلیغ دین شروع کر دی۔ جو پہرہ دار اس کی نگرانی پر مامور ہوتا وہی ابو جندل کی طاعت و عبادت دیکھ کر ان کی زبان سے ذکر و تسبیح۔ حکمات پاک۔ آیات قرآن۔ توحید الٰہی اور جلال خداوند کا بیان سن کر ایمان لے آتا۔ اور آخر قریش اس پہرہ دار کو بھی ابو جندل کے ساتھ قید کر دیتے اسی طرح ایک سال کے عرصے میں تین سو آدمی اس اسیر پاک ضمیر اور اس کے ساتھیوں کی تبلیغ سے داخل اسلام ہوئے اب قریش پچھتائے کہ ہم نے مسلمان ہونے والوں کو واپس لینے کی شرط کیا کی۔ اپنے لئے مفت کی بلا مول لیلی اور اس شرط کے منسوخ کرانے کی تحریک کی۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاہدہ کی خلاف ورزی منظور نہ فرمائی۔ ناچار قریش نے ابو جندل اور ان کے ساتھ دوسرے ایمان لانے والوں کو مکے سے نکال دیا۔ معاہدہ کی رو سے ابو جندل مدینے نہیں جا سکتے تھے۔ اور مکے سے ان کو خدا نے نجات بخشی۔ اب انہوں نے اپنے جتھے سمیت ایک پہاڑی پر قبضہ کر لیا۔ جو مکے سے ملک شام کیطرف جانے والے راستے پر واقع تھی۔ قریش کا جو تجارتی قافلہ اس راستے سے گزرتا وہ اس جتھے کے ہاتھ سے تباہ و غارت ہو جاتا۔

ایک شخص ابو بصیر نام بھی مسلمان ہو کر مدینے پہونچا۔ معاہدہ کے موافق اس کو واپس لانے کیلئے قریش نے

Marfat.com

دو آدمی بھیجے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بصیرؓ کو ان کے حوالہ کر دیا۔ راستے میں ابو بصیرؓ نے ان میں سے ایک آدمی کی تلوار چھین کر اسے قتل کر ڈالا۔ دوسرا شخص اس واقعہ کی فریاد لیکر دوڑا دوڑا مدینے پہونچا۔ پیچھے پیچھے ابو بصیر بھی پہونچا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بصیر کو کہا تم فسادی آدمی ہو۔ وہ اس عتاب سے خوف زدہ ہو کر وہاں سے بھی بھاگا اور ابو جندل کے گروہ میں جا ملا۔

ابو العاص کا اسلام

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد ابو العاص ابن الربیع کا قافلہ شام سے آرہا تھا۔ ابن العاص کافر ہونے کیوجہ سے ابتک مکے میں رہتا تھا۔ ابو جندل نے قافلہ لوٹ لیا۔ اور لوٹ کا مال ایک ایک سپاہی پر تقسیم کر دیا۔ قرابت نبوی کے لحاظ سے کسی جان کا نقصان نہ کیا۔ ابو العاص مدینے پہنچے۔ اور چھپ کر زینب بنت الرسول زینبؓ سے ملے۔ جو ان کی زوجہ محترمہ تھیں مگر افتراق کے بعد مدینے آگئی تھیں۔ انہوں نے پناہ دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے فرمایا۔ اگر مناسب سمجھو تو ابو العاص کا مال واپس ملجائے۔ سب نے تسلیم کی گردنیں جھکا دیں۔ ابو جندل کو اطلاع ملی تو ایک ایک دھاگا تک سپاہیوں نے ملکر واپس کر دیا۔ یہ وار ایسا نہ تھا جو ابو العاص کارگر نہ ہوتا۔ چنانچہ وہ مکہ آئے۔ تمام شرکاء کو حساب سمجھا کر دولت اسلام سے فائز ہوئے اور کہدیا کہ میں اسلیے یہاں آکر حساب سمجھا کر جاتا ہوں تاکہ یہ نہ کہو کہ ابو العاص ہمارا روپیہ کھا کر تقاضے کے ڈر سے مسلمان ہو گیا

کفار مکہ ابو جندل کے گروہ کی اس تاخت وتاراج سے تنگ آگئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس کام سے باز آنے کی ہدایت فرمائی اور ان کو مدینے بلا لیا۔ اللھم صل علی سیدنا ومولانا محمد وآل سیدنا ومولانا محمد وعلی اصحاب سیدنا ومولانا محمد وبارک وسلم علیھم

ماہ ربیع الاول کے چوتھے جمعہ کا وعظ

سلسلۂ غزوات

جنگ بدر۔ جنگ احد۔ جنگ احزاب۔ جنگ خیبر۔ جنگ موتہ

اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِن

Marfat.com

دِیَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّآ أَن يَقُولُوا رَبُّنَا اللَّهُ ۗ وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوَاتٌ وَمَسَاجِدُ يُذْكَرُ فِيهَا اسْمُ اللَّهِ كَثِيرًا ۗ وَلَيَنصُرَنَّ اللَّهُ مَن يَنصُرُهُ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ ۝ (سورۂ حج رکوع ۱)

اسلام کا مقصد

یہ وہ آیات ہیں۔ جن میں کفار کے ساتھ جنگ کرنے کے متعلق سب سے پہلا حکم نازل ہوا ہے اسلام پاک کا مقصد جدال وقتال و نہب وغارت نہیں ہے بلکہ دنیا میں امن قائم کرنا اور لوگوں کو نیکی و خوش اعمالی اور آپس میں صلح و سازگاری کے ساتھ زندگی بسر کرنی سکھانا اس کا مقصد اولین ہے۔ پھر بھی جو اسلام کو تلوار سے کام لینا پڑا تو وہ نہایت بے بسی و مجبوری کا معاملہ تھا۔ اور تین خاص ایسے تھے جنکی بناء پر مسلمانوں کو چار و ناچار تلوار اٹھانی پڑی۔ انہی اسباب کا ذکر ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا

مسلمانوں پر ظلم

اول یہ کہ دشمنان اسلام نے مسلمانوں پر ظلم کیا اور ان کا سلسلۂ ظلم کسی حد تک ختم نہ ہوا جس سے یہ اندیشہ تھا کہ اسلام کا نام و نشان مٹ جائے چنانچہ فرمایا أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا ۚ وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ ۝ جن (مسلمانوں) سے (کافر) لڑتے تھے اب ان کو بھی ان کافروں سے لڑنے کی اجازت ہے۔ اس واسطے کہ ان پر ظلم ہو رہا ہے۔ اور کچھ شک نہیں کہ اللہ ان کی مدد کرنے پر قادر ہے

اخراج از وطن

دوم۔ دشمنانِ اسلام نے مسلمانوں کو ناحق ان کے گھر بار سے نکالا۔ وہ بیچارے مدینے میں پناہ گزین ہوئے تو دشمنوں نے وہاں کے یہود و منافقین سے سازش شروع کر دی کہ ان کو مدینے سے بھی نکال دیں اگر یہ سلسلہ اخراج در جلا جاری رہتا تو ممکن تھا کہ مسلمانوں کو دنیا کے کسی گوشے میں پناہ نہ ملتی چنانچہ فرمایا الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِم بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّآ أَن يَقُولُوا رَبُّنَا اللَّهُ ۗ (یہ وہ مظلوم لوگ ہیں) جو بیچارے صرف اتنی بات کے کہنے پر کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے ناحق اپنے گھروں سے نکال دیے گئے

تمام مذاہب کیلئے آزادی

سوم۔ اسلام کے خلاف اس مخالفت عام سے جو ہنگامے برپا ہوئے۔ اس سے نہ صرف اسلام بلکہ دیگر مذاہب کے خطرات میں مبتلا ہونے کا بھی اندیشہ تھا۔ اور پھر مذہبی آزادی برائے نام رہ جاتی اسلام کا مقصد یہ بھی ہے کہ تمام اہل مذاہب آزادی و امن کیساتھ اپنے اپنے مراسم مذہبی بجالاتے رہیں چنانچہ فرمایا وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوَاتٌ وَمَسَاجِدُ يُذْكَرُ فِيهَا اسْمُ اللَّهِ كَثِيرًا ۗ اور اگر اللہ لوگوں کو ایک دوسرے (کے ہاتھ) سے نہ ہٹواتا رہتا۔ تو (نصاریٰ کے) صومعے اور گرجے اور (یہودیوں کے) عبادت خانے

اور مسلمانوں کی مسجدیں جن میں کثرت سے خدا کا نام لیا جاتا ہے کبھی کے ڈھائے جاچکے ہوتے ؛
آخر میں اللہ تعالےٰ نے وعدہ فرمایا۔ کہ اگر مسلمان صرف ان وجوہ کی بناء پر تلوار اٹھا کر میدان میں
آئیں گے تو فتح و نصرت ان کے ہمرکاب ہوگی وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ اِنَّ اللّٰهَ
لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ اور جو اللہ کی مدد کریگا۔ اللہ (بھی) ضرور اس کی مدد کریگا۔ کچھ شبہ و شک
نہیں۔ کہ اللہ زبردست (اور سب پر) غالب ہے ؛

وعدۂ ربانی

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا واحد نصب العین یہ تھا کہ دنیا سے شرک کفر ظلم و خونریزی
نابود ہو جائے اور اس کی بجائے توحید و عبادت اور انصاف و امن کی بنیاد قائم ہو۔ اور کوئی دنیوی غرض
آپکو اس مقصد سے باز نہ رکھ سکی۔ دشمنوں نے تحریص و ترغیب سے۔ دم دلاسے سے۔ منت سماجت سے اور
تخویف و تہدید سے حتیٰ کہ ایذا و تعدی سے آپکو اس مقصد سے روکنا چاہا مگر یہاں استقلال و ہمت کا یہ عالم تھا کہ
؎ ہر چند زہر کار رفتہ گردش گرد دل چوں نقطۂ مرکز بقرار ست دل ما
نبی الرحمۃ نے بہتیرا چاہا کہ یہ پاک مقصد کوئی بال بیکا ہوئے بغیر اور انسانی خون کا کوئی قطرہ بہے بدوں
پورا ہو۔ اور قتل و غارت کے وہ واقعات ظہور پذیر نہ ہوں جن کو مٹانا خود ذات پاک رحمۃ للعٰلمین کی شان
میں داخل ہے۔ مگر یہ بدنہاد لوگ وہ بھوت نہ تھے جو لاتوں کی بجائے صرف باتوں سے اپنی شرارت سے باز
آجائے۔ اور کلمۃ الحق کو آزادی اور امن کیساتھ اشاعت پذیر ہونے دیتے ؎
زبد گوہر نیاید ہیچگہ ترک بدی کردن نگردد کند دندان از گزیدن مار افعی را
ناچار آپنے اپنے رفقاء سمیت وطن مکہ چھوڑا۔ اور تین سو میل دور مدینہ میں اقامت اختیار کی۔ تو
دشمنانِ اسلام کی ایذا و تعدی نے اب بھی پیچھا نہ چھوڑا ؛

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد اور کفار کی مذمت

مکے میں جو مصیبت تھی گو سخت تھی مگر تنہا اور یک گونہ تھی۔ مدینہ میں آکر وہ مصیبت متعدد اور گوناگوں بن گئی
مکے میں تو ایک مشرکان قریش ہی سے سابقہ تھا۔ مگر مدینے میں ایک طرف یہودی اسلام کے خون کے
پیاسے تھے۔ دوسری طرف عیسائی مسلمانوں کو بیگانگی کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ تیسری طرف مشرک و بت پرست
لوگ برسرِ عداوت تھے۔ چوتھی طرف منافق بظاہر مسلمان اور اندر سے کافر مار آستین بن کر سب سے
زیادہ خطرناک ثابت ہو رہے تھے۔ ان سب کے علاوہ خود مشرکین مکہ کے جذبۂ عداوت کا بادل
ہر وقت پناہ گزینان مدینہ پر گرجتا اور برسنے کیلئے آمادہ تھا ؛

مکے اور مدینے کے مصائب کا مقابلہ

عبداللہ بن ابی کی منافقت

چنانچہ مشرکین مکہ نے کئی بار مسلمانوں سے چھیڑ چھاڑ کی۔ ان کے خلاف سازشیں کیں۔ ان پر ڈورے ڈالے۔ منافقوں کے سردار عبداللہ ابن ابی کو ابھارا کہ تم مسلمانوں کو مدینے سے نکال دو۔ مدینے کے یہودیوں سے خفیہ معاہدے کئے کہ مسلمانوں کو تباہ کر دیا جائے۔ اس طرح جب دشمنوں کی تعدی حد سے بڑھتی چلی گئی تو پھر جہاد کا حکم نازل ہوا جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ اور ناچار نبی الرحمۃ کو تیغ آزمائی کا ناگوار فرض ادا کرنا پڑا ؎

علاج ایں سفہا نیست جز بخنجر تیز
چو سند ستی خرکاں زنیش بیکار ست

آپ کے جنگ و جدال کی حکمت

بایں ہمہ آپ کا کفار کے ساتھ جنگ جدال کرنا اہل عالم کے لئے عین رحمت تھا۔ کیونکہ اس کی بدولت دنیا کو ظلم سے نجات ملی۔ جب کسی عضو کی بیماری اس حد تک پہنچ جاتی ہے کہ وہ دواؤں اور مرہموں سے نہیں جاتی۔ اور اس کو اس حالت پر چھوڑ رکھنے سے باقی اعضا کو ضرر پہونچنے اور بیمار کی جان جاتے رہنے کا اندیشہ ہوتا ہے تو طبیب اس عضو کو کاٹ ڈالتا ہے۔ اور اس کا یہ عمل جراحی بیمار کے ساتھ کوئی دشمنی یا انتقام نہیں سمجھا جاتا۔ بلکہ یہ اس کے حق میں عین خیر خواہی ہوتی ہے۔ اسی طرح عرب کی قوم کو جو جہالت اور ستمگاری کا مرض تھا وہ زبانی وعظ و نصیحت سے جانیوالا نہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اپنی اور اپنی جماعت کی حفاظت کیلئے تلوار سے کام لینا پڑا تو خدا کے حکم سے وہ جہالت اور ضد کا گندہ مادہ ملک سے دور ہونا شروع ہو گیا۔ اور لوگوں کو خیر و برکت اور امن و امان کی زندگی نصیب ہوئی۔ پس آپ کا میدان کارزار میں اترنا اگرچہ چند مفسدوں کیلئے قہر و نقمت تھا تو باقی دنیا کیلئے فضل و رحمت تھا بخلاف اس کے اگر آپ ان مفسدین سے ہمیشہ کیلئے چشم پوشی روا رکھتے۔ تو اس سے نہ صرف اسلام و مسلمین کے لئے خطرہ تھا۔ بلکہ یہ باقی دنیا کے حق میں بھی ناانصافی ہوتی ؎

ترحم بر پلنگ تیز دنداں
ستمگاری بود بر گوسفنداں

جنگ بدر

ابو جہل کی شرارت

ماہ رمضان ۲ھ میں ابو جہل نے مکہ میں مشہور کر دیا۔ کہ ہمارا قافلہ جو بیشمار زر و مال کے ساتھ شام سے آ رہا ہے جب مدینے کے پاس سے گذریگا تو مسلمان اسکو لوٹ لینگے۔ اس تشہیر سے اس کا مطلب یہ تھا کہ قافلہ والوں کے رشتہ دار اور اس کے مال تجارت کے سرمایہ دار مسلمانوں کے خلاف آمادۂ جنگ ہو جائیں چنانچہ اسی وقت ایک ہزار جانباز بہادروں کی فوج مسلمانوں کے ساتھ لڑنے مرنے کو تیار ہو گئی۔ جن کی سواری

میں سات سو اونٹ اور تین سو گھوڑے تھے جن قافلے کی حفاظت کے بہانہ سے یہ فوجی تیاری کی گئی تھی وہ بخیر و عافیت مکہ بھی پہونچ گیا۔ مگر ابو جہل اس فوج کو لیکر برابر مدینہ کی جانب بڑھا چلا گیا۔ اب مسلمانوں کو یقین ہو گیا۔ کہ قریش ہم پر حملہ کئے بدوں باز نہیں رہ سکتے ؛

مشورہ مکہ سے ہجرت کرکے مدینے آنے والے (مہاجرین) عموماً بے سامانی و تہیدستی کی حالت میں آئے تھے اور اہل مدینہ جو ان مہاجر مسلمانوں کی امداد و اعانت کی بدولت انصار کے لقب سے ممتاز ہوئے مخالفین اسلام سے جنگ چھڑ جانے کا بار بھی زیادہ تر انہی لوگوں پر پڑتا تھا لہذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مناسب خیال فرمایا کہ اس معاملہ میں انصار سے مشورہ کر لیا جائے کہ وہ کہانتک اس بار کو برداشت کرنے کے لئے آمادہ ہیں ؛

صحابہ کا جواب سعد بن عبادہ نے عرض کیا۔ ہم حضور کے ہر حکم کی تعمیل کے لئے بسر و چشم حاضر ہیں اگر حضور ہم کو سمندر میں کود پڑنے کا حکم دیں گے تو اس میں بھی دریغ نہ ہوگا ؛

مقداد نے کہا یا رسول اللہ ہم وہ نہیں کہ بنی اسرائیل کیطرح بہانے بنانے لگیں جنہوں نے ایک جنگ کے موقع پر موسٰے ؑ سے کہا تھا اِذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا ٓ اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ ۝ (یعنی اے موسٰے تم اور تمہارا پروردگار دونوں جاکر جنگ کرو ہم تو یہیں ٹھہرے رہیں گے) ہم تو حضور کے دائیں بائیں آگے پیچھے ہر طرف اپنے سر کٹوانے کو حاضر ہیں انکی اس تقریر سے رسول اللہ صلعم کا چہرہ مبارک چمک اٹھا مسلمان پہلے سے جنگ کیلئے تیار نہ تھے۔ انصار و مہاجر ملکر تین سو تیرہ ایسے نکلے جو میدان میں جا سکیں مگر اس تعداد میں ایک غیبی راز تھا کہ یہی تعداد طالوت کے لشکر کی بھی تھی جس نے جالوت کو شکست دی تھی آیۂ كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةًۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ اسی کے بارے نازل ہوئی ہے ؛

بدر کا مقام دشمن کی فوج بھی زیادہ تھی۔ ساز و سامان بھی کافی تھا۔ اس کے علاوہ ان لوگوں نے پہلے پہنچ کر بدر کے مقام میں اچھی جگہ پر بھی قبضہ کر لیا۔ اور بدر کا کنواں ان کے ہاتھوں میں تھا۔ بخلاف اس کے مسلمانوں کی جمعیت کم تھی اور بے سامان تھی ان کی فرودگاہ بھی ریتلی زمین تھی جس میں پاؤں دھنسے جاتے تھے۔ ان کے پاس کوئی چشمہ و کنواں نہ تھا مگر غیبی طاقتیں مسلمانوں کی مددگار تھیں۔ عناصر عالم ان کی اعانت کیلئے حاضر تھے۔ ملائکہ کی فوجیں ہمرکاب تھیں ؛

غیبی امداد رات کو خوب بارش ہوئی جس سے ریتلی زمین ہموار اور ٹھوس ہو گئی مسلمانوں نے پانی کو روک کر چھوٹے چھوٹے حوض بنائے اور رات کو نہا دھو کر خوب آرام سے سوئے اور جنگ کیلئے تازہ دم ہو گئے۔ دوسری طرف دشمن کی

Marfat.com

فرودگاہ میں کیچڑ اور دلدل سے چلنا پھرنا مشکل تھا۔ رات بھر بے آرامی سے کٹی۔ جنگ سے ایک روز پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میدان جنگ کا معائنہ فرما کر بتا دیا کہ انشاء اللہ کل فلاں دشمن یہاں اور فلاں فلاں اس جگہ قتل ہو نگے

صبح کو دو صفیں آمنے سامنے تھیں۔ حق و باطل وہ کفر و اسلام لَقَدْ كَانَ لَكُمْ آيَةٌ فِي فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَأُخْرَىٰ كَافِرَةٌ جو لوگ باہم لڑے ان میں تمہارے لئے عبرت کی نشانیاں ہیں ایک خدا کے راہ میں لڑ رہا تھا دوسرا منکر خدا تھا۔ ؎ (معجزہ)

اندراں مرکب کہ بر پشتِ صبا بندند زیں | باسلیماں چوں برانم منکہ مورم مرکب است

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک میں ایک تیر تھا۔ اس کے اشارے سے آپ صفیں قائم کرتے جاتے تھے۔ حکم تھا کہ کوئی شخص ایک انچ آگے پیچھے نہ ہو۔ اور کسی کے منہ سے آواز تک نہ نکلے۔

میدان کے کنارے ایک چھپر کا سائبان تیار کیا گیا کہ آپ اس میں تشریف رکھیں۔ سعد بن معاذ دروازہ پر تیغ بکف کھڑے ہوئے کہ کوئی ادھر بڑھنے نہ پائے۔ مقابلہ شروع ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نہایت خضوع کی حالت طاری تھی ؎ ([illegible])

مارد دست نہ دامانِ آہ روز مصاف | کہ قلب دشمنِ خونخوار ایں علم شکند

آپ دونوں ہاتھ پھیلا کر دعا کرتے تھے۔ خدایا تو نے مجھ سے جو وعدہ کیا ہے آج پورا کر۔ محویت و بیخودی میں چادر کندھے سے گر گر پڑتی تھی اور آپکو خبر تک نہ ہوتی تھی۔ کبھی سجدے میں گرتے اور کہتے خدایا اگر یہ چند نفوس مٹ گئے تو پھر قیامت تک تیری عبادت کرنے والا کوئی نہ ہوگا۔ اس بیقراری پر بندگان خاص کو رقت آگئی۔ حضرت ابوبکر نے عرض کیا حضور خدا اپنا وعدہ پورا کرے گا آخر روحانی تسکین کے ساتھ لب مبارک پر مژدہ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ دشمن کی فوج کو شکست دی جائے گی۔ اور وہ پشت پھیر دیں گے، جاری ہوا۔ (دعا)

سب سے پہلے قریش کے تین بڑے سردار عتبہ ابن ربیعہ۔ شیبہ ابن ربیعہ اور ولید ابن عتبہ میدان میں نکلے جو بالترتیب ابوسفیان کی بیوی ہندہ کا باپ چچا اور بھائی تھے۔ ان کے مقابلہ کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین انصار یعنی عوف۔ معاذ اور عبداللہ بن رواحہ کو میدان میں بھیجا مگر عتبہ نے کہا ہم مدینہ کے کسانوں سے لڑنا پسند نہیں کرتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف خطاب کر کے پکارا کہ محمد یہ لوگ ہمارے جوڑ کے نہیں۔ پھر آپ نے ان تینوں اصحاب کو واپس بلا کر حضرت حمزہ حضرت (مبارزت)

Marfat.com

علی و حضرت عبیدہ ابن حارث ابن عبدالمطلب کو بھیجا۔ عتبہ نے ان کو دیکھ کر کہا ہاں اب ہمارا جوڑ ہے۔ مقابلہ ہوتے ہی حضرت حمزہ نے عتبہ کو مار گرایا۔ حضرت علی نے ولید کا سر قلم کر دیا۔ مگر حضرت عبیدہؓ شیبہ کے مقابلہ میں زخمی ہو کر گرے تو حضرت علیؓ نے پلٹ کر ایک ہی وار سے شیبہ کا کام تمام کر دیا۔ اور عبیدہ کو اپنے کندھے پر اٹھا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آئے۔

اہل مکہ کے ان تین نامی گرامی سرداروں کے آناً فاناً مارے جانے سے ان کی فوج میں جوش غضب سے ایک قیامت برپا ہو گئی۔ فوج کی فوج یکبارگی مسلمانوں پر ٹوٹ پڑی گھمسان کا رن پڑا۔ لیکن ادھر سرور عالم سربسجود صرف خدا کی قوت کا سہارا ڈھونڈ رہے تھے۔

ابوجہل کی شرارت اور دشمنی اسلام شہرہ آفاق ہو چکی تھی۔ اسلئے انصار میں سے معاذ اور معوذ دو بھائی نے عہد کیا تھا۔ کہ یہ بدبخت جہاں نظر آئے گا اسکو مٹا دیں گے یا خود مٹ جائیں گے۔ عین معرکہ میں دونوں نے حضرت عبدالرحمنؓ سے کان میں پوچھا ابوجہل کہاں ہے۔ انہوں نے اشارہ سے بتایا وہ ہے۔ اتنا بتانا تھا کہ وہ دونوں باز کیطرح جھپٹے اور دوسرے لمحہ میں ابوجہل خاک پر تھا۔ ابوجہل کے بیٹے عکرمہ نے عقب سے آکر معاذ کے بائیں شانہ پر تلوار ماری۔ جس سے بازو کٹ گیا لیکن تسمہ باقی لگا رہا۔ معاذ نے عکرمہ کا تعاقب کیا وہ بچ کر نکل گیا۔ بہادر معاذ اسی حالت میں شمشیر بکف مصروف پیکار رہے۔ مگر ہاتھ کے لٹکنے سے زحمت ہوتی تھی۔ ہاتھ کو پاؤں کے نیچے دبا کر کھینچا کہ تسمہ الگ ہو گیا۔ اور اب آزادانہ شمشیر زنی کرنے لگے۔

عتبہ اور ابوجہل کے مارے جانے سے قریش نے ہمت ہار دی۔ آنحضرت کا شدید دشمن امیہ بن خلف بھی نہایت ذلت کے ساتھ مارا گیا۔ مکہ والوں کو شکست فاش ہوئی۔ ان کے ستر نامی گرامی آدمی اور ستر اسیر ہوئے۔ جس جس کافر کے جہاں جہاں ہلاک ہونے کی آپ نے پیشین گوئی کی تھی۔ اس کی لاش ٹھیک اسی جگہ پائی گئی۔ بدبخت عقبہ ابن ابی معیط بھی جس نے حضور کی گردن پر بحالت نماز اونٹ کی اوجھ لاکر رکھ دی تھی گرفتار ہو کر آیا۔ اور اس کا سر قلم کر دیا گیا۔

بیابانِ مکافات آنچناں آب و ہوا دارد
کہ گر امروز کاری دانہ فردا برون آید

دار الندوہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی سازش کرنیوالے چودہ سرداروں کے متعلق اللہ

تعالیٰ نے فرمایا تھا۔ اِنَّهُمْ يَكِيدُونَ كَيْدًا وَّأَكِيدُ كَيْدًا ط آج یہ پیشگوئی بھی پوری ہوگئی ان چودہ سرداروں میں سے گیارہ قتل ہوئے۔ اور تین جو باقی رہے یعنی ابوسفیان بن حرب۔ جبیر بن مطعم۔ حکیم ابن حزام وہ آگے چل کر مسلمان ہونے والے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے مسلمانوں نے قیدیوں کے ساتھ نہائیت اچھا سلوک کیا انکو کوئی تکلیف واذیت نہیں دی بلکہ شفقت ومہربانی کا سلوک کیا۔ جو کچھ آپ کھاتے ان کو بھی کھلاتے اور ان کے ساتھ اس طرح پیش آتے جسطرح اپنے مہمانوں کیساتھ پیش آتے ہیں آخر منا سب زرفدیہ وصول کرنے کے بعد انہیں چھوڑ دیا۔ جسکے پاس زرفدیہ نہ تھا اسکو یونہی چھوڑ دیا۔ اور جس جس کو لکھنا آتا تھا اس کو حکم ہوا کہ دس بچوں کو لکھنا سکھادے۔ بعض قیدی مسلمانوں کے اس حسن سلوک اور رحم وکرم کو دیکھ کر از خود مسلمان ہوگئے ؎ گر عدو باشد ہمیں احساں نکوست ٭ کہ باحساں بس عدو گشت ست دوست

عمیر بن وہب قریش میں اسلام کا ایک سخت دشمن تھا۔ جس کا بیٹا مسلمانوں کے ہاتھ قید تھا۔ اور صفوان ابن امیہ ابن خلف جس کا باپ جنگ بدر میں مارا گیا تھا دونوں ایک تنہا مقام میں بیٹھے غم والم کے عالم میں باتیں کررہے تھے۔ صفوان نے کہا خدا کی قسم حادثہ بدر کے بعد اب جینے کا مزا نہیں۔ عمیر نے کہا سچ کہتے ہو اگر مجھ پر قرض نہ ہوتا تو میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر آتا۔ صفوان نے کہا تمہارے قرض کا میں ذمہ وار ہوں عمیر نے گھر آکر تلوار زہر میں بجھائی اور مدینہ پہونچا۔ حضرت عمر نے اس کے تیور دیکھ لئے۔ گردن سے پکڑ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے آپ نے فرمایا عمر! چھوڑ دو۔ عمیر! قریب آجاؤ۔ سچ بتاؤ کس ارادے سے آئے ہو۔ وہ بولا بیٹے کو چھڑانے آیا ہوں۔ فرمایا پھر تلوار کیوں حائل ہے۔ اس نے کہا آخر تلواریں بدر میں کس کام آئیں؟ فرمایا کیوں نہیں۔ کیا تم نے اور صفوان نے فلاں مقام میں بیٹھ کر میرے قتل کی سازش نہیں کی۔ عمیر یہ کی بات سن کر سناٹے میں آگیا۔ بے اختیار ہو کر بولا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بیشک تم پیغمبر ہو۔ بخدا میرے اور صفوان کے سوا کسی کو اس معاملے کی خبر نہ تھی اور وہ اسی وقت صدق دل سے مسلمان ہوگیا۔

قریش منتظر تھے۔ کہ اب عمیر کے ہاتھوں مدینے میں کوئی گل کھلتا ہے۔ مگر جب اچانک سنا کہ وہ بھی جان نثاران رسول میں شامل ہوگیا تو کلیجہ تھام کر رہ گئے۔ عمیر یا تو مسلمانوں کے خلاف جوش عداوت میں مدینے گیا تھا یا اب اس سے زیادہ کافروں کے خلاف جوش عداوت میں مکہ آیا۔ اور علانیہ اسلام کی تبلیغ شروع کردی۔

جنگ احد

جنگ بدر کے نقصان عظیم نے تمام مکہ کو جوش انتقام سے لبریز کردیا۔ تجارت شام کا

Marfat.com

دوسری جنگ کیلئے اہل مکہ کی تیاری

ارا منافع جنگ کے مصارف کیلئے مخصوص کردیا گیا۔ ملک بھر سے عام چندہ بھی جمع کیا گیا ابو عزہ وغیرہ
تش بیان شاعروں نے قبائل قریش میں اسلام کے خلاف جوش عداوت کی آگ لگادی۔ پانچہزار
انباز مسلمانوں کیساتھ لڑنے کیلئے بھرتی ہوگئے۔ جن میں تین ہزار شتر سوار دو سو اسپ سوار اور سات سو
رہ پوش پیدل فوج تھی۔ عورتوں کی ایک جماعت بھی ساتھ جانے کو تیار ہوئی۔ جن کی پیشرو ہندہ زوجہ
سفیان بھی اور اس نے وحشی نام ایک غلام کو جو حربہ اندازی میں کمال رکھتا تھا۔ اپنے باپ عتبہ کے قاتل
ضرت حمزہ کے قتل پر آمادہ کیا اور اس کارگذاری کے صلے میں اس کو آزاد کردینے کا وعدہ کیا۔

عبداللہ بن ابی کی غداری

مسلمانوں کی تعداد ایک ہزار تھی۔ مگر عین وقت رئیس المنافقین عبداللہ ابن ابی نے دغا دی۔ اور اپنے
تین سو آدمیوں کو واپس لیکر چلا گیا۔ اس لیئے پانچہزار خون آشام دشمنوں کے مقابلہ میں صرف سات سو مسلمان رہ گئے

کوہ احد

مدینہ منورہ سے شمالی جانب ڈیڑھ دو میل کے فاصلہ پر کوہ احد کے دامن میں دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا
سب سے پہلے ہندہ اور اس کے ساتھ کی خاتونان مکہ دف پر اشعار پڑھتی ہوئی بڑھیں جن میں کشتگان بدر
کا ماتم اور انتقام خون کے رجز تھے۔ فریقین نہایت جوش کے ساتھ آگے بڑھے اور خونریز جنگ شروع ہوگئی

مسلمانوں کا غلبہ

ابتداء میں مسلمانوں کا پلہ بھاری رہا۔ حضرت علی حضرت حمزہ اور حضرت ابو دجانہ انصاری کے شیرانہ و
دلیرانہ حملوں سے دشمنوں کی صفوں کی صفیں الٹ رہی تھیں۔ کفار کے بارہ مشہور علم بردار یکے بعد
دیگرے مارے گئے۔ جن میں سے آٹھ علمبردار صرف حضرت علی کے ہاتھ سے لقمۂ اجل ہوئے۔ دشمن بدحواسی
کے ساتھ بھاگنے لگے۔ اور مسلمانوں نے ان کا مال لوٹنا شروع کردیا۔

ایک دستہ فوج کی غلطی

ناگہاں تماشائے تقدیر کیا ہوا۔ کہ پہاڑ کے ایک راستے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پچاس تیر انداز
عبداللہ ابن جبیر کے ماتحت تعینات فرمائے تھے اور حکم تھا کہ کسی صورت میں بھی اس مقام کو نہ چھوڑیں۔ مگر فوج اسلام
کو مصروف غنیمت دیکھ کر یہ لوگ بھی مال لوٹنے کی طمع میں اپنی جگہ کو چھوڑ گئے۔ عبداللہ ابن جبیر نے ہرچند
ان کو روکا۔ مگر ان کی کون سنتا تھا۔ چالاک دشمن نے موقعہ تاڑ لیا اور ان کے ایک دستے نے واپس مڑکر

دشمن کا موقعہ سے فائدہ اٹھانا

اس درہ سے دوبارہ حملہ کردیا سامنے سے ابو سفیان نے دھاوا بول دیا۔ اب مسلمان دو طرف سے گھر گئے۔
لڑائی کا پانسا پلٹ گیا۔ تمام فوج اسلام میں بھاگڑ پڑ گئی۔ عبداللہ ابن جبیر اپنی جگہ ڈٹے رہے۔ اور
شہید ہوئے۔ حضرت حمزہ بپھرے ہوئے شیر کی طرح ایک سردار سباع ابن عبدالعزیٰ پر لپکے اور اس کو قتل
کرکے شجاعت خیز رجز پڑھتے ہوئے دوسری طرف حملہ آور ہوئے کہ پاس سے وحشی نے جو گھات میں چھپا بیٹھا

تھا آپ پر حربہ پھینکا جو پیٹ کے پار ہو گیا۔ حضرت حمزہ قاتل کیطرف پلٹے۔ اور اسے کیفر کردار کو پہنچانا چاہا مگر زخم کاری تھا لڑکھڑا کر گرے اور شہادت پائی۔ ہندہ نے جوش انتقام میں ان کی لاش کی بے حرمتی کی۔ کلیجہ نکال کر منہ میں چبایا اور ناک کان کاٹ کر ان کا ہار بنایا اور گلے میں پہنا؛

ابن قمیئہ کا ظلم

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صرف بارہ صحابہ ابو بکر۔ عمر۔ علی عبدالرحمن بن عوف۔ سعد ابن ابی وقاص طلحہ بن عبد اللہ۔ زبیر ابن عوام۔ ابو عبیدہ بن جراح وغیرہ اور میدان جنگ میں صرف ستر اصحاب رہ گئے دشمنوں نے نبی خدا پر پتھر پھینکے۔ ابن قمیئہ کے پتھر سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک زخمی ہوئی اور عتبہ کے پتھر سے آپکے چار دانت شہید ہو گئے اور اس دھکا پیل سے آپ ایک غار میں گر گئے خبر اڑ گئی کہ حضور شہید ہو گئے

شہادت کی افواہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی جھوٹی خبر بجلی کیطرح ہر طرف دوڑ گئی۔ مسلمانوں میں بعض بیدل ہو کر بیٹھ گئے۔ بعض جان سے ہاتھ دھو کر دشمنوں پر جا گرے اور جو سامنے آیا بے تحاشا اس کو مارتے گراتے شہید ہو گئے۔ مدینے یہ خبر پہنچی تو محترم خواتین دوڑی آئیں۔ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زخموں کو دھویا۔ پیشانی کا خون تھمتا نہ تھا۔ زخم میں چٹائی کی راکھ بھری تو تھم گیا عائشہ صدیقہ اور ام سلیم مشکیزوں میں پانی بھر بھر کر لائیں اور زخمیوں کو پلاتی تھیں؛

انس ابن نضر

حضرت انس ابن نضر انصاری نے جب آپ کی شہادت کی خبر سنی تو لوگوں سے پکار کر کہا۔ بیٹھے کیا ہو موتوا علٰے ما مات علیہ رسول اللہ جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی وہاں تم بھی اپنی جانیں دیدو۔

نہ بینی عاشقانش را چساں در خاک و خوں خفتند ؛ تو نیز ار عاشقی باید چناں در خاک و خوں میری

یہ کہا اور تلوار سونت کر دشمنوں پر جا پڑے۔ بیسیوں کافروں کو خاک و خون میں لٹایا اور خود اسی زخم کھا کر شہید ہو گئے

حنظلہ راہب

حضرت حنظلہ راہب کا اسی شب نکاح ہوا تھا خلوت عروسی میں یہ خبر سنی تو بلا غسل ہی کوہ احد کیطرف دوڑ پڑے۔ اور میدان میں جا کر کافروں کو مارتے مارتے شہید ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو غسیل الملٰئکہ کے لقب سے ممتاز فرمایا۔ یعنے ان کو فرشتوں نے غسل دیا ہے

مرداں بآب تیغ شہادت وضو کنند ؛ تا بے غبار سجدہ بر اں خاک کو کنند

سعد ابن ربیع

حضرت سعد ابن ربیع میدان جنگ میں جان توڑ رہے تھے کسی نے پوچھا کیا حال ہے۔ کہا ہم تو اب کوئی دم کے مہمان ہیں مگر قوم سے یہ کہدینا کہ جب تک تمہارے اندر ایک آنکھ بھی جھپکنے والی باقی ہے اس

وقت تک اگر دشمن نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہونچ گیا تو تم خدا کے حضور میں کوئی عذر پیش نہ کرسکو گے ؎

کمینہ شرط وفا ترک سر بود حافظ — برو اگر ز تو ایں کار بر نمے آید

عمارہ ابن زیاد کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یاد فرمایا۔ وہ میدان جنگ میں نزع کی حالت میں پڑے تھے۔ حکم دیا کہ ان کا لاشہ قریب لاؤ۔ لوگ اٹھا کر لائے۔ کچھ کچھ جان باقی تھی۔ حضور کے قدموں پر منہ رکھدیا۔ اور اسی حالت میں جان دی ؎

بچہ ناز رفتہ باشد ز جہاں نیاز مندے — کہ بوقت جاں سپردن بسرش رسیدہ باشی

انصاری خاتون کا عشق رسول

انصار میں سے ایک قبیلہ بنو دینار کی ایک خاتون کے باپ بھائی اور شوہر سب اس معرکہ میں مارے گئے باری باری تین سخت حادثوں کی صدا اس کے کانوں میں پڑتی جاتی۔ لیکن وہ ہر بار صرف یہ پوچھتی تھی۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے ہیں؟ لوگوں نے کہا بخیر ہیں۔ اس نے پاس آکر چہرہ مبارک دیکھا۔ اور بے اختیار پکار اٹھی کُلُّ مُصِیْبَةٍ بَعْدَكَ جَلَلٌ تیرے ہوتے سب مصیبتیں ہیچ ہیں ؎

میں بھی اور باپ بھی شوہر بھی برادر بھی فدا — اے شہ دیں تیرے ہوتے ہوئے کیا چیز ہیں ہم

صبر کا حکم

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہیدوں کو دفن کرانے کی غرض سے میدان میں تشریف لائے تو بعض معزز صحابہ خصوصاً حضرت حمزہ کی لاش کے ساتھ بے حرمتی کا سلوک دیکھ کر بہت صدمہ ہوا۔ اور ارادہ کیا کہ کافروں کے مردوں سے بھی یہی سلوک کیا جائے۔ مگر معاً وحی نازل ہوئی کہ وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ یعنے اگر تم بدلہ لینا چاہو تو اسی قدر بدلہ لو جس قدر تم کو ستایا گیا ہو۔ اور اگر تم صبر کرو تو وہ صبر کرنے والوں کے لئے بہتر ہے۔ اس آیت کے نازل ہوتے ہی آپ اپنے ارادہ سے باز آگئے ع

در عفو لذتیست کہ در انتقام نیست

حضرت رحمۃ للعالمین کی شان رحمت

بعض صحابہ نے مشرکوں کی اس بدسلوکی پر کہ آپ کے دندان مبارک توڑے گئے اور چہرہ مبارک زخمی کیا گیا۔ عرض کیا کہ آپ بددعا فرمائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے جواب میں ارشاد کیا اِنِّیْ لَمْ اُبْعَثْ لَعَّانًا وَّلٰكِنْ بُعِثْتُ دَاعِيًا وَّرَحْمَةً اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ یعنے میں لعنت کرنے کیلئے نبی نہیں بنایا گیا۔ مجھے خدا نے لوگوں کو خدا کی طرف بلانے اور رحمت کے لئے نبی بنایا ہے۔ الٰہی میری قوم کو ہدایت کر کہ وہ مجھے جانتے نہیں ؎

آں سگے کہ مے گزد گویم دعا — کہ ازیں خو وارہانش اے خدا

جنگ احد کے بعد دشمنوں نے مسلمانوں کو پامال کرنے کی مختلف تدابیر پر عمل کرنا شروع کیا بد

سنہ ۴ ھ میں قوم عضل اور قارہ کے سات شخصوں کو گانٹھ کر مدینہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے

حضرت خبیب رضی

پاس بھیجا کہ ہمارے قبیلے اسلام لانے کو تیار ہیں آپ اپنے کچھ معلم ہمارے ساتھ کر دیجئے۔ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے دس صحابہ ان کے ساتھ کر دئے۔ جب یہ بزرگوار دشمن کی سرزمین میں پہونچے

دو سو مسلح اشخاص نے انکو گھیر لیا۔ آٹھ صحابی مقابلہ میں شہید ہوئے۔ دو بزرگوار خبیب ابن عدی

اور زید ابن دثنہ گرفتار ہوئے

خبیب نے جنگ احد میں حارث بن عامر کو قتل کیا تھا اس لئے انکو حارث کے لڑکوں نے خریدا کہ باپ کے

بدلے میں قتل کریں گے وہ چند روز انہی کے گھر میں رہے۔ ایکدن وہ پابزنجیر بیٹھے تھے ہاتھ میں چھری تھی

مسلمانوں کی شان

اتفاق سے حارث کی نواسی ان کی گود میں آبیٹھی۔ بچی کی ماں نے جو دیکھا کہ لڑکی ان کی گود میں ہے اور

چھری ہاتھ میں ہے تو کانپ اٹھی اور بے اختیار چیخ ماری۔ خبیب نے کہا کیا تو سمجھتی ہے کہ میں تیری بچی کو قتل

کرونگا؟ مسلمان کا یہ کام نہیں آخر قاتل ان کو قتل کرنے کیلئے حدود حرم سے باہر لیگئے اور دار کے نیچے

لا کھڑا کیا مگر اس بہادر مسلمان کے پائے ثبات میں مطلق لغزش نہ تھی

منصور دار گر بہ بزدت بپاے دار — مردانہ پائے دار جہاں پایدار نیست

دو رکعت نماز پڑھنے کی اجازت مانگی قاتلوں نے اجازت دیدی انہوں نے دوگانہ پڑھ کر کہا دیر تک

عزم و اظہار استقلال

نماز پڑھنے کو جی چاہتا تھا۔ مگر تمکو خیال ہوگا کہ میں موت سے ڈرتا ہوں۔ پھر یہ اشعار پڑھے

وَلَسْتُ اُبَالِیْ حِیْنَ اُقْتَلُ مُسْلِمًا — عَلٰی اَیِّ جَنْبٍ کَانَ لِلّٰہِ مَصْرَعِیْ

اور مجھے اس کی پرواہ نہیں جبکہ میں اسلام کیلئے قتل ہو رہا ہوں کہ کس پہلو پر قتل کیا جاؤں گا

وَذٰلِکَ فِیْ ذَاتِ الْاِلٰہِ وَاِنْ یَّشَاءْ — یُبَارِکْ عَلٰی اَوْصَالِ شِلْوٍ مُمَزَّعٖ

اور جو کچھ ہے خالصًا خدا کے لئے ہے اگر وہ چاہے تو جسم کے ان پارہ پارہ ٹکڑوں پر برکت نازل کر

حضرت زید رضی

دوسرے صاحب زید تھے ان کو صفوان ابن امیہ نے قتل کے ارادہ سے خریدا تھا ان کے قتل کے

منظر پر سردار تماشا دیکھنے آئے۔ جن میں ابو سفیان بھی تھا۔ جب قاتل نے تلوار ہاتھ میں لی تو ابو سفیان

نے طنز کہا سچ کہنا اس وقت تمہارے بدلے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کیا جاتا تو تم اسکو اپنی خو

Marfat.com

بولے تڑپ کے زید کہ بکتا ہے کیا فضول　　میں پُر گناہ کہاں! کہاں حضرت کی پاک ذات
وہ پاک ذات صلِّ علٰے اور لفظِ قتل　　مردود! تیرا منہ تو ہے چھوٹا بڑی ہے بات
اس شرط پر بھی مجھ کو رہائی اگر ملے　　اک خار کا الم سہیں سردارِ کائنات
تھوکوں گا اس حیات پہ جو اس طرح ملے　　سمجھوں گا زخمِ تیغ کو میں شربتِ نبات

قبائل یہود کی سرکشی و غداری اور ان کا انجام

عرب میں مسلمانوں کے سب سے زیادہ دشمن قریش تھے ان سے دوسرے درجہ پر مسلمانوں کے سخت بیری یہودی تھے۔ یہ لوگ اپنے تمول و وجاہت اور اثر و رسوخ کے لحاظ سے سارے مدینے پر چھائے ہوئے تھے اور اپنے جاہ و اقتدار کے بل پر نہایت بے رحم و بد اعمال تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینے تشریف لانے پر جب انصار کے قبائل میں اتحاد و ترقی کی بنیاد پڑی تو قدرتاً یہود کے اقتدار میں کمی آنے لگی۔ اس لئے وہ اسلام کے شدید دشمن ہو گئے۔ تاہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتقاضائے امن پسندی ان لوگوں کے ساتھ صلح و آشتی کا برتاؤ جاری رکھا۔ یہود کے تین قبیلے تھے۔ بنو قینقاع۔ بنو نضیر اور بنو قریظہ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تینوں کیساتھ تحریری عہد و پیمان کر لیا مگر ان لوگوں کا خبث باطن انہیں عہد پر کب قائم رہنے دیتا تھا۔

سب سے پہلے بنو قینقاع نے جو نسبتاً دلیر و جنگجو تھے عہد شکنی کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ بدر میں مصروف تھے۔ انصار کی ایک عورت ان کے بازار میں جا نکلی کسی یہودی نے اسکی بے حرمتی کی تو ایک مسلمان کو غیرت آئی اس نے یہودی کو ہلاک کر دیا۔ یہودیوں نے مل کر مسلمان کو مار ڈالا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ سے تشریف لائے تو بنو قینقاع سے اس دست درازی کے متعلق جواب طلب فرمایا۔ انہوں نے کہا ہم قریش نہیں ہیں ہم سے معاملہ پڑے گا تو دکھاویں گے کہ لڑائی اس کا نام ہے۔ چونکہ یہ جواب صریحاً اعلان جنگ تھا اس لئے آپ نے ان کے محلے کا محاصرہ کر لیا۔ پندرہ روز تک وہ لوگ قلعہ بند رہے۔ آخر عبداللہ ابن ابی نے بیچ پڑ کر ان کی جلاوطنی کا فیصلہ کرا دیا۔ اور وہ سات سو اشخاص کی تعداد میں ملک شام کے ایک مقام میں جلاوطن کر دیے گئے سنہ ھ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو مقتولوں کے خون بہا کیلئے چندہ کر رہے تھے معاہد

کے موافق یہود کے قبیلہ بنو نضیر کو بھی شریک چندہ ہونا چاہئے تھا۔ اور اس غرض کے لئے آپ ان کے محلے میں تشریف لے گئے۔ ان لوگوں نے ادھر تو چندہ دینے سے صاف انکار کیا اور ادھر آپ کے قتل کی سازش کر کے ایک شخص کو ایک بڑا پتھر دے کر اس بالاخانہ پر چڑھا دیا۔ جس کی دیوار کے سائے میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے تھے کہ موقع پاکر یہ پتھر آپ پر گرا دے۔ آپ کو ان لوگوں کی اس غداری و مکر کا حال معلوم ہو گیا۔ فوراً وہاں سے چلے آئے اور ان کے محلے کا محاصرہ کیا جو پندرہ روز تک جاری رہا۔ بالآخر وہ لوگ اس شرط پر راضی ہو گئے کہ جسقدر مال و اسباب اونٹوں پر لیجا سکیں لیجائیں اور مدینے سے نکل جائیں ان لوگوں نے ضروری اسباب اٹھایا۔ فالتو اسباب چھوڑا۔ اپنے گھروں کو اپنے ہاتھوں سے ڈھایا اور اس شان سے نکلے کہ جشن کا دھوکا ہوتا تھا سب اونٹوں پر سوار تھے ۔ ساتھ باجہ بجتا جاتا تھا۔ عورتیں دف پر گیت گاتی جاتی تھیں۔ مدینے سے نکل کر یہ لوگ خیبر میں جا آباد ہوئے ؞

جنگ احزاب

قبائل عرب کا اجتماع عظیم

۵ھ ہجری کا بہت بڑا واقعہ جنگ احزاب یا غزوہ خندق ہے۔ بنو نضیر نے خیبر پہنچکر جوش انتقام میں یہ مصمم عزم کیا کہ مسلمانوں کے خلاف تمام عرب میں بغاوت کی آگ مشتعل کی جائے انہوں نے بیس با اثر سردار قبائل عرب میں بھیجے کہ تمام اہل ملک کو جنگ پر آمادہ کریں ؞

اس سر توڑ کوشش کا نتیجہ یہ ہوا کہ قریش مکہ اور یہود خیبر کے ساتھ آس پاس کے تمام جنگجو قبائل سے چوبیس ہزار کا خونخوار لشکر جمع ہو گیا جس کا سپہ سالار اعظم ابوسفیان تھا ؞

خندق

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اپنی جمعیت کو اس انبوہ عظیم کے مقابلہ کے لئے ناکافی پایا۔ تو حضرت سلمان فارسی کے مشورہ سے شہر کے گرد خندق کھود کر مقابلہ کرنے کی تجویز منظور فرمائی جو خاص ایران کا طریقہ جنگ تھا ؎

بر آں کز جنگ او باشی حصاری   چو تاب حملۂ دشمن نیاری

دس دس آدمیوں نے چالیس چالیس گز خندق تیار کی۔ صحابہ کام کرتے تھے اور یہ شعر ذوق و شوق میں پڑھتے جاتے تھے ؎

Marfat.com

نحن الذین بایعوا محمدا علی الاسلام ما بقینا ابدا

(ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہمیشہ کے لئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر اسلام کی بیعت کر لی ہے)

خندق کھودنے - پتھر توڑنے اور مٹی ہٹانے میں خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی صحابہ کو مدد دیتے تھے سینہ مبارک کے بال مٹی میں چھپ گئے تھے آپ ابن رواحہ کے یہ اشعار بآواز بلند پڑھتے تھے

اللھم لولا انت ما اھتدینا ولا تصدقنا ولا صلینا

نہیں اگر تیرا فضل و کرم نہ ہوتا تو ہم ہدایت نہ پاتے نہ زکوٰۃ دے سکتے نہ نماز پڑھ سکتے

فانزلن سکینۃ علینا وثبت الاقدام ان لاقینا

پس ہم پر تسکین نازل فرما اور اگر مقابلہ آپڑے تو ہم کو ثابت قدم رکھ

ان الاعداء قد بغوا علینا اذا ارادوا فتنۃ ابینا

دشمنوں نے ہم پر چڑھائی کردی ہے اگر وہ ہم کو دین سے برگشتہ کرنا چاہیں تو ہم یہ کبھی نہ ہونے دینگے

بنو قریظہ کی غداری

مسلمان صرف تین ہزار تھے - یہود کا ایک قبیلہ بنو قریظہ جو مسلمانوں کا حلیف تھا اس نازک وقت میں وہ بھی غداری پر آمادہ ہو گیا - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو سمجھانے کیلئے کئی بار نقیب بھیجے مگر انہوں نے صاف جواب دیا - کہ ہم نہیں جانتے محمد کون ہے ہم سے اس سے کوئی عہد و پیمان نہیں ہے۔

بنو قریظہ کا خیال تھا کہ اندرون شہر میں ہم غدر پھیلا دینگے اور باہر سے چوبیس ہزار کا جرار لشکر دھاوا بول دیگا تو مسلمانوں کا نام و نشان صفحہ ہستی سے مٹ جائیگا مگر ابھی معلوم ہو جاتا ہے - کہ ان غداروں کی اس ناپاک آرزو کا کیا حسرتناک انجام ہوا ہے

پیماں شکن ہر آئنہ گردد شکستہ حال

ان العھود عند ملوک النھٰی ذمم

انصار کی فراخدلی

ناچار مسلمانوں کو ایک ہزار جوان بنو قریظہ کی نگرانی کیلئے علیحدہ کرنا پڑا اور صرف دو ہزار آدمی چوبیس ہزار کے مقابلے میں رہ گئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے محاصرہ کی سختی دیکھ کر خیال فرمایا کہ ایسا نہ ہو انصار ہمت ہار جائیں - اس لئے آپ نے بنی غطفان سے اس شرط پر معاہدہ کرنا چاہا کہ مدینہ کی پیداوار کا ایک ثلث ان کو دیدیا جائے -

سعد ابن عبادہ اور سعد ابن معاذ کو جو رؤسائے انصار تھے بلا کر مشورہ کیا - دونوں نے عرض کی کہ یہ خدا کا حکم ہے تو انکار کی مجال نہیں لیکن اگر رائے ہے تو یہ عرض ہے کہ کفر کی حالت میں بھی کوئی زبردست

Marfat.com

سے زبردست طاقت ہم سے خراج لینے کی جرأت نہیں کرسکی اور اب تو اسلام نے ہمارا پایہ بلند کر دیا ہے۔ ان لوگوں سے جو بن آئے کر دکھائیں۔ انصار کا یہ استقلال دیکھ کر آپ کو اطمینان ہوا ؛

کفار کی فوج گراں مدینہ کے تین طرف اس زور و شور سے حملہ آور ہوئی کہ مدینے کی زمین لرز گئی اس معرکہ کی تصویر خود خداوند تعالےٰ نے یوں کھینچی ہے ؛ اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ۝ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا جسوقت کہ (دشمن) تم پر تمہارے اوپر کیطرف سے بھی ترے اور نیچے کیطرف سے بھی (چڑھے) اور جب (مارے خوف کے) تمہاری آنکھیں پھری کی پھری رہ گئی تھیں۔ اور کلیجے موہوں کو آ گئے تھے اور خدا کی نسبت تم (لوگ) طرح طرح کے گمان کرنے لگے تھے۔ اس موقعہ پر مسلمانوں کے استقلال کی آزمایش کیگئی۔ اور وہ خوب ہی جھڑ جھڑائے گئے ؛ (احزاب ۲۶)

یہ محاصرہ بیس روز تک رہا مگر خندق کیوجہ سے کفار کی کچھ پیش نہ گئی وہ باہر سے تیر اور پتھر پھینکتے تھے بعض من چلے بہادر خندق پھاند کر بھی حملہ آور ہوئے جن میں عمرو بن عبدود سب سے پیش پیش تھا یہ شخص عرب میں ہزار سوار کے برابر مانا جاتا تھا۔ ہر شخص اس کے مقابلے سے ہچکچاتا تھا حضرت علی تیغ و سپر لیکر اسکے مقابل ہوئے۔ عمرو نے تلوار کا وار کیا حضرت علیؓ نے سپر پر روکا تلوار سپر کو کاٹ کر پیشانی پر لگی۔ حضرت علیؓ نے وار کیا تو تلوار حریف کے شانہ کو کاٹ کر نیچے اتر آئی۔ حضرت علیؓ نے اللہ اکبر کا نعرہ مارا نوفل بھی خندق پھاند آیا تھا بھاگتا ہوا خندق میں گرا۔ حضرت علیؓ نے خندق میں اتر کر تلوار سے اس کا کام تمام کیا۔ اہل مکہ نے نوفل کی لاش لینے کیلئے دس ہزار درہم پیش کئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لاش دیدو قیمت درکار نہیں۔ مقابلہ شدت سے جاری تھا کہ کفار کا سامان رسد ختم ہو گیا۔ نیز ان میں تفرقہ پڑ گیا۔ سب سے بڑی بات یہ کہ اللہ کی قدرت سے نہایت زور کی ٹھنڈی ہوا چلی۔ سردی کا موسم تھا اور ٹھنڈی ہوا کا طوفان۔ کافروں کے چھکے چھوٹ گئے (اسی) بناء پر قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ نے اس بادِ صرصر کو مسلمانوں کیلئے نعمت سے تعبیر فرمایا ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْ... مسلمانو! خدا کے اس احسان کو یاد کرو جب کہ تم پر فوجیں آ پڑیں تو ہم نے ان پر آندھی بھیجی اور وہ فوجیں

Marfat.com

بھیجیں جو تم کو دکھائی نہیں دیتی تھیں (احزاب ع ۲)

کفار کو یہ وہم دامنگیر ہوا کہ یہ طوفان باد محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے روحانی تصرفات کا اثر ہے اسلئے انہوں نے بیدل ہو کر محاصرہ اٹھا لیا۔ اور تمام قبائل اپنی اپنی راہ لگے ؎

شکر ایزد کہ باقبال کلہ گوشۂ گل ؛ نخوت باد دے و شوکت خار آخر شد

بنو قریظہ کا جرم

محاصرین کی مصیبت سے رہائی ملی تو اب بنو قریظہ سے ان کی غداری و عہد شکنی کے متعلق جواب طلب کرنے کا وقت آیا۔ مگر وہ لوگ بجائے عذر کرنے کے قلعہ بند ہو کر لڑائی کیلئے آمادہ ہوئے ؛

بنو قریظہ کی یہ پہلی ہی غداری نہ تھی۔ بلکہ جنگ بدر میں بھی انہوں نے مسلمانوں کے حلیف ہونیکے باوجود قریش کو اسلحہ سے مدد دی تھی اور اس وقت رحم دل نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا قصور معاف کر دیا تھا۔ اب ان کا قلعہ بند ہو جانا قطعی اعلان جنگ تھا ناچار ان کا محاصرہ کرنا پڑا۔ آخر پچیس روز تک محاصرہ میں رہ کر وہ لوگ تنگ آگئے انہوں نے قبیلہ اوس کے مسلمانوں کو جن سے ان کا پہلے سے ربط وضبط تھا بیچ میں ڈالا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منوا لیا کہ بنو قریظہ کے معاملے میں سعد بن معاذ کو (جو اوس کے سردار قبیلہ تھے) اپنا منصف تسلیم کیا جائے جو فیصلہ سعد کر دے خدا کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسکو منظور کرے

بنو قریظہ قلعہ سے نکل آئے اور مقدمہ سعد بن معاذ کے سپرد کیا گیا خدا جانے بنو قریظہ کے یہودیوں اور اوس کے مسلمانوں نے سعد بن معاذ کو حکم بناتے ہوئے کیا کیا۔ امیدیں سعد ابن معاذ پر لگائی ہونگی مگر ضروری تحقیقات کے بعد اس جنگی مرد نے یہ فیصلہ دیا کہ بنو قریظہ کے جنگجو مرد قتل کیئے جائیں۔ عورتیں اور بچے مملوک بنائے جائیں اور مال تقسیم کیا جائے۔ یہ فیصلہ یہودیوں کی اپنی کتاب توریت کے احکام کے مطابق تھا۔ جس کا اقرار یہودی سردار حیی ابن اخطب نے قتل گاہ میں کیا اور اپنی خطا تسلیم کی ؛

ہمارے پاس اس بات پر یقین کرنے کے وجوہات موجود ہیں کہ اگر بنو قریظہ اپنا معاملہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کر دیتے تو ان کو بھی زیادہ سے زیادہ جو سزا دیجاتی وہ یہ ہوتی کہ جاؤ بنو نضیر کیطرح تم بھی خیبر جا آباد ہو جاؤ ؎

لطف و قہر او سراپا رحمتے ؛ آں بیاراں ایں باعدا رحمتے

آنکہ بر اعدا در رحمت کشاد ؛ مکہ را پیغام لا تثریب داد

جنگ خیبر

۷ھ ہجری کا عظیم الشان کارنامہ فتح خیبر ہے۔ یہ مقام مدینے سے آٹھ منزل پر واقع ہے۔ یہود کا بڑا وطن

قبیلہ بنو نضیر مدینہ سے جلاوطن ہو کر یہاں آباد ہوا تو اس کی تمام تر کوششیں اسلام کی بیخ کنی کے لئے وقف تھیں ان لوگوں نے مکہ جا کر قریش کے ذریعہ تمام عرب میں ایک عالمگیر بغاوت پھیلادی جس کا پہلا نتیجہ جنگ احزاب کی صورت میں نکلا اور یہ وہ جنگ تھی جس نے مرکز اسلام کو متزلزل کر دیا تھا اگرچہ اس وقت یہود اپنے ناپاک مقصد میں ناکام رہے مگر کوشش کرنیوالے دست وبازو جوڑ توڑ میں برابر مصروف تھے یہود نے پھر دوبارہ مدینے پر حملہ کرنے کی تیاریاں کیں۔ ایکطرف منافقین مدینہ سے سازباز کی۔ دوسری طرف بنی غطفان کے جنگ آزما و طاقتور قبیلہ کو یہ لالچ دیکر اپنی اعانت پر آمادہ کیا کہ خیبر کی پیداوار کا نصف حصہ ان کو دیا جائیگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حال معلوم فرماکر اس فتنہ کو اٹھنے سے پہلے دبانے کیلئے محرم ۷ھ کو ۱۶۰۰ کی جمعیت کیساتھ خیبر پر چڑھائی کی۔ فوج جب وانہ ہوئی تو عامر ابن اکوع جو دربار نبوت کے ایک مشہور شاعر تھے یہ رجز پڑھتے ہوئے آگے چلے

بنی غطفان

عامر ابن اکوع کا رجز

اَللّٰھُمَّ لَوْلَا اَنْتَ مَا اھْتَدَیْنَا
وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّیْنَا
فَاغْفِرْ فِدَاءً
لَکَ مَا اتَّقَیْنَا۔
وَاَلْقِیَنْ سَکِیْنَۃً عَلَیْنَا
وَثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَاقَیْنَا

الٰہی اگر تو (ہادی) نہ ہوتا تو ہم ہدایت نہ پاتے
اور نہ زکوٰۃ دیتے نہ نماز پڑھتے
پس ہم تیرے قربان جائیں جن حکموں کی بجا آوری
سے ہم ٹلتے رہے وہ ہم کو بخش دے
اور ہم پر تسلی نازل فرما
اور اگر دشمنوں سے مقابلہ ہو تو ہمکو ثابت قدم رکھ

عامر کا جوشیلا الحان اور عام دلوں پر ولولہ شجاعت کا غلبہ ان فقروں نے سب پر ایک وجد کی حالت طاری کر دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا یہ رجز کون پڑھ رہا ہے لوگوں نے عرض کیا عامر ابن اکوع۔ فرمایا یَرْحَمُہُ اللّٰہُ اللہ اس پر رحم فرمائے۔ یہ ان کے درجہ شہادت پر فائز ہونے کا اشارہ تھا جسکو خاص اسرار فہم صحابہ ہی سمجھتے تھے چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے ان کو اپنے حال پر کیوں نہ رہنے دیا کہ ابھی کچھ مدت اور ان کے ہمراہ بسر کرتے اور ہم ان سے مستفید ہوتے ؟

شہادت کی بشارت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نور نبوت کی روشنی میں یہ مناسب تدبیر سوجھی کہ افواج اسلام کو رجیع کے مقام میں اتارا جو غطفان اور خیبر کے درمیان ہے۔ جب غطفان معاہدہ کے موافق یہود کی

Marfat.com

مدد کیلئے مسلح ہو کر نکلے اور دیکھا کہ خود ان کا گھر خطرہ میں ہے۔ تو واپس چلے گئے اور یہود اکیلے رہ گئے خیبر کے کئی مضبوط قلعے تھے جو بفضل خدا یکے بعد دیگرے فتح ہوتے گئے آخر میں سب سے زیادہ مستحکم قلعہ قموص کی باری آئی۔ جو یہود کے نامی سردار مرحب کی تختگاہ تھا۔ جس کی طاقت ہزار سوار کے برابر مانی جاتی تھی اس قلعہ پر حملہ کرنے کیلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی نامور صحابہ کو فوج دیکر بھیجا مگر سب ناکام واپس آئے جب مہم میں زیادہ دیر ہوئی تو ایکدن شام کو آپ نے فرمایا کل میں اس شخص کو علم دونگا جس کے ہاتھ پر خدا فتح دیگا۔ اور جو خدا اور رسول خدا کو چاہتا ہے اور خدا اور رسول خدا اس کو چاہتے ہیں۔ صحابہ نے یہ رات نہایت امید و اضطراب میں کاٹی کہ دیکھئے یہ تاج فخر کس کے زیب سر ہوتا ہے۔

صبح کو دفعتاً بارگاہ نبوت سے آواز آئی۔ علی کہاں ہیں اور اس کا کسی کو شان و گمان بھی نہ تھا کیونکہ جناب امیر کی آنکھوں میں آشوب تھا اور وہ جنگ سے معذور تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگایا اور دعا فرمائی۔ جس سے اللہ نے ان کو صحت بخشی۔

فوج اسلام قلعہ پر حملہ آور ہوئی۔ مرحب یہ رجز پڑھتا ہوا قلعہ سے نکلا۔

قَدْ عَلِمَتْ خَيْبَرُ اَنِّیْ مَرْحَبٌ	خیبر جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں
شَاکِی السِّلَاحِ بَطَلٌ مُجَرَّبٌ	سلاح پوش ہوں دلیر ہوں۔ تجربہ کار ہوں

حضرت علی اس کے جواب میں رجز پڑھتے ہوئے آگے بڑھے۔

اَنَا الَّذِیْ سَمَّتْنِیْ اُمِّیْ حَیْدَرَا	میں وہ ہوں جس کی ماں نے اسے حیدر کے نام سے موسوم کیا ہے
کَلَیْثِ غَابَاتٍ کَرِیْهَةَ الْمَنْظَرَا	میں شیر بیشہ کی طرح بھیانک صورت رکھتا ہوں

مرحب بڑے طمطراق سے مقابل ہوا مگر ذوالفقار حیدری بجلی کیطرح چمکی اور گری۔ تو آہنی خود اور سر کو کاٹتی ہوئی جبڑے تک اتر آئی۔ اور ضربت کی آواز فوج نے سنی۔

قلعہ قموص کا محاصرہ بیس روز تک رہا۔ جنگ خیبر میں ۹۳ آدمی ہلاک ہوئے ۱۵ مسلمانوں نے شہادت پائی۔ بقیہ یہود نے سر اطاعت جھکا دیا اور اپنی پیداوار کا نصف حصہ بطور خراج پیش کیا۔ یہ درخواست منظور ہوئی۔ بٹائی کا وقت آتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عبداللہ ابن رواحہ کو بھیجتے۔ وہ غلہ کو دو حصوں میں تقسیم کر کے یہود سے کہتے کہ اس میں سے جو حصہ چاہو لے لو۔

Marfat.com

یہود اس عدل پر متحیر ہو کر کہتے۔ "زمین و آسمان ایسے ہی عدل سے قائم ہیں" ؛

جنگ موتہ

موتہ ملک شام میں ایک مقام ہے اس علاقے کے عیسائی فرمانروا شرجیل بن عمرو غسانی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سفیر حارث بن عمیر رضؓ کو جو آپکی طرف سے دعوت اسلام کا خط لیکر گیا تھا۔ قتل کرا دیا تھا۔ یہ ۸ھ کا واقعہ ہے۔ سفیر کا قتل بین الاقوامی تعلقات کے لحاظ سے ایک شرمناک قانون شکنی اور دنیا سے سلسلہ سفارت کے انقطاع کا پیش خیمہ تھا اسلئے اس ظالم حکمران کی تادیب ضروری تھی

زید ابن حارثہ

اس وقت تین ہزار کی فوج روانہ کیگئی اور زید ابن حارثہ اس کے افسر مقرر ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر زید شہید ہو جائے تو اس کی بجائے جعفر ابن ابیطالب فوج کی کمان کریں۔ اگر وہ بھی شہادت پاجائیں تو ان کی بجائے عبداللہ ابن رواحہ علم ہاتھ میں لیں اگر وہ بھی راہ خدا میں کام آئیں تو پھر مسلمان جس کو مناسب سمجھیں اپنا افسر بنالیں ؛

اس وقت نعمان نامی ایک یہودی بھی موجود تھا وہ بولا اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم سچا نبی ہے تو یہ سب مارے جائیں گے۔ پھر وہ یہودی ازراہ شرارت حضرت کے پاس گیا اور کہا وصیت کر جاؤ۔ کیونکہ تمہارا نبی سچا نبی ہے تو تم واپس نہ آؤ گے انہوں نے جواب دیا اَشْهَدُ اَنَّهٗ رَسُوْلٌ صَادِقٌ

رخصت کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل لشکر کو ہدایت کی ؛

جنگ کے متعلق ہدایات

اُغْزُوْا بِسْمِ اللّٰهِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ لَا تَعْدِرُوْا وَلَا تَغُلُّوْا وَلَا تَقْتُلُوْا وَلِيْدًا وَّلَا امْرَاَةً وَّلَا كَبِيْرًا فَانِيًا وَّلَا صَغِيْرًا لَا بِصَوْمَعَةٍ لَا تَقْرَبُوْا نَخْلًا وَّلَا شَجَرَةً وَّلَا تَهْدِمُوْا بِنَآءً ؛	اللہ کا نام لے کر اللہ کے ان منکرین حق سے جنگ کرو۔ دیکھو غدر نہ کرنا۔ خیانت سے بچنا۔ بچے کو۔ عورت کو بڈھے ضعیف کو عبادت گاہ کے گوشہ نشین کو قتل نہ کرنا۔ اور نہ کھجور اور کسی درخت کو کاٹنا۔ نہ کسی عمارت کو گرانا ؛

مقابلہ

عیسائی بادشاہ بجائے اس کے اپنی جہالت پر نادم ہوتا تھا مقابلہ کے لئے تیار ہو گیا اپنی فوج کے علاوہ آس پاس کے قبائل عرب کو جمع کر کے پوری ایک لاکھ فوج میدان میں اتاری اور مسلمانوں کیلئے تین اور سو کا مقابلہ تھا۔ مگر ان کے دل عذر بانی کَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً بِاِذْنِ اللّٰهِ

Marfat.com

آں نہ من باشم کہ روزِ جنگ بینی پشتِ من — آں منم کاندر میانِ خاک و خوں بینی سرے

معرکہ نہایت خونریز تھا۔ زید نے شہادت پائی تو جعفر ان کی جگہ قائم ہوئے۔ انہوں نے پچاس زخم کھائے مگر سب سامنے کی طرف آخر وہ بھی شہید ہوئے۔ عبداللہ بن رواحہ نے اس مہم کے فکر میں تین دن سے کھانا نہیں کھایا تھا۔ اس وقت کسی خیرخواہ کے کہنے پر پہلا لقمہ ہی منہ میں ڈالا تھا کہ جعفر کی شہادت کی خبر کان میں پہنچی فوراً لقمہ نکال کر پھینک دیا اور کہا اے نفس جعفر دنیا سے رخصت ہو گیا اور تو طعام سے لذت گیر ہو رہا ہے۔ اے نفس! اگر تو عورت سے دل بستہ ہے تو اسکو طلاق! غلاموں کا خیال ہے تو وہ سب آزاد مال و جائداد میں دل اٹکا ہے تو وہ اب للہ خدا میں خیرات! اب شہادت سے کیوں گریز ہے چل بسم اللہ یہ کہا اور تلوار سونت کر جا پڑے۔ اور دشمنوں کو مارتے گراتے شہید ہو گئے ؛

اس کے بعد مسلمانوں نے حضرت خالد ابن ولید کو اپنا سردار بنایا جنہوں نے اپنی بہادری سے دشمن کا مقابلہ کیا۔ آٹھ تلواریں ان کے ہاتھ سے ٹوٹیں اور ڈیڑھ دن کی سخت جنگ کے بعد اپنے سے چالیس گنی فوج کو شکست دی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی دن مدینے میں بیٹھے اسلام کی ان جلیل القدر ہستیوں کی شہادت اور نتیجہ جنگ کا حال بیان فرما دیا تھا۔ خالد کو سیف اللہ کا خطاب عطاء ہوا ؛ نتیجہ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن

ماہ ربیع الثانی کے پہلے جمعہ کا وعظ

فتح مکہ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا لِّیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ وَیُتِمَّ نِعْمَتَہٗ عَلَیْکَ وَیَھْدِیَکَ صِرَاطًا مُّسْتَقِیْمًا وَّیَنْصُرَکَ اللّٰہُ نَصْرًا عَزِیْزًا ھُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ السَّکِیْنَۃَ فِیْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِیْنَ لِیَزْدَادُوْٓا اِیْمَانًا مَّعَ اِیْمَانِھِمْ وَلِلّٰہِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ

كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۙ لِّيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَيُكَفِّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عِنْدَ اللّٰهِ فَوْزًا عَظِيْمًا ۙ وَّيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ الظَّاۗنِّيْنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوْءِ ۭ عَلَيْهِمْ دَاۗىِٕرَةُ السَّوْءِ ۚ وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ ۭ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا ۝

ترجمہ

اے پیغمبر! (صلح حدیبیہ سے گویا) ہم نے کھلم کھلا تمہاری فتح کرادی تاکہ (تم دین حق کی ترقی کیلئے اور کوشش کرو اور) خدا (اسکے صلے میں) تمہارے اگلے اور پچھلے گناہ معاف کرے۔ اور تم پر اپنے احسانات پورے کرے اور تمکو دین کے سیدھے راستے پر چلائے۔ اور خدا تمہاری زبردست مدد کرے۔ وہ (خدا ہی) تو تھا جس نے مسلمانوں کے دلوں میں تحمل ڈالا تاکہ ان کے (پہلے) ایمان کیساتھ اور ایمان زیادہ ہو۔ اور آسمان و زمین (کی مخلوقات) کے لشکر (سب) اللہ ہی کے ہیں۔ اور اللہ (ہر وقت کی مصلحت کا) جاننے والا (اور) حکمت والا ہے۔ تاکہ اللہ تعالےٰ ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو بہشتوں میں لیجا داخل کرے جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہونگی۔ وہ ہمیشہ ان میں رہیں گے۔ اور (تاکہ) ان پر سے ان کے گناہوں کو اتار دے۔ اور اللہ کے نزدیک یہ بڑی کامیابی ہے اور (تاکہ) منافق مردوں اور منافق عورتوں اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو سزا دے جو اللہ کے حق میں (طرح طرح کی) بدگمانیاں رکھتے ہیں۔ اب ہی مصیبت کے چکر میں آگئے اور خدا کا غضب ان پر (آ) نازل ہوا اور اس نے ان کو پھٹکار دیا۔ اور اس کے علاوہ اس نے ان کیلئے جہنم تیار کر رکھی ہے اور وہ بہت ہی) بری جگہ ہے (الفتح ع ۱)

ان آیات میں اللہ تعالےٰ نے فتح مکہ کی بشارت اور مشرکین و منافقین کے عبرتناک انجام کی اطلاع دی ہے کہ مشرکین نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علانیہ مکہ میں طرح طرح کی اذیتیں دیکر مدینے کیطرف ہجرت کر جانے پر مجبور کیا اور منافقین مدینہ میں آپ کو درپردہ ستانے پر کمربستہ رہے اب سرزمین مکہ اطاعت کا سر آپ کے قدموں پر جھکا دیتی ہے تو مشرکین کے منصوبے خاک میں مل جاتے ہیں اور فتح مکہ کے ساتھ سارا عرب آپ کے آگے سرنگوں ہونے لگتا ہے تو منافقوں کی غدارانہ جدوجہد کا خاتمہ اور ان کے مکرو فریب کا پردہ چاک ہو جاتا ہے اور ان کو خفیہ ساز باز کے لئے ٹھکانا نہیں ملتا۔

مشرکین و منافقین کی ناکامی

اے روبہک چرا نہ نشستی بجائے خویش
با شیر پنجہ کردی و دیدی سزائے خویش

فتح مکہ کے اسباب

تقدیر کے دفتر میں ساری دنیا کا استاد عرب قرار پاچکا تھا اور عرب کے روحانی کمالات کا مرکز مکہ ٹھیر چکا تھا۔ جس کیلئے ضروری تھا کہ یہ پاک و متبرک مقام سب سے پہلے شرک و بت پرستی کی نجاست سے پاک کیا جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی مقصد عظیم کو لیکر مبعوث ہوئے مگر شیاطین اور اخوان الشیاطین کی پے درپے مزاحمتوں نے پورے اکیس ۲۱ برس تک اس مقدس فرض کی ادائگی میں تاخیر ڈالدی اب اس تاخیر کی میعاد پوری ہوچکی تھی اور وہی قریش مکہ جن کی مخالفانہ جدّوجہد اسلام کے رستے آہنی بند بنی ہوئی تھی جاہلانہ غلطی سے خود اپنے ہاتھوں اس بند کو توڑ رہے ہیں جس سے سیلاب اسلام کو وادی مکہ کی طرف اپنے متلاطم بہاؤ کیلئے کھلا راستہ مل گیا۔

چو خواہد قضا سرنگونت کند　　بکردار بد رہنمونت کند

کسے راکہ برگشت روز بہی　　نگردد نصیبش مگر گمرہی

عمرہ کی تیاری

سنہ ۶ ہجری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبادت عمرہ بجالانے کیلئے مکہ کا عزم فرمایا مہاجرین کا دل مدتوں سے وطن کی یاد میں تڑپ رہا تھا اور انصار بھی بیت اللہ کی زیارت کیلئے بیتاب تھے اس لئے چودہ سو دیگر مشتاقان زیارت بھی آپ کے ہمرکاب ہوئے۔ چونکہ جنگ کا قصد نہ تھا۔ اس لئے کسی نے کوئی ہتھیار ساتھ نہیں لیا۔ صرف تلواریں جو عرب میں بمنزلہ عصائے سفر تھیں ہمراہ تھیں وہ بھی میانوں میں بند جب یہ قافلہ حدیبیہ کے مقام پر پہنچا جو مکہ سے ایک منزل پر واقع ہے تو مشرکین مکہ نے آپ کی آمد کا حال معلوم کرکے جنگی تیاری شروع کردی۔ ادھر سے بار بار اور باصرار کہا گیا کہ ہم جنگ کرنے نہیں آئے بلکہ ہمکو صرف زیارت کعبہ اور ادائے عمرہ مقصود ہے۔ مکہ کے بعض سنجیدہ لوگوں نے بھی کہا کہ دنیا جہان تو کعبہ کی زیارت سے مشرف ہو حیف ہے کہ بیچارے مسلمانوں کو ہی جبراً اس سے محروم رکھا جاتا ہے مگر شریر لوگ اس ضد پر اڑ گئے کہ ہم مسلمانوں کو زیارت بھی نہیں کرنے دیں گے آخر باہم صلح کی تجویز ٹھیری۔

عروہ ابن مسعود

اہل مکہ کیطرف سے ایک مشہور و موقر سردار عروہ ابن مسعود ثقفی صلح کی گفتگو کیلئے بارگاہ نبوی میں آیا۔ مگر شرائط طے نہ ہوسکیں۔ عروہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صحابہ کی حیرت انگیز عقیدت کا جو منظر دیکھا اس نے اس کے دل پر عجیب اثر کیا۔ قریش سے جاکر کہا میں نے قیصر و کسرٰے و نجاشی کے دربار دیکھے ہیں یہ عقیدت اور وارفتگی کہیں نہیں دیکھی۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بات کرتے ہیں تو سناٹا چھا جاتا ہے۔ کوئی شخص ان کیطرف نظر بھر کر نہیں دیکھ سکتا۔ وہ وضو کرتے ہیں تو پانی جو گرتا ہے اس پر خلقت

Marfat.com

ٹوٹ پڑتی ہے بلغم یا تھوک گرتا ہے تو عقیدت کیش ہاتھوں ہاتھ لیتے ہیں اور چہرہ اور ہاتھوں پر مل لیتے ہیں ؛

حضرت عثمان کی روانگی مکہ

آخر آپ نے گفتگوئے صلح کیلئے حضرت عثمان کو مکہ بھیجا۔ اہل مکہ نے ان کی پوری خاطر و مدارات کی اور کہا اگر تم چاہو تو کعبہ کی زیارت اور طواف کر سکتے ہو۔ انہوں نے کہا میری کیا بساط ہے کہ جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیارت و طواف نہ کریں آپ سے پہلے میں اس شرف سے مشرف ہونے کی جرأت کروں۔ یہ بات سن کر ان لوگوں نے حضرت عثمان کو نظر بند کر لیا ؛

قتل کی افواہ

بیعت رضوان

ادھر یہ خبر مشہور ہو گئی کہ حضرت عثمان قتل کر دئے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عثمان کے خون کا قصاص لینا فرض ہے۔ یہ کہکر آپ نے ایک ببول کے درخت کے نیچے بیٹھ کر صحابہ سے جان نثاری کی بیعت لی۔ ہر شخص نے پورے جوش کے ساتھ دست مبارک پر جان نثاری کا عہد کیا۔ یہ تاریخ اسلام کا ایک مہتم بالشان واقعہ ہے اور اس بیعت کا نام بیعت رضوان ہے۔ قرآن مجید میں اس واقعہ کا اور درخت کا ذکر یوں آیا ہے لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ط خدا مسلمانوں سے راضی تھا جبکہ وہ تیرے ہاتھ پر درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے پس خدا نے جان لیا جو کچھ ان لوگوں کے دلوں میں تھا تو خدا نے ان پر تسلی نازل کی۔ اور عاجلانہ فتح دی ؛

عہدنامہ

صحابہ کا جوش غیرت

آخر متواتر گفت و شنید کے بعد دس سال کیلئے صلح کا عہد ہو گیا۔ نہایت عجیب بات یہ ہے کہ صلح نامہ کی چھ شرطوں میں سے ہر شرط بظاہر مسلمانوں کے خلاف اور کفار کیلئے من مانی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلا لیت و لعل ہر شرط کو تسلیم کر کے عہد نامہ لکھدیا۔ جان نثاران اسلام کے دل جوش سے بے قابو ہوئے جا رہے تھے کہ یہ کیا ہو رہا ہے حتیٰ کہ حضرت عمر رضہ سے ضبط نہ ہو سکا۔ اور بے باکی کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ان شرائط صلح پر معترض ہوئے مگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کو یہ کہکر ٹھنڈا کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبر خدا ہیں جو کچھ کر رہے ہیں خدا کے حکم سے کر رہے ہیں

سورہ فتح کا نزول

اس سے عجیب تر یہ کہ دوسرے تیسرے دن سورہ فتح نازل ہوئی جس کی ابتدائی آیات ابھی آغاز تقریر میں تلاوت ہو چکی ہیں اور اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فتح کی بشارت دی گئی ہے۔ تمام مسلمان جس چیز کو اپنی شکست سمجھ رہے تھے۔ خدا نے اس کا نتیجہ فتح قرار دیا۔ حضرت عمر رضہ نے تعجب سے پوچھا کیا یہ فتح ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں فتح ہے احادیث میں مذکور ہے کہ

Marfat.com

صلح حدیبیہ ... فتح مکہ کا راز

اس سے حضرت عمرؓ کی تسکین ہوگئی اور وہ مدت العمر اپنی گستاخی پر نادم رہے جس کے کفارے میں نمازیں پڑھیں روزے رکھے غلام آزاد کئے آخر مابعد کے نتائج نے بھی دنیا کو بتلا دیا کہ صلح حدیبیہ فی الواقع مسلمانوں کی فتح عظیم کا دیباچہ بھی اور راز اس میں یہ تھا کہ۔ (۱) اس صلح سے مسلمانوں کو دشمنوں کی مزاحمت سے کچھ مدت کیلئے امن حاصل ہوگیا اور باطمینان دین حق کو ترقی دینے کا موقع میسر ہوا اس لئے شاق سے شاق شرائط پر بھی یہ موقع مل جانا غنیمت تھا (۲) شرائط پر رد و کد کرنے کی صورت میں ممکن تھا کہ معاملہ طے نہ ہوتا اس لئے بلا تکرار یہ شرائط تسلیم کر لی گئیں (۳) اگرچہ یہ شرائط بظاہر مسلمانوں کے خلاف تھیں مگر بالآخر وہ قریش مکہ کیلئے وبال جان ثابت ہونے والی تھیں اور اس امر کو پیغمبر کی دُور بین نگاہ ہی محسوس کر سکتی تھی چنانچہ اگلے سال ہی اہل مکہ نے بعض شرائط سے اپنی دست برداری کا اعلان کر دیا (۴) اب تک مسلمانوں اور کافروں میں مغایرت و منافرت کی ایک دیوار حائل تھی۔ اس صلح کے بعد اہل مکہ مدینے آنے جانے لگے اور اہل مدینہ بھی مکہ جاتے تھے۔ اس اختلاط سے اسلام کو موقع مل گیا کہ اپنی قوت جاذبہ سے کافروں کو اپنی طرف کھینچے۔ لکھا ہے کہ صلح حدیبیہ سے لیکر فتح مکہ تک جس قدر لوگ داخل اسلام ہوئے پہلے کبھی نہ ہوئے تھے۔ حضرت خالد (فاتح شام) اور عمرو ابن العاص (فاتح مصر) کا اسلام اسی زمانہ کی یادگار ہے (۵) آخر اہل مکہ کی بے صبر او چلبلی طبائع دو سال بھی معاہدہ پر قائم نہ رہ سکیں چنانچہ وہ لوگ عہد شکنی کے مرتکب ہو کر رہے اور اپنے ہی بنائے ہوئے کھیل کو خود بگاڑنے کے ملزم ٹھیرے گویا انہوں نے پہلے خود صلح حدیبیہ کے ذریعہ اسلام کیلئے یہ موقع بہم پہونچایا کہ وہ باطمینان اپنی قوت کو ترقی دے اور اب آپ ہی عہد شکنی کر کے اسلام کیلئے مکہ پر فاتحانہ یلغار کا راستہ کھول دیا۔ پس صلح حدیبیہ کے خواب کی تعبیر یہ تھی کہ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ؕ

بنو بکر و بنو خزاعہ کی باہمی جنگ

کفار مکہ کی عہد شکنی کا قصہ یہ ہے کہ بنو بکر اہل مکہ کے اور بنو خزاعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیف تھے معاہدہ حدیبیہ کی رو سے حلیف قبائل بھی دس سال تک ایک دوسرے سے متعرض نہیں ہو سکتے تھے۔ مگر بنو بکر نے دو ہی سال بعد بنو خزاعہ پر حملہ کر دیا اور قریش کے خود وہی سردار جن کے معاہدہ حدیبیہ پر دستخط تھے مثلاً عکرمہ ابن ابی جہل سہیل بن عمرو صفوان ابن امیہ نقاب پوش ہو کر بنو بکر کے ساتھ شریک حملہ ہوئے ؕ

غریب بنو خزاعہ نے امان بھی مانگی بھاگ کر خانہ کعبہ میں پناہ بھی لی اِلٰهَكَ اِلٰهَكَ اپنے خدا

کیلئے اپنے خدا کیلئے) کہکر التجائے رحم بھی کی مگر خونخوار دشمنوں نے جواب دیا لَآ اِلٰہَ الْیَوْمَ (آج خدا کوئی چیز نہیں) اور تیغ بیدریغ سے حدود حرم میں ان کا خون بہایا۔

بنو خزاعہ کی فریاد

ان مظلوموں میں سے چند اشخاص دوڑ کر بارگاہ نبوی میں فریاد لے گئے اور اپنی دردناک داستان عرض کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑا رنج ہوا۔ قریش کو کہلا بھیجا کہ یا تو مقتولان جفا کا خون بہا ادا کرو ورنہ معاہدہ حدیبیہ کے ٹوٹ جانے کا اعلان کرو۔ قریش نے کہا دوسری بات منظور ہے۔

عہد نامہ منسوخ

قریش کو عہد شکنی کے بعد اس کے بھیانک نتائج کا احساس ہوا تو پھر دوبارہ صلح کیلئے کوشش کرنے لگے ابوسفیان کو مدینے بھیجا وہ اکابر صحابہ کے پاس منتیں کرتا پھرتا رہا مگر بے سود آخر اسے ناکام واپس جانا پڑا۔

فتح مکہ کی تیاری

ادھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خفیہ طور پر مکہ کی تیاریاں کیں اتحادی قبائل کو شرکت کیلئے احکام بھیجدیئے حتیٰ کہ ۱۰؍ رمضان المبارک ۸ھ ہجری کو کوکبۂ نبوی نہایت عظمت و شان سے مکہ کیطرف بڑھا دس ہزار آراستہ فوجیں ہمرکاب تھیں راستے میں حضرت عباس ملے جو اہل و عیال سمیت بعزم ہجرت مدینے جارہے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا تمہاری ہجرت سب سے آخری ہے جسطرح میری نبوت آخری ہے اسباب مدینے بھیجدو اور خود ہمارے ساتھ چلو اسلامی افواج نے مکے سے ایک منزل پر مرالظہران کے مقام میں پڑاؤ ڈالا۔

ابو سفیان

ان واقعات کی بھنک قریش کے کانوں میں پڑ چکی تھی ابوسفیان کو صورت حالات بچشم خود دیکھنے کے لئے بھیجا حضرت عمرؓ نے ابوسفیان کو دیکھ کر چاہا کہ اس قدیمی دشمن اسلام کا سر قلم کردیا جائے اور بیشک اسکے سابقہ جرائم میں سے ایک ایک جرم اسکے خون کی قیمت ہوسکتا ہے۔ مگر عفو نبوی ان سب سے بالاتر تھا۔ جس نے اس کی جان بخشی کی اور ابوسفیان صدق دل سے اسلام لے آیا۔

لشکر اسلام جب مکے کیطرف بڑھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباسؓ سے ارشاد فرمایا۔ کہ ابوسفیان کو پہاڑ کی چوٹی پر لے جاکر کھڑا کردو کہ افواج الٰہی کا جلال اپنی آنکھوں سے دیکھے۔ کچھ دیر کے بعد جب فوج نے کوچ کیا اور دریائے اسلام میں روانی شروع ہوئی تو سب سے پہلے قبیلہ بنو سلیم کی جنگجو فوج ننگی تلواروں کیساتھ گزری جس کے سپہ سالار حضرت خالد بن ولید تھے۔ ابوسفیان کے مقابل پہنچ کر فوج نے تین بار اللہ اکبر کا نعرہ لگایا پھر زبیر ابن العوام کے پانسو چیدہ جوانوں کا دستہ سیہ پرچم اڑاتا ہوا سامنے سے گزرا پھر بنی غفار کا علم نظر آیا۔ جو ابوذر غفاری کے ہاتھ میں تھا پھر

بنو کعب کے پانسو سوار ان کے بعد قبیلہ مزنیہ کی ایک ہزار سپاہ ان کے پیچھے قوم جہینہ کے آٹھ سو تیغ زن ہتھیاروں میں ڈوبے ہوئے تکبیر کے نعرے مارتے ہوئے متعدد نشانوں کے ساتھ گذرے ابوسفیان ہر دفعہ مرعوب ہو ہو جاتا تھا۔ جب قوم اشجع کے تین ہزار بہادر آن بان کے ساتھ سامنے سے نکلے تو ابوسفیان کی زبان سے بے ساختہ یہ لفظ نکلے "آہ محمدؐ کے حق میں سب سے زیادہ دشمن یہی قبیلہ تھا" سب سے اخیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری آئی۔ جس کیلئے زمین کا ذرہ ذرہ خیر مقدم پکار رہا تھا۔ آپ اپنے ناقہ قصوی پر سوار تھے اور دائیں بائیں مہاجرین وانصار میں سے جانثاران خاص کی ڈھائی ڈھائی ہزار مسلح فوجیں ہمرکاب چل رہی تھیں۔ کوئی دنیاوی فرمانروا اس فاتحانہ سطوت و شوکت سے جا رہا ہو۔ تو اس کا طرۂ غرور آسمان سے چھونے لگتا ہے مگر خدا کے برگزیدہ نبی کی نظر سے اس پُر جلال یلغار میں بھی اس دن کا سماں اوجھل نہیں ہوا تھا جب آپ دشمنوں سے بچنے کیلئے آدھی رات کو شہر سے نکلے اور ایک ویران غار میں تین دن تک پناہ گزین رہ کر اسی سمت سے راہ غربت اختیار کی تھی اسلئے آپ کا سر مبارک تواضع وانکسار سے جھکا جا رہا تھا اور اس وقت آپ سورہ فتح تلاوت فرماتے جاتے تھے۔

داخلۂ مکہ

مکہ پہنچکر مقام حجون پر علم نبوی نصب کیا گیا اور افواج اسلام شہر میں داخل ہوئیں۔ اعلان کر دیا گیا کہ جو شخص ہتھیار ڈال دیگا یا ابوسفیان کے ہاں پناہ لیگا یا دروازہ بند کر لیگا اسکو امن دیا جائے گا۔

بت شکنی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے خدا کے گھر کو بتوں کی نجاست سے پاک کیا۔ جہاں اس وقت تین سو ساٹھ بتوں کی پوجا ہوتی تھی آپ ہر ایک بت کو لکڑی کی نوک سے ٹھوکے دیتے جاتے تھے اور یہ پڑھتے جاتے تھے جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا۔ حق آگیا اور باطل مٹ گیا۔ اور باطل مٹنے ہی کی چیز تھی۔

کلید کعبہ

عثمان ابن ابی طلحہ کو طلب فرمایا۔ جو کعبہ کا کلید بردار تھا۔ اس سے کنجی لیکر دروازہ کھلوایا اور آپ نے اندر داخل ہو کر نماز ادا کی۔ ابتدائے نبوت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ اسی عثمان سے کعبے کی کنجی مانگی تو اس نے دینے سے انکار کر دیا تھا آپ نے فرمایا اچھا تم دیکھ لینا ایکدن یہ کنجی میرے ہاتھ میں ہوگی اور میں جسے چاہونگا اسے عطا کرونگا عثمان نے منہ بنا کر جواب دیا تھا کیا اس روز قریش سب کے سب ذلیل وتباہ ہو جائیں گے؟ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ وہ اور بھی ذی عزت اور با اقبال ہونگے۔

پیشینگوئی

آج یہ پیشینگوئی پوری ہوئی کنجی آپ کے ہاتھ میں تھی۔ عباسؓ نے عرض کیا یہ کلید بنی ہاشم کو عطا کیجائے

Marfat.com

آپ نے فرمایا نہیں اَلْیَوْمَ یَوْمُ الْبِرِّ وَالْوَفَاءِ آج کا دن حسن سلوک اور وفا کا دن ہے پھر عثمان کو بلایا اور کنجی اس کو عطاء فرما کر ارشاد کیا کہ قیامت تک کوئی شخص تم سے یہ کنجی نہیں چھینے گا مگر ظالم چنانچہ یہ ودیعت سوا چودہ سو سال سے آج تک اسی کے خاندان میں چلی آتی ہے ؛

سرداران کا خوف

اسوقت مکے کے وہ بڑے بڑے سردار جمع ہوئے جن کے دل و دماغ کی طاقتیں اور دست و بازو کی قوتیں ۲۱ سال سے اسلام و مسلمین کو پامال کرنے میں صرف ہو چکی تھیں اب وہ دیکھ رہے تھے کہ کوئی دم میں ہماری شامت اعمال کیا رنگ لاتی ہے ؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کام سے فارغ ہو کر اس گروہ کی طرف توجہ فرمائی تو آپ چاروں طرف سے مطمح انظار تھے اور ہر کان قوم کی فرد جرائم اور حکم سزا سننے کا منتظر تھا مگر نبی الرحمۃ کے کلمات میں جو ہمیشہ صرف نصیحت و ہدائیت اور رحمت و رافت کے سانچے میں ڈھلے ہوتے تھے ان باتوں کا احتمال ہی عبث تھا۔ فرمایا :-

خطبہ

یَا مَعْشَرَ قُرَیْشٍ! اِنَّ اللّٰہَ قَدْ اَذْھَبَ عَنْکُمْ نَخْوَۃَ الْجَاھِلِیَّۃِ وَتَعَظُّمَ‍ہَا بِالْاٰبَاءِ ۝ اَلنَّاسُ مِنْ اٰدَمَ وَاٰدَمُ مِنْ تُرَابٍ ۝ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّاُنْثٰی وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ اے جماعت قریش خدا نے تمہارا جاہلانہ غرور اور نسب کا افتخار آج مٹا دیا۔ سب لوگ آدم کے فرزند ہیں اور آدم مٹی سے بنے ہیں (اللہ تعالے فرماتا ہے) لوگو! ہم نے تمکو ایک مرد (آدم) اور ایک عورت (حوا) سے پیدا کیا ہے اور خاندان اور قبیلے پہچان کیلئے بنائے ہیں اور خدا کے نزدیک شریف وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے ؛ خاتمہ تقریر پر آپ نے اس بات کا عقدہ بھی حل کر دیا۔ جس کیلئے حاضرین کے دل دھڑک رہے تھے۔ فرمایا

عفو عام

اِذْھَبُوْا اَنْتُمُ الطُّلَقَآءُ لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ یعنے جاؤ تم آزاد ہو۔ تم پر آج کوئی مواخذہ نہیں ہے

آنکہ بر اعدا درِ رحمت کشاد مکہ را پیغام لا تثریب داد

بیعت

اس کے بعد آپ کوہ صفا پر تشریف فرما ہوئے لوگ جوق جوق حاضر ہوتے تھے حضرت عمر رضی اللہ ایک ایک کو بیعت کیلئے پیش کرتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک سے بیعت کے وقت یہ اقرار (۱) میں خدا کے ساتھ کسی کو بھی اسکی ذات و صفات میں استحقاق عبادت میں اور استحقاق استعانت میں شریک

۲۔ میں چوری نہ کرونگا۔ زنا نہ کرونگا۔ خون ناحق نہ کرونگا۔ لڑکیوں کو قتل نہ کرونگا کسی پر بہتان نہ باندھونگا

۳۔ میں تا بمقدور امور حق میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طاعت کرتا رہونگا۔

اہل مکہ میں سے چند مجرم ایسے بھی تھے جن کی سزائے قتل کا فیصلہ صادر ہو چکا تھا اور ان کے سنگین جرائم اسی قسم کے تھے کہ اس عفو عام سے ان لوگوں کے مستفید ہونے کی مطلق امید نہیں ہو سکتی تھی مگر نبی الرحمت کا دریائے کرم اس سے کہیں زیادہ وسیع تھا:

عکرمہ (۱) عکرمہ ابن ابی جہل کو اسلام دشمنی اپنے باپ سے ورثہ میں ملی تھی وہ اسلام کو نقصان پہونچانے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگا چکا تھا اور خوب جانتا تھا کہ میرا کیا انجام ہوگا اس خوف سے تنگ شام کو بھاگ گیا۔ اس کی بیوی ام حکیم اس کے پیچھے پہنچی اور کہا کیوں مارے مارے پھرتے ہو چلو دربار نبوی میں ندامت کا سر جھکا دو ؎ بیا بنگر در شاہے کہ آنجا ٭ تجلی ہاست مشتاق تماشا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عکرمہ کو خجالت سے سر افگندہ آتے دیکھا تو آپ اس تپاک سے اس کی دلنوازی کیلئے اٹھے۔ کہ چادر بھی شانہ مبارک سے سرک گئی:

عبداللہ ابن ابی سرح (۲) عبداللہ ابن ابی سرح کا جرم نہایت سخت تھا کبھی کاتب وحی تھا۔ اغوائے شیطان سے مرتد ہو کر لوگوں سے کہنے لگا آیات قرآنیہ جن کو وحی سمجھا جاتا ہے میری ہی طبع زاد ہوتی تھیں اور یہ صاف ایوان رسالت کی بیخ کنی تھی۔ مگر جب تائب ہو کر آیا تو دامن عفو کے سایہ سے وہ بھی محروم نہ رہا:

ہبار ابن اسود (۳) ہبار ابن اسود وہ شخص تھا جس نے سیدہ زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پتھر مارے تھے جبکہ وہ ہودے میں بیٹھی مدینے جا رہی تھیں ان کا بچہ گر گیا حمل ساقط ہو گیا اور مدینے پہنچکر کچھ دنوں بعد اسی صدمہ سے وفات پائی دنیا میں کون ہے جو اپنے لخت جگر کے قاتل سے چشم پوشی کرے مگر جب وہ پشیمانی کے ساتھ حاضر دربار ہوا تو اس کے گناہ پر بھی قلم عفو پھیر دیا گیا:

ہندہ (۴) ابوسفیان کی بیوی ہندہ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو اپنے باپ عتبہ کے انتقام میں قتل کرایا تھا۔ پھر اس نے جوش انتقام میں لاش کا سینہ چاک کیا کلیجہ نکال کر چبایا۔ ناک کان کاٹ کر ان کا ہار پرویا اور اپنے گلے میں ڈالا۔ اس کا ایک ایک فعل اسے کشتنی وگردن زدنی قرار دے رہا تھا۔ مگر جب وہ ازراہ ندامت منہ پر نقاب ڈالکر بارگاہ نبوت میں آئی تو وہ بھی آپکے دامن عفو میں پناہ یاب ہوئی

وحشی (۵) چند یوم کے بعد حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل وحشی کو بھی معافی بخشی گئی یہ شخص اسلام کے ایک قوی تر

بازو کو توڑ ڈالنے کا مرتکب ہوا تھا مگر دریائے کرم کی طغیانی نے اس کو بھی اپنے داغ جرم کے دھل جانے کی امید دلائی۔ گردن خجلت جھکا کر آیا اور بیعت توبہ کیلئے ہاتھ بڑھایا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام سابقہ گناہوں کو مٹا دیتا ہے :۔

جنگ حنین

مکے کی نواح میں بنی ہوازن اور بنی ثقیف دو طاقتور قبیلے تھے جب مسلمانوں نے مکہ فتح کیا تو ان قبیلوں نے سوچا اگر ہم مسلمانوں کو شکست دیدیں تو اہل مکہ کے تمام باغات اور جاگیرات پر قابض ہو جائیں۔ اس خیال سے ان کے چار ہزار جنگ آزمودہ بہادر مکہ پر حملہ کرنے کیلئے وادی حنین میں آ اُترے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر معلوم ہوئی تو مدافعت کیلئے فوج لیکر وادی مذکور کیطرف کوچ فرمایا۔ اسلامی فوج بارہ ہزار تھی اور اس تعداد میں مکے کے نو مسلم اور بت پرست معاہد بھی شامل تھے جن کے قلوب ابھی اسلامی جوش شجاعت سے بہرہ ور نہ ہوئے تھے اور انہی لوگوں کے دستے فوج کے آگے تھے :۔

اسلامی فوجیں پورے سرو سامان سے آگے بڑھیں تو صحابہ کی زبان سے بے اختیار نکل گیا آج ہم پر کون غالب آسکتا ہے لیکن بارگاہ ایزدی میں یہ نازش پسند نہ تھی چنانچہ ارشاد باری ہے وَيَوْمَ حُنَيْنٍ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنكُمْ شَيْئًا وَضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ اور حنین کے دن کو یاد کرو۔ جب تم اپنی کثرت پر نازاں تھے لیکن وہ کچھ کام نہ آئی اور زمین باوجود وسعت کے تم پر تنگی کرنے لگی۔ اس غرور و خود پسندی کا ثمرہ یہ ملا کہ جب فوج اسلام ایک تنگ درے سے گذرنے لگی تو دشمن کے قدر اندازوں نے کمینگاہوں سے یکبارگی تیروں کی بارش شروع کر دی جس سے مقدمۃ الجیش کی نو مسلم جماعت بھاگ نکلی اور ان کے فرار سے ساری فوج اسلام کے پاؤں اکھڑ گئے :۔

شکست موقت

کس قدر نازک وقت تھا کہ تیروں کا مینہ برس رہا ہے۔ بارہ ہزار کی جمعیت معدودے چند جانثاروں کے سوا تتر بتر ہو چلی۔ مگر سرور عالم کے پائے ثبات میں جنبش نہیں آئی۔ مرکز حق اپنی جگہ سے نہیں ہٹا اور ایک پُر جلال آواز میں فرمایا

أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ

میں پیغمبر ہوں یہ جھوٹ نہیں میں عبد المطلب کا فرزند ہوں

حضرت عباس نہایت بلند آواز تھے۔ اور اس وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رکاب کے ساتھ تھے

انہوں نے نعرہ مارا یا معشر الانصار (اے گروہ انصار) یا اصحٰب الشجرہ (اے بیعت رضوان والو) اس پر اثر آواز کا کانوں میں پڑنا تھا کہ دفعتہً فوج پلٹ پڑی اور لڑائی کا رنگ بدل گیا۔ کفار بھاگ نکلے اور جو رہ گئے۔ وہ گرفتار تھے ؛

مال غنیمت

مال غنیمت میں چھ ہزار اسیران جنگ چوبیس ہزار اونٹ چالیس ہزار بکریاں چار ہزار اوقیہ چاندی ہاتھ آئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کے جدید الاسلام سرداروں کو بطور دلجوئی سو سو اونٹ دیے اور بعض کو بکریوں کے بڑے بڑے ریوڑ عطا فرمائے انصار میں سے بعض نوجوانوں میں یہ سرگوشیاں ہونے لگیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ہی قوم کے لوگوں کو انعامات سے مالامال کیا ؛ ہمارا خیال بھی نہ فرمایا۔ بعض بولے مشکلات میں تو ہماری یاد ہوتی ہے اور غنیمت اوروں کو ملتی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ چرچے سنے تو ایک خیمہ نصب کرا کر انصار کو بلایا اور ایک نہایت بلیغ خطبہ دیا جس کے آخر میں فرمایا کیا تم کو یہ پسند نہیں کہ اور لوگ اونٹ اور بکریاں لیکر جائیں اور تم صرف محمدؐ کو لیکر اپنے گھر آؤ ؛

انصار کی شکایت

انصار پر اس تقریر کا بڑا اثر ہوا۔ اکثر کا یہ حال تھا کہ روتے روتے داڑھی تر ہو گئی۔ آخری فقرے پر سب کے سب بے اختیار چیخ اٹھے کہ ہم کو صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم درکار ہے ؎

ہر کہ بارُوئے چو زر گشت از گدایان در است   مائل ما نے نشد سودائے جاہے ہم نکرد

اسیروں کی رہائی

اسیران جنگ اس قبیلے سے تھے جس سے آپ کی رضاعی والدہ (دایہ) حضرت حلیمہ سعدیہ تھیں رئیس قبیلہ زہیر بن صرد نے حاضر ہو کر آنحضرت سے مخاطب ہو کر کہا جو عورتیں چھپروں میں محبوس ہیں انہی میں تیری پھوپھیاں اور تیری خالائیں ہیں خدا کی قسم اگر سلاطین عرب میں سے کسی نے ہمارے خاندان کا دودھ پیا ہوتا تو اس سے بہت کچھ امیدیں تھیں اور تجھ سے تو اور بھی زیادہ امید ہے آپ نے فوراً اپنے خاندان کے حصے میں آئے ہوئے قیدیوں کو آزاد کر دیا اس پر مہاجرین و انصار فوراً ہی بول اٹھے کہ ہمارا حصہ بھی حاضر ہے ۔ اس طرح چھ ہزار قیدی دفعتہً آزاد ہو گئے ؛

مہم تبوک

رجب ۹ھ ہجری یہ مہم پیش آئی .... جنگ موتہ کے بعد رومی سلطنت نے عرب پر حملہ کرنے کی تیاریاں کر دی تھیں شام کے سوداگر جو عرب آئے انہوں نے اطلاع دی کہ رومیوں نے شام میں لشکر گراں جمع کر لیا ہے بہت سے قبائل عرب بھی مدد کیلئے شامل ہو گئے اور مقدمۃ الجیش بلقا تک آگیا

Marfat.com

غیرت اسلام مقتضی تھی کہ کفر کے حملہ آور ہونیسے پہلے ہی اسکے گھر پر اسے روک دیا جائے اس لئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رومی علاقہ پر چڑھائی کرنے کا حکم دیدیا سوء اتفاق یہ کہ سخت قحط اور شدت کی گرمی تھی ان حالات میں لوگوں کو گھر سے نکلنا بہت دشوار تھا - تاہم جان نثاران درگاہ کے لئے اتباع حکم کے مقابلے میں بڑی سے بڑی مصیبت بھی گوارا تھی ؎

موسم کی سختی

خسرو چو لاف عشق زدی از بلا مترس | زنیساں بر اہل عشق بے آزموں ود

مگر منافقین کا پردہ فاش ہو چلا - جو صرف نام کے مسلمان بنے ہوئے تھے - وہ خود بھی ہمراہی سے جی چراتے تھے - اور دوسروں کو بھی منع کرتے تھے - کہ

لَا تَنْفِرُوْا فِی الْحَرِّ گرمی میں نہ نکلو

منافقین کی بہانہ جوئی۔ جیش عسرت

رئیس المنافقین عبد اللہ ابن ابی لوگوں سے کہتا تھا - کہ اب محمدؐ اور ان کے ساتھی مدینے واپس نہ آسکیں گے - قیصران کو قید کر کے مختلف ممالک میں جلاوطن کردیگا ؛

اس مہم کا نام "جیش عسرت" بھی ہے یعنے "بے سامان فوج" چونکہ سامان کی نہایت کمی تھی اسلئے آپ نے چندہ جمع ہونے کی تحریک فرمائی - اور ارشاد ہوا ؛

مَنْ جَهَّزَ جَيْشَ الْعُسْرَةِ فَلَهُ الْجَنَّةُ ؛ جو شخص اس بے سامان فوج کو سامان دیگا بہشت پائیگا

صحابہ کا ایثار

حضرت عثمان خدا کے فضل سے غنی تھے انہوں نے تین سو اونٹ دئے اسلئے انکو مجہز جیش العسرۃ کا خطاب ملا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جس فراخ حوصلگی سے خدا و رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی رضامندی کے لئے اپنا مال خرچ کرتے تھے اس درجہ کو کوئی صحابی نہیں پہنچ سکا - حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دل میں کہا آج موقع ہے کہ خدا کی راہ میں اپنی حوصلہ مندی دکھلانے میں ابوبکرؓ سے سبقت لیجاؤں یہ سوچ کر اپنے سارے مال کے دو حصے کئے ایک حصہ اہل و عیال کیلئے رہنے دیا باقی نصف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کردیا آپ نے دریافت فرمایا کچھ مال اپنے اہل و عیال کیلئے بھی چھوڑا - عرض کیا اتنا ہی مال پیچھے چھوڑا ہے - تھوڑی دیر میں حضرت ابوبکر بھی اپنا مال لیکر حاضر ہوئے - حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان سے بھی پوچھا اہل و عیال کیلئے کچھ ذخیرہ چھوڑا ؟ عرض کی :-

اِدَّخَرْتُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ میں نے صرف خدا اور رسول کی خوشنودی کا ذخیرہ ان کیلئے

؎ در ضمیر ما نمی گنجد بغیر از دوست کس | ہر دو عالم را بدشمن دہ کہ ما را دوست بس

Marfat.com

ابو عقیل انصاری کا خلوص بھی تیرہ سو سال سے زینت تاریخ ہے ساری رات پانی نکال نکال کر ایک کھیت کو سیراب کیا تھا مزدوری پر چار سیر کھجوریں ملیں آج ان کی کائنات یہی تھی وہی کھجوریں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کھجوروں کو سب قیمتی مال پر بکھیر دو ۔

عاشق مفلس اگر نقد دلش کرد نثار

مکنش عیب کہ بر نقد روان قادر نیست

غرض آپ ان مجاہدین فی سبیل اللہ کی تیس ہزار جمعیت کیساتھ شدت کی لو، گرمی بھوک پیاس کی تکالیف کو صبر و استقلال کیساتھ سہتے تبوک کے مقام پر جا پہنچے جو نصاریٰ کی عملداری کا سرحدی مقام تھا لشکر اسلام کے سرحد پر پہونچنے کی خبر سے سرزمین شام کونج اٹھی مسلمانوں کی اس شجاعانہ پیشقدمی اور دلیرانہ بلند آہنگی سے مخالفوں کے دل لرز گئے۔ ان کے دل پر ایسا رعب چھایا کہ مسلمانوں پر حملہ کرنے کے جو ارادے تھے سب دھرے کے دھرے رہ گئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ماہ تک تبوک پر قیام فرمایا یہاں ایک روز بعد از نماز آپنے وہ خطبہ فرمایا جو تبلیغ و ہدایت کی جان اور فصاحت و بلاغت کی کان تھا۔ اس جامع و مانع اور قول دل تقریر کے پچاس جملے ہیں۔ جن میں سے ایک ایک جملہ بجائے خود عبرت و موعظت کا ایک دفتر ہے انشاء اللہ تعالےٰ کسی روز اس خطبے پر وعظ کہا جائے گا۔

اس علاقہ پر آپ کی نہ صرف فوجی و جنگی طاقت کا رعب چھا گیا بلکہ آپکے رحم و کرم حسن تعامل اور اعلیٰ اخلاق کا سکہ بھی دلوں پر بیٹھ گیا۔ یہاں مختلف عیسائی جماعتیں آباد تھیں جن کی متعدد ریاستیں تھیں جنکی حکومتوں کو قائم رکھا گیا۔ ان سے معاہدات کئے گئے اپنے مذہب پر قائم رہنے والے لوگوں کو آزادی دی گئی اور ان کی جان و مال کی حفاظت کے ذمہ وار مسلمان بنے۔ معاہدات میں جس فیاضی بے تعصبی بلکہ محبت کا پہلو ملحوظ رکھا گیا وہ آج تک زینت تاریخ ہے۔

دومۃ الجندل کا مشہور رئیس حاضر نہ ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد ابن ولید کو چار سو آدمی دیکر حکم دیا کہ جاؤ اکیدر کو پکڑ لاؤ۔ عرض کیا یا رسول اللہ مجھے اتنی تھوڑی سی جمعیت کیساتھ ان کتوں کے ملک میں بھیجتے ہیں۔ فرمایا جاؤ تم اس کو ایک پہاڑی پر شکار کھیلتا پاؤ گے۔ اور با آسانی گرفتار کر لو گے۔

Marfat.com

دیکھو! نبوت کی روشنی میں کس طرح غیبی امور آپ پر نمایاں ہو جاتے تھے۔ چنانچہ اس پیشگوئی کے ظہور کا کیا عجیب تماشا ہوا کہ خالد رات کے وقت قلعہ دومۃ الجندل کے قریب ایک پہاڑی پر پہونچا اس وقت چاندنی چھٹکی ہوئی تھی اکیدر اپنے زنانخانہ میں بیٹھا شراب پی رہا تھا۔ دفعتہً ایک پہاڑی گائے آئی اور اس نے قلعہ سے سر ٹکرایا اکیدر کی بیوی نے دریچہ سے سر نکال کر دیکھا اور اکیدر سے کہا کہ ایک پہاڑی گائے یہاں آنکلی ہے۔ اکیدر اس جانور کے شکار کا پہلے ہی عاشق تھا فوراً جام شراب ہاتھ سے رکھا محل سے اتر کر گھوڑے پر سوار ہوا۔ اس کا بھائی حسان بھی چند خادموں کیساتھ ہمرکاب ہوا گائے بھاگی بھاگی اس مقام پر آپہونچی جہاں خالد اور ان کے ہمراہی اکیدر کے گرفتار کرنے کی تدبیر سوچ رہے تھے۔ بس ایک ہی لمحہ میں گائے کا شکار اکیدر کے ہاتھ سے نکل گیا اور وہ خود خالد کا شکار ہو گیا۔ اس کے بھائی حسان نے مقابلہ کیا اور مارا گیا ہمراہی بھاگ گئے۔ اکیدر کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر کیا گیا اس نے آپ کی اطاعت قبول کرلی۔ لہذا اسے اسکی ریاست پر بحالی کر دیا گیا۔

آپ نے مع اصحاب تبوک سے مدینہ کی طرف مراجعت فرمائی ۔ کوکبۂ نبوی مظفر و منصور مدینے کے قریب پہونچا تو لوگ عالم شوق میں استقبال کو نکلے یہانتک کہ پردہ نشینان حرم بھی جوش میں گھروں سے نکل پڑیں اور لڑکیاں پھر وہی اشعار گاتی نکلیں جو آپ کے موقعۂ ہجرت مدینے داخل ہوتے وقت گائے تھے ؂

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَیْنَا	مِنْ ثَنِیَّاتِ الْوَدَاعِ
وداع کی گھاٹیوں سے	ہم پر چاند طلوع ہوا
وَجَبَ الشُّکْرُ عَلَیْنَا	مَا دَعَا لِلّٰہِ دَاعٍ

جب تک دنیا میں کوئی خدا کا پکارنے والا باقی ہے۔ ہم پر خدا کا شکر فرض ہے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

ماہ ربیع الثانی کے دوسرے جمعہ کا وعظ

نصرت رب الانام و وسعت دائرہ اسلام

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ وَاسْتَغْفِرْہُ اِنَّہٗ کَانَ تَوَّابًا ۔ اے پیغمبر

ترجمہ

جب کہ خدا کی مدد آ پہنچی اور (مکہ) فتح (ہوگیا) اور تم نے لوگوں کو (بچشم خود) دیکھ لیا کہ دین خدا (یعنی اسلام) میں جوق جوق داخل ہو رہے ہیں تو اپنے پروردگار کی حمد (وثنا) کے ساتھ (اس کی تسبیح وتقدیس) میں مشغول ہو جاؤ اور اس سے گناہوں کی معافی مانگو بیشک وہ بڑا توبہ قبول کرنیوالا ہے (النصر)

ساری دنیا کا دین

دین اسلام کوئی صرف عرب کا دین نہیں تھا کہ اس کی تبلیغ و اشاعت صرف عرب کی سرزمین تک محدود رہتی۔ بلکہ اللہ تعالےٰ کا یہ آخری پیغام ہدایت ساری دنیا کیلئے ہے ؀

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا (سورۂ سبا ع ۳)

اور (اے پیغمبر) ہم نے تمکو تمام (دنیا کے) لوگوں کیطرف (پیغمبر بنا کر) بھیجا ہے کہ (انکو ایمان لانے پر ہماری خوشنودی کی) خوشخبری سنا دو۔ اور (کفر کرنے پر ہمارے عذاب سے) ڈرا دو ؀

ناسخ ادیان

یہ دین دنیا بھر کے ادیان و مذاہب کو منسوخ کر کے تمام اقوام عالم کی نام ہدایت اپنے ہاتھ میں

هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ (صف ع ۱)

وہ (خدا) ہی تو ہے جس نے اپنے رسول (محمدؐ) کو ہدایت اور دین حق دیکر بھیجا تاکہ اس (دین) کو اور تمام دینوں پر غالب رکھے

پیغام رحمت

یہ دین پاک سارے جہان کے لئے بلا امتیاز نسل و ملک پیغام رحمت ہے ؀

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ (سورہ انبیاء ع ۷)

اور (اے پیغمبر) ہم نے تم کو تمام اہل جہان کیلئے رحمت (بنا کر) بھیجا ہے ؀

لہٰذا اب وقت آگیا کہ یہ دین حدود عرب سے نکل کر تمام عالم میں پھیل جائے۔ سنہ ۶ھ کا آغاز تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلاطین عالم اور امیران گردن افراز اقوام کے نام دعوت اسلام کے فرمان روانہ فرمائے اور سب کو یہ ارشاد ہوا کہ راہ راست خدا اختیار کرو ورنہ صرف تمہارے اپنے انکار کا وبال تم پر پڑیگا بلکہ ساری قوم کا وبال بھی تمہاری گردن پر ہوگا ؀ یہ فرمان جن حکمرانوں کیطرف گئے انہیں بعض کے نام یہ ہیں

(۱) نجاشی شاہ حبشہ (عیسائی) (۲) منذر ابن ساوی شاہ بحرین (مجوسی)

Marfat.com

(۳) جیفر شاہ عمان (مشرک) (۴) منذر ابن حارث حاکم دمشق (عیسائی) (۵) ہوذہ ابن علی حاکم یمامہ (عیسائی) (۶) مقوقس شاہ مصر (عیسائی) (۷) ہرقل شاہ روم عیسائی (۸) خسرو پرویز شاہ ایران (مجوسی) (۹) فروہ ابن عمر الجذامی گورنر معان (عیسائی)۔

دیکھیے سب کی طرف پیغام ایک۔ پیغام بھیجنے والے کا لہجہ تخاطب ایک اور اس کی نظر میں مخاطبین کی حیثیت و منزلت ایک مگر قسمت کے کھیل بھی عجیب ہیں کہ وہی پیغام ایک کیلئے دستاویز نجات بن جاتا ہے اور دوسرے کیلئے شقاوت ابدی کا حکم ثابت ہوتا ہے یُضِلُّ بِهِ كَثِيرًا وَيَهْدِي بِهِ كَثِيرًا ۔ طوطیاں در شکرستان کامرانی مے کنند ۔ وز تحیر دست بر سر مے زند مسکین مگس

(۱) نجاشی نے اس فرمان کی تعظیم کی اس کی قبولیت میں سر تسلیم خم کر دیا۔ فوراً مسلمان ہو گیا اور اخلاص و عقیدت سے لبریز جواب لکھا۔

(۲) منذر ابن ساوی شاہ بحرین بھی مسلمان ہو گیا اور اس کی رعایا کا اکثر حصہ بھی اسلام لے آیا اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں لکھا کہ میری رعایا کے کچھ یہودی اور مجوسی لوگ اسلام لانا منظور نہیں کرتے ان کے بارے میں کیا حکم ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھ بھیجا کہ ان کو اپنے اپنے مذہب پر آزاد رہنے دو۔ جزیہ لے لیا کرو۔

(۳) جیفر کئی دن تک اسلام اور پیغمبر اسلام کا حال پوچھتا رہا۔ آخر مسلمان ہو گیا۔

(۴) منذر ابن حارث حاکم دمشق خط پڑھ کر بہت بگڑا۔ اور کہا میں خود مدینے پر حملہ کرونگا۔ مگر سفیر کو باعزاز رخصت کیا۔

(۵) ہوذہ ابن علی حاکم یمامہ نے کہا اگر اسلامی سلطنت میں مجھے برابر کا شریک کیا جائے۔ تو مسلمان ہونے کیلئے تیار ہوں یہ دنیا پرست بادشاہ اس جواب سے چند روز بعد ہلاک ہو گیا

(۶) مقوقس شاہ اسکندریہ نے کہا مجھے یہ تو یقین تھا کہ ایک نبی آنیوالا ہے مگر یہ توقع نہ تھی کہ وہ عرب میں ہوگا بلکہ ملک شام میں مبعوث ہونے کی امید تھی۔ سر دست میں اسلام لانے کیلئے تیار نہیں مزید غور و فکر کے بعد کسی نتیجہ پر پہنچونگا پھر اس نے سفیر کو باعزاز و اکرام رخصت کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نامہ مبارک کو ایک عمدہ صندوقچی میں محفوظ رکھ لیا۔

لہ یہ نامہ مبارک اب مصری آثار قدیمہ سے برآمد ہوا ہے اور اسکے عکسی فوٹو شائع ہو چکے ہیں

Marfat.com

اور آپ کیلئے کئی عمدہ عمدہ تحفے بطور پیش کش بھیجے۔ جن میں دُلدل نام مشہور خچر بھی تھا ؛

(۷) ہرقل شاہ روم نے نامہ مبارک پڑھ کر بہت غور کیا اور کہا کہ اگر عرب کا کوئی آدمی یہاں آیا ہوا ہو تو اسے لاؤ۔ اتفاق سے ابوسفیان مل گیا جو اِن دنوں اسلام کا سخت مخالف تھا مگر جب وہ دربار میں آیا تو اس نے ہرقل کے ہر سوال کا صحیح صحیح جواب دیا جس سے ہرقل کا دل مائل باسلام ہو گیا۔ اہل سیرت نے ان کی گفتگو یوں نقل کی ہے ؛ **قیصر**۔ اس مدعی نبوت کا خاندان کیسا ہے ؛

ابوسفیان۔ شریف ہے ؛ **قیصر**۔ پیغمبر ہمیشہ اچھے خاندانوں سے پیدا ہوتے ہیں۔ ہاں اس خاندان سے کسی اور نے بھی نبوت کا اعلان کیا ہے ؟ **ابوسفیان**۔ نہیں ؛

قیصر۔ اگر ایسا ہوتا تو میں سمجھتا کہ یہ خاندانی خیال کا اثر ہے۔ اچھا تو اس خاندان میں کوئی بادشاہ گذرا ہے ؟ **ابوسفیان**۔ نہیں ؛ **قیصر**۔ اگر اس کے خاندان میں کوئی بادشاہ ہوتا تو سمجھا جاتا کہ اس کو بادشاہی کی ہوس ہے۔ ہاں یہ بتاؤ۔ اس کے پیرو کمزور ہیں یا صاحب اثر ؟

ابوسفیان۔ کمزور لوگ ہیں ؛ **قیصر**۔ پیغمبر کے ابتدائی پیرو ہمیشہ غریب لوگ ہوتے ہیں۔ بھلا اس کے پیرو بڑھ رہے ہیں یا گھٹ رہے ہیں ؛ **ابوسفیان**۔ بڑھتے جاتے ہیں ؛

قیصر۔ سچے مذہب کا یہی کرشمہ ہے کہ روز بروز ترقی کیا کرتا ہے۔ اچھا تو کبھی تم نے اسے دروغگو بھی پایا ؟

ابوسفیان۔ کبھی نہیں ؛ **قیصر**۔ جو شخص آدمیوں سے جھوٹ نہیں بولتا وہ خدا کے متعلق کیونکر جھوٹ بول سکتا ہے۔ وہ کبھی وعدہ خلافی اور بدعہدی بھی کرتا ہے ؟ **ابوسفیان**۔ اب تک تو نہیں کی لیکن جو ہمارا نیا عہد نامہ (حدیبیہ) اس کے ساتھ ہوا ہے اس میں دیکھیں وہ عہد پر قائم رہتا ہے یا نہیں ؛

قیصر۔ بیشک پیغمبر کبھی وعدہ خلافی اور فریب نہیں کیا کرتے۔ تم لوگوں نے کبھی اس سے جنگ کی ؟

ابوسفیان۔ ہاں ؛ **قیصر**۔ نتیجہ جنگ کیا رہا ؟ **ابوسفیان**۔ کبھی ہم غالب آئے اور کبھی وہ ؛

قیصر۔ نبیوں کو یہی حالات پیش آیا کرتے ہیں۔ ابتدائی حالت میں کبھی مغلوب بھی ہو جاتے ہیں۔ مگر بالآخر وہ تمام مخالفوں پر غالب ہوتے ہیں۔ تمہیں وہ کیا حکم دیتا ہے ؟

ابوسفیان۔ کہتا ہے ایک خدا کی عبادت کرو۔ کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ۔ نماز پڑھو پاکدامنی اختیار کرو۔ سچ بولو۔ صلہ رحمی کرو ؛ **قیصر**۔ اگر یہ باتیں سچ ہیں تو میری قلمرو تک اس کا قبضہ ہو جائیگا۔ مجھ کو یہ ضرور خیال تھا کہ ایک پیغمبر آنے والا ہے مگر یہ خیال نہ تھا کہ وہ عرب میں پیدا ہوگا

Marfat.com

میں اگر وہاں جا سکتا تو خود اس کے پاؤں دھوتا ؛

اس گفتگو کے بعد قیصر اسلام لانے پر آمادہ ہو گیا مگر اس کی اس گفتگو اور لہجہ تصدیق سے دربار کے پادری سخت برہم ہو رہے تھے۔ یہ حالت دیکھ کر قیصر نے قبول اسلام کا ارادہ ترک کر دیا۔ اس کے دل میں اسلام کی روشنی آچکی تھی۔ مگر وہ ہوس جاہ کی تاریکی میں بجھ کر رہ گئی ؛

(۸) خسرو پرویز شاہ ایران نصف مشرقی دنیا کا فرمانروا تھا۔ جب اس نے نامہ مبارک کا عنوان دیکھا **من محمد رسول اللہ الی کسریٰ عظیم فارس** تو آگ بگولا ہو گیا اور بولا میری رعایا کا ایک ادنیٰ شخص مجھے خط لکھنے کی جرأت کرتا ہے اور اپنا نام میرے نام سے اوپر تحریر کرتا ہے پھر اس نے اپنے گورنر یمن کو جس کا نام باذان تھا حکم بھیجا کہ اس "نئے نبی" کو گرفتار کر کے میرے پاس بھیج مگر اس سرمست بادۂ غرور کو کیا معلوم تھا کہ "یہ نیا نبی" جو اس کی دانست میں رعایائے سرکار کا ایک ادنیٰ شخص ہے روحانی اقالیم کا وہ تاجدار ہے جس کے ساتھ عالم غیب کی طاقت مصروف کار ہے وہ طاقت جس کی ایک ہی نگاہ جلال سے عنقریب کیانی شوکت واقتدار کا چراغ ہمیشہ کیلئے گل ہو جانے والا ہے

شاہ ایران

باذان نے ایک فوجی دستہ دو افسروں کی سرکردگی میں مدینے بھیجا اور فہمائش کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی طرح راضی کر کے شاہ ایران کے پاس لے جائیں اگر وہ جانا منظور نہ کریں تو پھر مجھے اطلاع دی جائے۔ جب یہ فوجی دستہ طائف پہونچا تو اہل طائف بہت خوش ہوئے۔ کہ اب محمد صلی اللہ علیہ وسلم جس کا سابقہ شاہ ایران کے ساتھ پڑ گیا ضرور تباہ ہو گا ؛

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مہمانوں کی مدارات کا حکم دیا اور فرمایا یہ لوگ کل کو حاضر ہوں دونوں افسر اگلے روز حاضر خدمت ہوئے تو جلال نبوت کا ان پر ایسا رعب چھایا کہ کانپنے لگے آپ نے فرمایا تمہا فرمانروا (شاہ ایران) آج کی رات (اپنے بیٹے شیرویہ کے ہاتھ سے) قتل ہو گیا جاؤ تحقیق کر لو ؎

لطیفہ

آمانند ہمچو غنچہ کلہ کج نہادہ اند	چوں گل زباغ سینۂ صد چاک مجبند

خسرو پرویز کیطرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلمات بھی لکھے تھے اَسۡلِمۡ تَسۡلَمۡ یعنے اگر تو مسلمان ہو جائے تو ایک آنیوالی بلا سے سلامت رہیگا۔ غور کیجئے یہ تہدید نہیں بلکہ اس کے سر پر آنیوالی ایک بلا کے متعلق پیشینگوئی ہے اور اس سے سلامت رہنے کا راستہ بتایا ہے ؎

در طوق بندگیش برو جاں بعافیت	ہر فاختہ کہ خدمت سرو رواں گرفت

Marfat.com

افسر یہ خبر سن کر واپس یمن گئے تو گورنر یمن باذان کے پاس سرکاری اطلاع آچکی تھی۔ باذان نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات و عادات پاک معلوم کرکے خصوصاً اس پیشگوئی کا معجزہ دیکھ کر اپنے اہل دربار سمیت مسلمان ہو گیا۔ جو سفیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نامہ مبارک لیکر شاہ ایران کے پاس گیا اس نے واپس آکر عرض کیا کہ بادشاہ نے حضرت کے نامہ اقدس کو چاک کر ڈالا۔ آپ نے فرمایا مزق ملکہ یعنی اس نے خط کیا چاک کیا ہے (حقیقت میں) اپنی دولت وحشمت کو پارہ پارہ کر لیا۔

اللہ اکبر! کیا مختصر اور پرجلال جملہ تھا۔ وہ عظیم الشان سلطنت جو چار پانچ ہزار برس سے آدھی دنیا پر کوس شاہی بجا رہی تھی اور سلاطین عالم اس کے باجگذار تھے۔ اس پیغمبری پیشگوئی کے مطابق آخر مسلمانوں ہی کے ہاتھ سے پارہ پارہ ہو کر اس طرح پیوند خاک ہوئی کہ پھر ساڑھے تیرہ سو سال سے آج تک روئے زمین پر اس کا نشان نہ ملا۔

لگاؤ کہیں کھوج کلدانیوں کا | بتاؤ نشاں آج ساسانیوں کا

(۹) فروہ ابن عمرو الجذامی سلطنت قسطنطنیہ کیطرف سے معان کا گورنر تھا۔ اور عرب کا جسقدر شمالی حصہ سلطنت روم کے قبضے میں تھا سب اس کے زیر حکومت تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف سے دعوت اسلام کا نامہ مبارک پہنچا تو اس نے اسلام قبول کرلیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ایک سفید رنگ کا قیمتی خچر ہدیہ بھیجا۔ جب شاہ قسطنطنیہ کو اس کے داخل اسلام ہونے کی اطلاع ملی تو اسے معزولی کیساتھ حاضر دربار ہونے کا حکم بھیجا۔ پہلے اسلام کو ترک کر دینے کی ترغیب دی گئی۔ مگر اس شیر مرد نے ہر بات کا جواب انکار میں دیا حکم ہوا کہ اسے قید رکھا جائے آخر اس کو پھانسی پر لٹکائے جانے کا فیصلہ صادر ہو گیا۔ چنانچہ شہر فلسطین کے عفرا نامی تالاب پر اسے پھانسی دے دی گئی۔ موت کے وقت اس نے یہ دردناک اشعار پڑھے ؎

الا ھل اتی سلمیٰ بان خلیلھا	کیا محبوبہ سلمہ کو یہ اطلاع مل چکی ہے کہ اس کا دوست
علی ماء عفرا فوق احدی الرواحل	عفراء کے تالاب پر ایک سانڈنی پر سوار ہو کر کوچ کر رہا ہے
علی ناقۃ لم یضرب الفحل امھا	ایسی سانڈنی پر جس کی ماں نے جفتی نہیں کی (دار مراد ہے)
مشذبۃ اطرافھا بالمناجل	اور اسکے اعضاء اوزاروں سے صاف کئے گئے ہیں

آہ! یہ وہ مردان حق تھے جو قبول حق کے آگے جان کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔

Marfat.com

در راہ او نثار کن ایں خردۂ حیات ؏ دنگہ نگاہ کن کہ چہ زد ہا ہے و ہند

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہدایت کا آفتاب تھی۔ جسکا مطلع اللہ تعالٰے نے عرب کو بنایا یہ آفتاب کفر و شرک کی تاریکیوں کو چاک کرتا ہوا مکے سے نکلا۔ مدینے جاکر اس کی روشنی تیز ہوئی سعادت مند لوگ اس روشنی سے مستفید ہوئے۔ بدبخت لوگوں کی آنکھیں اس کی تاب نہ لا سکیں وہ اپنے سر ٹکرا ٹکرا کر مر گئے۔ عرب کے گرد و دست علاقوں کے لوگ کفر و اسلام اور نور و ظلمت کے یہ معرکے دیکھ اور سن رہے تھے اور کچھ فیصلہ نہ کر سکتے تھے کہ دونوں میں سے کس کی جانب داری اختیار کریں وہ اس انتظار میں تھے کہ دیکھیں مسلمان غالب آتے ہیں یا قریش مکہ؟ کیونکہ وہ اپنے قدیمی معتقدات اور روایات کی بنا پر یقین رکھتے تھے کہ مکہ پر کوئی مقبول حق ہی قابض ہو سکتا ہے۔ پس ان کے نزدیک مسلمانوں کا مکے پر قابض ہونا ہی ان کی حقانیت کی دلیل ہو سکتی تھی؛

فیصلۂ عرب بر قبضۂ مکہ

آخر جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خداوند جل و علٰے کی تائید و نصرت سے مکہ مکرمہ کو فتح کر لیا اور کفر و شرک کی طاقتیں برسوں برسر پیکار رہ کر آخر نیست و نابود ہو گئیں تو تمام قبائل عرب کو اپنے اعتقادی معیار کے موافق اسلام برسرِ حق نظر آنے لگا؛

ظہور حق

علاوہ ازیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلٰے اخلاق، پاکیزہ تعلیم اور اصلاح ملک و قوم کے بے نظیر کارنامے تمام دلوں کو مسخر کر رہے تھے۔ بہت سے فرمانرواؤں نے سر اطاعت خم کر دئے کئی مقتدایان مذاہب نے آپ کے ارشاد پر گردن تسلیم خم کر دی۔ یہ باتیں بھی اقوام عرب کو اسلام کیطرف مائل کرنے میں کارگر ہو رہی تھی ؎ چوں مہر نیمروز نہ محتاج لشکریم ؏ تسخیرِ عالم از نگہِ پاک میکنیم

تسخیر قلوب

چنانچہ مہم تبوک کے بعد عرب میں اس سرے سے اس سرے تک آپ کی قبولیت کی ایک لہر دوڑ گئی۔ قبائل عرب اپنے منتخب لوگوں کے وفد پر وفد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں بھیجنے لگے کسی وفد کی غرض یہ تھی کہ آپ کے دست مبارک پر اسلام کی بیعت اور اپنی قوم میں اسلام کی اشاعت کرے۔ کوئی وفد جس کا قبیلہ پہلے سے اسلام لا چکا ہے اس غرض سے آتا تھا کہ اسلامی احکام معلوم کر کے ان پر کاربند ہو۔ بعض وفد اس غرض سے بھی آتے تھے کہ جس نبی کے اطراف ملک میں اس قدر چرچے ہیں۔ دیکھیں وہ کیا تعلیم دیتا ہے کس دین کی ہدایت کرتا ہے تاکہ اگر اس کا دین اچھا ہو تو اس کو قبول کر لیں جس قدر وفد ان دنوں آپ کی خدمت میں باریاب ہوئے ان کی کل تعداد ساٹھ کے قریب بتائی جاتی ہے۔

وفود کی آمد

Marfat.com

ان میں چند ایک وفدوں کا حال ہم سناتے ہیں:

وفد صداء

شہ ہجری کے وفود میں ایک وفد صداء تھا جو قبول اسلام کی غرض سے حاضر ہوا۔ ان لوگوں کے سردار زیاد نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ ہمارے ہاں ایک کنواں ہے سردی کے موسم میں اس کا پانی کافی ہوتا ہے۔ گرمی کے ایام میں وہ خشک ہو جاتا ہے تمام قوم مختلف علاقوں میں نکل کر یہ ایام پورے کرتی ہے۔ دعا فرمایئے کہ کنوئیں کا پانی ختم نہ ہو آپ نے فرمایا سات کنکریاں اٹھالاؤ زیاد لے آیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اپنے ہاتھ میں لیکر واپس دیدیا فرمایا ایک کنکری اللہ کا نام لیکر اس کنوئیں میں گرا دینا۔ زیاد کا بیان ہے کہ آپ کے ارشاد کے موافق عمل کرنے سے اس کنوئیں میں اس قدر پانی چڑھ آیا کہ ان کی تھاہ نہیں ملتی تھی:

وفد بنو ثقیف

سنہ کے وفدوں میں سے وفد بنی ثقیف تھا جسکو بنی ثقیف نے اس غرض سے بھیجا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات پر غور کر کے ان کے دین اختیار کرنے یا اپنے آبائی مذہب پر قائم رہنے کا فیصلہ کریں وفد کا سردار عبد یا لیل تھا۔ یہ طائف کا وہی سردار تھا جس کے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت سے پہلے تبلیغ اسلام کیلئے تشریف لیگئے اور وہ نہایت روکھائی بلکہ بدسلوکی سے پیش آیا تھا حتی کہ بستی کے غنڈوں اور شریر لڑکوں کو آپ کے پیچھے لگا دیا۔ جنہوں نے آپ کے پتھر مار مار کر ٹخنے لہو لہان کر دیئے تھے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں سے مراجعت فرماتے وقت کہا میں ان لوگوں کی تباہی کیلئے بد دعا نہیں کرونگا۔ کیونکہ اگر یہ لوگ خود اسلام نہیں لائیں گے تو ان کی نسلیں ایمان و اسلام سے بہرہ مند ہونگی:

جذبہ حق کی طاقت دیکھو کہ آج وہی عبد یالیل ایک عبد ذلیل بن کر آستانہ پر حاضر ہوتا ہے ان لوگوں کے لئے صحن مسجد میں خیمہ نصب کیا گیا انکو وہاں قرآن مجید سننے اور ایک جماعت کے صف بستہ بارگاہ حق میں سر بسجود ہونے دیکھنے کا موقع ملا تو ان کے قلوب مائل بحق ہوگئے حضور کے دست مبارک پر بیعت اسلام کرلی۔ بیعت سے پہلے یہ عرض کیا کہ ہمیں نماز سے معاف رکھا جائے۔ آپ نے فرمایا:

لَا خَیْرَ فِیْ دِیْنٍ لَیْسَ فِیْهِ رُکُوْعٌ | جس مذہب میں نماز نہیں اس میں کوئی خوبی نہیں۔

پھر انہوں نے عرض کیا اچھا ہمیں جہاد کیلئے نہ بلایا جائے نہ زکوٰۃ دینے پر مجبور کیا جائے آپ نے یہ شرط منظور فرمائی اور صحابہ سے فرمایا کہ اسلام کے اثر سے خود ہی یہ دونوں کام کرنے لگیں گے:

عبد یالیل نے چند اور مسئلوں پر بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کی جس کا شافی جواب پایا اس نے

Marfat.com

عرض کی یا رسول اللہ ۔۔۔۔۔۔ ہمارے لوگ اکثر وطن سے دور رہتے ہیں ان کیلئے زنا سے پرہیز مشکل ہے آپ نے فرمایا زنا قطعاً حرام ہے۔ اور اللہ کا حکم ہے ؛

لَا تَقْرَبُوا الزِّنٰى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّسَآءَ سَبِيْلًا ۝ (بنی اسرائیل ع ۴)

زنا کے قریب بھی نہ جاؤ بیشک وہ بیحیائی کا کام ہے اور برا راستہ ہے ؛

عرض کیا یا رسول اللہ! سود کے بارے میں کیا ارشاد ہے یہ تو ہمارا ہی مال ہوتا ہے۔ فرمایا اصل روپیہ واپس لے سکتے ہو۔ دیکھو اللہ فرماتا ہے ؛

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوٓا (بقرہ ع ۳۸)

اے ایمان والو! ڈرو اللہ سے اور چھوڑ دو جو باقی رہ گیا سود۔

عرض کیا یا رسول اللہ! شراب کے بارے میں کیا حکم ہے یہ تو ہمارے ہی ملک کا عرق ہے۔ اور اس کے بغیر ہم رہ نہیں سکتے۔ فرمایا شراب کو خدا نے حرام کر دیا ہے دیکھو فرمایا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (مائدہ ع ۱۲)

اے ایمان والو! شراب اور قمار۔ اور بت۔ اور فال کے تیر تو ناپاک شیطانی کام ہے۔ پس اس سے بچو تاکہ تم نجات پاؤ ؛

دوسرے روز حاضر ہو کر اس نے کہا۔ خیر ہم آپکی سب باتیں مان لیں گے۔ ربہ[1] لات (دیوی) کو کیا کریں آپ نے فرمایا اسے گرا دو۔ وفد کے لوگ چلّا اٹھے ہائے اگر ربہ کو ہمارے ارادے کی خبر ہو گئی تو وہ ہم کو ... کر دے گی اس کے گرانے کی ذمہ داری آپ خود لیں۔ فرمایا خیر اسکے گرا دینے والے بھی بھیج دیے جائیں جب وفد طائف میں پہنچا تو ان لوگوں نے ایک مصلحت سے اپنی اصلی رائے کو چھپا کر اہل وطن سے کہا ہمیں ایک نہایت سخت مزاج درشت خو شخص سے پالا پڑا جو ہمارے معبود لات کو توڑ ڈالنے اور شراب سود زنا سے ... رہنے کا حکم دیتا ہے۔ اہل وطن نے قسم کھا کر کہا ہم تو ان حکموں پر ہرگز عمل نہ کریں گے وفد نے کہا اچھا ہتھیار درست کرو۔ اور جنگ کی تیاری کرو۔ دو روز تک بنی ثقیف اسی ارادے پر قائم رہے پھر تیسرے روز کہنے ... بھلا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مقابلے کی ہم میں تاب کہاں ہے سارا عرب تو اس کا مطیع ہو گیا ہم بھی ...

[1] اہل طائف کا معبود مشہور بت لات تھا اور لات اِلٰہ کا مؤنث ہے اس مناسبت سے ان لوگوں نے اسے ربہ کہا جو رب کا مؤنث ہے ؛

اپنے آپکو تباہ کر لینگے۔ بہتر یہی ہے کہ جو کچھ وہ کہتا ہے مان لیا جائے اب وفد نے اصلی بات ان پر
ظاہر کی اور کہا صحیح بات یہ ہے کہ ہم نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو تقویٰ میں، وفا میں، رحم میں اور صدق میں
بڑھ کر پایا ہے۔ ہمکو اس سفر سے بڑی برکت حاصل ہوئی۔ ان لوگوں نے اہل وفد سے کہا تم نے آتے ہی
بات کیوں نہ کہدی اور اس راز کو ہم سے مخفی کیوں رکھا ہمکو ناحق پریشان کیوں کیا؟ وفد نے کہا ہمارا مدعا یہ تھا
تمہارے دل سے شیطانی غرور نکل جائے اس کے بعد تمام بنی ثقیف مسلمان ہو گئے؛

یہ سب کچھ ہوا مگر ربّہ (دیوی) کے بت کو توڑنا سخت دشوار نظر آتا تھا اتنے میں اسکو توڑنے کیلئے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے بھیجے ہوئے آدمی بھی بسرکردگی خالد ابن ولید رضی اللہ عنہ پہنچ گئے۔ انہوں نے لات کے توڑنے
کیلئے اس کا مندر کھولا تو تمام بستی میں ایک تہلکہ برپا ہو گیا۔ زن و مرد، بچے بوڑھے کوٹھوں پر چڑھ کر دیکھنے
اور ڈرتے تھے کہ دیکھئے اب کیا سے کیا ہونیوالا ہے۔ سب سے پہلے حضرت مغیرہ ابن شعبہ نے جو بنی ثقیف
سے تھے اور مہاجرین میں شامل تھے اس جوش کے ساتھ اس پر کلہاڑا مارا کہ اپنے زور میں خود گر پڑے۔
...کا گرنا تھا کہ بنی ثقیف چلا اٹھے وہ مارا! وہ ربّہ نے پچھاڑ دیا ہم نہ کہتے تھے ربّہ کا قصد کرنا خطرناک ہے
مغیرہ نے سب کو ڈانٹ بتائی اور کہا اہل ثقیف تم عجیب احمق ہو یہ پتھر کا ٹکڑا کیا کر سکتا ہے خدا کی پناہ

با شناسائی بیگانگان بر آمدہ ٭ تو آں نہ کہ بیک آشنا شوی خورسند

مغیرہ نے اس بت کو پاش پاش کر دیا۔ مسلمانوں نے مندر کی دیواروں پر چڑھ کر ان کو بھی منہدم کر دیا
بنیاد باقی تھی کہ پجاری کہنے لگا۔ مندر کی بنیاد ضرور ان کو غرق کر کے چھوڑیگی۔ مغیرہ نے یہ سنا تو بنیاد کا
ایک ایک پتھر بھی نکال ڈالا اور خدا نے ان لوگوں کے دلوں میں توحید کی بنیاد ڈالدی؛

اسی سال بنی عذرہ کا وفد تعلیمات دین سے بہرہ ور ہونے کیلئے باریاب ہوا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے پوچھا تم کون لوگ ہو عرض کیا ہم بنی عذرہ ہیں اور قصی کے ماں کیطرف سے بھائی ہیں۔ ہم نے ہی
قصی کو ترقی دلائی اور خزاعہ و بنی بکر کو مکہ سے نکالا تھا اسی لئے ہمکو قرابت بھی حاصل ہے اور نسب بھی
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مرحبا! مرحبا! ساتھ ہی یہ بھی بشارت سنائی کہ عنقریب شام فتح
ہو جائیگا۔ ہرقل تمہارے علاقے سے بھاگ جائیگا؛
پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو ارشاد فرمایا کہ کاہنوں سے سوال نہ کیا کرو اور جو قربانیاں
کرتے ہو اب نہ کرو۔ اب صرف عید الاضحی کی قربانی باقی رہ گئی یہ لوگ کچھ دنوں مدینہ طیبہ رہے۔ اور

پھر انعام و جائزہ لیکر رخصت ہوئے۔

۸ھ ہجری میں طارق ابن عبداللہ اپنے چند ساتھیوں سمیت مدینے پہونچکر مشرف باسلام ہوا۔ وہ اپنا سبق آموز قصہ خود بیان کرتا ہے کہ ایک مرتبہ میں سوق المجاز میں کھڑا تھا اتنے میں ایک شخص آیا جو پکار پکار کر کہتا تھا۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قُولُوا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ تُفْلِحُوا	لوگو! کہو لا الٰہ الا اللہ تا کہ تم نجات پاؤ۔

ایک دوسرا شخص اس کے پیچھے پیچھے آیا جو اسے کنکریاں مارتا تھا اور کہتا تھا۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ لَا تُصَدِّقُوهُ فَإِنَّهُ كَذَّابٌ	لوگو! اس کی بات نہ مانو۔ کیونکہ یہ بڑا جھوٹا ہے۔

میں نے پوچھا یہ کون کون ہیں۔ لوگوں نے بتایا یہ تو بنی ہاشم میں سے ایک ہے اپنے آپکو رسول اللہ کہتا ہے۔ دوسرا اس کا چچا عبد العزےٰ ہے (ابولہب کا نام عبد العزےٰ تھا) طارق کہتا ہے اسکے بعد برسوں گذر گئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کرکے مدینے تشریف لے گئے ایک مرتبہ ہماری قوم کے چند لوگ جن میں میں بھی تھا مدینے گئے تا کہ وہاں سے کھجوریں خرید کر لائیں۔ مدینے سے باہر ہم نے ڈیرا ڈالا اتنے میں ایک شخص آیا جس پر دو پرانی چادریں تھیں اس نے سلام کرکے ہمارا حال پوچھا پھر ہمارے ایک سرخ اونٹ کو دیکھ کر کہا یہ اونٹ بیچتے ہو ہم نے کہا ہاں اسقدر کھجوروں کے عوض دے سکتے ہیں اس پر اس نے کوئی بحث و تکرار نہیں کی اونٹ کی مہار پکڑ کر شہر کو لے گیا پیچھے ہم کو خیال آیا کہ اونٹ کو قیمت وصول کئے بدوں ایک اجنبی آدمی کے حوالے کردیا جس کا کھوج پتہ بھی کچھ معلوم نہیں بڑی غلطی ہوئی ہمارے ساتھ سردار قوم کی خاتون بھی تھی وہ بولی میں نے اس شخص کا چہرہ دیکھا تھا جو چودھویں رات کے چاند کیطرح منور تھا۔ اگر ایسا آدمی قیمت نہ دے تو میں ذمہ وار ہوں:

ہم یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ اتنے میں ایک شخص آیا۔ کہا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا ہے۔ اور قیمت شتر کی کھجوریں بھیجی ہیں (تمہاری ضیافت کی کھجوریں الگ ہیں) کھاؤ پیو اور قیمت کی کھجوروں کو ناپ کر پورا کرلو۔ جب ہم کھا پی کر سیر ہوگئے تو شہر میں داخل ہوئے۔ دیکھا وہی بزرگ مسجد کے منبر پر کھڑے یوں وعظ فرمارہے ہیں:

تَصَدَّقُوا فَإِنَّ الصَّدَقَةَ خَيْرٌ لَّكُمْ	لوگو! خیرات دیا کرو خیرات کا دینا تمہارے لئے

Marfat.com

اَلْیَدُ الْعُلْیَا خَیْرٌ مِّنَ الْیَدِ السُّفْلٰی اُمَّكَ وَاَبَاكَ اُخْتَكَ وَ اَخَاكَ وَاَدْنَاكَ فَاَدْنَاكَ	بہتر ہے۔ اوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے ماں کو باپ کو۔ بہن کو۔ بھائی کو دو۔ اور قریبی کو پھر دوسرے قریبی کو دو۔

وفد بنی تجیب

اسی سال بنی تجیب کے تیرہ آدمی حاضر ہوئے جن کا قبیلہ پہلے اسلام لاچکا تھا۔ یہ لوگ اپنے مال مواشی کی زکات بھی لائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مرحبا کہا اور فرمایا زکات کا مال اپنے ہی وطن کے محتاجوں پر تقسیم کردو۔ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہؐ یہ وہ مال ہے جو ہمارے وطن کے فقیروں کو دینے کے بعد بچ رہا ہے۔ جب ان لوگوں نے فرائض سنن اور قرآن مجید سیکھنے کی آرزو ظاہر کی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک میں ان کی محبت اور بھی زیادہ بڑھ گئی اور ان کی خاطر مدارات پہلے سے بھی زیادہ فرمائی اور رخصت کے وقت انکو تمام وفود سے زیادہ عطیات مرحمت کیے۔ پھر دریافت فرمایا تمہارے ساتھیوں میں کوئی باقی تو نہیں رہا۔ انہوں نے عرض کیا ایک نوعمر لڑکا باقی رہ گیا ہے جسکو ہم خیموں کی حفاظت کیلئے چھوڑ آئے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو بھی طلب فرمایا جب وہ مجلس مبارک میں حاضر ہوا تو عرض کیا یارسول اللہ میں بھی ان لوگوں میں سے ہوں۔ آپنے ان کی حاجات تو پوری کردیں۔ میری حاجات بھی پوری کیجئے۔ آپ نے فرمایا تمہاری حاجت کیا ہے؟ وہ بولا بخدا میں نے اس غرض سے سفر نہیں کیا کہ آپ مجھے دنیا کا مال عطا فرمائیں جیسے کہ دوسرے لوگوں کو عطا فرمایا ہے۔ یارسول اللہؐ میں اسلئے حاضر ہوا ہوں کہ آپ میرے حق میں خدا سے دعا کریں کہ وہ مجھے بخشے مجھ پر رحم کرے۔ میرے دلکو دنیا سے بے نیاز کردے میرے دل میں غنا ڈالدے ؎

ہیچ است گنج عالم اگر ہست دل غنی	دل چوں تونگر است بدنیا چہ حاجت است

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اسکو آخرت کا طالب شائق پایا اور اس کی بلند ہمتی ملاحظہ فرمائی تو سب سے زیادہ اس پر نظر عنایت مبذول فرمائی۔ اور اس کے لیئے دعا کی۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ وَارْحَمْهُ وَ اجْعَلْ غِنَاهُ فِیْ قَلْبِهٖ ط	الٰہی اس کو بخشدے، اس پر رحم کر۔ اور اس کے دل میں غنا ڈالدے۔

روایت ہے کہ وہ لڑکا آئندہ چل کر ایک نامی گرامی آدمی بنا۔ قوم نے اسکو دنیوی حیثیت سے اپنا امیر اور دینی لحاظ سے اپنا امام تسلیم کیا۔ یہ سب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت تھی۔

Marfat.com

وفد بنی بہراء

اسی سال بنی بہراء کے چند اشخاص مدینے آئے اور حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کے گھر کے آگے ڈیرا ڈال دیا۔ مقداد نے ان کا خیر مقدم کیا اور عرب کا مشہور طعام حَیس ان کے آگے رکھا۔ جو کھجور، ستو اور گھی ملا کر تیار کیا جاتا ہے۔ اس کھانے میں سے کچھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھی بھیجا حضور نے اس میں سے کچھ تناول فرمایا اور باقی ماندہ واپس بھیج دیا اب مقداد دونوں وقت وہی پیالہ ان مہمانوں کے آگے رکھ دیتے وہ مزے لے لیکر کھاتے اور خوب کھاتے مگر کھانا کم نہ ہوتا ان لوگوں کو یہ دیکھ کر حیرت ہوئی آخر ایکدن مقداد سے پوچھا ہم نے تو سنا تھا مدینے والوں کی خوراک ستو۔ جو وغیرہ ہے مگر تم ہمکو دونوں وقت وہ کھانا کھلاتے ہو جو ہمارے ہاں بہت عمدہ سمجھا جاتا ہے جو ہمکو میسر نہیں آسکتا اور پھر ایسا لذیذ کہ ہم نے کبھی ایسا کھایا نہیں۔

مقداد نے کہا دوستو! یہ سب کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت ہے۔ کیونکہ اس برتن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انگشتان مبارک لگ چکی ہیں۔

یہ سنتے ہی سب کا ایمان تازہ ہو گیا۔ اور سب بالاتفاق بول اٹھے "بیشک وہ خدا کے رسول ہیں"۔ یہ لوگ کچھ دنوں مدینے میں ٹھہرے۔ قرآن مجید اور احکام شریعت سیکھے اور واپس چلے گئے ؛

وفد بنی محارب

اسی سال بنی محارب کا وفد دولت اسلام سے بہرہ مند ہونے کی غرض سے حاضر خدمت ہوا۔ یہ دس اشخاص تھے اور اپنی ساری قوم کی طرف سے نمائندے بن کر آئے تھے۔ حضرت بلال ان کی خدمت پر مامور تھے۔ صبح و شام کا کھانا وہی لایا کرتے تھے ایکروز نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر سے عصر تک کا پورا وقت انکو دیا اس جماعت میں سے ایک شخص کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پہچان لیا اور اسے بغور دیکھتے رہے پھر فرمایا۔ میں نے تمکو کبھی دیکھا ہے اس نے عرض کیا بیشک حضور نے مجھے دیکھا بھی ہے اور مجھ سے گفتگو بھی فرمائی تھی۔ مگر میں نے اپنی جہالت سے حضور کو بدترین جواب دیا تھا یہ بازار عکاظ کا ذکر ہے جہاں حضور لوگوں کو ہدایت فرماتے پھرتے تھے آپ نے فرمایا ہاں درست ہے ؛

اس شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ اس روز میرے رفقاء میں سے بڑھ کر کوئی بھی حضور کا مخالف اور اسلام سے متنفر نہ تھا۔ وہ سب کے سب تو اپنے آبائی مذہب کے پیرو ہونے کی حالت میں وفات پا چکے مگر خداوند تعالےٰ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے آج تک زندہ رکھا حتیٰ کہ حضور پر ایمان لانا مجھے نصیب ہوا

بحمد اللہ کہ باز ہم دیدہ روشن شد بدیدارت
گرفتم قوت جاں از حقہ لعل شکر بارت

پھر اس شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! بحالت جہل مجھ سے جو گستاخی ہوئی ہے اسکے لئے دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرمائے آپ نے فرمایا اسلام ان سب باتوں کو مٹا دیتا ہے۔ جو کفر میں سرزد ہوئی ہوں

وفد بنی غامد

اسی سال بنی غامد کا وفد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حال معلوم کرنے کیلئے حاضر ہوا۔ جس میں دس آدمی تھے۔ مدینہ سے باہر ڈیرہ کیا ایک لڑکے کو اسباب کی حفاظت کیلئے چھوڑ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئے حضور نے پوچھا تم اپنے اسباب کے پاس کسکو چھوڑ آئے ہو۔ انہوں نے عرض کیا ایک لڑکے کو فرمایا تمہارے بعد وہ سو گیا ایک شخص آیا خورجی چرا کر لے گیا۔ وفد میں سے ایک شخص بولا یا رسول اللہ خورجی تو میری تھی فرمایا ہاں گھبراؤ نہیں وہ لڑکا اٹھا چور کے پیچھے پیچھے بھاگا اسے جا پکڑا اسباب صحیح سالم مل گیا ہے یہ لوگ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت سے اٹھ کر اپنے ڈیرے پر آئے تو لڑکے سے معلوم ہوا کہ ٹھیک اسی طرح سارا واقعہ گزرا تھا۔ یہ معجزہ دیکھتے ہی ان لوگوں کے سینے نور ایمان سے جگمگا اٹھے۔ اسی وقت مسلمان ہو گئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی بن کعب کو مقرر فرما دیا کہ انہیں قرآن مجید یاد کرائیں اور شرائع اسلام سکھائیں جب وہ واپس جانے لگے تو شریعت کے احکام ایک کاغذ پہ لکھوا کر انکو دیدئے گئے

وفد بنی سلامان

اسی سال بنی سلامان کا وفد دین اسلام کی تحقیق کیلئے حاضر ہوا اس میں سترہ آدمی تھے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت سے مستفید ہو کر اسلام لائے ان میں سے ایک شخص حبیب ابن عمر نے سوال کیا یا رسول اللہ سب اعمال سے افضل کیا چیز ہے آپ نے فرمایا "وقت پر نماز پڑھنا"۔

لآلی باشد صدف گوہر نماز — قلب مسلم را حج اصغر نماز

ان لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمارے ہاں بارش نہیں ہوئی دعا کیجئے۔ آپ نے دعا کی:

اَللّٰھُمَّ اسْقِھِمُ الْغَیْثَ فِیْ دَارِھِمْ | الٰہی ان کے علاقے میں مینہ برسا دے:

حبیب نے عرض کیا یا رسول اللہ دست مبارک ہاتھوں کو اٹھا کر دعا کیجئے۔ آپ نے تبسم فرمایا اور ہاتھ اٹھا کر دعا کی جب وفد اپنے وطن پہنچا تو معلوم ہوا کہ ٹھیک اسی روز بارش ہوئی تھی جس روز نبی نے دعا کی تھی

وفد بنی نخع

نصف محرم ۱۱ھ کو بنی نخع کا وفد حاضر درگاہ نبوی ہوا۔ اسکے بعد کوئی وفد نہیں آیا۔ کیونکہ اگلے ماہ صفر سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر آخرت کی تیاری کی اور ربیع الاول میں سرائے دنیا سے کوچ فرما کر رفیق اعلیٰ سے جا ملے۔ بنی نخع کے وفد میں دو سو اشخاص تھے اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اسلام لا کر

Marfat.com

آئے تھے۔ ان میں ایک شخص زرارہ بن عمرو تھا۔ اس نے عرض کیا یارسول اللہ میں نے راستے میں خواب دیکھے جو عجیب تھے آپ نے فرمایا بیان کرو۔

زرارہ نے عرض کیا میں نے ایک بکری دیکھی جس نے بچہ دیا ہے جو سفید اور سیاہ رنگ کا ابلق ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ نے پوچھا کیا تمہاری عورت کے بچہ ہونیوالا تھا اس نے کہا ہاں۔ فرمایا اسکے فرزند پیدا ہوا ہے جو تیرا بیٹا ہے۔ زرارہ نے پوچھا یارسول اللہ ابلق ہونے کے کیا معنے۔ فرمایا قریب آؤ پھر آہستہ سے پوچھا کیا تیرے جسم پر برص کے داغ ہیں جسے تم لوگوں سے چھپاتے ہو۔ زرارہ نے کہا قسم ہے اس خدا کی جس نے آپکو رسول بنا کر بھیجا کہ آج تک کسی کو میرے اس راز کی اطلاع نہ تھی آپ نے فرمایا یہ بچے پر اسی کا اثر ہے

زرارہ نے دوسرا خواب عرض کیا کہ میں نے نعمان ابن منذر کو دیکھا (یہ عرب کا ایک قدیم و مشہور بادشاہ تھا) کہ گوشوارے۔ بازو بند اور خلخال پہنے ہوئے ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی تعبیر ملک عرب ہے۔ جو اب آسایش و آرایش حاصل کر رہا ہے۔

پھر تیسرا خواب بیان کیا کہ میں نے ایک بڑھیا دیکھی جس کے کچھ بال سفید اور کچھ سیاہ ہیں اور وہ زمین سے نکلی ہے۔ آپ نے فرمایا یہ دنیا ہے۔ جسقدر باقی رہ گئی ؛؛

اسکے بعد چوتھا خواب عرض کیا کہ میں نے ایک آگ دیکھی جو زمین سے نمودار ہو کر میرے اور میرے بیٹے عمرو کے درمیان آگئی اور وہ آگ کہہ رہی ہے جھلسو جھلسو۔ بینا ہو کہ نابینا ہو۔ لوگو! اپنی غذا اپنا کنبہ اپنا مال مجھے کھانے دو۔ آپ نے فرمایا یہ ایک فتنہ و فساد ہے جو آخر زمانہ میں ظاہر ہوگا۔ زرارہ نے عرض کیا یہ کیسا فتنہ ہوگا؟ فرمایا لوگ اپنے امام کو قتل کر دینگے آپس میں پھوٹ پڑ جائے گی ایکدوسرے سے ایسے گتھ جائیں گے جیسے ہاتھوں کی انگلیاں پنجہ ڈالنے میں گتھ جاتی ہیں۔ بدکاران دنوں اپنے آپکو نیکوکار سمجھے گا مومن کا خون پانی سے بڑھ کر خوشگوار سمجھا جائے گا اگر تیرا بیٹا مر گیا تو تو اس فتنہ کو دیکھیگا۔ اگر تو مر گیا تو تیرا بیٹا دیکھ لیگا۔

زرارہ نے عرض کیا یارسول اللہ! دعا کیجیے کہ میں اس فتنہ کو نہ دیکھوں آپ نے دعا کی الٰہی! اسے اس فتنہ کو نہ دکھا۔ کچھ مدت بعد زرارہ کا انتقال ہو گیا۔ اس کا بیٹا عرصہ تک زندہ رہا خلیفہ ثالث حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں جو فساد رونما ہوئے وہ ان میں موجود تھا اور اس نے خلیفہ وقت کی بیعت کو بھی توڑ دیا تھا۔

حج کی سنت خلیلیہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے سے برابر چلی آتی تھی۔ عرب اور عرب سے باہر کے ممالک کے لوگ بت پرستی وغیرہ اپنے باطل ادیان کیساتھ اس سنت کے بھی پابند چلے آتے تھے مگر اسلام میں جو حج کی فرضیت

Marfat.com

میں نازل ہوئی۔ اس سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین سو حاجیوں کا ایک قافلہ مدینہ منورہ سے مناسک حج کی بجا آوری کیلئے روانہ فرمایا جس کے قافلہ سالار حضرت ابوبکر رضی نقیب اسلام حضرت علی رضی اور حضرات سعد بن وقاص رضی جابر رضی ابوہریرہ رضی وغیرہ معلم تھے :-

سنہ ہجری میں فتح مکہ کے ساتھ کعبۃ اللہ تین سو ساٹھ بتوں کی نجاست سے تو پاک ہو چکا تھا مگر بت پرستوں کی بے ادبیوں سے ابھی اسکو بچانا باقی تھا جن کا اپنے عقیدۂ شرک کی نجاست کے ساتھ اس پاک گھر میں داخل ہونا بجائے خود ایک بڑی بے ادبی تھی علاوہ ازیں وہ لوگ برہنہ ہو کر بیت اللہ کا طواف کیا کرتے تھے جو اس کی عزت و حرمت کے سخت منافی تھا :-

اس حج میں جسکو قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے حج اکبر کہا ہے ان تمام امور کا تدارک کیا گیا حضرت ابوبکر رضی نے مناسک حج کی لوگوں کو تعلیم دی یوم النحر میں خطبہ دیا جس میں حج کے مسائل بیان کئے اس کے بعد حضرت علی رضی نے کھڑے ہوئے سورۂ براءت کی چالیس آیتیں پڑھ کر سنائیں اور اعلان کر دیا کہ اب کوئی مشرک خانہ کعبہ میں داخل نہ ہو سکیگا نہ کوئی برہنہ حج کرنے پائیگا اور وہ تمام معاہدے جو مشرکین سے تھے ان کی بدعہدی کے سبب سے آج سے چار ماہ کے بعد ٹوٹ جائیں گے۔ حضرت ابوہریرہ وغیرہ نے اس اعلان کی ہر طرف منادی کر دی۔ اس اعلان کے بعد کفار عام طور سے مسلمان ہو گئے :-

سرائے شرع را چوں چار حد بست | بنا بر چار دیوار ابد بست
اساس شرع را ختم جہاں ست | شریعت ہا ازو منسوخ از آنست

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ اَصْحَابِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ بَارِکْ وَسَلِّمْ

ماہ ربیع الثانی کے تیسرے جمعہ کا وعظ

تکمیل دین اتمام نعمت اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا

Marfat.com

اَلۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا ط آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو کمل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور تمہارے لئے مذہب اسلام کو انتخاب کر لیا ؁ (سورہ مائدہ ع ۱)

آخری آیت

یہ آیت قرآنِ مجید کی سب سے آخری آیت ہے جس پر قرآن کا نزول ختم ہو گیا جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ روئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمر! تم کیوں روئے۔ عرض کیا میں اس لئے روتا ہوں کہ اس سے پہلے ہمارا دین یوماً فیوماً تکمیل پا رہا تھا۔ جب درجۂ کمال کو پہنچ گیا تو کمال کے بعد زوال ہے آپ نے فرمایا تم ٹھیک کہتے ہو۔ یہ آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب وفات کا پتہ دیتی تھی۔ کیونکہ جب قرآن مجید اختتام پذیر ہو گیا اور دین تکمیل کو پہنچ گیا تو آپ کا مقصد بعثت پورا ہو گیا پھر آپ کا دنیا کی بجائے اپنے رفیق کی کی طرف جانا یقینی ہے چنانچہ اس آیت کے نزول کے بعد آپ صرف اکاسی روز دنیا میں رہے (تفسیر خازن)

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ پر فتح بخشی اور کفار کے کبر و غرور اور جہالت وغیرہ سری کا طلسم ٹوٹ جانے سے اسلام پاک کیلئے راستہ صاف ہو گیا تو سورہ نصر نازل ہوئی

اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰہِ وَالۡفَتۡحُ وَرَاَیۡتَ النَّاسَ یَدۡخُلُوۡنَ فِیۡ دِیۡنِ اللّٰہِ اَفۡوَاجًا فَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّکَ وَاسۡتَغۡفِرۡہُ اِنَّہٗ کَانَ تَوَّابًا ط ۵

(اے پیغمبر!) جبکہ خدا کی مدد آ پہونچی اور (مکہ) فتح (ہو گیا) اور تم نے لوگوں کو (بچشم خود) دیکھ لیا کہ دین خدا (یعنے اسلام) میں جوق جوق داخل ہو رہے ہیں۔ تو اپنے پروردگار کی حمد (و ثنا) کے ساتھ (اس کی) تسبیح میں مشغول ہو جاؤ اس سے گناہوں کی معافی مانگو بیشک وہ بڑا توبہ قبول کرنیوالا ہے

اس سورۃ میں خداوند تعالےٰ کی نصرت اور فتح کا ذکر ہے اور فرمایا ہے کہ دیکھو اس فتح کے ساتھ ہی اطرافِ عرب کے قبائل انبوہ در انبوہ دینِ حق میں داخل ہونے لگے۔ بس اب مقصدِ بعثت پورا ہو چکا۔ اب اپنے پروردگار کی حمد و تسبیح اور استغفار میں لگ جاؤ؀

اس سورہ کے نزول سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ بات منکشف ہو گئی تھی کہ اب رحلت کا زمانہ قریب ہے کیونکہ فتح و نصرت پر شکر و امتنان کی ہدایت نہیں ہوئی بلکہ تسبیح و استغفار کا حکم ہوا ہے تو اس کا صاف مطلب یہی ہے کہ اب سارے دھندے چھوڑ کر درگاہِ حق میں رجوع و انابت کرنے کا وقت ہے اب ضرورت تھی کہ آخری مرتبہ مجمع عام میں شریعت کے تمام اصول

Marfat.com

اساسی کا ایک جامع و ہمہ گیر اعلان کر دیا جائے ؛

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد اب تک کوئی حج نہیں کیا تھا اور تعجب نہیں کہ اس فریضہ کی ادائیگی مصلحتاً اسی موقع کے لئے اٹھا رکھی ہو کہ زندگی کے آخری ایام میں امت اسلامیہ کے سواد اعظم کے سامنے دین و اخلاق کا کامل درس دے جائیں ؛

چنانچہ ذوالقعدہ ۱۰؁ ہجری میں اعلان ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حج کے ارادہ سے مکہ تشریف لے جا رہے ہیں یہ خبر بجلی کی طرح ہر طرف دوڑ گئی تمام قبائل عرب شرف ہمرکابی کیلئے امنڈ آئے ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ذوالقعدہ کی ۲۶ تاریخ کو ہفتہ کے روز حج کیلئے روانہ ہوئے ہجرت کے بعد آپ کا یہ پہلا حج تھا اور یہی آخری ۔ مدینہ سے چھ میل کے فاصلے پر ذوالحلیفہ ایک مقام ہے وہاں آپ نے غسل فرمایا تمام ازواج مطہرات بھی ساتھ تھیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ کے جسم مبارک پر عطر ملا اس مقام سے آپ نے احرام باندھا اور بلند آواز سے یہ کلمات کہے ۔

لَبَّیْكَ لَبَّیْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّیْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ ۔	اے خدا ہم تیرے سامنے حاضر ہیں ۔ اے خدا تیرا کوئی شریک نہیں ہم حاضر ہیں تعریف اور نعمت سب تیری ہے اور سلطنت میں تیرا کوئی شریک نہیں

راستے میں جگہ جگہ سے شائقین دیدار و عازمین حج کی جماعتیں اس مقدس کاروان کے ساتھ شامل ہوتی جاتی تھیں ۔ جہاں تک نگاہ کام کرتی تھی انسانوں کا ایک سمندر موجزن تھا ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لبیک کہتے تو ہر طرف سے خلق خدا کی اس ندا کی صدائے بازگشت سے دشت و جبل گونج اٹھتے اتوار کے روز ذوالحجہ کی چوتھی تاریخ کو صبح کے وقت آپ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے خاندان بنی ہاشم کے لڑکوں نے آمد آمد کی خبر سنی تو خوشی سے دوڑے آئے ۔ آپ نے فرط محبت سے اونٹ پر کسی کو اپنے آگے اور کسی کو پیچھے بٹھا لیا ۔ کعبہ نظر آیا تو دعا کی الٰہی اس گھر کو اور زیادہ عزت اور شرف عطا فرما پھر کعبہ کا طواف کیا ۔ طواف کے بعد مقام ابراہیم پر دوگانہ ادا کیا ۔ اس کے بعد کوہ صفا پر پہنچے ۔ اور یہ آیت پڑھی ؛

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ	صفا و مروہ خدا کی نشانیاں ہیں ؛

Marfat.com

یہاں سے کعبۃ اللہ نظر آیا تو یہ کلمات زبان مبارک پر تھے:-

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ وَاَنْجَزَ وَعْدَہٗ وَنَصَرَ عَبْدَہٗ وَھَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ ؕ	خدا کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ اس کا کوئی شریک نہیں اس کی سلطنت ہے اسی کیلئے حمد ہے وہ مارتا اور جلاتا ہے اور ہر شے پر قادر ہے کوئی خدا نہیں مگر وہ اکیلا خدا اور اس نے اپنے وعدہ کو پورا کیا اور اپنے بندے کی مدد کی اور اکیلے نے تمام مخالف جماعتوں کو شکست دی۔

آپ کی اس دعا میں اللہ تعالیٰ کی ان تمام عنایات عظیمہ کا شکر مضمر ہے کہ اس نے اپنے رسول برحق کو دشمنوں کی زبردست طاقتوں پر غلبہ بخشنے کا جو وعدہ فرمایا تھا وہ پورا کیا اس نے رسول کی تھوڑی سی جمعیت کو بار بار مدد دے کر دشمنوں کی بڑی بڑی افواج پر فتح دلائی۔ غزوہ خندق میں بدخواہ قبائل کے ان گنت لاؤ لشکر کو صرف اپنی قدرت کے کرشمے سے روبفرار ہونے پر مجبور کر دیا حتیٰ کہ حق و باطل کی ان متواتر کشمکشوں کے بعد حق کو غلبہ بخشا اور آج وہ اپنے پورے جاہ و جلال کیساتھ منظر عام پر جلوہ گر ہے ؎

کار و انے کہ بود بدرقہ اش لطف خدا | بہ تجمل بنشیند بجلالت برود

ذوالحجہ کی نویں تاریخ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم طلوع آفتاب کے بعد وادی نمرہ میں آئے اس وادی کے ایک جانب عرفات اور دوسری جانب مزدلفہ ہے۔ دن ڈھلے کے بعد یہاں سے روانہ ہو کر عرفات میں تشریف لائے تمام میدان سرتاسر لوگوں سے بھرا ہوا تھا اور ہر ایک شخص تکبیر تہلیل۔ تحمید اور تقدیس میں مصروف تھا اس وقت ایک لاکھ چوبیس ہزار کا مجمع احکام الٰہی کی تعمیل کیلئے ہمہ تن حاضر تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ناقہ قصویٰ پر سوار ہو کر میدان میں تشریف لائے اور ناقہ کے اوپر ہی سے خطبہ پڑھا۔

آج اسلام کا شہنشاہی دربار پوری شان و شکوہ کے ساتھ منعقد تھا خطبہ سلطنت خود تاجدار کونین سید الثقلین علیہ الصلوٰۃ نے یوں ارشاد فرمایا:-

(۱) یَا اَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ لَا اُرَانِیْ وَاِیَّاکُمْ نَجْتَمِعُ فِیْ ھٰذَا الْمَجْلِسِ اَبَدًا	لوگو! میں خیال کرتا ہوں کہ میں اور تم لوگ پھر کبھی اس مجلس میں اکٹھے نہیں ہونگے۔
(۲) اِنَّ دِمَاءَکُمْ وَاَمْوَالَکُمْ وَ	لوگو! تمہارے خون تمہارے مال اور

Marfat.com

أَعْرَاضَكُمْ حَرَامٌ عَلَيْكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا ؛

تمہاری عزتیں ایکدوسرے پر ایسی ہی حرام ہیں جیسا کہ تم آج کے دن کی اس شہر کی اس مہینے کی عزت کرتے ہو ؛

حساب اعمال

(۳) وَسَتَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ فَيَسْئَلُكُمْ عَنْ أَعْمَالِكُمْ أَلَا فَلَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ ضَلَالًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ ؛

لوگو! تمہیں عنقریب خدا کے سامنے حاضر ہونا ہے اور وہ تم سے تمہارے عملوں کی بابت سوال کریگا۔ خبردار میرے بعد گمراہ نہ بن جانا کہ ایکدوسرے کی گردنیں کاٹنے لگو ؛

رسوم جاہلیت کا ابطال

(۴) آج اسلام کا اقتدار پوری شان کیساتھ جلوہ گر تھا اس لئے جاہلیت کے تمام بیہودہ مراسم کے مٹ جانے کا اعلان فرمادیا :

أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ تَحْتَ قَدَمَيَّ مَوْضُوْعٌ

یاد رکھو جاہلیت کی ہر ایک بات کو میں آج اپنے قدموں میں پامال کرتا ہوں ؛

انتقام خون کا ابطال

(۵) عرب میں مقتول کے انتقام کا جوش بہت بری صورت اختیار کرلیتا تھا۔ ایک خون کی وجہ سے صدیوں تک خونریزیاں قائم رہتی تھیں آج اس جہالت کا بھی قلع قمع کردیا گیا اور سب سے پہلے آپ اپنا نمونہ پیش فرماتے ہیں

دِمَاءُ الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوْعَةٌ وَإِنَّ أَوَّلَ دَمٍ أَضَعُ مِنْ دِمَائِنَا دَمُ ابْنِ رَبِيْعَةَ بْنِ الْحَارِثِ كَانَ مُسْتَرْضِعًا فِيْ بَنِيْ سَعْدٍ فَقَتَلَتْهُ هُذَيْلٌ ؛

جاہلیت کے تمام انتقام خون باطل کردیے گئے اور پہلا انتقام خون جو میں اپنے قبیلہ کیطرف سے باطل قرار دیتا ہوں وہ ربیعہ بن حارث کے بیٹے کا خون ہے جو بنی سعد میں پرورش پاتا تھا بنی ہذیل نے اس کو قتل کردیا تھا ؛

سود کا ابطال

(۶) اہل عرب کی سودخواری ہندوستان کے مہاجنوں کے سودی کاروبار سے کچھ کم نہ تھی جسطرح یہاں سود کی چھری غریبوں کے گلے پر پھرتی رہتی ہے بلکہ اس سے بدتر حال عرب میں تھا۔ حضورؐ نے اس ظلم ناروا کی روک تھام بھی سب سے پہلے اپنے خاندان سے شروع فرمائی۔

وَرِبَا الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوْعَةٌ وَأَوَّلُ رِبًا أَضَعُ رِبَانَا رِبَا عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَإِنَّهُ مَوْضُوْعٌ كُلُّهُ ؛

اور جاہلیت کا سود باطل کردیا گیا۔ سب سے پہلے میں اپنے خاندان کا سود یعنی عباس ابن عبد المطلب کا سود باطل کرتا ہوں پس وہ سب باطل ہے ؛

Marfat.com

(۷) آج تک عورتوں کو ایک جائداد منقولہ سمجھا جاتا تھا جو قمار بازی کے داؤں پر بھی چڑھائی جا سکتی تھیں آج اس مظلوم جماعت کی داد رسی فرمائی گئی؛

فَاتَّقُوا اللّٰهَ فِي النِّسَاءِ فَإِنَّكُمْ أَخَذْتُمُوهُنَّ بِأَمَانِ اللّٰهِ وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللّٰهِ وَلَكُمْ عَلَيْهِنَّ أَلَّا يُوطِئْنَ فُرُشَكُمْ أَحَدًا تَكْرَهُونَهُ، فَإِنْ فَعَلْنَ ذٰلِكَ فَاضْرِبُوهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ وَلَهُنَّ عَلَيْكُمْ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ؛	ساتھ ہی اپنی بیویوں کے متعلق اللہ سے ڈرتے رہو۔ تم نے انکو اللہ کے نام کی ذمہ داری سے بیوی بنایا اور اللہ کے کلام سے تم نے ان سے فوائد زوجیت اپنے لئے حلال کئے اور تمہارا حق ان پر یہ ہے کہ تمہارے بستر پر غیر کو آنے نہ دیں جس کا آنا تمکو ناگوار ہو پھر اگر وہ ایسا کریں تو انکو معمولی دھول دھپے سے تنبیہ کر سکتے ہو جو تکلیف دہ نہ ہو۔ اور ان کا حق تم پر کھانا اور کپڑا ہے

دنیا میں کسی مذہب کی تعلیم اہل مذہب کی نفس پرستی کے ہاتھوں صحیح و سلامت نہیں رہ سکی آج ابدی مذہب کا پیغمبر اپنی امت کو ہدایت ربانی کا وہ مجموعہ سپرد کرتا ہے جس میں تا ابد تغیر نہیں آسکتا

قَدْ تَرَكْتُ فِيكُمْ مَا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُ إِنِ اعْتَصَمْتُمْ بِهِ كِتَابَ اللّٰهِ	میں تم میں وہ چیز چھوڑ چلا ہوں کہ اگر اسے مضبوط پکڑ لوگے تو پھر کبھی گمراہ نہ ہوگے وہ اللہ کی کتاب یعنی قرآن مجید ہے

(۹) نبوت کی روشنی میں مستقبل کا یہ نقشہ نظر آرہا تھا کہ دنیا میں بارہا نبوت کے مدعی پیدا ہونگے نئے نئے مذہبوں کی بنیاد رکھیں گے اور اپنی اپنی خاص جماعتوں کا نظام قائم کریں گے جس سے سادہ دل لوگوں کے گمراہ ہونے اور طالبان حق کے مبتلائے حیرت ہونے کا اندیشہ ہوگا خاتم النبیین نے یہ عقدہ بھی حل کر دیا اور حق پرست گروہ کو صحیح مسائل نجات کی تعلیم فرما دی جسکے بعد انکو کسی نئی شریعت یا نئے نبی اور اسکی نئی تعلیمات کی ضرورت باقی نہیں رہتی

أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي وَلَا أُمَّةَ بَعْدَكُمْ أَلَا فَاعْبُدُوا رَبَّكُمْ وَصَلُّوا خَمْسَكُمْ وَصُومُوا شَهْرَكُمْ وَأَدُّوا زَكٰوةَ أَمْوَالِكُمْ	لوگو نہ میرے بعد کوئی اور پیغمبر ہوگا نہ تمہارے سوا کوئی اور امت ہوگی۔ خوب سن لو کہ اپنے پروردگار کی عبادت کیا کرو پانچوں نمازیں پڑھو ماہ رمضان کے روزے رکھو اور اپنے مالوں کی

Marfat.com

طَيِّبَةً بِهَا اَنْفُسُكُمْ وَتَحُجُّوْنَ بَيْتَ رَبِّكُمْ وَاَطِيْعُوْا وُلَاةَ اَمْرِكُمْ تَدْخُلُوْا جَنَّةَ رَبِّكُمْ	زکوٰۃ خوشی خوشی دو اور بیت اللہ شریف کا حج کرو۔ اور اپنے حاکموں کی اطاعت کرو۔ پھر تم اپنے پروردگار کی بہشت میں داخل ہو گے

آخر میں فرمایا

اَنْتُمْ مَسْئُوْلُوْنَ عَنِّیْ فَمَا اَنْتُمْ قَائِلُوْنَ	تم سے میری نسبت خدا کے ہاں پوچھا جائیگا تم کیا جواب دوگے

اقرار اور شہادت — صحابہ نے عرض کیا ہم کہیں گے آپ نے خدا کا پیغام پہونچا دیا اور اپنا فرض ادا کر دیا۔ یہ سن کر آپ نے آسمان کیطرف انگلی اٹھائی۔ اور یہ کلمات کہے :۔

اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ ؛	الٰہی تو گواہ ہے ! الٰہی تو گواہ ہے !! الٰہی تو گواہ ہے ؛ !!!

حجۃ الوداع — خطبہ کے اختتام پر آپ نے سب مسلمانوں کو الوداع کہا اسی لئے اس حج کا نام حجۃ الوداع ہے ؛

تکمیل دین — عین اس وقت جب کہ آپ فرض نبوت ادا فرما رہے تھے وہ آیت نازل ہوئی جو وعظ کے آغاز میں پڑھی

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ؕ	آج میں نے تمہارے لئے دین کو مکمل کر دیا اور اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے مذہب اسلام کو انتخاب کر لیا ؛

قربانی — یوم النحر (۱۰ ذی الحجہ) کو نبی صلی اللہ علیہ سلم نے ۶۳ شتر اپنے دست مبارک سے اور ۳۷ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف سے ذبح کئے یہ قربانی منٰے کے مقام پر کیگئی جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے سے قربانی گاہ چلا آتا ہے مگر ساتھ ہی آپ نے فرمایا۔ کہ قربانی کیلئے منٰی کی خصوصیت نہیں بلکہ منٰی اور مکہ کی ایک ایک گلی میں قربانی ہو سکتی ہے ؛

طواف افاضہ — قربانی سے فارغ ہو کر نبی صلی اللہ علیہ سلم بیت اللہ شریف میں آئے اور طواف افاضہ ادا کیا۔ قربانی اور طواف میں سب نے آنحضرت صلے اللہ علیہ سلم کی پیروی کی اور ہزاروں اونٹ بھیڑ اور بھیڑیں قربانی کی گئیں ؛

حجۃ البلاغ — اس حج کا نام حجۃ الوداع کے علاوہ حجۃ البلاغ بھی مشہور ہے یعنے تبلیغ کا حج کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم نے اس حج میں تمام عرب کے سامنے اپنے قول و عمل سے نمونہ نظیر سے اور وعظ و تفہیم سے شریعت

Marfat.com

اسلام کا لب لباب پیش کر دیا۔ شعائر اللہ کی تعظیم دلوں پر منقش کر دی حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل کے سنن ہدیٰ کو زندہ کر دیا کفار کے مشرکانہ و جاہلانہ رسموں کو مٹا دیا توحید خالص کا مسئلہ رائج فرما دیا ؎

قفلہائے ناکشودہ ماندہ بود ۔۔۔ از کف انّا فتحنا بر کشود
ہست آثار محمدؐ المراد ۔۔۔ کل کشاد اندر کشاد اندر کشاد

آخر یہ کاروان حق نشان اپنے اپنے مقام کو روانہ ہو گیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین و انصار کے ساتھ مراجعت فرمائی۔ مدینہ منورہ کے قریب پہنچ کر سواد شہر پر نظر مبارک پڑی تو تکبیر و تہلیل کے ...

واپسی

اٰئِبُوْنَ تَآئِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ

لوٹے آرہے ہیں توبہ کرتے ہیں فرمانبردار ہیں زمین پر پیشانی رکھ کر اپنے پروردگار کی حمد میں مصروف ہو کر خدا نے اپنا وعدہ سچا کیا اور اپنے بندے کی نصرت کی اور تمام قبائل کو تنہا ...

آہ! اب وہ پُر الم ساعت قریب آرہی ہے کہ تاجدار کونین، شہریار حرمین، رونق بزم عالم فخر اولاد آدم دنیا کو داغ جدائی دے جائیں۔ اور ایک عالم کو اپنے فراق کی آگ میں تپاق و سوزاں چھوڑ جائیں ؎

روز وداع بایدم اول ز جاں گذشت ؛ برداشتن دل از تو بیکبار مشکل است

رحلت کی آمد

سورہ فتح کا نزول خاص خاص صحابہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب وفات کی اطلاع دے چکا تھا اور آپ نے بحکم فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ معمول سے زیادہ مشاغل تسبیح و تہلیل کے ساتھ سفر آخرت کی تیاری شروع کر دی تھی۔ اور حجۃ الوداع میں متعدد مرتبہ فرمایا کہ امید نہیں اگلے سال میں تم سے مل سکوں ؛

اعتکاف

سنہ کا رمضان آپکا آخری رمضان تھا پہلے آپ ہر رمضان میں دس یوم اعتکاف بیٹھتے۔ مگر اس مرتبہ بیس یوم اعتکاف بیٹھے اور اپنی جگر گوشہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہ سے اس کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ میری موت قریب ہے ؎ خویش را پیشتر از مرگ خبر باید کرد ؛ در حضر فکر سرانجام سفر باید کرد

سلہ شروع ہو گیا جو آپکی وفات کا سال ہے وفات سے ایک ماہ پیشتر مہاجرین و انصار کو طلب فرمایا اور خطبہ ذیل دیا :-

"لوگو مرحبا! خدا کی سلامتی۔ حفاظت اور نصرت تمہارے ساتھ ہو خدا تمہیں رفعت ہدایت اور توفیق عطا ...

Marfat.com

فرمائے خدا تمہیں اپنی پناہ میں رکھے آفات سے بچائے اور سلامت رکھے میں تمکو تقویٰ کی اور خدا ترسی کی وصیت کرتا ہوں اور تمکو خدا کے سپرد کرتا ہوں تم کو اپنا جانشین بناتا ہوں تمکو عذاب الٰہی سے ڈراتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ تم بھی لوگوں کو اس سے ڈراتے رہو گے تم کو لازم ہے کہ سرکشی۔ تکبر اور بڑھ کر چلنے کو خدا کے بندوں اور خدا کی بستیوں میں نہ پھیلنے دو۔ آخرت کا گھر انہی کیلئے ہے جو دنیا میں بڑھ کر نہیں چلتے۔ اور فساد نہیں کرتے۔ اچھی عاقبت صرف متقین کی ہے ؛

پیشین گوئی — پھر فرمایا "میں ان فتوحات کو دیکھ رہا ہوں جو تمکو حاصل ہونگی مجھے یہ ڈر نہیں رہا کہ تم مشرک بنجاؤ گے لیکن یہ ڈر ہے کہ دنیا کی رغبت اور فتنہ میں پڑ کر کہیں ہلاک نہ ہو جاؤ جیسے پہلی امتیں ہلاک ہو گئیں" ؛

آخر میں فرمایا "اسلام تم سب پر اور ان سب پر جو آج سے لیکر قیامت تک اسلام کی وساطت سے میری بیعت میں داخل ہوں" ؛

شہدائے احد — چند روز بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کوہ احد پر تشریف لیگئے اور شہدائے احد کی قبروں کے پاس کھڑے ہو کر الوداعی دعا کی۔ پھر ۱۸۔ ۱۹ صفر سلہ میں آدھی رات کے وقت جنت البقیع قرستان مدینہ میں جنت البقیع — تشریف لے گئے۔ شہدائے احد اور آسودگان بقیع کے پاس دونوں جگہ یہ رقت خیز کلمات فرمائے ؛

اِنَّا بِکُمْ لَلَاحِقُوْنَ | عنقریب ہم بھی تم سے آن ملنے والے ہیں

آغاز مرض — چند روز کے بعد مزاج مبارک ناساز ہوا یہ بدھ کا دن تھا۔ پانچ دن تک یہی حال رہا اور آپ علالت کی حالت میں بھی ہر روز از راہ عدل باری باری ایک ایک بیوی کے حجرے میں بسر فرماتے تھے پیر کے دن مرض میں شدت ہوئی تو ازواج مطہرات سے اجازت چاہی کہ حضرت عائشہ کے حجرے میں قیام فرمائیں کمال خلق اور غایت کرم کی وجہ سے صاف لفظوں میں مدعا ظاہر نہیں کیا بلکہ یوں پوچھا کہ کل مجھ کو کس گھر میں رہنا ہوگا۔ ازواج مطہرات نے مرضی مبارک سمجھ کر عرض کیا جہاں آپ چاہیں قیام فرمائیں ضعف اس قدر ہو گیا تھا کہ چلا نہیں جا سکتا تھا۔ حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ دونوں بازو تھام کر بمشکل حضرت عائشہؓ کے حجرے میں لائے ؛

حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہلے جب کبھی بیمار ہوتے تو یہ دعا پڑھ کر اپنے ہاتھ جسم مبارک پر پھیر لیا کرتے ؛

اَذْهِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ اِشْفِ | اے انسانوں کے پروردگار تکلیف کو دور کر۔

اَنْتَ الشَّافِيْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سُقْمًا ؕ	اور شفادے۔ شفا دینے والا تو ہی ہے شفا وہی ہے، جو تو دے ایسی شفا جو کسی مرض کو نہ رہنے دے

آپؓ فرماتی ہیں کہ اس مرض کے دنوں میں میں نے یہ دعا پڑھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں پر دم کر کے چاہا کہ جسم مبارک پر ہاتھوں کو پھرا دوں تو آنحضرتؐ نے ہاتھ پرے کر لئے اور فرمایا

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَاَلْحِقْنِيْ بِالرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى	الٰہی مجھے بخشدے اور مجھے رفیق اعلیٰ سے ملادے

وفات سے پانچ روز پہلے فرمایا:-

شرک سے بچنے کی ہدایت

ہم سے پہلے ایسے لوگ بھی ہوئے ہیں جو انبیاء و صلحاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بناتے تھے۔ تم ایسا نہ کرنا۔ خدا ان یہودیوں اور نصاریٰ پر لعنت کرے جنہوں نے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنایا ہے اے خدا میری قبر کو میرے بعد بُت نہ بنایا جائے کہ اس کی پرستش ہوا کرے۔ اس قوم پر خدا کا سخت غضب ہے جنہوں نے قبور انبیاء کو مساجد بنایا۔ دیکھو میں تمہیں اس سے منع کرتا رہا ہوں دیکھو میں تبلیغ کر چکا۔ خدایا تو اس پر گواہ ہے۔

ادائے حقوق

ایک روز سر پر رومال باندھا اور مسجد میں تشریف لائے سب کو جمع فرمایا انصار اور مہاجرین کے متعلق مفصل ہدایات فرمائیں پھر ارشاد کیا اگر کسی کا کوئی حق مجھ پر ہو تو طلب کرے۔ ایک نے عرض کیا کہ حضورؐ نے ایک مرتبہ مجھ سے تین درہم لیکر ایک فقیر کو دئے تھے۔ وہ اب تک نہیں ملے قرض اسی وقت ادا کیا

نائب امام

بیماری کے چودہ دنوں میں سے گیارہ دن تک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خود مسجد میں پہونچکر لوگوں کو نماز پڑھاتے رہے گیارھویں دن عشاء کی نماز کے وقت مسجد میں جانے کیلئے تین دفعہ آمادگی کی اور تینوں دفعہ وضو کرتے ہوئے بیہوش ہو گئے آخر فرمایا ابو بکرؓ نماز پڑھائیں۔ جب حضرت ابوبکرؓ ارشاد کے موافق آپکے مصلے پر جا کر کھڑے ہوئے تو ان پر اور اصحابہ پر ایسی رقت طاری ہوئی کہ رونے کی آواز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کانوں تک پہنچی اس وقت طبیعت میں کچھ سکون تھا اس لئے پھر مسجد میں تشریف لیگئے جماعت کھڑی ہو چکی تھی اور حضرت ابوبکر نماز پڑھا رہے تھے آپ کی آہٹ پاکر پیچھے ہٹنے کو تھے۔ کہ آپ نے اشارے سے روکا اور ان کے پہلو میں بیٹھ کر نماز پڑھائی یعنی آپکی اقتداء حضرت ابوبکر اور حضرت ابوبکر کی اقتداء دوسرے لوگ کرتے تھے۔

نماز کے بعد آنحضرتؐ نے ایک خطبہ دیا جو آپ کی زندگی کا سب سے آخری خطبہ تھا۔ آپ نے فرمایا۔

Marfat.com

آخری خطبہ

"خدا نے ایک بندہ کو اختیار فرمایا ہے کہ خواہ دنیا کی نعمتوں کو قبول کرے یا خدا کے پاس (آخرت میں) جو کچھ ہے اس کو قبول کرے لیکن اس نے خدا ہی کی نعمتیں قبول کیں" ؎

دل کز تو بوئے یابد در گلستاں نپوید | جاں کز تو رنگ بیند اندر جہاں نگنجد

یہ سن کر حضرت ابوبکر رضؓ رو پڑے لوگوں نے انکی طرف تعجب سے دیکھا کہ آپ تو ایک شخص کا واقعہ بیان فرمارہے ہیں یہ رونے کی کونسی بات ہے لیکن ابوبکرؓ کا سا رازدار نبوت اس نکتے کو سمجھ سکتا تھا۔ کہ وہ بندہ خود محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں آپ نے اپنی تقریر کا سلسلہ جاری رکھا اور حضرت ابوبکر رضؓ کی تشفی ان کلمات سے فرمائی ؎

"سب سے زیادہ میں جس کی دولت اور محبت کا ممنون ہوں وہ ابوبکر رضؓ ہیں اگر میں دنیا میں کسی کو اپنی امت میں سے اپنا دوست بنا سکتا تو ابوبکر کو بناتا لیکن اسلام کا رشتہ دوستی کیلئے کافی ہے مسجد کے رخ کوئی دریچہ ابوبکر رضؓ کے دریچہ کے سوا باقی نہ رکھا جائے" ؛

فرمایا "مسلمانو! میں تمہیں خدا کے سپرد کرتا ہوں خدا کی پناہ و نگہداشت اور نصرت کے حوالے کرتا ہوں خدا تم پر میرا خلیفہ ہے وہ تمہاری تقوے اور حفظ طاعت سے نگرانی فرمائیگا بس میں اب دنیا سے علیحدہ ہونیوالا اور اسے چھوڑ دینے والا ہوں" ؛

تعلیم ایثار

گھر میں جو کچھ تھا سب راہ خدا میں دے دیا۔ اسلحہ جو موجود تھے وہ مسلمانوں کو عطا کر دئے اسی کربِ بےچینی میں یاد آیا کہ حضرت عائشہؓ کے پاس کچھ اشرفیاں رکھوائی تھیں دریافت فرمایا کہ عائشہ! وہ اشرفیاں کہاں ہیں کیا محمدؐ خدا سے بدگمان ہو کر ملیگا؟ جاؤ ان کو راہ خدا میں خیرات کر دو ؎

زیں گلستاں عاقبت چوں بادے باید گذشت | ابر دیدہ ہر زماں چوں تاک پیچیدہ چرا

زہد و قناعت

جس رات کی صبح کو انتقال ہوا ہے اس روز چراغ کا تیل حضرت عائشہؓ نے ایک پڑوسن سے ادھار منگوایا تھا۔ اہل بیت نبوی کے پاس دنیا کا اتنا سامان بھی باقی نہ تھا اور زرہ نبویؐ ایک یہودی کے پاس ۳۰ صاع جو میں گرو رکھی ہوئی تھی ؎

فقر فخری نہ از گزاف ست و مجاز	بل ہزاراں عز پنہانست و ناز
فقر فخری را فنا پیرایہ شد	چوں زبانۂ شمع از بے سایہ شد
چوں فرش از فقر پیرایہ شود	او محمدؐ وار بے سایہ شود

مرض میں شدت و تخفیف ہوتی رہتی تھی جس روز وفات ہوئی یعنے (دوشنبہ کے روز) بظاہر طبیعت کو سکون تھا۔ حجرہ مبارک مسجد سے ملا ہوا تھا۔ آپ نے (صبح کے وقت) پردہ اٹھا کر دیکھا تو لوگ فجر کی نماز میں مشغول تھے آپ نے اس پاک نظارہ کو جو آپکی تعلیم کا نتیجہ تہا۔ کچھ دیر تک ملاحظہ فرمایا اور اس منظر سے آپ کے چہرہ مبارک پر بشاشت اور لبوں پر مسکراہٹ پیدا ہوئی لوگوں نے آہٹ پاکر خیال کیا۔ کہ آپ باہر تشریف لانا چاہتے ہیں۔ فرط مسرت سے تمام لوگ بے قابو ہوگئے اور قریب تھا کہ نمازیں ٹوٹ جائیں۔ حضرت ابوبکر رضؓ نے جو نماز پڑھا رہے تھے پیچھے ہٹنا چاہا آپ نے اشارہ سے روکا اور حجرہ شریف میں داخل ہوکر پردے ڈال دئیے یہ سب سے آخری موقعہ تہا کہ صحابہ نے جمال اقدس کی زیارت کی حضرت انس ابن مالک رضؓ کہتے ہیں کہ آپ کا چہرہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ مصحف کا کوئی ورق ہے یعنے سفید ہوگیا تھا؛

آپکو اپنی لخت جگر حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا سے بیحد محبت تھی بیماری کے دنوں میں انکو بلا بھیجا۔ وہ آئیں تو ان سے کان میں کچھ کہا وہ رونے لگیں پھر دوبارہ کوئی اور بات کان میں کہی تو ہنسنے لگیں حضرت عائشہ رضؓ نے دریافت کیا تو بتایا پہلی دفعہ آپ نے فرمایا کہ میں اس مرض میں انتقال کرونگا اس پر مجھے رونا آگیا تو پھر فرمایا میرے خاندان میں سب سے پہلے تمہیں مجھے آکر ملوگی تو میں خوشی سے ہنسنے لگی؛

زندگی کے آخری روز (دوشنبہ کو) جوں جوں دن چڑھتا جاتا تھا آپ پر بار بار غشی طاری ہوتی تھی پھر افاقہ ہوجاتا تھا۔ حضرت فاطمہ رضؓ یہ دیکھ کر بولیں:۔

وَاكَرْبَ اَبَاهُ ہائے میرے باپ کی بے چینی

آپ نے آنکھیں کھولدیں اور فرمایا تمہارا باپ آج کے بعد بےچین نہ ہوگا۔ حضرت فرماتی ہیں کہ تندرستی کے ایام میں آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ پیغمبر دن کو اختیار دیا جاتا ہے کہ وہ خواہ موت کو قبول کریں یا حیات دنیا کو اختیار کریں اور بیماری کے ایام میں آپکی زبان مبارک پر بار بار یہ لفظ آتے تھے؛

مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ان لوگوں کے ساتھ جن پر اللہ نے انعام کیا

اور کبھی فرماتے:۔

اَللّٰهُمَّ فِى الرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى | خداوندا بڑے رفیق ہیں

حضرت عائشہ سمجھ گئیں۔ کہ اب صرف رفاقت الہی مطلوب ہے ؎

دیدہ یا شی تشنہ مستعجل برآب | جان بجاناں ہمچناں مستعجل است

بخاری کی روایت ہے کہ نزع کی حالت میں آپ نے فرمایا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ ان للموت سکرات۔ یہ بھی روایت ہے کہ حضرت فاطمہ رضہ سے فرمایا بیٹی! یہ حالت ہے جس سے لذات دنیا کی عمارت منہدم ہو جاتی ہے خواہشات نفس مٹ جاتی ہیں رفیقوں میں جدائی پڑجاتی ہے عورتیں بیوہ اور بچے یتیم ہو جاتے ہیں حضرت فاطمہ ان کلمات کو سن کر رو دیں آپ نے دست مبارک سے ان کے آنسو پونچھے اور شفقت کے لہجہ میں فرمایا نہیں روؤ نہیں پھر حسن حسین رضہ کو بلایا وہ نانا کی یہ حالت دیکھ کر رونے لگے آپ نے انکو چوما پیار کیا پھر ازدواج کو بلایا اور انکو نصیحتیں فرمائیں:۔

وفات سے ذرا پہلے حضرت ابو بکر رضہ کے فرزند عبد الرحمن خدمت اقدس میں آئے آپ اس وقت حضرت عائشہ رضہ کے سینے سے سر ٹیک لیٹے تھے عبد الرحمن کے ہاتھ میں مسواک تھی آپ نے مسواک کی طرف نظر جما کر دیکھا حضرت عائشہ سمجھیں کہ آپ مسواک کرنا چاہتے ہیں۔ عبد الرحمن سے مسواک لیکر دانتوں میں نرم کی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دی آپ نے بخوبی تندرستوں کیطرح مسواک کی۔ اب وفات کی ساعت قریب آرہی تھی سہ پہر کا وقت تھا سینہ میں سانس کی گھبراہٹ محسوس ہوتی تھی۔ اتنے میں لب مبارک نہایت دھیمی آواز میں حرف آشنا ہوئے تو حاضرین نے یہ الفاظ سنے

اَلصَّلٰوۃَ وَمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ ؁ نماز۔ اور لونڈی غلام

پاس پانی کی لگن تھا اس میں بار بار ہاتھ ڈبوتے اور چہرہ مبارک پر پھیر لیتے۔ چادر منہ پر ڈال لیتے اور کبھی ہٹا دیتے اتنے میں ہاتھ اٹھا کر انگلی سے اشارہ کیا اور فرمایا:۔

بَلِ الرَّفِیْقُ الْاَعْلٰی اب اور کوئی نہیں بلکہ وہ برتر رفیق درکار ہے

بَلِ الرَّفِیْقُ الْاَعْلٰی

بَلِ الرَّفِیْقُ الْاَعْلٰی

یہی کہتے کہتے ہاتھ لٹک گئے۔ آنکھیں پھر گئیں اور روح پاک عالم قدس میں پہنچ گئی:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا ؁

اس مصیبت عظمی سے مدینے میں ایک تہلکہ برپا ہو گیا جو برگزیدہ ذات دنیا کیلئے رحمت تھی۔ جس کے احسانات کے بار سے دنیا سر اٹھا نہ سکی تھی جس نے گمراہ عرب کو نہ صرف گمراہی سے بچایا۔ بلکہ گمراہ دنیا کا رہنما بنایا جس نے عالم میں دین و اخلاق کے فراموش شدہ صحیح اصول کو دوبارہ زندہ

وفات کے وقت مسواک

آخری وصیت

وفات

صحابہ پر وفات کا صدمہ

Marfat.com

کرنے کیلئے فقر، قناعت، جفاکشی، بیوطنی وغیرہ تمام مصائب برداشت کئے اور آخر اس مقصد عظیم کو سرانجام تک پہونچا کر چھوڑا۔ اسکے فراق کا صدمہ کچھ ایسا نہ تھا کہ لوگ آسانی کے ساتھ سہ سکتے۔ بعض اس صدمہ سے مسلوب العقل ہوگئے۔ بعض کی زبان بند ہوگئی۔ بعض اسی غم میں گھل گھل کر مرگئے بعض کپڑے پھاڑ کر جنگل کو نکل گئے ؛

جس وجود مقدس کی بدولت سنگلاخ حجاز مرجع اہل عالم بن گئی عرب کا کایا پلٹ ہوگئی۔ ظلمت جہل نور عرفاں سے بدل گئی۔ اس کے تماشائے دیدار میں لوگ کچھ اس طرح محو تھے کہ یہ بات کبھی ان کے خیال میں بھی نہ آتی تھی کہ ایکدن اس کے فراق کی مصیبت ہم پر آنیوالی ہے۔ آج ناگہاں ان کو یہ خبر سنائی جاتی ہے تو ان کے دل نہیں مانتے کہ یہ خبر سچی ہے ؛

وہ صحابہ کرام جنکو آپ کے قرب کے بغیر اکدم چین نہ آتا تھا وہ اصحاب صفہ جو دنیوی عیش و راحت سے ہاتھ دھو کر محض آپ کے دیدار پر جیتے تھے وہ مسلمان عورتیں جو آپکی تشریف آوری پر شادیانے بجاتی تھیں وہ مسلمان بچے جو آپ کے بقیہ آب وضو کیلئے باہم جھگڑا کرتے تھے ہائے آج ان سب کو یقین دلایا جاتا ہے کہ تمہارا پیارا رسول تمکو داغ جدائی دے گیا۔ وہ غرق حیرت ہیں۔ کہ وہ آفتاب کیونکر غروب ہو سکتا ہے جس کے پرتو عرش و کرسی تک منور ہیں ؛

حضرت عمرؓ تو اس صدمہ سے یہانتک بیخود تھے کہ تلوار کھینچ کر کھڑے ہوگئے کہ جو شخص یہ کہیگا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم وفات پاگئے ہیں اس کا ابھی سر اڑا دونگا۔ حضرت عمرؓ کے اس طرز عمل سے لوگ اور بھی شک میں پڑگئے مگر اللہ تعالےٰ نے حضرت ابوبکرؓ کو توفیق دی کہ اس غلط فہمی کا طلسم توڑیں انہوں نے منبر پر چڑھ کر ایک تقریر شروع کی تمام لوگ جو حضرت عمرؓ کے گرد جمع ہوگئے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ کی طرف لوٹ آئے ؛

حضرت ابوبکرؓ نے حمد و صلوٰۃ کے بعد فرمایا کہ جو لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پرستش کرتے تھے ان پر واضح ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وفات پاگئے اور جو لوگ خدا کی پرستش کرتے تھے وہ مطمئن رہیں کہ خداوند تعالےٰ زندہ ہے کبھی نہیں مریگا۔ پھر یہ آیت تلاوت کی

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاِن مَّاتَ	حضرت محمدؐ تو صرف ایک رسول ہیں ان سے پہلے بھی رسول ہو گذرے ہیں بالفرض اگر وہ وفات

اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰی اَعْقَابِکُمْ | یا جائیں یا شہید کردیئے جائیں تو کیا تم دین

اس تقریر نے لوگوں کے شبہ کا عقدہ حل کردیا اور مدینے کی گلی گلی میں یہ آیت لوگوں کی زبانوں پر تھی ؛
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت تھی کہ میرے غسل اور تجہیز و تکفین کا اہتمام اہل بیت کریں
اس لیے حضرت عباس، حضرت علی، حضرت اسامہ بن زید وغیرہ نے یہ خدمت انجام دی۔ جنازہ
مبارک حجرے میں تھا جس میں زیادہ اشخاص نہیں سما سکتے ہیں۔ اسلئے تھوڑے تھوڑے آدمی باری
باری نماز جنازہ پڑھتے تھے پہلے مردوں نے پھر عورتوں نے اسکے بعد بچوں نے نماز پڑھی لیکن بلا جماعت
اب یہ سوال پیدا ہوا کہ آپ کو دفن کہاں کیا جائے۔ حضرت ابوبکر نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ہر نبی اسی جگہ دفن کیا گیا ہے جہاں اس نے وفات پائی تمام صحابہ نے
اس بات کو تسلیم کیا اور آپ کی قبر مبارک حجرہ عائشہ رضہ ہی میں کھودنی شروع کی گئی ؛
قبر تیار ہوگئی تو جسم اطہر کو حضرت علی حضرت فضل بن عباس حضرت اسامہ ابن زید اور حضرت
عبد الرحمن رضی اللہ عنہم نے اس کے اندر اتارا ؛

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا
عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ
وَاَصْحَابِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ عَلَیْھِمْ

ماہ ربیع الثانی کے چوتھے جمعہ کا وعظ

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اخلاق پاک

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا یَسْطُرُوْنَ ۝ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَۃِ رَبِّکَ بِمَجْنُوْنٍ ۝ وَاِنَّ لَکَ
لَاَجْرًا غَیْرَ مَمْنُوْنٍ ۝ وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ ۝ (نٓ) (اے پیغمبر صلعم)
قلم کی قسم! اور لوگوں کے لکھنے کی قسم، کہ تم اپنے پروردگار کے فضل سے ہرگز دیوانے نہیں ہو۔

غسل و تکفین

تدفین

Marfat.com

(جیسا کہ کافر کہتے ہیں)، اور بلاشبہ (تبلیغ رسالت کے صلے میں) تم کو (ایسا) اجر (ملنے والا) ہے (جس کا سلسلہ کبھی) ٹوٹنے (کا ہی) نہیں۔ اور بیشک تمہارے اخلاق البتہ بڑے (اعلیٰ درجے کے) ہیں (ن ع ۱)

جامعیت

دنیا میں ایک لاکھ تئیس ہزار نبی مبعوث ہوئے ہر نبی خاص صفات کا نمونہ کامل تھا مگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جو خاتم النبیین ہو کر آئے تو آپ کو اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کے صفات و کمالات کا جامع بنایا ؎

حسنِ یوسف دمِ عیسےٰ یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

تبلیغ

چنانچہ آپ نے حضرت نوح علیہ السلام کیطرح گمراہ قوم کو خفیہ و علانیہ میدانوں اور پہاڑوں پر جلسوں اور گزرگاہوں میں وعظ فرمایا ؎

نبت بہ لطفِ عبارت زعلے دل بردہ | نہ در عرب چہ تو شیریں زبانِ در عجم ست

آپ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کیطرح بتوں کا استیصال کیا ؎

بہ لاقامتِ لات بشکست خرد | باعزازِ دیں آب عزّیٰ ببرد

انہی کیطرح حفاظت دین کیلیے ترک وطن قبول فرمایا اور انہی کیطرح عداوت نام کی آگ آخر آپکے لیے گلزار بن گئی ؎ چہ غم ز آتشِ سوزندہ چوں خلیل مرا ؎ کہ عشق اوز بلائے بود کفیل مرا

تسلیم

آپ نے حضرت اسماعیل کیطرح امر الہٰی کے ماتحت اپنے آرام و راحت کا خنجر مصائب کے نیچے ختم کر دیا دشمنوں کی اذیت سے پائے مبارک لہولہان ہوئے۔ دندان مبارک شہید ہوئے مگر لب پر حرف شکایت نہ آیا ؎

ما جاں فدائے خنجرِ تسلیم کردہ ایم | خواہی بہ بخش خواہ بکش رائے رائے تست

عفو عام

آپ نے حضرت یوسف علیہ السلام کیطرح برادران وطن سے برسوں جور و جفا کا سلوک سہ کر فتح کے دن ان کی جان بخشی کی اور فرمایا لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللَّهُ لَكُمْ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ اِذْهَبُوا اَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ ؎

عجب نیست در سیرتِ بخرداں | کہ نیکی کنند از کرم بر بداں

حریت و آزادی

آپ نے حضرت موسےٰ علیہ السلام کیطرح جنہوں نے اپنی قوم بنی اسرائیل کو فرعون کی غلامی سے آزاد کرایا تھا۔ عرب کو قیصر روم، کسرےٰ ایران اور شاہ حبش کے طوق غلامی سے نجات دلا

Marfat.com

جنہوں نے عرب کے مختلف حصص پر قبضہ کر رکھا تھا ؎

پایہ ملک عرب گشت بہمینِ تو بلند | تاجداران جہاں باجگذارِ تو شدند

آپ حضرت داؤد علیہ السلام کی طرح شب ہجرت میں دشمنوں کے نرغہ سے نکلنے میں کامیاب ہوئے اور آخر انہی کیطرح آپکی فاتحانہ اولوالعزمی کے مقابلے میں فتنہ و فساد کے تمام عناصر فنا ہو گئے ؎

شکر للہ کہ باقبال کلہ گوشہ گل | نخوت بادِ دے و شوکت خار آخر شد

آپ نے سلیمان علیہ السلام کیطرح مدینے میں خدا کا ایک گھر تعمیر فرمایا جو تیرہ سو سال سے ذکر حق سے معمور و پرنور رہتا ہے انکی طرح انام و دواب اور وحش و طیر کی باتیں سنیں اور سمجھیں اور اپنی شاہانہ سطوت و ہیبت سے سلاطین عالم کو لرزا دیا ؎

خراج آورش حاکم روم و رے | خراجش فرستاد کسرے و کے

آپ حضرت ذکریا علیہ السلام کیطرح تمام عمر اسباب دنیا اور سامان تمول سے بے نیاز رہے۔ بلکہ تاجدار عرب ہو کر بھی فقر و فاقہ میں زندگی بسر فرمائی ؎

بوریا ممنون خواب راحتش | تاج کسرے زیر پائے امتش

آپ نے حضرت یونس علیہ السلام کیطرح جو تین دن مچھلی کے پیٹ میں رہ کر نینویٰ میں گئے اور حق کی منادی۔ تین دن غار ثور کے جوف میں گذار کر مدینے تشریف لیگئے اور دین حق کو اطراف عالم میں پہونچایا ؎

سرائے شرع را چوں چار حد بست | بنا بر چار دیوارِ ابد بست

آپ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کیطرح ہمیشہ اطاعت و عبادت میں اپنے آپکو مصروف رکھا اور اپنے پروردگار کے سامنے تضرع و ابتہال اور عجز و نیاز کرنے کا بہترین نمونہ دنیا کے سامنے پیش کیا ؎

وقت ہیجا تیغ او آہن گداز | دیدۂ او اشکبار اندر نماز

آپ حضرت ایوب علیہ السلام کیطرح جو مدت تک ایک جانگزا مرض میں صابر و شاکر رہے تین سال تک شعب ابیطالب کے درہ میں محصور رہے مگر کوئی وقت ثنائے حق اور شکر منعم سے خالی نہیں گذرا ؎ دست آورد روئے عشرت روئے زمیں بمن | تا فارغ از جہاں بمقامِ رضا شدم

آپ ہمیشہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کیطرح جفائے اخوان و ستم جیران سے ہدف مصائب رہے۔ اور اپنے فرض تبلیغ میں ایک لمحہ کے لئے کوتاہی روا نہیں رکھی ؎

Marfat.com

ہرچند زپرکار شد گردش گردوں | چون نقطہ عمر گشت بقرارست دل ما

پس آپ تمام انبیاء و مرسلین کے صفات عالیہ کے جامع ان کے تمام کمالات کے مکمل نمو
اور ان کے تمام مناصب جلیلہ کے واحد صدر نشین ہیں ؎

سپردہ جا بتو ہر کس ز بزم بیروں رفت | توئی بجائے ہمہ ہیچ کس بجا تو نیست

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے خوب فرمایا ہے کہ نام احمد ہی تمام انبیا و مرسلین کے ناموں کا
مجموعہ ہے ایک ذات میں تمام ذوات کے کمالات اس طرح شامل ہیں جس طرح سو کے عدد میں
نوّے کا عدد ؎ نام احمد نام جملہ انبیاست | چونکہ صد آمد نود ہم پیش ماست
ایک سے لیکر نوّے ننانویں تک کے اعداد اپنے اپنے مراتب پیش کر کے گذرتے گئے
لیکن جب سو کا عدد آگیا تو گویا اس کے ضمن میں سارے اعداد ہمارے سامنے ہیں اسی طرح
آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت عیسےٰ علیہ السلام تک ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر جاری باری مبعوث
ہوئے اور طرح طرح کی شریعتیں اپنے ساتھ لائے اور وعدہ ربانی کے موافق اپنی اپنی باری کو
کرچلے گئے اور ان کی شریعتیں بھی منسوخ ہوگئیں لیکن ان تمام انبیاء کے بعد وہ نبی خاتم النبیین
مبعوث ہوا جس کا وجود و بقا گویا تمام انبیاء کا وجود و بقا ہے ؎

احمد مرسل کز و چرخ علو یافتہ | نامہ تلک الرسل فضل از و یافتہ

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تبلیغ دین تاسیس شریعت کے کارنامے بیان ہوچکے
کی صحبت میں آپ کے اخلاق مبارکہ اور خصائل طیبہ کا ذکر ہوگا جو اپنے کمال و اعتدال
لحاظ سے ہمارے لئے نمونہ عمل ہیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:

وَلَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ | اور تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اچھا طریقہ ہے کیوں نہ ہو آپ درسگاہ غیب کے ادب آموختہ تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا

اَدَّبَنِيْ رَبِّيْ فَاَحْسَنَ تَادِيْبِيْ | میرے پروردگار نے مجھ کو ادب سکھایا پس مجھ کو خوب ادب
آپ کا ظاہر باطن سراپا حسن خلق اور پاکیزگی خصائل کا نمونہ کبریٰ تھا بیوی سے بڑھ کر اخلاق
اخلاق کا اور کون رازداں ہوسکتا ہے اس بنا پر چند اصحاب نے حضرت عائشہ کی خدمت میں
حاضر ہو کر عرض کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق بیان فرمائیے انہوں نے فرمایا کہ

اسوۂ حسنہ

Marfat.com

قرآن نہیں پڑھتے ان خلق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کان القرآن ؛
آپ کا اخلاق سراپا قرآن تھا ؛ یہ جامع اور ما قل و دل جملہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
اخلاق کی وہ بے پایاں تفصیل پیش کر رہا ہے جس کے بیان سے تمام کتابی ذخائر قاصر ہیں جس کا مطلب
ہے کہ قرآن مجید کی تمام تعلیمات آپ ہی کے اخلاق کی تفسیر ہیں۔ یا یہ کہ آپ کے اخلاق انہی باتوں
کے مظہر تھے۔ جن کو قرآن پیش کر رہا ہے ؎

طرۂ مشکین عنبر ساس زیبا سیں چند | حلقہ روئے بہشت آساش از طرہ زنند

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (سورۂ توبہ)
| تمہارے پاس تمہیں میں سے ایک پیغمبر آیا ہے اس پر تمہاری تکلیف بہت شاق گذرتی ہے تمہاری بھلائی کا وہ بھوکا ہے اہل ایمان پر نہایت نرم اور مہربان ہے

عرب کی قرنہا قرن سے چلی آنیوالی بت پرستی کی مخالفت میں آواز اٹھانا اور ان کے پشتینی اخلاق
و اطوار کی علانیہ مذمت کرنا بے شبہ سارے ملک کو اپنے خلاف کھڑا کرنے کا چیلنج تھا۔ چنانچہ اس
آواز کا بلند ہونا تھا کہ عرب کا اس سرے سے اس سرے تک آپ کے خلاف فساد و عناد اور عداوات
و خصومت کی لہر دوڑ گئی۔ سگے بھائی بند آنکھیں بدل گئے حقیقی عزیزوں کے لہو سفید ہو گئے۔ اور
قدیمی احباب ایذا رسانی اور اظہار عداوت پر اتر آئے اور اس سلسلے میں آپکو دنیا جہان سے بدکلامی
ترشروئی۔ تحقیر، تعریض، دست درازی، اینٹ، پتھر، استہزا، تمسخر کی گوناگوں مصیبتیں سہنی پڑیں۔
بلکہ قید، جلاوطنی اور قتل تک کی سازشوں کا نشانہ بننا پڑا مگر یہاں ان تمام بدسلوکیوں کا جواب
ہمیشہ خوش اخلاقی اور نرم مزاجی تھی اور یہ وہ زبردست وار تھا جس نے آخر حرب و پیکار کے تمام
ہنگاموں کو ٹھنڈا کر کے تمام دشمنوں کو آپ کے قدموں پر سرنگوں کر دیا ؎

خلق دشوار جہاں را بر من آسان کردہ است | تازہ روئی بر من آتش را گلستاں کردہ است

بخلاف اس کے اگر آپ ہر بدسلوکی کا جواب بدسلوکی کے ساتھ دیتے تو تسخیر عالم اور متمدن اقوام کا یہ بے
مثال کارنامہ آج زینت تاریخ نہ ہوتا اللہ فرماتا ہے ؛

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا
| خدا کی عنایت سے تم ان سے بہ نرمی پیش آتے ہو اگر تم کہیں کج خلق اور سخت دل ہوتے تو یہ لوگ

مِنْ حَوْلِکَ (آل عمران ع ۱۷) | تمہارے آس پاس سے ہٹ جاتے

ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا جو نبوت سے پہلے اور نبوت کے بعد پچیس سال تک آپکی خدمت زوجیت میں رہی تھیں آغاز وحی کی مشکلات میں جن الفاظ سے آپکی ڈھارس بندھاتی ہیں۔ وہ آپکے اخلاق کا مجمل نقشہ ہیں یعنے خدا کی قسم خدا آپ کو کبھی غمگین نہیں کریگا آپ صلہ رحم کرتے ہیں مقروضوں کا بار اٹھاتے ہیں غریبوں کی اعانت کرتے ہیں۔ مہمانوں کی تواضع کرتے ہیں۔ حق کی حمایت کرتے ہیں۔ مصیبتوں میں لوگوں کے کام آتے ہیں :

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت کسی کو برا بھلا کہنے کی نہ تھی۔ برائی کے بدلے میں برائی نہیں کرتے تھے بلکہ درگذر کرتے تھے آپ نے کبھی کسی سے اپنے ذاتی معاملہ میں انتقام نہیں لیا۔ لیکن جو احکام الٰہی کی خلاف ورزی کرتا خدا اس سے انتقام لیتا تھا یعنے خدا کی طرف سے بموجب احکام الٰہی آپ اس پر حد جاری فرماتے تھے) آپ نے نام لیکر کبھی کسی مسلمان پر لعنت نہیں کی آپ نے کبھی کسی غلام کو، لونڈی کو، کسی عورت کو، خادم کو، جانور کو نہیں مارا۔ آپ نے کبھی کسی کی درخواست رد نہیں فرمائی۔ لیکن یہ کہ وہ ناجائز ہو۔ جب آپ گھر کے اندر تشریف لاتے تو نہایت خنداں۔ ہنستے اور مسکراتے ہوئے دوستوں میں پاؤں پھیلا کر نہیں بیٹھتے تھے باتیں ٹھیر ٹھیر کر اس طرح فرماتے تھے کہ کوئی یاد رکھنا چاہے تو یاد رکھ سکے :

حضرت علی کرم اللہ وجہہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تربیت دادہ تھے اور آغاز نبوت سے آپکی وفات تک تقریباً تیئس سال آپکی خدمت اقدس میں رہے تھے ایک دفعہ امام حسین علیہ السلام نے ان سے آپ کے اخلاق وعادات کی نسبت سوال کیا تو فرمایا آپ خندہ جبیں، نرم خو، مہرباں طبع تھے سخت مزاج اور تنگدل نہ تھے۔ بات بات پر شور نہیں کرتے تھے۔ کوئی برا کلمہ منہ سے کبھی نہیں نکالتے تھے۔ عیب جو اور تنگ گیر نہ تھے۔ کوئی ایسی بات ہوتی جو آپ کے ناپسند ہوتی تو اس سے اغماض فرماتے تھے کوئی آپ سے کسی ناپسند بات کی امید رکھتا تو نہ اسکو مایوس بناتے تھے نہ ہی منظوری ظاہر فرماتے تھے۔ (یعنے صاف طور پر انکار وتردید نہیں کرتے بلکہ خاموش ہو رہتے تھے۔ اور مزاج شناس آپ کے سکوت سے آپ کا مقصد سمجھ جاتے تھے) اپنے نفس سے تین چیزیں آپ نے بالکل دور کردی تھیں۔ بحث ومباحثہ۔ ضرورت سے زیادہ بات کرنا اور جو بات آپ کے مطلب کی نہ ہو اس میں پڑنا۔ دوسروں کے متعلق بھی تین باتوں سے پرہیز رکھتے تھے

Marfat.com

کسی کو برا نہیں کہتے تھے۔ کسی کی عیب گیری نہیں کرتے تھے۔ کسی کے اندرونی حالات کی ٹوہ میں نہیں رہتے تھے۔ وہی باتیں کرتے تھے جن سے کوئی مفید نتیجہ نکل سکتا تھا۔ جب آپ کلام کرتے صحابہ اس طرح خاموش ہو کر اور سر جھکا کر سنتے گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں جب آپ چپ ہو جاتے تو پھر وہ آپس میں بات چیت کرتے کوئی دوسرا بات کرتا تو جب تک وہ بات ختم نہ کر لیتا چپ سنا کرتے لوگ جن باتوں پر ہنستے آپ بھی مسکرا دیتے جن پر لوگ تعجب کرتے آپ بھی کرتے کوئی باہر کا آدمی اگر بیباکی سے گفتگو کرتا تو آپ تحمل فرماتے دوسروں کے منہ سے اپنی تعریف سننا پسند نہیں کرتے تھے لیکن اگر کوئی آپ کے احسان و انعام کا شکریہ ادا کرتا تو قبول فرماتے جب تک بولنے والا خود چپ نہ ہو جاتا آپ اسکی بات درمیان سے نہیں کاٹتے تھے۔ نہایت فیاض نہایت راست گو نہایت نرم طبع اور نہایت خوش صحبت تھے۔ اگر کوئی دفعتاً آپ کو دیکھتا تو مرعوب ہو جاتا لیکن جیسے جیسے آشنا ہوتا جاتا آپ سے محبت کرنے لگتا

حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی رحمت اللہ علیہ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مویشی کو چارہ خود ڈالدیتے اونٹ کو باندھتے۔ گھر میں جھاڑو دیدیتے۔ بکری دوہ لیتے۔ خادم کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھا لیتے۔ خادم کو اسکے کام کاج میں مدد دیتے۔ بازار سے چیز خود جا کر خرید لیتے خود اسے اٹھا لاتے ہر ادنیٰ و اعلےٰ خرد و کلاں کو سلام پہلے کر دیا کرتے۔ جو کوئی ساتھ ہو لیتا اس کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر چلا کرتے۔ غلام و آقا۔ حبشی و ترکی میں ذرا بھی تفاوت نہ کرتے رات دن کا لباس ایک ہی رکھتے کیسا ہی کوئی حقیر شخص دعوت کیلئے کہتا قبول فرما لیتے۔ جو کچھ کھانا سامنے رکھ دیا جاتا اسے برغبت کھاتے۔ رات کے کھانے میں سے صبح کیلئے اور صبح کے کھانے میں سے شام کیلئے اٹھا نہ رکھتے نیکو خو۔ کریم الطبع۔ کشادہ رو تھے۔ مگر قہقہہ سے ہنستے نہ تھے۔ اندوہ گین تھے مگر ترش رو نہ تھے متواضع تھے مگر ذلت سے پاک تھے۔ باہیبت تھے مگر درشتی سے آپکو نسبت نہ تھی سخی تھے مگر اسراف سے دور رہتے ہر ایک پر رحم فرمایا کرتے۔ کسی سے کچھ طمع نہ رکھتے۔ سر مبارک کو جھکائے رکھتے۔

حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ حجۃ اللہ البالغہ میں فرماتے ہیں۔ آپ کنبہ داروں اور خادموں پر بہت زیادہ مہربان تھے۔ انس رضی اللہ عنہ نے دس سال تک خدمت کی اس عرصہ میں انکو کبھی اُف (ہوں) تک نہیں کہا۔ زبان مبارک پر کبھی کوئی گندی بات یا گالی نہیں آتی تھی کسی پر لعنت نہیں کیا کرتے تھے۔ دوسرے کی اذیت و آزار پر نہایت صبر فرمایا کرتے۔ مخلوق پر نہایت

Marfat.com

رحم کیا کرتے۔ ہاتھ یا زبان سے کبھی کسی کو اذیت نہیں پہونچائی۔ کنبے کی اصلاح اور قوم کی درستی پر نہایت توجہ فرماتے ہر شخص اور ہر چیز کی قدر و منزلت سے آگاہ تھے۔

حدیث اور سیرت کی معتبر کتابوں میں جو آپ کے اخلاق کا ذکر ہے اس میں سے کچھ روایات نقل کی جاتی ہیں۔ آپکا معمول یہ تھا کہ کسی سے ملنے کے وقت ہمیشہ پہلے خود سلام اور مصافحہ فرماتے۔ کوئی شخص جھک کر آپکے کان میں کچھ بات کہتا تو اس وقت تک اس کیطرف سے رُخ نہ پھیرتے جب تک وہ خود منھ نہ ہٹا لیتا۔ مصافحہ میں بھی یہی معمول تھا کہ جب کسی سے ہاتھ ملاتے۔ تو جب تک وہ خود ہاتھ نہ چھوڑدے آپ اس کا ہاتھ نہ چھوڑتے۔

آپکو اپنے آرام میں دوسروں کی تکلیف بڑی ناگوار گذرتی تھی۔ ایکدفعہ آپ سعد بن عبادہ سے ملنے گئے۔ واپس آنے لگے تو انہوں نے اپنے صاحبزادہ قیس کو ساتھ کردیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب جائیں آپ نے قیس سے فرمایا تم بھی میرے ساتھ اونٹ پر سوار ہولو۔ انہوں نے بے ادبی کے لحاظ سے تامل کیا آپ نے ارشاد فرمایا سوار ہولو یا گھر کو واپس جاؤ وہ تعمیل ارشاد کیلئے واپس چلے آئے ہمدردی کا یہ احساس آپ کے اعلےٰ اخلاق کی دلیل ہے۔

ترا کوہ پیکر ہیوں مے برد پیادہ چہ دانی کہ چوں مے رود

آپ تا بمقدور معاندین کی معاندانہ روش کا مقابلہ اس خوش اخلاقی سے کرتے جس سے وہ آپکے مسخر و منقاد ہوجاتے اور یہ اس تعلیم الٰہی کا اثر تھا۔

اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَكَ وَ بَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ ۝ (حٰمٓ سجدہ ع ۵)	(برائی کا) دفعیہ ایسے برتاؤ سے کرو۔ کہ دیکھنے والوں کی نظر میں) بہت ہی اچھا ہو۔ (اگر ایسا کروگے تو تم دیکھ لوگے) کہ تم میں اور کسی شخص میں عداوت

تھی تو اب ایکدم سے گویا وہ (تمہارا) دلسوز دوست ہے۔

غزوہ حنین سے واپس آرہے تھے کہ راہ میں نماز کا وقت آگیا حسب دستور ٹھیر گئے موذن نے اذان دی۔ ابو محذورہ جو اس وقت تک اسلام نہیں لائے تھے چند دوستوں کیساتھ گشت لگا رہے تھے اذان سن کر سب نے چلا چلا کر استہزار کے طور پر اذان کی نقل اتارنی شروع کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو بلوا کر ایک ایک سے اذان کہلوائی۔ ابو محذورہ خوش الحان تھے ان کی آواز پسند آئی سامنے

Marfat.com

بٹھا کر سر پر ہاتھ پھیرا اور برکت کیلئے دعا کی پھر انکو اذان سکھا کر ارشاد فرمایا کہ جاؤ اسیطرح حرم میں اذان دیا کرو ؎ ما بتر دستی زبانِ خصم کوتہ مے کنیم ۔ سبز سازو خار را دامنگیر دامانِ ما

آپ اپنے اصحاب کیساتھ نہایت ہمدردی و شفقت کا سلوک رکھتے تھے اس قسم کے صدہا واقعات میں سے بطور نمونہ ایک واقعہ ہم سناتے ہیں جس میں آپ سے ایک معجزہ بھی ظہور میں آیا:

حضرت جابر ابن عبداللہ انصاری کہتے ہیں کہ مدینہ میں ایک یہودی رہتا تھا جس سے میں قرض لیا کرتا تھا ایک سال اتفاق سے کھجوریں نہیں پھلیں اور قرضہ ادا نہ ہوسکا اس پر پورا سال گذر گیا بہار آئی تو یہودی نے تقاضا شروع کیا اب کے بھی پھل کم آئے میں نے آئندہ فصل کی مہلت مانگی اس نے انکار کیا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر تمام واقعات بیان کئے آپ چند صحابہ کو ساتھ لیکر خود یہودی کے گھر تشریف لیگئے اور سمجھایا کہ مہلت دیدو اس نے کہا ابوالقاسم میں کبھی مہلت نہیں دونگا آپ نخلستان میں تشریف لیگئے اور ایک چکر لگا کر پھر یہودی کے پاس آئے اور اس سے گفتگو کی لیکن وہ کسی طرح راضی نہوا بالآخر آپ نے مجھ سے فرمایا کہ چبوترہ پر (جو مسقف تھا) فرش بچھادو۔ اس پر آرام فرمایا اور سو گئے سوکر اٹھے تو پھر یہودی سے خواہش کی کہ مہلت دیدے اس شقی نے اب بھی نہ مانا اب آپ درختوں کے جھنڈ میں جاکر کھڑے ہو گئے اور جابر سے کہا کھجوریں توڑنی شروع کردو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے اتنی کھجوریں نکلیں کہ یہودی کا سارا قرضہ ادا کرکے بھی بچ رہیں ؎

گفت پیغمبر شمارا اے مہاں | چوں پدر ہستم شفیق و مہرباں

فیاضی کا یہ حال تھا کہ آپ نے عمر بھر کسی سائل کے جواب پر "نہیں" کا کلمہ نہیں کہا اگر پاس کچھ سرمایہ موجود ہوتا تو سائل کو ضرور کچھ نہ کچھ عطا فرماتے ورنہ وعدہ کرتے اس معمول کی بناء پر لوگ اس قدر دلیر ہو گئے تھے کہ ایک مرتبہ عین اقامت نماز کے وقت ایک بدو آیا اور آپکا دامن پکڑ کر کہا کہ میری ایک معمولی سی حاجت باقی رہ گئی ہے خوف ہے کہ میں اسکو بھول نہ جاؤں اسکو پورا کر دیجئے چنانچہ آپ اس کے ساتھ تشریف لیگئے اور اس کی حاجت براری کرکے آئے تو نماز پڑھی:

مدینے میں ایک بوڑھی عورت تھی جس کے دماغ میں کچھ فتور تھا آپ کی خدمت میں آئی اور کہا محمدؐ! مجھ کو تم سے کچھ کام ہے فرمایا جہاں تم کہو چل سکتا ہوں۔ وہ آپ کو ایک کوچے میں ساتھ لے گئی اور بیٹھ گئی۔ آپ بھی اس کے ساتھ بیٹھ گئے اور جو کام تھا انجام دے دیا:

Marfat.com

سخاوت کا جذبہ یہاں تک تھا کہ جو چیز آپ کی خدمت میں آتی جب تک صرف نہ کر لیتے آپکو چین نہ آتا بیقراری سی رہتی حضرت ابوذر رض ایک شب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک راستے سے گذر رہے تھے آپنے فرمایا اے ابوذر رض اگر احد کا پہاڑ میرے لئے سونا بن جاوے تو میں کبھی یہ پسند نہ کرونگا کہ تین راتیں گذر جائیں اور میرے پاس ایک دینار بھی رہ جائے لیکن ہاں وہ دینار جس کو میں ادائے قرض کے لئے رکھ چھوڑوں :

رئیس فدک نے ایکدفعہ چار اونٹ پر غلہ بار کر کے خدمت مبارک میں بھیجا۔ حضرت بلال رض نے بازار میں غلہ فروخت کر کے ایک یہودی کا قرض ادا کر دیا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ کر اطلاع کی آپ نے پوچھا کچھ بچ تو نہیں رہا بولے ہاں کچھ بچ بھی رہا فرمایا جبتک کچھ باقی رہیگا میں گھر نہیں جا سکتا حضرت بلال رض نے کہا میں کیا کروں کوئی سائل نہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں رات بسر فرمائی دوسرے دن حضرت بلال رض نے آ کر عرض کیا یارسول اللہ خدا نے آپکو سبکدوش کر دیا یعنے جو کچھ غلہ باقی رہا تھا وہ بھی تقسیم کر دیا گیا آپ نے خدا کا شکر ادا کیا اور اٹھ کر گھر تشریف لے گئے :

لوگوں کو حکم عام تھا۔ کہ جو مسلمان مرجائے اور اپنے ذمے قرض چھوڑ جائے تو مجھے اطلاع دو میں اس کا قرض ادا کرونگا اور جو ترکہ چھوڑ جائے وہ وارثوں کا حق ہے مجھے اس سے کوئی مطلب نہیں :

ایکدفعہ بحرین سے خراج آیا اور اسقدر مال کثیر تھا کہ اس سے پہلے کبھی دارالاسلام میں نہیں آیا تھا یعنے نوے ہزار درہم) آپنے حکمدیا کہ اسکو مسجد کے صحن میں ڈالدو۔ اس کے بعد جب آپ مسجد میں تشریف لائے تو اس پر مڑ کر نظر بھی نہیں فرمائی نماز سے فارغ ہو کر آپ نے اسکی تقسیم شروع کی جو سامنے آتا اسکو دیتے چلے جاتے حضرت عباس کو جو غزوہ بدر کے بعد دولت مند نہیں رہے تھے اتنا دیا کہ اٹھ کر چل نہیں سکتے تھے اسی طرح اور لوگوں کو عنایت فرماتے جاتے تھے۔ جب کچھ نہ رہا تو کپڑے جھاڑ کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور گھر میں آج فاقہ تھا :

باوجود اسکے کہ آپکا ابر کرم ہر وقت برستا رہتا تھا تاہم کسی کا بے ضرورت شدید سوال کرنا آپ پر سخت گراں گذرتا تھا ارشاد فرماتے اگر کوئی شخص لکڑیوں کا گٹھا اپنی پیٹھ پر لاد کر لائے اور اس کو بیچ کر اپنی آبرو بچائے تو اس سے بہتر ہے کہ لوگوں سے سوال کرے :

ایک مرتبہ ایک انصاری آئے اور سوال کیا آپ نے فرمایا تمہارے پاس کچھ نہیں ہے بولے کہ بس

Marfat.com

ایک بچھونا ہے جس کا کچھ حصہ اوڑھ لیتا ہوں اور کچھ بچھا لیتا ہوں اور ایک پانی پینے کا پیالہ ہے آپنے دونوں چیزیں منگوائیں اور انکو فروخت کیا تو دو درہم وصول ہوئے فرمایا ایکدرم کا کھانا خرید کر گھر میں دے آؤ دوسرے درم سے رسی خریدو اور جنگل سے لکڑیاں لاکر شہر میں بیچو۔ پندرہ دن کے بعد وہ خدمت میں حاضر ہوئے تو دس درم ان کے پاس جمع ہو گئے تھے اس سے کچھ کپڑا خریدا کچھ غلہ مول لیا ؛ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اچھا ہے یا یہ کہ تم قیامت میں چہرہ پر گدائی کا داغ لگا کر جاتے

آپکی نظر میں امیر، غریب اور آقا و غلام سب برابر تھے۔ سلمان، صہیب اور بلال سب کے سب غلام رہ چکے تھے آپکی بارگاہ میں رؤسائے قریش سے کم رتبہ تھے ایک مرتبہ حضرت سلمان اور حضرت بلال رض کے سامنے سے ابوسفیان گزرے تو ان دونوں نے کہا ابھی تلوار نے اس دشمن خدا کی گردن پر پورا قبضہ نہیں پایا حضرت ابوبکر رض نے ان سے کہا سردار قریش کی شان میں یہ الفاظ! پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں یہ واقعہ بیان کیا آپ نے ارشاد فرمایا تم نے کہیں ان کو ناراض تو نہیں کیا ان لوگوں کو ناراض کیا تو خدا کو ناراض کیا حضرت ابوبکر رض نے فوراً جا کر ان سے معافی مانگی ؛

ایک سفر میں کھانا تیار نہ تھا۔ تمام صحابہ نے مل کر کھانا پکانے کا سامان کیا لوگوں نے ایک ایک کام بانٹ لیا جنگل سے لکڑیاں لانے کا کام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ذمہ لیا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ کام ہم خود ہی کرلیں گے فرمایا ہاں سچ ہے لیکن یہ پسند نہیں کہ میں تم سے اپنے آپکو ممتاز کروں خدا اس بندے کو پسند نہیں کرتا جو اپنے ہمراہیوں سے ممتاز بنتا ہے ؛

سرور دارین اور شہنشاہ کونین کا درجہ یہ تھا۔ کہ :- ؎ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

مگر اس درجہ عظمٰے کے باوجود تواضع اور انکسار کا یہ عالم تھا کہ اپنے متعلق جائز تعظیمی الفاظ بھی پسند نہ فرماتے تھے۔ ایکبار ایک شخص نے ان الفاظ میں آپکو خطاب کیا۔ "اے ہمارے آقا اور ہمارے آقا کے فرزند۔ اور اے ہم میں سب سے بہتر کے فرزند" آپ نے فرمایا لوگو! پرہیزگاری اختیار کرو۔ شیطان تمہیں گمراہ نہ کرے۔ میں عبداللہ کا بیٹا محمد ہوں خدا کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ مجھ کو خدا نے جو مرتبہ بخشا میں پسند نہیں کرتا کہ تم مجھے اس سے زیادہ بڑھاؤ ؛

ایک مرتبہ ایک شخص ملنے آیا اس پر جلال نبوت کا رعب اسقدر طاری ہوا کہ کانپنے لگا آپ نے فرمایا کہ گھبراؤ نہیں میں فرشتہ نہیں ہوں ایک قریشی عورت کا بیٹا ہوں جو سوکھا گوشت پکا کر کھایا کرتی تھی

Marfat.com

اس علوشان کے باوجود خدمت خلق سے کبھی آپ دریغ نہ فرماتے۔ نسائی شریف میں حضرت عبداللہ ابن ابی اوفےٰ کی روائت ہے:۔

ولا یانف ان یمشی مع الارملۃ والمسکین فیقضی لہ الحاجۃ

بیوہ اور مسکین کے ساتھ جاکر ان کا کام کر دینے سے آپ کو عار نہ تھی ؛

خباب ابن ارت ایک صحابی تھے ایک دفعہ آپ نے انکو کسی غزوہ میں بھیجا خباب کے گھر میں پیچھے کوئی مرد نہ تھا اور عورتوں کو دودھ دوہنا نہیں آتا تھا اس بنا پر آپ ہر روز ان کے گھر جاتے۔ اور دودھ دوہ دیا کرتے۔ حبش سے جو مہمان آئے تھے صحابہ نے چاہا کہ ان کی خدمت گذاری کریں۔ لیکن آپ نے ان کو روک دیا۔ اور فرمایا کہ انہوں نے میرے دوستوں کی خدمت کی ہے۔ اس لیئے میں خود ان کی خدمت کا فرض انجام دونگا ؛

آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم کا عزم واستقلال بھی اولاد آدم میں اپنی نظیر نہیں رکھتا جب عرب بھر میں آپ کے خلاف بغض و عناد کا ایک طوفان برپا ہو گیا تو آپ کے پائے ثبات میں جنبش نہیں آئی مخالفت کا سیلاب ہر طرف سے ایک ہولناک تلاطم کے ساتھ اٹھا مگر اس کوہ استقلال کیساتھ ٹکر کھا کر اسے پیچھے ہٹنا پڑا۔ ہجرت سے پہلے ایک مرتبہ صحابہ نے کفار کی ایذا رسانیوں سے تنگ آکر خدمت مبارک میں عرض کیا کہ آپ ہمارے لئے کیوں دعا نہیں فرماتے آپ کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو گیا اور فرمایا تم سے پہلے جو لوگ گزرے ہیں انکو آرے سے چیر کر دو ٹکڑے کر دیا جاتا تھا ان کے بدن پر لوہے کی کنگھیاں چلائی جاتی تھیں جس سے گوشت پوست سب علیحدہ ہو جاتا تھا۔ لیکن یہ آزمائشیں بھی ان کو مذہب سے برگشتہ نہیں کر سکیں۔ خدا کی قسم دین اسلام اپنے مرتبہ کمال کو پہنچکر رہے گا یہانتک کہ صنعا سے حضرموت تک ایک سوار اس طرح بیخطر چلا آئیگا۔ کہ اس کو خدا کے سوا کسی کا ڈر نہ ہوگا ؛

شجاعت کا جوہر بھی آپ میں اس درجہ کمال پر نمایاں تھا جس کی دوسری مثال پیش نہیں کی جا سکتی ایک مرتبہ رات کی تاریکی میں شور برپا ہوا کہ دشمن آگئے لوگ مقابلہ کیلئے تیار ہوئے لیکن سب سے پہلے جو آگے بڑھکر نکلا۔ وہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم تھے جلدی میں آپ نے اس کا بھی انتظار نہیں کیا کہ گھوڑے پر زین کسی جائے گھوڑے کی برہنہ پشت پر ہی بیٹھ گئے اور تنہا ہی خطرات کے مقامات پر گشت لگا آئے

Marfat.com

ادھر اہل مدینہ کی مسلح جمعیت باہر نکلی تو آپ انکو واپس آتے ملے آپ نے فرمایا واپس چلے چلو کوئی خطرہ کی بات نہیں ؛

اس عدیم النظیر شجاعت و دلیری کے باوجود رحم و کرم کا جذبہ اسقدر غالب تھا کہ کسی دشمن یا مجرم کو اپنے دست مبارک سے قتل کرنا گوارا نہیں کیا ایک مرتبہ آپ اپنے رفقاء سے الگ درخت کے سائے میں خواب فرما تھے ایک کافر شمشیر بکف آیا اور پکارا محمدؐ! آج میرے ہاتھ سے تمہیں کون بچائیگا۔ آپکی آنکھ کھل گئی اور فوراً فرمایا اللہ! خدا کے نام کی عظمت اور نبیؐ کی زبان کا اثر یہ تھا کہ کافر کے ہاتھ سے تلوار گر گئی آپ نے اس کی تلوار اٹھا کر فرمایا تو بتا تجھے کون میرے ہاتھ سے بچا سکتا ہے وہ ہاتھ جوڑ کر منت معذرت کرنے لگا۔ آپ نے اسے چھوڑ دیا ؛

اگر انتہائے اضطرار کی حالت میں آپ کو شاذ و نادر کسی سخت دشمن پر ہتھیار اٹھانا پڑا ہے تو اس میں بھی ملائمت کا پہلو ضرور ملحوظ رہتا۔ ابی ابن خلف ایک نہایت بدترین دشمن اسلام تھا کہ جنگ بدر میں قسم کھا کر گیا کہ ایک گھوڑا میں اس غرض سے پال رہا ہوں کہ اس پر سوار ہو کر محمدؐ کو قتل کرونگا جنگ احد میں وہ اسی گھوڑے پر سوار صفوں کو چیرتا ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف بڑھا۔ جان نثاران خاص نے چاہا کہ بیچ میں ہی اس کا کام تمام کر دیں مگر آپ نے منع فرمادیا اور آپ نے ایک مسلمان کے ہاتھ سے نیزہ لیکر اس کیطرف قدم بڑھایا اور آہستہ سے اس کی گردن میں انی چبھوئی۔ وہ چنگھاڑ مار کر بھاگا لوگوں نے کہا یہ تو کوئی بڑا زخم نہیں تم اسقدر کیوں بلبلائے اس نے کہا ہاں سچ ہے مگر یہ محمدؐ کے ہاتھ کا زخم ہے ؛

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس عدل و انصاف کا بھی نمونہ خاص تھی جس میں مسلم و غیر مسلم یگانہ و بیگانہ اقرب و ابعد کا امتیاز نہیں تھا۔ قریش کی ایک عورت سے چوری کا جرم سرزد ہو گیا رؤسا قریش چاہتے تھے کہ وہ سزا سے بچ جائے تاکہ قومی شرافت پر حرف نہ آئے آپ نے غضب آلود ہو کر فرمایا کہ بنی اسرائیل اسی وجہ سے تباہ ہوئے کہ وہ غربا پر حد جاری کرتے اور امراء سے درگذر کرتے تھے ؛

ایکمرتبہ ایک یہودی اور ایک مسلمان میں کسی معاملہ پر تنازعہ ہوا دونوں اپنا مقدمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں لیگئے آپ نے یہودی کے حق میں فیصلہ فرمایا مسلمان اس فیصلے سے ناخوش ہو کر یہودی کو حضرت عمر رضی اللہ کے پاس لیگیا اس خیال سے کہ وہ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ میں داخل ہیں عمر ضرور میرے حق میں

فیصلہ دینگے اور انکو روئیداد مقدمہ سناکر طالب انصاف ہوا یہودی بول اٹھا کہ جناب پہلے ہم حضرت محمد
صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں ہو آئے ہیں حضرت عمر رضہ نے چونک کر پوچھا پھر آپنے کیا فیصلہ فرمایا یہودی
نے عرض کیا کہ آپ نے میرے حق میں فیصلہ دیا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسی وقت تلوار نکال کر مسلمان
کا سر اڑا دیا اور فرمایا جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے پر راضی نہ ہوا اسکے لئے یہی انصاف ہے
اس عدل و داد کا یہ اثر تھا کہ مسلمان تو ایکطرف یہود بھی جو آپ کے شدید دشمن تھے اپنے مقدمات اسی
بارگاہ عدالت میں لاتے تھے اور آپ ان کی شریعت کے مطابق فیصلہ فرما دیتے چنانچہ قرآن مجید میں اس
واقعہ کا اس طرح ذکر ہے۔ یہودیان بنو نضیر و بنی قریظہ میں عزت و شرافت کی ایک عجیب حد قائم تھی
کوئی قریظی اگر نضیری کو قتل کر دیتا تو قصاص میں وہ مارا جاتا لیکن اگر کوئی قریظی کسی نضیری کے ہاتھ
سے قتل ہوتا تو اس کے خون کی قیمت صرف سو بار شتر چھوہارا تھی اسلام میں جب یہ واقعہ پیش آیا تو بنی
قریظہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مقدمہ پیش کیا آپ نے فوراً توریت کے آئین کے
مطابق النفس بالنفس کے حکم سے دونوں قبیلوں میں برابر کا قصاص جاری کر دیا۔

عدل و انصاف کا سب سے نازک پہلو یہ ہے کہ خود اپنے مقابلہ میں بھی حق کا رشتہ چھوٹنے نہ پائے
ایک بار آپ مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے لوگوں کا گرد و پیش ہجوم تھا۔ ایک شخص آکر منہ کے بل
آپ پر لد گیا۔ دست مبارک میں ایک پتلی سی لکڑی تھی آپنے اس سے اسکو ٹھوکا دیا اتفاق سے
لکڑی کا سر اس کے منہ میں لگ گیا جس سے کسی قدر خراش آگئی فرمایا مجھ سے انتقام لے تو اس نے
عرض کیا یا رسول اللہ میں نے معاف کیا۔ مرض الموت میں آپ نے مجمع عام میں اعلان کیا کہ اگر میرے
پر کسی کا قرض آتا ہو یا کسی کے جان و مال و آبرو کو میری طرف سے صدمہ پہنچا ہو تو میری جان و مال و آبرو
حاضر ہے اس دنیا میں وہ اپنا انتقام مجھ سے لے لے۔ مجمع میں سناٹا تھا صرف ایک شخص نے چند در
کا قرض یاد دلایا جو اسی وقت ادا کر دیا گیا ایک کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا
اللہ ایکمرتبہ میں اونٹ پر آپکے پیچھے سوار تھا آپ نے اونٹ کے چابک مارنا چاہا تو میرے شانہ پر لگا
یہ حق آپ کے ذمہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسیوقت پشت مبارک اس کیطرف کر دی کہ انتقام لے
سکتا ہے۔ پھر اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلعم میرے شانے اس وقت ننگے تھے آپ نے فوراً قمیص
مبارک اولٹ دی تو اس شخص نے لپک کر مہر نبوت پر بوسہ دیا اور کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان

میں نے اپنا حق معاف کیا۔ مہر نبوت پر بوسہ دینا ہی میرا مقصود تھا۔

نیاید از تو ستم در ستم کنی بمثل | ز رحمت دگراں خوشتر آیدم ستمت

ایک یہودی جو تورات کا عالم تھا۔ اس کا کچھ قرض آپکے ذمہ آتا تھا اس نے اپنے قرض کا تقاضا کیا آپ نے عذر فرمایا کہ اس وقت ادائگی کیلئے کچھ موجود نہیں وہ کہنے لگا جب تک آپ میرا قرضہ ادا نہیں کرینگے میں پیچھا نہیں چھوڑونگا (قرض خواہ کا یہ حق سمجھا جاتا ہے کہ وہ مقروض کا پیچھا نہ چھوڑے ساتھ ساتھ لگا رہے جس سے وہ تنگ آجائے گویا یہ ایک طرح کی قید ہے) آپنے فرمایا تو پھر بیٹھ جاؤ آپ اس مجبوری کی وجہ سے گھر تشریف نہ لیجا سکے حتیٰ کہ) آپ نے اسی جگہ ظہر عصر مغرب اور عشا کی نمازیں ادا کیں آپکے اصحاب اس یہودی کو دھمکیاں دیتے رہے (مگر وہ ٹلا نہیں) آپکو معلوم ہوا تو اصحاب کو اس سے منع فرمایا اصحاب نے عرض کیا یارسول اللہ ایک یہودی نے آپکو مقید کر رکھا ہے فرمایا اللہ تعالےٰ نے مجھے غیر مسلم رعیت پر ظلم کرنے سے منع فرمایا ہے جب دن چڑھا تو یہودی کلمہ پڑھکر مسلمان ہوگیا اور کہا میں اپنا آدھا مال اللہ کی راہ میں دیتا ہوں اللہ کی قسم میں نے جو کچھ کیا اس لئے کیا کہ آپ کے حالات کو آزماؤں جو میں نے توراۃ میں پڑھے ہیں کہ آخری پیغمبر احمد عبداللہ کے بیٹے مکہ میں پیدا ہونگے مدینے میں ہجرت کر کے جائیں گے ان کا ملک شام ہوگا وہ بدخواہ اور سنگدل نہ ہونگے نہ بازاروں میں غل مچانے والے اور نہ برا کرنیوالے اور برا بولنے والے ہونگے اللھم صل علیٰ سیدنا محمد و علیٰ آل سیدنا محمد و اصحب سیدنا محمد و بارک وسلم علیہم ؂

ماہ جمادی الاول کے پہلے جمعہ کا وعظ

بازاری شیرینی کھانے کا مسئلہ

أَعُوذُ بِاللّٰهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ أَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيثِ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ اے پیغمبر! ان لوگوں سے

Marfat.com

کہدو کہ گندی اور ستھری (حرام اور حلال - پاک اور ناپاک چیزیں درجے میں) برابر نہیں ہو سکتیں اگرچہ گندی اور ناپاک چیز کی افراط تمکو بھلی لگتی ہو - تو اے عقلمندو خدا سے ڈرتے رہو تاکہ تم فلاح پاؤ (سورہ مائدہ ع ۱۳) ٭ ہم کو آپ کو اللہ تعالےٰ کا شکر بجالانا چاہیئے کہ آپکی اس مسجد میں ہر جمعہ خاص وہی مسائل بیان ہوتے رہتے ہیں جن کی فی زمانناضرورت ہے یہ مسائل رسمی وعظوں کی طرح صرف محفل آرائی کا سامان نہیں ہیں بلکہ ہمارے خاص خاص دینی و اخلاقی امراض کا علاج ہیں جو اللہ تعالےٰ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تجویز کیا ہے - اللہ تعالےٰ مجھکو اور میرے دوسرے بھائیوں کو ان مسائل حقہ پر عمل کرنے کی توفیق دے ٭

رسمی وعظ جو عموماً جا بجا واعظ کیا کرتے ہیں آپ نے بہت سنے ہیں ان سے بھی کسی نہ کسی حد تک فائدہ ہوتا ہے بشرطیکہ وہ صحیح روایات کے ساتھ کئے جائیں لیکن ان کا مدعا زیادہ تر یہی ہوتا ہے کہ لوگ واعظ صاحب کی خوش بیانی سے مسخر ہو کر ان کے معتقد اور گرویدہ اور ان کی مالی خدمت پر آمادہ ہو جائیں اس لئے ایسے مواعظ اس ضرورت کو کما حقہ پورا نہیں کر سکتے جو کتاب و سنت کی تبلیغ کا خاص مقصد ہے - یعنے اصلاح خلق ٭

سکنجبین یا شربت یا سوڈا واٹر کا پینا بیشک فائدے سے خالی نہیں مگر جب انکو محض شوقاً زبان کی چاٹ کیلیئے پیا جائے تو یہ چیزیں کسی خاص دوائی کا فائدہ نہیں پہونچا تیں نہ ان سے کوئی مرض دور ہو سکتا ہے بلکہ مرض کا علاج اس کڑوی کسیلی اور ناگوار دوا سے متوقع ہے جو بیمار کی بیماری اور اس کے مزاج کی حالت اور ضرورت کے مطابق تجویز کی جائے ۔ بیمار اسکو بخوشی کھائے یا بمشکل اسی طرح وعظ بھی اگر کوئی توجہ اور نیک نیتی سے سنے تو وہی مفید ہو سکتا ہے جو موقع اور ضرورت کے موافق اور محض اصلاح خلق کے لئے کیا جائے اور کوئی خود غرضانہ خیال اس کا محرک نہ ہو نہ اس میں مجلس کے ہوا کے رخ کی پروا ہو نہ حاضرین و سامعین کی خوشنودی و خوشامد سے غرض ہو ۔

نصیحت کہ خالی بود از غرض ۔ چو دارو ئے تلخ ست دفع مرض

آج آپکے سامنے ایک نہایت ہی ضروری مسئلہ بیان کیا جاتا ہے جو میرے خیال میں کسی نے آج تک شاذ و نادر ہی بیان کیا ہوگا - حالانکہ مسلمان اس معاملے میں مدتوں سے نہایت غلط راستے پر چل رہے ہیں اور وہ اس غلط روی سے اپنے دین و تقویٰ کو برباد کر رہے ہیں - اپنی عبادات و طاعات کو تباہ کر رہے

ہیں اور سخت دنیاوی نقصان بھی اٹھا رہے ہیں۔ وہ مسئلہ کیا ہے؟ ہندوؤں کے ہاتھ کی بنی ہوئی بازاری شیرینی کھانا جو مسلمان کیلئے بعض خاص وجوہ سے بالکل نادرست ہے۔ اور ان وجوہ کو میں ابھی آپ کے سامنے مفصل بیان کروں گا۔

مسلمانوں میں سے ایک فرقہ ہے شیعہ نام ان کا عقیدہ ہے کہ جو قومیں بتوں کی پرستش کرتی ہیں وہ بالکل نجس العین ہیں۔ ان کے ہاتھ کا چھوا ہوا پانی۔ دودھ۔ دہی۔ لسی۔ گھی۔ مکھن وغیرہ ہر گیلی چیز اور دال روٹی وغیرہ ہر قسم کے کھانے بالکل ناپاک اور نجس ہیں آپ دیکھتے ہیں کہ اگر کتا ہمارے پانی یا دودھ میں منہ ڈال دے تو ہم اس کو قطعاً ناپاک سمجھتے ہیں اور اس چیز کو زمین پر گرا کر برتن کو مانجھ کر پاک کرتے ہیں۔ شیعہ کا یہی عمل بت پرست لوگوں کی چھوئی ہوئی چیز کے متعلق بھی ہے۔ اور وہ یہ مسئلہ قرآن مجید کی اس آیت سے اخذ کرتے ہیں:-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هَٰذَا۔	مسلمانو! مشرک لوگ ناپاک ہیں۔ اس لئے وہ اس سال کے بعد مسجد الحرام کے قریب نہ جائیں۔

شیعہ کے نزدیک اس آیت کے معنے یہ ہیں کہ مشرک لوگوں کا وجود ظاہری اور حقیقی نجاست کیطرح نجس ہے اس لئے جسطرح ظاہری نجاست پیشاب پاخانہ شراب خون وغیرہ سے مسجد الحرام کو آلودہ ہونے دینا درست نہیں اسی طرح کسی مشرک کو بھی بیت اللہ اور مسجد الحرام میں داخل ہونے دینا جائز نہیں پس نجاست کیطرح ان کے وجود کے چھونے سے دوسری اشیاء بھی ناپاک ہو جاتی ہیں۔ صحابہ میں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ جن کا علمی و اجتہادی درجہ خصوصاً تفسیر القرآن میں بے مثال تسلیم کیا گیا ہے اور اہل سنت والجماعت ان کے چشمۂ فیض سے خصوصیت کے ساتھ سیراب ہوئے ہیں ایک روائیت میں ان کا مسلک بھی یہی ہے جو شیعہ لوگوں کا ہے حضرت ابن عباس آیت مذکور کے کلمہ انما المشرکون نجس کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

إِنَّ أَعْيَانَهُمْ نَجِسَةٌ كَالْكِلَابِ (تفسیر مظہری۔ سورہ توبہ)	کیونکہ ان کے بدن کتوں کیطرح ناپاک ہیں۔

حضرت ابن عباسؓ سے ایک حدیث بھی مروی ہے جو اس مسلک کی تائید کرتی ہے۔

Marfat.com

اَخْرَجَ اَبُو الشَّیْخِ وَاَبْنُ مَرْدُوْیَہ عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَافَحَ مُشْرِکًا فَلْیَتَوَضَّأْ اَوْ لِیَغْسِلْ کَفَّیْہِ

(تفسیر مظہری تفسیر سورہ توبہ)

ابو الشیخ اور ابن مردویہ نے روایت کیا ہے ابن عباسؓ سے وہ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص مصافحہ کرے کسی مشرک سے پس چاہیئے کہ وضو کرلے ۔ یا اپنے دونوں ہاتھ دھوئے ؛

لیکن جمہور اہل سنت والجماعت کا جن کے ہم پیرو ہیں یہ مذہب نہیں ہے ان کے نزدیک شیعہ کا مذہب محض بیجا تعصب اور مبالغہ پر مبنی ہے چنانچہ اہل سنت والجماعت کہتے ہیں کہ مشرکین خواہ ہندو ہوں ۔ یا آتش پرست وہ آخر انسان ہیں اور انسان کا جسم نجس عین نہیں بلکہ پاک ہے ۔ ان کے نزدیک ابن عباسؓ کا قول بھی اجماعاً متروک ہے جس میں ان کے اجسام کو کالکلاب قرار دیا گیا ہے ؛ اہل سنت والجماعت کے نزدیک آیت مذکورہ میں مشرکوں کے نجس ہونے سے انکے عقیدے کی نجاست مراد ہے ۔ چنانچہ تفسیر مظہری میں لکھا ہے ؛

فَالْکَافِرُ نَجِسٌ شَرْعًا لِاَنَّہٗ خَبِیْثٌ لِخُبْثِ بَاطِنِہٖ یَسْتَقْذِرُہُ الشَّرْعُ وَیَجِبُ الْاِجْتِنَابُ عَنْہُ کَمَا یَجِبُ عَلَی الْمُصَلِّیْ اَلْاِجْتِنَابُ عَنِ النَّجَاسَۃِ الْحَقِیْقِیَّۃِ فَلَا یَجُوْزُ مُوَالَاتُہُمْ قَالَ الضَّحَّاکُ وَاَبُوْ عُبَیْدَۃَ نَجَسٌ یَعْنِیْ قَذَرٌ ؛

پس کافر شرعاً نجس ہے کیونکہ وہ پلید ہے اپنے باطن کی پلیدی کے سبب سے جس سے شرع نفرت کرتی ہے اور اس سے کنارہ کشی واجب ہے جیسے کہ نمازی پر واجب ہے ۔ کہ نجاست حقیقیہ سے پرہیز کرے ۔ پس ان سے ساتھ برتاؤ جائز نہیں ۔ ضحاک اور ابو عبیدہ نے کہا ہے کہ وہ نجس یعنے قابل نفرت ہے

علامہ بغوی فرماتے ہیں ؛

اَرَادَ بِہٖ نَجَاسَۃَ الْحُکْمِ لَا نَجَاسَۃَ الْعَیْنِ سُمُّوْا نَجَسًا عَلَی الذَّمِّ

اس سے حکمی نجاست مراد ہے نہ کہ نجاست عین سو انکو بطور مذمت نجس کہا گیا ہے

قتادہ فرماتے ہیں ؛

سَمَّاہُمْ نَجَسًا لِاَنَّہُمْ یَجْنُبُوْنَ فَلَا

انکو نجس اسلئے کہا گیا کہ وہ جنبی ہو جاتے ہیں

Marfat.com

یَغْتَسِلُوْنَ وَیُحْدِثُوْنَ فَلَا یَتَوَضَّؤُنَ وَلَا یَجْتَنِبُوْنَ عَنِ النَّجَاسَاتِ

غسل نہیں کرتے۔ بے وضو ہوجاتے ہیں۔ پھر وضو نہیں کرتے۔ اور نہ نجاستوں سے بچتے ہیں ؂

ان روایات سے ثابت ہوا کہ اہل سنت والجماعت کے نزدیک مشرک لوگ جو نجس کہلاتے تو اسلئے کہ ان کا مذہبی عقیدہ نجس ہے اور وہ جسم وجامہ کو پاک نہیں رکھتے یعنے ان کا جسم خارجی نجاسات سے آلودہ ہو کر ناپاک رہتا ہے ورنہ ان کا جسم بعینہ ناپاک نہیں ہے لہذا اگر کوئی ہندو اپنا لباس پاک رکھے پیشاب پاخانہ کے بعد بدن کی پاکی لازم سمجھے کپڑے کو نجاست کی آلودگی سے بچائے جنابت کے بعد ضرور غسل کرے اس کا کنواں پاک ہو اس کے برتن کو کتا بلی چوہا وغیرہ کوئی جانور ناپاک نہ کرے ہمارے نزدیک نہ وہ خود ناپاک ہے نہ اس کے ہاتھ کی بنی ہوئی یا چھوئی ہوئی چیز ناپاک ہے ؂ اب سوال یہ ہے کہ کیا ایسے ہندو حلوائی کی بنی ہوئی شیرینی کھانی یا دودھ چائے پینا شرعاً درست ہوسکتی ہے جس کے برتنوں اور کڑاہیوں کو بلا نیہ کتے چاٹتے ہوں اور وہ صرف ایک آدھ مرتبہ پانی سے کھنگال کر پھر ان میں مٹھائی بنانی یا دودھ وغیرہ گرم کرنا شروع کر دے جس کے کوئیں میں تو قتاً فوقتاً چھوٹے بڑے جانور گرتے اور مرتے ہوں تو کبھی اسکو پاک کرنے کی نوبت نہ آتی ہو۔ جس کے کپڑوں کی پاکی کا یہ حال ہو کہ چلو بھر پانی سے استنجا کر لیتا ہو۔ پیشاب کرتے ہی اٹھ کھڑا ہوتا ہو۔ منی مذی اور تقاطر بول کی آلودگیوں سے پرہیز نہ کرتا ہو اور جب ہاتھ دھونے کی ضرورت پیش آئے تو اپنے گیلے ہاتھوں کو اسی میلی کچیلی دھوتی سے پونچھ کر مسلمان خریدار کو کھانے کی چیز دیتا ہو کبھی کوئی خریدار دودھ مانگے تو کٹورے کو دھو کر اسی دھوتی کے پلے سے صاف کر کے اس میں دودھ ڈال کر پینے کو دیتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ایسی شیرینی کھانی ہرگز ہرگز درست نہیں۔ کتا جس برتن میں منہ ڈالے وہ سات مرتبہ اچھی طرح دھوئے بغیر ہرگز پاک نہیں ہوتا

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا شَرِبَ الْکَلْبُ مِنْ اِنَاءِ اَحَدِکُمْ فَلْیَغْسِلْہُ سَبْعَ مَرَّاتٍ متفق علیہ (مشکوٰۃ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جب کتا تم میں سے کسی کے برتن میں سے پانی پی جائے تو چاہیئے کہ اس کو سات مرتبہ دھوئے ؂

کوئیں میں اگر کسی قسم کی نجاست یا کوئی جانور چوہا۔ بلی۔ مرغی۔ کبوتر وغیرہ گر کر مر جائے تو جب تک شرعی قاعدے کے موافق اس کو پاک نہ کیا جائے۔ اس کا پانی نجس اور ناقابل استعمال ہوتا ہے

وَاِذَا وَقَعَ فِی الْبِئْرِ نَجَاسَةٌ نُزِحَتْ وَکَانَ نَزْحُ مَا فِیْهَا طَهَارَةً لَّهَا فَاِنْ مَاتَتْ فِیْهَا فَارَةٌ اَوْ عُصْفُوْرٌ اَوْ صَعْوَةٌ اَوْ سُوْدَانِیَةٌ اَوْ سَامُ اَبْرَصَ نُزِحَ مِنْهَا مَا بَیْنَ عِشْرِیْنَ دَلْوًا اَوْ ثَلَاثِیْنَ الخ (جوہرہ نیرہ)

اور جب کوئیں میں نجاست گرجائے تو نکال ڈالی جائے اور اس کے پانی کا نکال ڈالنا ہی اسکا پاک کردینا ہے پس اگر اس میں چوہا مرجائے یا چڑیا یا مولا یا کال کلچی یا گرگٹ تو بیس سے تیس ڈول تک نکال ڈالے جائیں الخ

ظاہر ہے کہ ہندوؤں کے کنوؤں کے اس طرح پاک کرنے کا التزام نہ کبھی ہوا ہے نہ ہوسکتا ہے علاوہ ازیں ان کے کنوؤں پر عموماً یہ بے احتیاطی بھی دیکھی جاتی ہے کہ صبح سویرے اشنان کرنیوالے ہندو صاحبان کنوئیں کی منڈیر پر کھڑے ہو کر نہلتے ہیں اور ان کے جسم کا مستعمل پانی منڈیر پر سے بہ کر کنوئیں کے اندر گرتا رہتا ہے اور اس قسم کے کنوؤں کا پانی ان کے طعام اور شیرینی پکانے میں استعمال ہوتا ہے ممکن ہے کہ ان کے اپنے اصول وقاعدے اور رسم وعادت میں ایسا پانی ناپاک نہ ہو۔ مگر اسلامی اصول اس کو ہرگز ہرگز پاک تسلیم نہیں کرسکتا ۔ گیلے ہاتھ یا گیلا برتن جب ایک ناپاک کپڑے سے پونچھا جائے تو اس ہاتھ یا برتن کے پاک ہونے کی کیا امید ہوسکتی ہے ۔ پس جو شیرینی کتے کے جوٹھے برتن میں بنائی گئی ہو یا جو دودھ ایسے ناپاک برتن میں گرم کیا گیا ہو یا اس میں ایسے کنوئیں کا پانی استعمال ہوا ہو جس کی پاکیزگی کی حفاظت اسلامی اصول کے مطابق نہیں ہوئی اور اگر کوئی جانور اس کنوئیں میں گرجائے تو اس کو شرعی طریق سے پاک نہیں کیا جاتا یا وہ شیرینی یا دودھ چائے ایسے برتنوں میں یا ایسے پتے پر ڈال کر کھانے پینے کو دی جائے جسکو ناپاک کپڑے سے پونچھ کر صاف کیا گیا ہو۔ ایسی شیرینی دودھ اور چائے وغیرہ یقیناً ناپاک ہے اور اس کا کھانا مسلمانوں کیلئے ہرگز روا نہیں اگر دیدہ دانستہ کھائے گا تو سخت گناہ کا مرتکب ہوگا اس کی دعا قبول نہ ہوگی اس کی طاعات وعبادات ضائع جائیں گی اور اس کی نجات آخرت خطرے میں پڑجائے گی ۔

(۱) عَنْ جَابِرٍ اَنَّهٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ لَحْمٌ نَبَتَ مِنَ السُّحْتِ وَکُلُّ لَحْمٍ

جابر رض سے روایت ہے کہا فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ داخل نہ ہوگا بہشت میں وہ جسم جو کہ حرام سے نشوونما پائی ہو اور جس جسم نے حرام

نَبَتَ مِنَ السُّحْتِ کَانَتِ النَّارُ اَوْلٰی
بِہٖ ۞ (مشکوٰۃ)

(۲) عَنْ اَبِیْ بَکْرٍ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَدْخُلُ
الْجَنَّۃَ جَسَدٌ غُذِیَ بِالْحَرَامِ (مشکوٰۃ)

(۳) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رض قَالَ مَنِ اشْتَرٰی
ثَوْبًا بِعَشَرَۃِ دَرَاہِمَ وَفِیْہِ دِرْہَمٌ
حَرَامٌ لَمْ یَقْبَلِ اللّٰہُ تَعَالٰی لَہٗ صَلٰوۃً
مَادَامَ عَلَیْہِ ثُمَّ اَدْخَلَ اِصْبَعَیْہِ
فِیْ اُذُنَیْہِ وَقَالَ صُمَّتَا اِنْ لَمْ یَکُنِ
النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
سَمِعْتُہٗ یَقُوْلُہٗ ۞ (مشکوٰۃ)

سے نشو و نما پائی ہو وہ آگ کا مستوجب ہے ۞

ابوبکر رض سے روایت ہے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ داخل نہ ہوگا جنت میں وہ جسم جس کو حرام غذا ملی ہو ۞

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ جس شخص نے ایک کپڑا خریدا دس درم کو اور اس میں ایک درم حرام ہو تو اللہ تعالے اسکی نماز قبول نہیں کرتا جب تک کہ وہ کپڑا اس کے بدن پر ہو پھر انہوں نے اپنی دونوں انگلیاں اپنے دونوں کانوں میں داخل کیں اور کہا یہ بہرے ہو جائیں اگر یہ بات نبی ؐ کو فرماتے ہوئے انہوں نے نہ سنا ہو

اگر یہ کہا جائے کہ ہندو دکانداروں کی یہ ناپاکیاں اپنی آنکھوں سے دیکھنے کا موقع نہیں ہوتا۔ اور صرف سنی سنائی۔ یا شکی وظنی بات پر کوئی چیز حرام کیونکر ہو سکتی ہے ۔

اِنَّ الظَّنَّ لَا یُغْنِیْ مِنَ الْحَقِّ شَیْئًا ترجمہ بے شک ظنی بات حق کا فائدہ نہیں دیتی ۞

اس کا جواب یہ ہے کہ بازاروں میں جب آپکا جی چاہے کنوؤں کو ان دوکانداروں کی کڑاہیاں مانجتے ہوئے ملاحظہ کرلیجئے اور پھر دیکھئے کہ دوکاندار ان برتنوں کو کہانتک پاک وصاف کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ان کے کنوؤں کا حال اپنی آنکھوں سے دیکھ لیجئے یا خود انہی سے پوچھ لیجئے کہ کیا ان کے کنوئیں میں کبھی کوئی جانور گر کر مردہ یا زندہ نکلا یا نہیں اگر نکلا تو انہوں نے اس کنوئیں کے پاک کرنے کی کیا تدبیر کی پھر خود اندازہ لگا لیجئے کہ کیا ایسی صورت میں ان کے کنوئیں پاک ہیں جن کپڑوں سے وہ ہاتھوں اور برتنوں کو پونچھا کرتے ہیں ان کا حال بھی اپنی آنکھوں سے ملاحظہ کرلیجئے یہ باتیں یقینی وقطعی ہیں۔ ظنی وشکی نہیں۔ تو تحقیق کرلیجئے ؎

بوقت صبح شود ہمچو روز معلومت
کہ باکہ باختۂ عشق در شب دیجور

اگر بقول سائل بازاری شیرینی بازاری دودھ اور بازاری چائے کے ناپاک ہونے کی وجہ یقینی نہیں بلکہ ظنی ہیں تو بھی لامحالہ یہ چیزیں مشتبہ تو ہو گئیں پس مشتبہ چیز سے بچنا بھی اپنے دین کی حفاظت کیلئے ضروری ہے

(۱) عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِیْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْحَلَالُ بَیِّنٌ وَالْحَرَامُ بَیِّنٌ وَبَیْنَهُمَا مُشْتَبِهَاتٌ لَا یَعْلَمُهُنَّ کَثِیْرٌ مِّنَ النَّاسِ فَمَنِ اتَّقَی الشُّبُهَاتِ اسْتَبْرَأَ لِدِیْنِهٖ وَعِرْضِهٖ وَمَنْ وَقَعَ فِی الشُّبُهَاتِ وَقَعَ فِی الْحَرَامِ کَالرَّاعِیْ یَرْعٰی حَوْلَ الْحِمٰی یُوْشِكُ اَنْ یَّرْتَعَ فِیْهِ اَلَا وَاِنَّ لِکُلِّ مَلِكٍ حِمًی اَلَا وَاِنَّ حِمَی اللّٰهِ مَحَارِمُهٗ اَلَا وَاِنَّ فِی الْجَسَدِ مُضْغَةً اِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ کُلُّهٗ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ کُلُّهٗ اَلَا وَهِیَ الْقَلْبُ۔ متفق علیہ (مشکوٰۃ)

(۲) وَعَنِ الْحَسَنِ ابْنِ عَلِیٍّ قَالَ حَفِظْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ دَعْ مَا یُرِیْبُكَ اِلٰی مَا لَا یُرِیْبُكَ فَاِنَّ الصِّدْقَ طُمَانِیْنَةٌ وَّاِنَّ الْکِذْبَ رِیْبَةٌ (مشکوٰۃ)

نعمان ابن بشیر رض سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حلال ظاہر ہے اور حرام ظاہر ہے اور ان دونوں کے درمیان مشتبہات ہیں جنکو بہت سے لوگ نہیں جانتے پس جو شخص شبہات سے بچے اس نے اپنے دین اور عزت کیلئے برأت حاصل کی اور جو شخص شبہات میں پھنس گیا وہ حرام میں مبتلا ہوا۔ جیسے چرواہا جو رکھ کے گرد چرائے تو قریب ہے کہ اسکے اندر چرانے لگے۔ یاد رکھو ہر بادشاہ کی رکھ ہوتی ہے۔ یاد رکھو کہ اللہ کی رکھ اس کے حرام کئے ہوئے امور ہیں۔ یاد رکھو کہ جسم میں ایک پارہ گوشت ہے جب وہ درست ہے تو سارا جسم درست ہے اور جب وہ بگڑا تو سارا جسم بگڑا یاد رکھو کہ وہ دل ہے

اور حسن ابن علی رض سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ارشاد یاد رکھا ہے کہ شکی بات چھوڑ کر غیر شکی بات اختیار کرو۔ پس بیشک سچائی اطمینان ہے۔ اور جھوٹ شک کی بات ہے۔

مگر یہ ہم مسلمانوں کا دینی ضعف اور ایمانی کمزوری ہے کہ ہم کو نہ صرف شکی و مشتبہ بلکہ ناپاک اور گندی چیزوں تک سے نفرت نہیں رہی جن حرام و ناجائز اشیاء کے کھانے پینے سے اعمالی کا ذخیرہ ضائع اور آخرت کی نجات خطرہ میں پڑتی ہو۔ ان کے کھانے پینے سے ہم کو خوف نہیں آتا۔

Marfat.com

ایکمرتبہ میں بازار میں ایک دوکان پر بیٹھا تھا سامنے حلوائی کی دوکان تھی دودھ سے لبالب کڑاہی چولھے پر رکھی تھی دوکاندار موجود نہ تھا اتنے میں ایک کتا آیا اور آتے ہی کڑاہی میں منہ ڈالدیا ہمارے دہتکارنے سے وہ ملائی کھا گیا اور جب بھاگا تو منہ میں ملائی لٹکتی جاتی تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک مسلمان خریدار آیا جو پولیس میں حوالدار تھا ہاتھ میں گلاس تھا پوچھا کہ دوکاندار کہاں ہے۔ دودہ کی ضرورت ہے ہم نے دودھ کی ساری سرگذشت اسکو سنادی تو وہ بہت برہم ہوا اور کہا یہ لوگ پاکی پلیدی کی ذرا پرواہ نہیں کرتے اگر ہم چاہیں تو ابھی جبراً یہ سارا دودہ بازار کی نالی میں بہادیں یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ دوکاندار بھی آگیا۔ اس سے بھی دودھ کا سارا قصہ بیان کیا گیا مگر اس نے چنداں اعتنا نہیں کیا اور کڑاہی چولھے سے اتار کر اندر محفوظ رکھ لی۔ مگر ہمارے تعجب کی کوئی حد نہ رہی جب اسی مسلمان حوالدار نے جو ابھی دودھ کی ناپاکی اور حلوائی کی نالائقی پر لال پیلا ہو رہا تھا جھٹ گلاس حلوائی کے آگے رکھا اور اسی کڑاہی میں سے دودہ کا بھروا یہ جا وہ جا۔ اس پر طرہ یہ کہ وہ مذہب کا بھی قادیانی تھا۔ جن کو شعار اسلام کے از سر نو زندہ کرنے اور مردہ اسلام میں جان ڈالدینے کا ادعا ہے ؎

اے طبلِ بلند بانگ در باطن ہیچ

برادرانمن ہم لوگ جو اس طرح دیدہ و دانستہ ناپاک اشیاء کے کھانے کی جرأت کرتے رہتے ہیں اور آنکھوں سے دیکھ کر مکھی کے نگل جانے سے گریز نہیں کرتے۔ تو یہ بھی قرب قیامت کی ایک علامت سمجھئے۔ جب کہ لوگوں کو پاک و ناپاک اور حلال و حرام کی پروا نہ رہے گی ؛

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَاْتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ لَا یُبَالِی الْمَرْءُ مَا اَخَذَ مِنْهُ اَمِنَ الْحَلَالِ اَمْ مِنَ الْحَرَامِ رواہ البخاری (مشکوٰۃ)

ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ آدمی جس وجہ سے کچھ حاصل کرے گا۔ اس کی اسے پروا نہ ہوگی۔ کہ حلال ہے یا حرام ہے ؛

افسوس! کوئی ہے ایسا مسلمان ؟ جو بازار کی ناپاک شیرینی سے نفرت رکھتا ہو جس کے دل پر اللہ تعالے کے اس فرمان کا کچھ اثر ہو

قُلْ لَّا یَسْتَوِی الْخَبِیْثُ وَالطَّیِّبُ — کہدو اے پیغمبر ؐ کہ ناپاک اور پاک چیز برابر نہیں

Marfat.com

وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ ج | ہو سکتی اگرچہ ناپاک چیز کی افراط تمکو بھلی لگے

اور جس کا سر اللہ کے اس حکم کے آگے خم ہوتا ہو کہ۔

فَاتَّقُوا اللّٰهَ يَآ اُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ | پس ڈرو اللہ سے اے عقل والو۔ تا کہ تم فلاح پاؤ ؛

صد حیف! کہ اس میدان میں تو ہم سے شیعہ بھی بازی لیگئے جن کو ہم حقارت کیساتھ رافضی کہاکرتے ہیں ہماری یہ حالت ہے کہ گھر میں اگر ایک کوا کسی برتن میں چونچ ڈالدے تو اسکو سات شرطوں سے پاک کرنے کی کوشش کی جاتی ہے مرغی چونچ ڈال دے تو کھانا ناپاک سمجھا جاتا ہے بیوی بلی کا جھوٹا کھانا میاں کو کھلا دے تو معلوم ہونے پر گھر میں نزاع و فساد کا ہنگامہ برپا ہو جائے لیکن یہ پاکباز مومن کتے کے جھوٹے برتنوں میں پکی ہوئی مٹھائی سر بازار بلا تامل اڑا جاتے ہیں اور اس قسم کے ناپاک دیگچوں میں پکی ہوئی چھائے شیر مادر کیطرح غٹ غٹ پی جاتے ہیں ۔

وائے برما وائے برانجام ما — کفر دارد عار از اسلام ما

میں بلا حجاب یہ اقرار کرتا ہوں کہ اہل سنت والجماعت کے اصول کے مطابق مدت العمر سے خود مجھے بھی ہندوؤں کے گھر کے کھانوں اور حلوائی کی دکان کی مٹھائیوں سے پرہیز نہ تھا اور نہ میں انکو ناپاک سمجھتا تھا لیکن میں آج بڑا نادم ہوں کہ اپنی کوتاہ نظری سے ان عارضی وجوہ کا کبھی خیال نہ کیا جو ان چیزوں کو ناپاک کر رہی ہیں لیکن اللہ تعالے کا ہزار شکر ہے کہ مجھے اپنی زندگی کے اندر اس مسئلے پر غور کرنے کا موقع مل گیا اور میں نے جیتے جی ہندوؤں کی مٹھائی اور ان کے گھر پکے ہوئے کھانے سے قطعی توبہ کر دی جسکو تقریباً چھ ماہ ہو گئے۔ اللہ تعالے مجھے استقامت بخشے اور میری اس توبہ کو سابقہ فروگذاشت کا کفارہ بنائے ۔

میکنم گریہ ز آلودگی دامن خویش — اشک تا دامن آلودہ من پاک کند

برادران من! بازار کی ناپاک کجس مٹھائی کھانے کا جرم اس لحاظ سے اور بھی سنگین ہو جاتا ہے۔ کہ اس مٹھائی کے بنانے اور بیچنے والے لوگ الٹا مسلمانوں کو ناپاک اور پلید سمجھتے ہیں۔ کتا ان کے برتن میں منہ ڈالدے تو اسے ایک آدھ مرتبہ پانی سے کھنگال لینا کافی ہے لیکن مسلمان کا ہاتھ لگ جانا تو بڑی بات ہے اگر اس کے کپڑے کا پلہ بھی چھو جائے تو وہ برتن اس کے نزدیک اس قدر

ناپاک اور اس قدر نجس ہو جاتا ہے کہ اس کی نجاست پانی سوڈا بھی صابون مٹی وغیرہ کسی چیز سے دور نہیں ہو سکتی تاوقتیکہ اس کو آگ میں نہ ڈالا جائے یہ کسقدر بیغیرتی کی بات ہے کہ جو لوگ مسلمانوں کو کتے سے بھی زیادہ ناپاک اور گندا سمجھیں انکی اس تحقیر و تذلیل کا مسلمان کو کچھ بھی احساس نہ ہو۔ بلکہ وہ بجائے اس کے کہ تحقیر کا جواب تحقیر سے اور تذلیل کا عوض تذلیل کے ساتھ دے خود اپنے آپ کو تحقیر و تذلیل کا تختۂ مشق بنایا جانا گوارا کرلیتا ہے۔ حیف صد حیف!! فبطن الارض خیر لہم من ظہرہا ۔

برہر طرف کہ روئے نہند ایں سیہ دلاں در آبروئے ریختہ خود شنا کنند

ایک نیکدل ہندو جب کسی مسلمان دوست کی خاطر و مدارات کرتا ہے تو وہ سین قابل دید ہوتا ہے ہندو اپنے دوست کی مدارات دودھ چائے بسکٹ پیڑے لڈو پوری کچوری وغیرہ ہر قسم کی ہندوانی نعمتوں سے کرتا ہے مگر اس کے ہر چیز کے دینے میں یہ خاص اصول ملحوظ رہتا ہے کہ لینے والے کا ہاتھ دینے والے کے ہاتھ سے کوئی چیز بلاواسطہ لینے نہ پائے تاکہ گہری سے گہری دوستی کی صورت میں بھی اتحاد و ایتلاف کی کوئی خاص شان پیدا نہ ہو سکے جس کی تدبیر یہ ہوتی ہے کہ یا تو کھانے کی چیز کو ہندو دوست کسی برتن میں ڈال کر زمین پر رکھدیگا پھر مسلمان اس کو اٹھائیگا یا وہ دور سے اس طرح پھینک دیگا کہ مسلمان کے برتن یا دامن میں آگرے پھر مسلمان کے استعمال شدہ برتن کو مالک خانہ کسی لکڑی سے یا جوتی سمیت پاؤں کی ٹھوکر سے ایکطرف کو ہٹا دیگا تاکہ اس کو آگ میں ڈال کر شدھ کر کے قابل استعمال بنایا جائے اگر کوئی خاص چیز ہاتھ ہی میں پکڑانے کی ہوئی تو ہندو اپنا ہاتھ اونچا بیجا کرا وپر سے اس چیز کو اس انداز سے گرائے گا کہ مسلمان کا ہاتھ دو تین فٹ نیچے سے اس کو دبوچ لے ہندو کی اس دوست نوازی پر صد آفرین۔ اور مسلمان کی اس بے غیرتی پر نفرین! صد نفرین!

اس طرز سلوک میں ہندو ہرگز مورد اعتراض نہیں ہو سکتا وہ اپنے دہرم کے صحیح اصول پر چلتا ہے مگر مسلمان سخت ملامت کا مستوجب ہے جس نے اپنے اصول دین کو اور اپنے رسول پاک کی اس تعلیم کو بھلا دیا کہ ید العلیا خیر من ید السفلے اوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے افضل ہے ۔ اور اس نے ایک ہندو کے آگے اپنے ہاتھ کی اسفلیت گوارا کر کے اپنے آپ کو ذلت و حقارت کی سفل السافلین میں گرالیا۔ حالانکہ اس کی شان یہ تھی کہ ؎

ماسوی اللہ را مسلماں بندہ نیست ہیش فرعوناں سرش افگندہ نیست

Marfat.com

حقیقت یہ ہے کہ ہندو قوم ایک نہایت غیر تمند، با اصول اور دور اندیش قوم ہے انکے مذہب میں ان کے مراسم میں، ان کے تمدن میں اور ان کی معاشرت میں نہایت گہری حکمتیں مرکوز ہیں۔ ان کی مذہبی غیر تمندی کا یہ عالم ہے کہ وہ مسلمانوں کے لباس سے مسلمانوں کی رسموں سے مسلمانی انداز پر بنی ہوئی چیزوں سے مسلمانی طریق پر پکے ہوئے کھانوں سے قطعی نفرت رکھتے ہیں وہ مسور کی دال عموماً اس لئے نہیں کھاتے کہ مسلمانوں کے کھانیکی ایک چیز (لحم) کی ہمرنگ ہے وہ شلغم کھانے سے اسلئے مجتنب ہیں کہ مسلمانوں کے کھانے کی مذکورہ چیز کے ساتھ ملا کر پکایا جاتا ہے، وہ لہسن کے استعمال سے اسلئے متنفر ہیں کہ یہ مسلمانوں کے اسی کھانے کی چیز (لحم) کا ضروری مسالہ ہے وہ پیتل کے برتن کو اس لئے بلا قلعی استعمال کرتے ہیں کہ برتنوں کو قلعی کرانا مسلمانوں کی عادت میں داخل ہے ہاں ان کو پیتل کے برتنوں کی سمیت کا ضرر گوارا ہے۔ مگر اپنے برتنوں کو مسلمانوں کے برتنوں کا ہمشکل بنانا منظور نہیں۔ بخلاف اسکے مسلمانوں کی مذہبی بیغیرتی کا یہ حال ہے کہ وہ ہندوؤں کیطرح سر پر چوٹی رکھنے کو تیار ہیں۔ انکی طرح کانوں میں مرکیاں پہننے پر آمادہ ہیں۔ دھوتی پہننے کے شائق ہیں مسلمان عورتوں کو ہندو عورتوں کے سے زیور مرغوب ہیں وہ ان کی سی ساڑھیاں پہننا پسند کرتی ہیں حالانکہ انکو پیغمبری زبان سے یہ ہدایت ملی ہے کہ کفار کا ہمشکل بننے والا کفار ہی میں داخل ہوتا ہے۔

مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ | جو شخص کسی قوم کیساتھ لباس وغیرہ میں تشبہ کرے وہ اسی میں شمار ہوگا۔ کوئی شخص جس فرقہ و مذہب کے

نیز فرمایا اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ

لوگوں کو پسند کرتا ہے۔ وہ انہی کے ساتھ ہو ؛

ایکبار مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوہی قدس سرہٗ نے حدیث اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ کے متعلق فرمایا کہ ایک مولوی صاحب نصرانیوں کے طور و طریق کو پسند کرتے اور اچھا جانتے تھے۔ مگر تھے آخر مولوی۔ ان کے اثر صحبت سے ایک بڑا عہدہ دار نصرانی مسلمان ہو گیا مگر اپنے اسلام کو چھپائے رکھتا تھا اور تمام معاملات و مراسم میں نصرانیوں کے ساتھ شامل رہتا تھا جب مرنے لگا تو اس نے اپنے ایک راز دار مسلمان کو ایک معقول رقم دے کر کہا کہ جب نصرانی مجھ کو اپنے قبرستان میں دفن کر آئیں تو تم رات کے وقت میری لاش کو قبر سے نکال کر مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دینا۔ جب اس شخص نے حسب وعدہ اس قبر کو کھودا تو دیکھا نصرانی قبر میں نہیں ہے اسکی بجائے وہ مولوی قبر میں پڑے ہیں (تذکرۃ الرشید)

Marfat.com

ہندو اپنے اصول کے اسقدر پابند ہیں کہ دوسری اقوام کو حقارت کی نظر سے دیکھنے اور ان کیساتھ نجس و ناپاک جانوروں کا سا سلوک روا رکھنے کا جو ان کے ہاں قدیمی اصول چلا آتا ہے۔ اس میں کسی مسلمان کا ان کے ساتھ استوار سے استوار تعلق اور اس کی گہری سے گہری محبت بھی خلل نہیں ڈال سکتی وہ ہر حالت میں اپنے اصول پر عمل کرنا مقدم سمجھیں گے۔ مگر افسوس! بھولا بھالا مسلمان ان باتوں کو جانتا ہی نہیں حالانکہ غیر مذاہب والوں کی مخالطت و مواکلت سے پرہیز رکھنا صرف ہندوؤں کا ہی اصول نہیں۔ بلکہ مسلمانوں کا بھی ہے۔ چنانچہ :-

رُوِیَ اَنَّہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ قَالَ مِنَ الْجَفَاءِ اِنْ تَاْکُلَ مَعَ غَیْرِ دِیْنِکَ (فتاوی عزیزی جلد ۲ صفحہ ۱۱۷)	اور روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ظلم کی بات ہی کہ تم کسی غیر مذہب والے کے ساتھ مل کر کھاؤ ؛

مگر فرق اتنا ہے کہ ہندو با اصول قوم ہے اور مسلمان اصول فراموش ؛

ہندوؤں کی دور اندیشی کے قربان جائیے کہ انہوں نے دوسری قوموں کے آب و نان کو بائیکاٹ کرنے کا جو مذہبی اصول قائم کیا ہے اس میں ہمیشہ ہمیشہ کیلئے اپنی قوم کو فوائد تجارت کا واحد مالک بنانے کی بنیاد ڈالدی ہمارے خیال میں ہندوؤں کا مسلمان وغیرہ اقوام کو نجس و ناپاک سمجھنا کوئی خالص مذہبی معاملہ نہیں ہے بلکہ یہ ایک اقتصادی حکمت عملی ہے جس کے زیر اثر دوسری تمام قوموں کا پیسہ کھنچ کر ہندوؤں کی جیبوں میں چلا آتا ہے مسلمان نانبائی، مسلمان شیرفروش، مسلمان چائے فروش ہو ہندو اس کی دوکان سے یہ چیزیں نہیں خرید سکتا کیونکہ اس کا مذہب اجازت نہیں دیتا۔ ہندو اس کو یہ معلوم ہے کہ مسلمان وغیرہ کا مذہب ہندو کی دوکان سے سودا لینے سے مانع نہیں ہے اس لئے وہ حوصلہ مندی سے دوکان کھولیگا اور کامیابی کے ساتھ اس کو چلائیگا دوسری طرف مسلمان کو دوکان کھولنے اور چلانے کا حوصلہ ہی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اسے معلوم ہے کہ کوئی ہندو اس کی دوکان سے کھانے پینے کی چیز نہیں خرید سکتا صرف مسلمانوں کی نادار و نادہندہ قوم کے سہارے پر دوکان کیا چلیگی نتیجہ یہ کہ ہندوؤں کی دوکانیں بکثرت ہیں اور مسلمانوں کی دوکانیں ندارد یا برائے نام۔ اور اس نتیجے کا نتیجہ یہ کہ مسلمانوں کی دولت بھی ہندوؤں کیطرف سمٹی چلی جا رہی ہے ؂

زاں پیشتر کہ دانہ ز خرمن جدا کنند
سوراخ مور شد دہن آسیاے ما

کوئی ظریف کہہ سکتا ہے چلو اچھا ہوا ہندو ہمارے ہاتھ کی چیز نہیں کھاتے اور ہم ان کے ہاتھ کی کھاتے ہیں۔ اس سے تو ہم فائدہ میں ہیں اور وہ نقصان میں۔

لیکن ایسے بھولے بھالے ظریفوں کو اگر معلوم ہو جائے کہ اس ظاہری فائدے کے پردے میں امت مسلمہ کی کس قدر ہولناک تباہی پنہاں ہے تو ہنسنے کی بجائے روتے روتے انکی ہچکی بندھ جائے مسٹر گاندھی نے ایک سال سے انگلستان کے کپڑے کا بائیکاٹ کر رکھا ہے اب ہم انہی ظریف صاحب سے پوچھتے ہیں کہ جب ہندوستان نے انگلستان کا کپڑا لینا بند کر دیا ہے تو اس سے انگلستان فائدے میں ہے یا نقصان میں ہے؟ ذرا اخبارات کو پڑھکر دیکھئے تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ اس بائیکاٹ سے انگلستان کا کچومر کس نکل گیا اس کی جان پر بن گئی۔ مانچسٹر اور لنکا شائر کے ارب پتی کارخانے جہاں سے کروڑوں روپے کا کپڑا تیار ہو کر ہندوستان آتا تھا اور اس کے عوض میں ہندوستان کے پسینے کی کمائی کو انگلستان سمیٹتا تھا اب اپنی اس آمدنی کے بند ہو جانے پر چیخ اٹھے ہیں اور اپنی گورنمنٹ کو مجبور کر رہے ہیں کہ خدارا جلدی مسٹر گاندھی کو راضی کرو۔ اور ہندوستان سے بائیکاٹ کا سلسلہ بند کراؤ۔ ورنہ ہمارا دیوالہ نکل جائے گا اور انگلستان تباہ ہو جائے گا:

برادر من غور کیجئے کہ جب صرف کپڑے کے بائیکاٹ نے ایک ہی سال کے اندر انگلستان جیسی عظیم الشان طاقت کی چولیں ڈھیلی کر دیں تو مسلمانوں کی غریب قوم کا کیا حال ہوگا جن کا ہندو صاحبان نے صرف کپڑے کا ہی نہیں بلکہ کھانے پینے کی تمام چیزوں کا دوکان کے ہر قسم کے سودے کا اور اکثر مجلسی جماعتی اور تمدنی تعلقات کا بائیکاٹ کئی سو سال سے کر رکھا ہے۔ یقین رکھئے کہ اگر ہندو اپنے وطنی بھائی مسلمان کو اسی نظر سے دیکھتا جیسا کہ دعوے کیا جاتا ہے اور اس کا مجلسی اور تجارتی اور جماعتی بائیکاٹ نہ کرتا تو مسلمان آج آدھی تجارت کے حصہ دار ہوتے ان کے اندر دولت ہوتی۔ جاہ و منزلت ہوتی بڑی بڑی حویلیاں اور بڑے بڑے کاروبار اور بڑے بڑے کارخانے ہوتے اور وہ اس ذلت اور مسکینی کا شکار نہ ہوتے جیسے کہ آج ہم اپنے غریب مسلمان بھائیوں کا حال دیکھ رہے ہیں لہٰذا خوب یاد رکھئے کہ جس طرح آج انگلستان کی گوشمالی کیلئے کپڑے کے بائیکاٹ کا حربہ استعمال ہو رہا ہے اسی طرح مسلمانوں کے کھانے پانی کا بائیکاٹ اس کی بربادی کی ایک تدبیر ہے مگر کوتاہ اندیش مسلمان بیوقوف مسلمان ان چالوں سے بالکل بے خبر ہے اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ۔ آمین ۔

ماہ جمادی الاولیٰ کے دوسرے جمعہ کا وعظ

اعیاد کفار میں شرکت کا مسئلہ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلٰوتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۝ ترجمہ:- ایمان والے (اپنی) مراد کو پہونچ گئے (اور یہ وہ لوگ) ہیں۔ جو اپنی نماز میں عاجزی کرتے ہیں۔ اور وہ جو نکمی باتوں کیطرف رخ نہیں کرتے اور وہ جو زکوٰۃ دیا کرتے ہیں۔ اور وہ جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں (المومنون ع ۱)

آج کا وعظ صرف اس آیت پر ہے وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ اور اپنی مراد کو پہنچے وہ لوگ جو نکمی اور بیہودہ باتوں کی طرف رُخ نہیں کرتے۔ یعنی لغو و فضول اور بیہودہ ولایعنی باتوں سے بچنا اور اس سے متنفر رہنا شرط نجات ہے آخرت میں وہی عذاب سے نجات پائیں گے اور نعماء بہشت سے بہرہ مند ہونگے جو لغو و فضول امور سے کنارہ کشی رکھتے ہیں۔

لغو سے مراد کیا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس سے شرک مراد ہے بعض کہتے ہیں کہ اس سے زنا۔ قتل۔ شراب۔ قمار وغیرہ معاصی مراد ہیں۔ بعض کے نزدیک اس سے مراد ہر قسم کے باطل و بیہودہ قول و فعل ہیں جو خلاف تہذیب اور ناقابل پسند ہوں۔ بعض کے نزدیک لغو یہ ہے کہ کفار کے ساتھ لڑائی جھگڑا دنگا فساد اور گالی گفتار کی جائے (تفسیر خازن)

بہر کیف لغو برے کاموں کو کہتے ہیں اور ان میں ایسے فضول کام بھی داخل ہیں جن میں کوئی نیکی کا پہلو نہ ہو۔ نہ ان کو دین اسلام سے کوئی تعلق ہو۔ غیر مسلم اقوام کے خاص مذہبی مراسم میں شرکت بھی لغو میں داخل ہے جو اسلام میں ممنوع ہے خواہ کسی نیت سے ہو۔ مگر لیاں کے مسلمان اپنی کوتہ اندیشی سے اس فتنے میں بہت بری طرح مبتلا ہیں۔ آج کی صحبت میں اسی مسئلے پر کسی قدر بسط کے ساتھ بحث کی جائے گی

برادران من! مسلمان کے پورے مسلمان ہونے کے لئے ضروری ہے کہ وہ عبادات و طاعات بجالانے کے ساتھ منکرات و لغویات سے بھی بچے اگر کوئی مسلمان طاعات کا پابند ہو۔ نماز روزہ وغیرہ بخوبی

بجالائے۔ مگر منکرات سے بچنے کا ارادہ اور کوشش نہ کرے تو وہ پورا مسلمان نہیں۔ اسلامی زندگی کیلئے طاعات بمنزلہ غذا ہیں اور منکرات بمنزلہ زہر۔ زندگی کے قائم رکھنے کے لئے بیشک غذا ضروری ہے مگر اسی طرح زہر سے بچنا بھی لازم ہے اگر کوئی شخص غذا تو خوب مقوی کھائے مگر زہر سے پرہیز نہ کرے۔ تو اکیلی غذا اس کی زندگی کو قائم نہیں رکھ سکتی اسی طرح جو شخص طاعات وعبادات تو بجالائے مگر کفار کے مراسم مذہبی اور ان کے آداب خصوصی سے اپنے آپ کو الگ نہ رکھے تو وہ پورا مسلمان نہیں۔ نہ وہ قد اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ کی بشارت پانے والوں میں شامل ہو سکتا ہے اسی لئے رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے

مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُہٗ مَا لَا يَعْنِيْهِ (مشکوٰۃ عن علی ابن الحسین رض) | مسلمان آدمی کے اسلام کی کمال خوبی یہ ہے کہ ایسی باتوں کو چھوڑ دے جن سے کوئی غرض متعلق

بلکہ جو شخص مسلمان ہو کر کفار ومشرکین کے مراسم میں شامل ہو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے برا اور اس کا مورد غضب ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:۔

اَبْغَضُ النَّاسِ اِلَى اللّٰهِ ثَلٰثَةٌ مُلْحِدٌ فِی الْحَرَمِ وَمُبْتَغٍ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَمُطَّلِبُ دَمِ امْرِئٍ مُّسْلِمٍ بِغَيْرِ حَقٍّ لِيُهْرِيْقَ دَمَهٗ (بخاری۔ مشکوٰۃ) | اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ قابل نفرت تین شخص ہیں ایک حرم میں الحاد کرنیوالا دوسرا اسلام میں جاہلیت کا طریقہ رواج کرنے والا اور تیسرا مسلمان آدمی کے ناحق خون کا قصد کرنیوالا تاکہ اس کی خونریزی کرے

مگر افسوس صد افسوس کہ آج کل مسلمان مسلمان کہلا کر مراسم کفر میں مبتلا ہیں وہ مراسم جو سراسر کفر شرک۔ بدعت اور گوناگون بداخلاقیوں پر مشتمل ہیں مسلمانوں کی وہی حالت ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ۔ اور ان میں سے اکثر لوگ خدا کو بھی مانتے ہیں اور مبتلائے شرک بھی ہوتے رہتے ہیں ؟

مسلمان علانیہ غیر مسلم قوموں کے میلوں میں شرکت کرتے ہیں دیویوں ٹھاکروں کے مندروں پر خاص خاص ایام میں جو اجتماعات ہوتے ہیں جن سے ہندو لوگ بتوں کی پوجا کرتے ہیں مسلمان تماشا ان اجتماعات میں بکثرت دیکھے جاتے ہیں ہندوؤں کے خاص تیوہار لوہڑی۔ ہولی دیوالی آتے ہیں تو مسلمان ان میں بھی بلا تامل حصہ لیتے ہیں ہندوانی میلوں میں شامل ہونے والے مسلمان تقر

تین طرح کے ہوتے ہیں ایک وہ جو تجارت کی غرض سے جاتے ہیں کسی قسم کا سودا لیجاتے ہیں۔ اور اسکے منافع کی غرض سے وہاں پہنچتے ہیں دوسرے جو صرف سیر و تفریح کی غرض سے جاتے ہیں تیسرے وہ جو ہندو احباب کے تقاضے سے میلے کی رونق بڑھانے کیلئے حاضر ہوتے ہیں اور اس میلے کو اچھا سمجھتے ہیں تجارت کی غرض سے ایسے میلوں میں جانے کے بارے میں اکابر علماء میں سے دو بزرگوں کے فتوے سنو

حضرت مولانا مولوی اشرف علی صاحب سے سوال کیا گیا کہ میلہ ہائے ہنود میں مثل میلہ ہردوار یا گنگا واسطے تجارت کے جانا جائز ہے یا نہیں اور جانیوالا مرتکب کبیرہ ہوتا ہے یا نہیں آپ نے جواب تحریر فرمایا کہ اگر کوئی چیز اس میلے کے سوا نہ بکتی ہو تو اس کی خرید و فروخت کیواسطے جانا بضرورت جائز ہے اور بلا ضرورت جانا بہتر نہیں کہ ایسے مجمعوں میں شان مغضوبیت کی ہوتی ہے ان میں شریک ہونا غضب الٰہی کا حصہ لینا ہے اگرچہ اس مجمع والوں کے برابر گناہ نہ ہو مگر خالی نہ رہیگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

لَا يَنْتَهِي النَّاسُ عَنْ غَزْوِ هٰذَا الْبَيْتِ حَتّٰى يَغْزُوَا جَيْشٌ حَتّٰى إِذَا كَانُوْا بِالْبَيْدَاءِ أَوْ بَيْدَاءَ مِنَ الْأَرْضِ خُسِفَ بِأَوَّلِهِمْ وَآخِرِهِمْ وَلَمْ يَنْجُ أَوْسَطُهُمْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَمَنْ كَرِهَ مِنْهُمْ قَالَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ عَلٰى مَا فِيْ أَنْفُسِهِمْ ۔

(ترمذی جلد ۲ صفحہ ۴۲)

نہیں باز آئیں گے لوگ اس گھر (خانہ کعبہ) پر چڑھائی کرنے سے حتّٰی کہ ایک فوج چڑھائی کریگی یہانتک کہ جب وہ میدان میں ہوگی یا فرمایا کہ زمین سے ایک میدان میں ہوگی تو ان کے اول آخر سمیت سب اس میں دھنس جائیں گے اور ان کا اوسط بھی نجات نہ پائے گا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ پس جو شخص ان میں سے ناپسند کرے فرمایا اللہ اس کو اسکی نیت کے موافق اٹھائیگا

تو جب باوجود کراہت کے عذاب میں شریک ہوگئے تو جو خوشی سے جائیں گے کیونکر بچیں گے (امداد الفتاویٰ جلد ۴)

حضرت مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوہی قدس سرہٗ سے سوال کیا گیا کہ کفار کے میلوں تیوہاروں میں دوکان لیجانے کا کیا حکم ہے آپ نے جواباً فرمایا۔ کفار کے عید و میلہ میں جانا بھی حرام اور مال کا خرید و فروخت بھی حرام (تذکرۃ الرشید جلد دوم صفحہ ۱۸۸)

پہلے فتوے سے ثابت ہے کہ ایسے میلہ میں بغرض تجارت خاص مجبوری کی حالت میں جانا جائز ہے اگر مجبوری نہ ہو بلکہ وہ مال دوسری جگہ بھی فروخت ہو سکتا ہے تو ہرگز جانا جائز نہیں اور بہر صورت

Marfat.com

مبتلائے غضب الٰہی ہونے کا اندیشہ ہے اگرچہ مجبوراً ہی جانا ہو اس سے ظاہر ہے کہ اس فتوے کی رو سے بھی جانا مکروہ ضرور ہے۔ دوسرے فتوے میں جو صاحب فتوے سابقہ سے بھی اعلیٰ پایہ کے بزرگ کی طرف سے ہے۔ تجارت کی غرض سے جانا بھی حرام قرار دیا گیا ہے۔ اس سے یہ سمجھ لینا کچھ مشکل نہیں کہ جب تجارت کی مجبوری و اضطرار کی حالت میں بھی ایسے میلوں میں جانا مکروہ بلکہ حرام ہے تو سیر و تفریح کیلئے جانا تو بدرجہ اولےٰ حرام ہوگا اور پھر ہندو دوستوں کی خوشنودی کیلئے جانا اور ایسے میلوں کو اچھا سمجھنا صریحاً کفر ہے کیونکہ الرضاء بالکفر کفر مسلّمہ اصول ہے ایک پنجابی نظم بچپن میں سنا کرتے تھے جس کا ایک شعر یاد ہے جو بالکل بجا ہے ؎

میلے۔ جانا ہے بے خیر
مُنہ کالا تے نیلے پَیر

کفار کے اجتماعات مذہبی میں خواہ کوئی تجارت کیلئے جائے یا سیر کیلئے یا بدعوے خود حصول تجربہ یا ارشاد خلق کیلئے بہر کیف دفتر غیب کے اندر حاضرین میلہ میں اس کا نام تو درج ہو گیا کسی مجرمانہ واردات میں جب بہت سے لوگ جمع ہوتے ہیں مجرموں کے ساتھ تماشائی بھی الزام میں ماخوذ ہو جاتے ہیں پس حاضرین کم از کم اس قسم کے مواخذے میں تو ضرور آئیں گے ؎

ہر کہ گرد د پیرو ناجنس زحمت مے کشد
غوطہ در خوں مے دہد پیوستہ پیکاں تیر را

زود باشد قرب ایں پشمینہ پوشاں ہمچو خط
در نظرہا زشت ساز د روئے نیکوئے ترا ؎

ہولی کے تیوہار ہیں۔ ہندو لوگوں پر کود پھاند۔ بھاگ دوڑ۔ تجاذب و تعاقب کا بھوت سوار ہوتا ہے وہ ایک دوسرے پر پانی میں گھلا ہوا رنگ پھینکتے ہیں۔ خشک گلال ڈالتے ہیں زبردستی سر و گردن اور منہ پر مل دیتے ہیں کسی مقطع سے مقطع اور مہذب سے مہذب آدمی کی ناراضگی بھی اس سے مانع نہیں ہوتی۔ اور نوجوانوں کی ٹولیاں گشت لگاتی اور گھروں اور دکانوں کے کونوں کونوں میں چھپے بیٹھے ہوئے بھلے مانسوں کو نکال نکال گلال کے افشاں اور رنگین پانی کی پچکاریوں سے ان کی خوب گت بناتی ہیں۔ نہایت افسوس ہے کہ خیر الامم کے افراد نام کے مسلمان بھی ان خرمستیوں میں شامل ہو جاتے ہیں۔

لوہڑی بھی ایک تیوہار ہے۔ جس میں ہندو لوگ تلوں اور کھیلوں کے مرنڈے بناتے ہیں رات کو بڑے بڑے الاؤ روشن کرتے ہیں۔ ہمارے دیہات میں اس رات مسلمانوں کے

Marfat.com

چھوٹے چھوٹے بچے ٹولیاں بنا کر گھر گھر لوہڑی مانگتے پھرتے ہیں۔ اور ہر گھر میں جو بچہ ہو اس کے نام کا ایک گیت ہم آواز ہو کر گاتے ہیں مثلاً کسی گھر میں فتو نام کوئی بچہ ہو تو یوں گائیں گے

او کھلی وچ روڑے فتو چڑھیا گھوڑے

او کھلی وچ پا ہتھی فتو چڑھیا ہاتھی

گھروں سے جو نقدی غلہ وغیرہ ملتا ہے۔ اس کی شیرینی یا گڑ شکر خرید کر سب بچے مل کر کھاتے۔ اور لوہڑی کا تہوار مناتے ہیں ؛

دیوالی کا تہوار جسکو دیپ مالا بھی کہتے ہیں مسلمانوں کیلئے سب سے زیادہ موجب فتنہ ہے۔ اس ہندوانی تہوار پر ہمارے علاقے کے مسلمان اپنی کوتہ اندیشی اور دینی کمزوری کا خاص طور پر ثبوت دیا کرتے ہیں ؛

یہ تیوہار دراصل ہندوؤں کے ہاں دولت کی دیوی لکھشمی کی پوجا کیلئے مخصوص ہے۔ ہندو اس موقع پر اپنے گھروں اور دوکانوں کو لیپ پوت کر سفیدی کرا کر خوب آراستہ کرتے ہیں جس طرح ایک معزز مہمان کی آمد کیلئے آرائشات کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ دیوالی کی رات کو ان کے عقیدے میں یہ دیوی آتی ہے اس کی آؤ بھگت میں اس رات چراغاں کرتے ہیں۔ جس میں تمام در و بام چراغوں قندیلوں اور مشعلوں سے جگمگانے لگتے ہیں۔ رات کے پہلے ہی حصے میں اس دیوی کی پوجا کی جاتی ہے۔ جس کے خاص طریقے ہیں۔ اور اس دولت کی پری کی پوجا سے اس دولت پرست قوم کا مقصد یہ ہے کہ ہمکو اس سال بیش از بیش دولت حاصل ہو۔ ہندو لوگ دیوالی کے دن ہر قسم کی شیرینی عموماً اور جلیبی خصوصاً بکثرت بانٹتے اور کھاتے کھلاتے ہیں تاکہ سال بھر مٹھائی کھاتے گذرے۔ رات کو جوا کھیلتے ہیں۔ اور اس رات تقریباً تمام ہندو لوگ جن میں اکثر اچھے اچھے مہذب و معزز سیٹھ ساہوکار بھی شامل ہوتے ہیں۔ اس اخلاقی گندگی میں ملوث ہوتے ہیں۔ اُن کا خیال ہے کہ اگر آج جوئے کا داؤ ٹھیک پڑ جائے تو پھر سال بھر کے لئے وارے نیارے ہیں ؛

بڑے بڑے ہندو رئیسوں یا راجوں مہاراجوں کے ہاں تو لکشمی دیوی کی پوجا اعلےٰ پیمانہ پر ہوتی ہے۔ مگر عام ہندوؤں کے یہاں اس کی یہ صورت ہے کہ وہ اپنے اپنے گھروں میں مٹی کے چھوٹے چھوٹے گھروندے بناتے ہیں۔ جو ان کے عقیدے میں لکشمی استھان ہوتے ہیں ؛

Marfat.com

دیوالی کے روز ان لکشمی استھانوں کے اندر وہ چراغ جلاتے ہیں اور چھوٹے چھوٹے کوزوں اور مٹی کی طشتریوں میں شیرینی اور کھیلیں رکھ کر چڑھاتے ہیں؛

یاللعجب کہ ہمارے علاقے کی نام نہاد موحد قوم جو مسلمان کہلاتی ہے۔ ان تمام مشرکانہ و کافرانہ مراسم میں ہندوؤں کے دوش بدوش چلتی ہے۔ دیوالی کے روز ... ہر اسلامی گھر میں کم و بیش دو دو چار چار روپے کی شیرینی آتی ہے اور گھر کا ہر خرد و کلاں دیوالی کے جشن کی خوشی میں اپنے کام و دہان کو شیرین کرتا ہے۔ کمہاری گھر گھر مٹی کے کوزے اور طشتریاں اور لڑکوں کیلئے مشعلیں دے جاتی ہیں۔ مسلمان لڑکیاں پہلے سے طرح طرح کے گھروندے (لکشمی استھان) بنا رکھتی ہیں۔ اور ہمارے شہروں میں ایسے گھروندے جن کو گھرونڈی یا کھنڈوری کہتے ہیں کوزہ گروں کے ہاں خوبصورت رنگین بنے بنائے فروخت ہوتے ہیں۔ خصوصاً دیوالی کے ایام میں انکی بڑی تجارت ہوتی ہے مسلمان اپنے بچوں کے لئے دانستہ یا نادانستہ یہ گھروندے یا کھنڈوریاں یا لکشمی استھان یا بت خانے خرید کر گھروں میں لیجاتے ہیں۔ دیوالی کی رات میں مسلمان لڑکے مشعلیں اور قندیلیں روشن کر کے ہنود کے بازار میں جاتے ہیں۔ تاکہ اس کی رونق بڑھائیں اور لڑکیاں گھروں میں گھروندوں کے اندر چراغ جلاتی ہیں اور ہنود کے مراسم کے مطابق ان میں شیرینی اور کھیلیں طشتریوں میں ڈال کر رکھتی ہیں۔ عورتیں گھروں میں دو دو چار چار چراغ رکھ کر چراغاں کی رسم پوری کرتی ہیں جو صحیح معنوں میں لکشمی دیوی کی پوجا پاٹ کی تقلید اور دیوالی کے مراسم کی ادائیگی ہے سے

وائے بر ما وائے بر انجام ما ‫ ‫ کفر دارد عار از اسلام ما

بلکہ میں نہایت درد دل کے ساتھ یہ بات کہونگا کہ اس منحوس زمانے میں بعض ایسی ہستیاں بھی وجود میں آچکی ہیں جو اسلام کے مبارک تیوہاروں پر کفار کے تیوہاروں کو ترجیح دیتی ہیں جیسے پنجاب کے ایک شاعر نے جو اپنی ہندو پرستی میں بہت بدنام تھا دیوالی کی تعریف میں کہا تھا ؎

دل جس سے بات ہو وہ دیوالی کی رات ہے ‫ ‫ ہے رات شب برات بھی یہ اور بات ہے

جو بدنصیب مسلمان مسلمان ہو کر دیوالی کی رات کو جس میں لکشمی کی پوجا ہوتی ہے اس عظیم الشان رات سے بڑھ کر سمجھے جس کو اللہ نے سورہ دخان میں لیلۃ مبارکہ فرمایا ہے تو سمجھو کہ اسکے دین و ایمان کا جنازہ ہی اٹھ گیا جو شخص دیوالی کی تاریکی اور شب برات کی چاندنی کا مقابلہ کرتا ہے ظلمت اور نور کو آمنے سامنے دیکھ رہا ہے

Marfat.com

پھر بھی ان میں سے اچھے اور برے کی تمیز نہیں کرسکتا۔ اس کی تیرہ بختی پر جسقدر بھی ماتم کیا جائے کم ہے ؛
اسلام شریعت بیضا ہے۔ سراپا نور ہے کفروشرک کی ظلمت کو دور کرنیوالا ہے خداوند تعالیٰ
خود نور ہے اس کا دین نورانی ہے وہ نور کو پسند کرتا ہے۔ نور کا پروردگار ہے۔ اور تاریکی سے پناہ
مانگنے کی ہدایت کرتا ہے :-

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ	کہو اے پیغمبر! میں پناہ چاہتا ہوں نور سحر کے پروردگار کی تمام مخلوقات کی شر سے اور تاریکی

کی شر سے جب وہ چھا جائے

اس لئے شب برات کو جو لیلۃ مبارکہ ہے قدرت نے ایک نورانی رات چودھویں رات اور بدر کی رات بنایا ہے۔ جب تمام عالم پر چاندنی کی نورانی چادر بچھی ہوتی ہے اور زمین سے آسمان تک کا عالم نور قدرت پروردگار کا جلوہ ہوتا ہے۔ ہر مہینے میں تین دن کے روزے جو مسنون ہوئے تو ان کے لئے بھی ایام بیض کے تین دن مقرر کئے گئے یعنے بارھویں تیرھویں چودھویں تاریخوں کے دن جبکہ چاند اپنے کمال کو پہنچا ہوا ہو اور رات کا تقریباً سارا وقت نور کی آغوش میں گذرتا ہے ؛

اب اس کے مقابلے میں دیوالی کو لیجئے۔ دیوالی کی رات یعنے دیووالی رات یا کالے دیو کی سی رات دیو کی آمد آمد کی رات کالی بجھنگ رات جو غروب آفتاب سے لیکر طلوع فجر تک کیلئے ساری دنیا کو اپنے اس وسیع وہیبت ناک تیرہ و تار دامن میں لپیٹ لیتی ہے جس پر چاند کی روشنی کی ایک ہلکی سے ہلکی جھلک نہیں پڑتی۔ جسطرح ملائکہ اور ارواح طیبہ نورانی مخلوقات ہے اور نور سے مانوس ہیں۔ جنات وشیاطین ظلمت و تاریکی سے زیادہ مناسبت رکھتے ہیں اس لئے حدیث میں ارشاد ہے کہ بچوں کو اول شب گھر سے باہر نہ نکلنے دیا کرو :-

اِذَا كَانَ جُنْحُ اللَّيْلِ اَوْ اَمْسَيْتُمْ فَكُفُّوْا صِبْيَانَكُمْ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْتَشِرُ حِيْنَئِذٍ الخ (مشکوٰۃ)	جب آغاز شب ہو یا فرمایا تمہیں شام آجائے تو اپنے بچوں کو (باہر نکلنے سے) بند رکھو۔ کیونکہ اس وقت شیطان پھیلے ہوتے ہیں ؛

اور اسی لئے سورۂ فلق میں رات کی تاریکی سے پناہ مانگنے کا حکم ہے۔ عام راتوں کی تاریکی کا یہ حال ہے۔ تو دیوالی کی رات کا کیا ٹھکانا جو اپنی طولانی ظلمت کیوجہ سے گویا بحر ظلمات ہے ایسی رات تو ضرور

Marfat.com

جنّات وشیاطین کا اکھاڑا ہو گی خصوصاً جبکہ بزعم ہنود اس میں ایک دیوی کی آمد آمد ہو۔ یہی وجہ ہے
کہ یہ رات سحر، ٹونے ٹوٹکے محاضرات کیلئے خاص طور پر مشہور ہے۔ اکثر توہم پرست لوگ اُس شب
اپنے توہمات و وساوس کا زور لگاتے ہیں صبح اٹھتے ہیں تو یہی نظر آتا ہے کہ کہیں تالاب پر لڈو
دھرے ہیں کہیں جوہڑ کے کنارے لکڑی کے کھلونے رکھے ہیں کہیں شور برپا ہے کہ فلاں لڑکی
کی مینڈھی کتری گئی فلاں عورت کے چاروں دامن کترے گئے فلاں بچے کے سرہانے کوئی عورت
یہ رات شیاطین کی جولانگاہ ہونے کے باعث فواحش و معاصی کی بھی خاص مرکز قرار پاتی ہے
رات بھر جُوا کھیلا جاتا ہے بہت سے لوگ لٹ جاتے ہیں اچھے اچھے آسودہ لوگ مونڈے جاتے
ہیں شراب بکثرت پی جاتی ہے اور اچھے اچھے مقطع لوگ شراب کی مستی میں لڑائی دنگا دھول د
کرتے اور چیخم دہاڑ مچاتے ہیں۔

اس قسم کے بدتمیز و گندہ فطرت مدعیان مسلمانی سے کوئی پوچھے کہ کیا یہی دیوالی ہے جسکو شب
کی مبارک و متبرک اور پاک و مقدس رات کے مقابلے میں لایا جاتا ہے؟ ان عزت مند اور دین
مسلمانوں سے کوئی اتنا پوچھے کہ کبھی تم نے کسی ہندو کو بھی دیکھا کہ اس نے تمہاری شب برات کو ح
پکا کر ایک اسلامی تہوار میں تمہاری شرکت کی ہو یا کبھی اس نے عید کو اُجلے کپڑے پہن کر اور گھر میں
سیویاں پکا کر تمہارے تہوار کی عزت افزائی کی ہو؟ یا کبھی اس نے عاشورہ کے روز حلیم یا کوئی اور خا
کھانا پکا کر اپنے اسلامی بھائیوں کے ساتھ مجلسی اشتراک پسند کیا ہو؟ نہیں ہرگز نہیں۔ پھر اس
تفاوت کار کی وجہ کیا ہے؟

ہاں وجہ یہی ہے کہ ہندو اپنے اصول کا پکا ہے اور مسلمان اپنے اصول کا کچا اور دین کا بودا ہے ح
اسلامی اصول یہ ہے کہ کفار کے تہواروں میں ہرگز ہرگز شرکت نہ کی جائے۔

وَالْاِعْطَاءُ بِاسْمِ النَّيْرُوْزِ وَالْمِهْرَجَانِ لَا يَجُوْزُ اَيِ الْهَدَايَا بِاسْمِ هٰذَيْنِ الْيَوْمَيْنِ حَرَامٌ وَاِنْ قَصَدَ تَعْظِيْمَهٗ كَمَا يُعَظِّمُهُ الْمُشْرِكُوْنَ يَكْفُرُ (الدر المختار)

اور نیروز اور مہرجان کے نام سے کچھ دینا جائز نہیں یعنے ان دونوں دنوں کے نام سے ہدیہ لینا حرام ہے اور اگر ان دنوں کی تعظیم کا قصد جیسے کہ مشرک لوگ ان کی تعظیم کرتے ہیں تو اس کو کافر سمجھا جائے گا۔

نیروز یا نوروز اور مہرجان کفار عجم کے دو تہوار ہیں جو موسم کے لحاظ سے گویا ایران کی ہولی اور دیوالی ہیں ان کے بارے میں شرع کا یہ فیصلہ ہے کہ اگر کوئی ان تہواروں کے نام سے کوئی چیز ہدیہ دے مثلاً اس نیت اور پیام کیساتھ ہدیہ پیش کرے کہ یہ دیوالی کی جلیبیاں ہیں یا یہ دسہرے کے کھلونے ہیں یا یہ لوہڑی کے مونڈے وغیرہ تو اس طرح یہ چیزیں دینی لینی حرام ہو جاتی ہیں اور اگر ساتھ ہی ان تہواروں کی تعظیم بھی مدنظر ہو جیسے ہم عید اور شب برات کی تعظیم کرتے ہیں تو وہ شخص کافر بھی ہو جائے گا :-

قَالَ اَبُوْ حَفْصِ الْكَبِيْرُ لَوْ اَنَّ رَجُلًا عَبَدَ اللّٰهَ خَمْسِيْنَ سَنَةً ثُمَّ اَهْدٰى لِمُشْرِكٍ يَوْمَ النَّيْرُوْزِ بَيْضَةً يُرِيْدُ تَعْظِيْمَ الْيَوْمِ فَقَدْ كَفَرَ وَحَبِطَ عَمَلُهٗ (الدر المختار)

ابو حفص کبیر کہتے ہیں کہ اگر کوئی آدمی اللہ کی عبادت پچاس سال تک کرتا رہے پھر کسی مشرک کو نیروز کے دن کے نام سے ایک انڈا ہدیہ دے ۔ جس سے وہ اس دن کی تعظیم کرنی چاہے تو وہ کافر ہو گیا اور اس کا عمل ضائع ہو گیا

پس جو ماں باپ اپنی اولاد کو دیوالی کے موقع پر اس خیال سے مشعلیں اور قندیلیں مہیا کر کے دیتے ہیں کہ دیوالی کی شب ان کو روشن کر کے یہ تہوار منائیں کہ اس کا منانا اچھا ہے اور جو مائیں اپنی لڑکیوں کیلئے دیوالی کے مخصوص گھروندے بنا دیتی ہیں کہ دیوالی کی شب ان میں چراغ جلائیں شیرینی رکھیں تاکہ ہندوؤں کی نقل و تقلید ہو اگرچہ ایک کھیل سمجھ کر ہی ایسا کیا جائے یا جو ماں باپ اپنے لڑکے لڑکیوں کو یہ کام از خود کرتے دیکھتے ہیں اور انکو منع نہیں کرتے بلکہ اس پر راضی رہتے ہیں تو ایسے مرد و عورت کافر ہو جاتے ہیں ان کے شرعی نکاح ٹوٹ جاتے ہیں ان کی باہم صحبت زنا بن جاتی ہے اور جو اولاد پیدا ہوتی ہے وہ ولد الزناء ہوتی ہے ایسے لوگوں کیلئے یہ بھی اندیشہ ہے کہ مرتے دم کلمہ نصیب نہ ہو ۔ اور قبر میں کعبے سے منہ پھر جائے ؛

یاد رکھو مسلمانوں کیلئے خوشی منانے اور جشن و جلوس کرنے کیلئے صرف دو تہوار ہیں عید اور بقرعید جو جاہلیت کے تمام تیوہاروں کا بدل ہیں ۔ جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم مکے سے ہجرت کر کے مدینے تشریف لیگئے تو اہل مدینہ کیلئے خوشی کے دو دن مقرر تھے جن میں وہ کھیلتے اور خوشیاں منایا کرتے آپ نے فرمایا یہ دو دن کیسے ہیں ۔ عرض کیا گیا یہ وہ دو دن ہیں جن میں ہم زمانہ جاہلیت میں کھیلتے اور خوشیاں منایا کرتے تھے آپ نے فرمایا

قد ابدلکم اللہ بہما خیرا منہما یوم الاضحی و یوم الفطر (مشکوۃ)

اللہ تعالےٰ نے تمہارے لئے ان سے بہتر دو دن ٹھیرائے ہیں ایک عید الفطر کا دن دوسرا عید الضحیٰ کا دن

بعض شہروں میں جہاں مسلمانوں میں دینی بیداری ہے میں نے یہ رواج دیکھا ہے کہ مسلمان دیوالی کے روز بجائے مٹھائی کھانے کھلانے کے اس کے برخلاف گھر گھر گوشت پکاتے ہیں بلکہ خاص اس گوشت کے پکانے کا التزام کرتے ہیں جو دیوالی کا تہوار منانے والی قوم کی ذہنیت کا زیادہ برجستہ جواب ہے میں نے سرسری نظر سے اس کو محض تعصب اور مبالغہ سمجھا لیکن جب غور کیا تو معلوم ہوا کہ مسلمانوں کا یہ طرز عمل حق بجانب ہے جو قوم بات بات میں مسلمانوں کی مخالفت کرنا اپنے دھرم کا شعار سمجھتی ہو حتے کہ اگر مسلمان انگرکھے کا تکمہ دائیں پہلو پر لگاتے ہیں تو وہ اپنی قومی مغایرت کی شان قایم رکھنے کیلئے بائیں طرف تکمہ لگائے۔ تو غیرت اسلامی ضرور اس کی اجازت دیتی ہے کہ ان کے تہواروں میں اپنا طرز عمل ان کے مراسم کے برعکس رکھا جائے۔ صحیح بخاری اور مسلم کی روایت ہے:-

(۱) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى لَا يَصْبَغُوْنَ فَخَالِفُوْهُمْ (ریاض الصالحین)

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ یہود اور نصاریٰ داڑھی کو رنگین نہیں کرتے۔ پس تم ان کی مخالفت کرو۔

(۲) نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّصَلِّيَ الرَّجُلُ مُخْتَصِرًا وَمَعْنَاهُ اَنْ يَّجْعَلَ يَدَهٗ عَلٰى خَاصِرَتِهٖ وَفِي الْبُخَارِيِّ عَنْ عَائِشَةَ رض اَنَّ ذٰلِكَ فِعْلُ الْيَهُوْدِ (بلوغ المرام)

منع فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہ نماز پڑھے آدمی بحالت اختصار اور اس کے معنے یہ ہیں کہ اپنا ہاتھ کوکھ پر رکھے اور بخاری میں حضرت عائشہ رض سے مروی ہے کہ یہ یہود کا فعل ہے۔

(۳) حِيْنَ صَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ وَاَمَرَ بِصِيَامِهٖ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهٗ يَوْمٌ تُعَظِّمُهُ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَئِنْ بَقِيْتُ اِلٰى قَابِلٍ لَاَصُوْمَنَّ التَّاسِعَ (مسلم مشکوٰۃ)

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشورہ کے دن کا روزہ رکھا اور اس کے روزہ رکھنے کا حکم دیا تو لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس دن کی یہود اور نصاریٰ تعظیم کیا کرتے ہیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں اگلے سال تک زندہ رہا۔ تو ضرور نویں کا روزہ رکھوں گا۔

Marfat.com

دیکھئے باوجودیکہ یہود و نصارٰے اہل کتاب ہیں انبیاء مرسلین برحق کی امت ہیں کتب الٰہیہ پر عمل کرنے کے مدعی ہیں حق تعالٰے، انبیاء کرامؑ ملائکہ اور بعث بعد الموت، حشر و نشر اور بہشت و دوزخ پر ایمان لانے میں ہمارے ساتھ شریک ہیں پھر جب ان تمام اعتقادی مناسبات کے باوجود ہمارے لئے انکی ہر مخصوص بات میں مخالفت کرنے کا حکم ہے تو مشرکین کیساتھ ان کے مراسم مذہبی میں اشتراک کرنا کس قاعدے سے درست ہوسکتا ہے جو نہ اہل کتاب ہیں اور نہ خدائے واحد کو ماننے میں ہماریساتھ شریک ہیں۔

اہل کتاب یعنے یہود و نصارٰے کو مذہبًا اسلام کے ساتھ کچھ نہ کچھ قرب حاصل ہے چنانچہ بخاری کی روایت ہے

وَكَانَ يُحِبُّ مُوَافَقَةَ اَهْلِ الْكِتَابِ فِيْمَا لَمْ يُؤْمَرْ فِيْهِ بِشَيْءٍ (کتاب اللباس باب الفرق)

اور آپ پسند کرتے اہل کتاب کی موافقت ان امور میں جن میں ابھی کوئی حکم نازل نہیں ہوا تھا۔

بخلاف اس کے مشرکین سے اس قدر بُعد و اجنبیت ہے کہ:۔

عُرِضَ عَلَيْهِ الْاِنْتِصَارُ بِالْمُشْرِكِيْنَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ وَهُوَ فِيْ قِلَّةٍ وَّحَاجَةٍ اِلٰى اِنْسَانٍ وَّاحِدٍ يَّزِيْدُهٗ فِيْ عَدَدِ مَنْ مَّعَهٗ فَاَبٰى وَقَالَ اَنَا لَا اَنْتَصِرُ بِمُشْرِكٍ (احیاء العلوم جلد ثانی باب اخلاق نبوی)

آپکو مشرکوں کیطرف سے مشرکوں ہی کے مقابلے میں مدد پیش کیگئی باوجودیکہ آپکی فوج میں کمی تھی اور آپکو ایک ایک انسان کی بھی حاجت تھی جو آپکی ہمراہی جماعت کی تعداد میں اضافہ کرتا مگر آپنے انکار کردیا فرمایا ہم مشرک سے مدد نہیں لیں گے

غور کرنے کا مقام ہے کہ جب اہل کتاب کے اس قرب کے باوجود ان کی رسم و عادت اختیار کرنے سے منع کیا گیا ہے تو مشرکین کی اس مذہبی بیگانگی کے باوجود ایک مسلمان کیلئے تیج و تہوار منانا اور ان کے مراسم بجالانا کیونکر معاف ہوسکتا ہے؟

وتشبہ در عبادات و اعیاد ایشاں مطلقاً ممنوع است و احادیث دالہ بریں بسیار اند غرضیکہ تشبہ بآنہا ہر چہ کہ باشد داخل منع است (فتاوی عزیزی جلد اول ص۱۰۲)

ان کی عبادتوں اور تہواروں میں تشبہ کرنا مطلقاً ممنوع ہے اور احادیث اس حکم پر دلالت کرنیوالی بہت ہیں غرضیکہ ان کے ساتھ تشبہ جس طرح کہ ہو داخل منع ہے۔

ایک مرتبہ کوئی بزرگ پان کھاتے چلے جارہے تھے ہولی کے ایام تھے جبکہ ہندو لوگ خوب

Marfat.com

رنگ رلیاں مناتے اور ایکدوسرے پر خشک و تر رنگ گراتے ہیں ان بزرگ کو راستے میں ایک گدھا مل گیا انہوں نے اس پر پیک گرادی اور مذاقاً فرمایا میاں گدھے معلوم ہوتا ہے تم کسی کے ساتھ ہولی نہیں کھیلے۔ لو تم پر ہم رنگ گراتے ہیں ان بزرگ کی وفات کے بعد کسی نے انکو خواب میں دیکھا کہ سب حالات اچھے ہیں۔ مگر منہ سے ایک سانپ چمٹ رہا ہے اس شخص نے پوچھا حضرت کیا حال ہے؟ فرمایا اور تو سب حال اچھا ہے مگر ایک گدھے پر پیک ڈالدینے سے جو ہولی کھیلنے میں ہندوؤں کے ساتھ تشبہ ہو گیا تھا اس کے عذاب میں گرفتار ہوں یہ سانپ اسی گناہ کی پاداش میں منہ سے چمٹ رہا ہے کہ اس منہ سے پیک گرائی تھی اور حکم ہوا کہ تم نے ہمارے دشمنوں کیساتھ مشابہت کیوں کی (تذکرۃ الرشید) ہندو جاٹوں کے گاؤں میں جہاں جولاہوں تیلیوں دھنیوں کے صرف چند ایک گھر ہوتے ہیں ان کا ہندوؤں کی رسموں کے اثر سے آلودہ ہو جانا تو ایک عام بات ہے جہاں ان چند مسلمانوں کو نہ اسلامی سوسائیٹی کی صحبت میسر ہے نہ وہاں کسی عالم کا قدم پہنچتا ہے اور ممکن ہے وہ آخرت میں خدا کی درگاہ میں اس عذر کے باعث عذاب سے بچ جائیں لیکن ایک ایسے قصبے میں جہاں ہم اور آپ آباد ہیں خدا کے فضل سے ہر طرح دینی چرچے ہیں۔ مساجد اللہ کھلی ہیں عالم، حافظ، واعظ ہر طرح کے دینی بزرگوں کی صحبت میسر ہوتی رہتی ہے۔ ان حالات میں بھی اگر یہاں شرک و کفر کی رسمیں مسلمانوں پر قابض ہیں اور وہ علانیہ اعیاد کفار میں حصہ لیتے رہیں تو یاد رکھو اس سے بستی کی بستی گنہگار ہوگی۔ بلکہ اندیشہ ہے کہ کوئی ناگہانی عذاب نازل ہو جائے ؎

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ رَجُلٍ یَکُوْنُ فِیْ قَوْمٍ یَعْمَلُ فِیْہِمْ بِالْمَعَاصِیْ یَقْدِرُوْنَ عَلٰٓی اَنْ یُّغَیِّرُوْا عَلَیْہِ وَلَا یُغَیِّرُوْنَ اِلَّا اَصَابَہُمُ اللّٰہُ مِنْہُ بِعِقَابٍ قَبْلَ اَنْ یَّمُوْتُوْا (مشکوٰۃ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی قوم کا کوئی آدمی اس کے اندر گناہوں کا ارتکاب کرتا ہے لوگ اس کو اس گناہ سے باز رکھنے کی قدرت بھی رکھتے ہیں اور باز رکھنے کی کوشش نہیں کرتے تو اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ان کے مرنے سے پہلے پہلے اس شخص کی شامت میں ضرور مبتلائے عذاب کرے گا

کعبہ شریف میں مشرکین عرب نے تین سو ساٹھ ۳۶۰ بت لا رکھے تھے اور ان کی پوجا کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم ایک ایک بت چھڑی کے ٹھوکے سے گرایا اور ہر مرتبہ یہ آیت پڑھی جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ط پھر باطل کا نشان ایسا مٹا کہ تیرہ سو سال سے آج تک سرزمین عرب سے بت پرستی نابود ہے۔ اور انشاء اللہ قیامت تک نابود رہے گی۔

مگر صد حیف کہ اس رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی امت دیوالی وغیرہ تیوہاروں میں اپنے گھروں کے اندر بت پرستی کر رہی ہے وہ امت جو خیر الامم کہلاتی ہے اور جس کے بارے میں اللہ تعالے کا ارشاد ہے

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ط	تم سب سے اچھی قوم ہو جو لوگوں کیلئے پیدا کی گئی۔ ان کو نیکی کی ہدایت کرتے ہو۔ اور برائی سے روکتے ہو۔

یعنے وہ امت جو استاد زمانہ بھی جو اہل عالم کو پاکیزگی اخلاق اور تہذیب نفس کا سبق پڑھانے کیلئے پیدا کی گئی تھی چہ جائیکہ وہ دوسری اقوام کی بد اخلاقیوں سے متاثر و ملوث ہو جائے شرم! شرم! افسوس جو جلیل تھے وہ ذلیل ہو گئے جو کبیر تھے وہ حقیر ہو گئے ؛

ہمارے محلے کے مسلمانوں کو اپنی دینی و قومی و اخلاقی غیرت کا یہانتک دعوٰے ہے کہ کسی غیر آدمی کو گھوڑے یا اونٹ پر سوار ہو کر گلیوں سے گذرنے نہیں دیتے کہ اس کی نظر لوگوں کے گھروں میں پہنچیگی۔ یہاں کسی نٹ کو تماشہ دکھانے نہیں دیتے کہ وہ اپنے گھٹنوں اور رانوں کی برہنگی کی حالت میں تماشہ دکھائیں گے۔ جو خلاف حیا ہے اور وہ بانسوں پر چڑھیں گے جس سے گھروں کے اندر کی عورتوں کی بے پردگی ہے کسی کو بائیسکل پر سوار یا چھتری تانے ہوئے یہاں آنے جانے نہیں دیتے کہ یہ آداب محلہ کے خلاف ہے مگر افسوس کہ جب ان کے محلے میں علانیہ بت پرستی ہوتی ہے جو فحش ترین بد تہذیبی ہے تو انکی رگِ حمیت حرکت میں نہیں آتی۔ نہ ان کا کوئی دینی و اخلاقی جذبہ ابھرتا ہے ؛

دیوالی کی شب میں قمار بازی مے نوشی اور سحر وغیرہ جو معاصی و منہیات عمل میں آتے ہیں ان سے قطع نظر کی جائے تو بھی یہ تہوار شرک و کفر کا ایک خاص مرکز ہونے کے لحاظ سے اس قابل ہے کہ مسلمان اس میں شرکت کا خیال تک نہ کریں کیونکہ اس سے ان کے دین و ایمان کی جڑ کٹ جاتی ہے لیکن جب اس میں شرک کے ساتھ ایسے فحش اعمال بھی شامل ہیں تو ایک مسلمان کیلئے اس میں شریک ہونے کی بجائے یہ بہتر ہے کہ وہ کسی تاریک افتادہ کنوئیں میں اپنے آپکو گرائے یا کسی قبر میں زندہ دفن ہو جائے ؛

Marfat.com

کیونکہ جس مسلمان کو اس کا پاک دین ہر قسم کی ذہنی اخلاقی اعتقادی نجاستوں سے پاک کرنے کیلئے تعلیم دیتا ہو کر

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ ۝ (سورہ مائدہ)

مسلمانو! شراب، جوا، بت، پانسے، ناپاک شیطانی کام ہیں پس ان سے بچو تاکہ تم نجات پاؤ شیطان تو شراب اور جوئے میں تمہارے درمیان عداوت اور بغض ڈالنا چاہتا ہے اور تاکہ تمکو اللہ کے ذکر اور نماز سے روکے۔ پس کیا تم (ان شیطانی کاموں سے) باز آؤ گے؟

اور وہ پھر اپنے آپکو بت پرستی میں بت پرستوں کے ایسے تیوہاروں سے ملوث کرتا ہے۔ جن کے شرک شراب نوشی، قمار بازی خاص مشاغل ہوں تو ایسے مسلمان کے وجود سے اس کا عدم اچھا ہے، اب خلا کلام پر عرض یہ ہے کہ "اگر در خانہ کس ست، یکحرف بس ست"۔

ہر مسلمان کے ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ وہ ان باتوں کے اجراء کی کوشش کرے۔ خصوصاً محلہ کے نمبردار چوہدری اور دیگر بااثر لوگ اپنی قوت سے کام لیکر ان کا اجراء کرائیں۔

(۱) دیوالی کی رات کو کوئی مسلمان لڑکا لڑکی فضول موم بتی نہ خریدے نہ جلائے۔

(۲) کوئی مسلمان لڑکا مشعل لیکر بازار نہ جائے بلکہ اپنے محلہ میں بھی اس کو روشن نہ کرے۔

(۳) کوئی لڑکی اپنے گھر میں دیوالی کا گھروندہ یا مٹھ نہ بناوے۔ نہ دیوالی کی غرض سے نہ کھیل کی غرض سے۔ نہ معمولی چراغ کے علاوہ کوئی زائد چراغ جلایا جائے۔

(۴) دیوالی کے دن اور اس کی رات کو شیرینی کھانے کھلانے اور خریدنے سے قطعاً پرہیز کیا جائے۔

(۵) دیوالی کے چراغان کا سیر و تماشا دیکھنے کیلئے لڑکوں لڑکیوں اور عورتوں کو ہرگز ہرگز گھر سے باہر نہ نکلنے دیا جائے۔ محلہ کے ہر بااثر انسان کا فرض ہے کہ اپنے اپنے حلقہ اثر میں اس مشرکانہ رسم کو بند کرانے کی کوشش کرے اگر ایسا نہ ہو تو یاد رکھو کہ کہنے والا اپنا فرض ادا کر چکا آگے وہ لوگ عند اللہ جوابدہ ہونگے۔ اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ والباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ

ماہ جمادی الاول کے تیسرے جمعہ کا وعظ

بدعت کی مذمت

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَاَنَّ ھٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْہُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِکُمْ عَنْ سَبِیْلِہٖ ذٰلِکُمْ وَصّٰکُمْ بِہٖ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ۝

(ترجمہ) اور (اللہ نے) یہ (بھی ارشاد فرمایا ہے) کہ یہی ہمارا سیدھا راستہ ہے پس اسی پر چلے جاؤ اور (دوسرے) رستوں پر نہ پڑلینا کہ یہ تمکو خدا کے رستے سے بھٹکا کر تتر بتر کردیں گے غرض یہ (وہ باتیں) ہیں جن کا خدا نے تمکو حکم دیا ہے تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ (سورہ انعام ع ۱۹)

اس آیت کریمہ سے بدعت کی برائی اور اس سے بچنے کی ہدایت نکلتی ہے یعنے اللہ فرماتا ہے کہ قرآنمجید اور حدیث شریف جس راستے پر چلنے کی ہدایت کرتے ہیں وہی سیدھا راستہ ہے اس کے ماسوا سارے راستے انسان کو منزل مقصود سے دور لے جاتے ہیں ان پر چلنے سے بچنا چاہیئے :

بدعت کسکو کہتے ہیں بدعت یہ ہے کہ دین اسلام میں کوئی ایسی نئی بات نکال لیجائے جس سے دین میں کسی قسم کی فضول زیادتی یا ناجائز کمی لازم آتی ہو اور قرآنمجید میں اس کے جائز ہونے کا کوئی حکم نہ ملتا ہو نہ اس کیلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت قولاً یا فعلاً صریحاً یا اشارۃً پائی جائے۔ نہ صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین سے اس کا ثبوت ملتا ہو حالانکہ جن حالات میں یہ نئی بات نکالی گئی ہو۔ وہ حالات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور صحابہ و تابعین و تبع تابعین کے زمانے میں بھی موجود ہوں مگر پھر بھی اس کی ضرورت نہ سمجھی گئی ہو :

برادرانمن! بدعت کو اچھی طرح سمجھنے کیلئے یہ ضروری ہے کہ پہلے صحابہ تابعین اور تبع تابعین کے معنی آپ کو بتا دیئے جائیں یہ کون لوگ ہیں :

صحابہ وہ حضرات ہیں جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے مشرف ہوئے آپ پر ایمان لائے اور آپکی صحبت سے فیضیاب ہوئے یہ وہ خوش قسمت لوگ ہیں جو انبیاء کے بعد تمام انسانوں پر بڑا درجہ رکھتے ہیں

Marfat.com

تابعین وہ بزرگ ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد پیدا ہوئے ہیں اسلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت انکو نہیں ہوئی مگر صحابہ کی زیارت سے مشرف ہوئے اور انکی صحبت سے فیضیاب ہوئے۔ تبع تابعین وہ پاک لوگ ہیں جو صحابہ کے بعد پیدا ہوئے ہیں اس لیے ان کو صحابہ کی زیارت کرنے کا موقع نہیں ملا مگر تابعین کی زیارت سے بہرہ مند ہوئے اور ان سے علم حاصل کیا۔ ان تینوں قسم کے بزرگوں کے عہد کے تینوں مبارک زمانے ہیں جنکو مشہود لہا بالخیر کہتے ہیں یعنے ان کے بابرکت اور عالی منزلت ہونے کی خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہادت دی ہے اور انہی زمانوں میں دین اسلام اپنے کمال معیار پر پہنچا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

خَيْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِي الَّذِيْ بُعِثْتُ فِيْهِمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ يَفْشُو الْكِذْبُ فَلَا تَعْتَمِدُوْا اَقْوَالَهُمْ وَاَفْعَالَهُمْ

سب سے بہتر زمانہ میرا زمانہ ہے جس میں میں مبعوث ہوا ہوں یعنے آپ کا اور صحابہ کا زمانہ پھر ان لوگوں کا زمانہ جو ان سے متصل ہونگے (یعنے تابعین کا زمانہ۔ پھر ان لوگوں کا زمانہ جو ان سے متصل ہونگے (یعنے تبع تابعین کا زمانہ) پھر جھوٹ پھیل جائے گا تو ان لوگوں کے افعال و اقوال پر اعتماد نہ کرنا

اس حدیث سے یہ پایا جاتا ہے کہ ان مذکورہ تین زمانوں میں جو امور دین اسلام میں مروج ہوئے ہیں وہ بدعت نہیں ہیں ان تینوں زمانوں کے بعد جو نئی باتیں اسلام میں ایجاد ہوئی ہیں وہ سب بدعت ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ تو سبحان اللہ وہ بہترین و بالاتر عہد ہے جس میں اسلام کے زریں اصول قائم ہوئے اور یہ دین پایۂ تکمیل تک پہنچا۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا

آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا۔ اور تم پر اپنی نعمت کو پورا کر دیا اور تمہارے لیے میں نے دین اسلام کو پسند کیا۔

دین کی تکمیل کا مطلب یہ کہ اس کے اصول اپنی صحیح بنیاد پر قائم ہو گئے۔ توحید۔ نماز۔ روزہ زکوۃ۔ حج۔ نکاح کے صاف صاف احکام نافذ کر دیے گئے۔ حلال و حرام کی حدود قائم ہو گئیں اب تا قیامت ان میں کمی بیشی نہیں ہو سکتی اب ابد الآباد تک ممکن نہیں کہ کوئی شخص ایک خدا کے سوا کسی اور چیز مثلاً بت۔ قبر۔ درخت۔ سدریا وغیرہ کی عبادت کو صحیح ثابت کر سکے۔ یا پانچ نماز دو

کی بجائے چار یا چھ نمازیں فرض قرار دے سکے یا رمضان کے روزوں کو کسی اور مہینے کے روزوں سے بدل سکے یا زکوٰۃ کے ڈھائی روپے فیصدی کی شرح میں کچھ کمی بیشی کر سکے یا خانہ کعبہ کے سوا کسی اور مقام کا حج جاری کر سکے۔ یا نکاح کی بجائے کسی مسلمان کیلئے ہندوؤں کیطرح پھیرے یا سکھوں کیطرح آنند کے طریقے جائز کر سکے یا مثلاً بکری کو حرام اور خنزیر کو حلال قرار دے سکے :

یہ اصول اسلام ہیں جن میں ہرگز ہرگز کمی بیشی نہیں ہو سکتی۔ ہاں فروعات وجزئیات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حسب ضرورت کمی بیشی ہوئی ہے مگر وہ بھی قرون ثلثہ مذکورہ میں ہی ہوئی ہے چنانچہ کئی ایسے دینی کام ہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں انکا وجود نہ تھا۔ مگر صحابہ یا تابعین یا تبع تابعین کے زمانوں میں وہ جاری ہو گئے : چنانچہ :-

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بیس تراویح نہیں پڑھی گئیں۔ حضرت عمر رضی اللہ نے انکو تجویز کر دیا

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جمعہ کی پہلی اذان نہ تھی حضرت عثمان نے اسکو جاری کیا

(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسجد میں محراب نہیں ہوتا تھا حضرت عثمان نے اسکو تجویز کیا۔

(۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں قرآن مجید ایک کتاب کی صورت میں جمع و مرتب نہ تھا۔ حضرت عثمان نے اسکو جمع کیا :

کیا یہ اور اس قسم کی باتیں بدعت کہلا سکتی ہیں ؟ ہرگز نہیں کیونکہ ان کو خلفائے راشدین نے تجویز کیا اور تمام صحابہ نے ان کے ساتھ اتفاق کیا ہے۔ بدعت کی تعریف میں ابھی بتایا گیا تھا کہ بدعت وہ کام ہے جس کا صحابہ سے کچھ ثبوت نہ ملے اس لئے یہ باتیں داخل دین ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ مِنْ بَعْدِيْ	میری سنت کا اتباع لازم پکڑلو۔ اور سنت خلفائے راشدین مہدیین کا میرے بعد

اور لیجئے طاعت کے کاموں پر اجرت لینا شرع میں منع ہے مگر آج دیکھئے قرآن اور دین کا علم پڑھانیوالے تنخواہ دار ہیں مسجدوں کے مؤذن تنخواہ دار ہیں۔ امام تنخواہ دار ہیں خطیب تنخواہ دار ہیں کیا یہ بدعت ہے یا نہیں کیونکہ اس طرح تنخواہ پر طاعت کے کام تابعین یا تبع تابعین کے زمانے میں جاری ہو گئے تھے اور ان کاموں پر اجرت لینے دینے کی مشروعیت خاص مصلحت دینی پر قائم ہے۔ چنانچہ ہدایہ میں لکھا ہے لانہ ظھر التوانی فی الامور الدینیۃ ففی الامتناع تضییع

حفظ القران وعلیہ الفتویٰ ۔ یعنی جائز ہے اجرت قرآن پڑھانے کی کیونکہ ظاہر ہوئی سستی امور دین میں پس اگر منع کریں اجرت کو تو اس میں ضائع کرنا ہے قرآن کا اور اسی پر یعنی جواز اجرت قرآن پر فتویٰ ہے ۔ مسجدوں کا موجودہ طرز تعمیر گنبد، منارے ۔ زیبائش و آرائش کا پہلے نام و نشان نہ تھا یہ ساری باتیں بعد میں جاری ہوئی ہیں بایں ہمہ ہم انکو بدعت نہیں کہہ سکتے کیونکہ ان کا آغاز بھی تبع تابعین کے عہد مبارک میں ہو گیا تھا اور ان بزرگوں نے اس سے منع نہیں کیا ۔ اگر یہ باتیں تبع تابعین کے زمانے سے بھی بعد جاری ہوئی ہوں تو بھی انکو بدعت نہیں کہہ سکتے کیونکہ یہ باتیں داخل دین نہیں ہیں مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ و تابعین کے زمانوں میں ان کی ضرورت پیش نہیں آئی ۔ اگر اس وقت ضرورت پیش آتی ۔ تو یقیناً ہے ضرور ان کو عمل میں لایا جاتا ۔ چنانچہ بدعت کی تعریف میں ہم پہلے کہہ چکے ہیں کہ بدعت وہ کام ہے کہ جن حالات میں اس کو ضروری سمجھا گیا ہے ۔ وہی حالات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ و تابعین ۔ کے زمانے میں بھی پیش آئے ہوں مگر پھر بھی ان مبارک زمانوں میں انکو ضروری نہ سمجھا گیا نہ ان پر کبھی عمل کیا گیا ہو ۔

تراویح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں باجماعت اور بتعداد کثیر اسلئے شروع نہ ہوئی تھی کہ اس وقت یہ احتمال تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ کو یہ ہیئت اجتماعی پسند آگئی تو وحی کے ذریعے اسکی فرضیت کا حکم آجائے گا پھر لوگوں کیلئے اس کی بجا آوری مشکل ہو جائیگی وحی کے انقطاع کے بعد یہ احتمال نہ رہا اس لئے صحابہ کے عہد میں یہ باجماعت اور معتدل یعنی بیس کی تعداد میں مشروع ہو گئیں ۔

جمعہ میں اب جو پہلی اذان دی جاتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں اس کی ضرورت نہ تھی کیونکہ عام طبائع میں جوش ایمان اور ذوق عبادت بہت تھا اکثر اصحاب جمعہ کیلئے صبح سے حاضر مسجد ہو جاتے بہت سے زوال سے پہلے خود بخود جمعہ کیلئے پہنچ جاتے باقی جو رہتے وہ خطبہ کی اذان سنتے ہی پہنچ جاتے اور سب کی موجودگی میں خطبہ شروع ہوتا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں کی اس مستعدی و آمادگی میں کمی آنے لگی حتیٰ کہ حضرت عثمان کے زمانے میں خطبہ سے ساعت یا نصف ساعت پہلے ایک اور اذان کے ذریعہ ندا کرنے کی ضرورت پیش آئی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے خلفاء راشدین امام نماز بھی ہوتے تھے ۔ حاکم عدالت بھی اور تاجدار و شہریار بھی اس اعلےٰ حیثیت کے انسان کی جان کے دشمن بھی بہت ہوتے ہیں خصوصاً جب وہ رو بقبلہ اور بپشت بمردم کھڑا ہو تو اس پر وار ہونے کا بہت اندیشہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو بارشاد خداوندی واللہ

یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ اس قسم کا اندیشہ نہیں تھا۔ حضرت ابوبکر رضؓ کا عہد بھی خیریت سے گذر گیا مگر حضرت عمر رضؓ پر ایک دشمن نے اس حیثیت سے فائدہ اٹھا کر وار کر دیا جس سے آپ شہید ہو گئے اس لئے حضرت عثمان نے اپنے عہد میں یہ ضرورت محسوس کی کہ امام کی حفاظت کیلئے ایک حجرہ تما محراب بنائی جائے اور یہ سنت عثمانی آج تک چلی آتی ہے قال العسکری فی اولیات عثمان ابن عفان رضؓ ھو اول من اتخذ المقصورۃ فی المسجد خوفا ان یصیبہ ما اصاب عمر رضؓ یعنی عسکری نے حضرت عثمان رضؓ کی اولیات میں کہا ہے کہ سب سے پہلے انہوں نے مسجد میں مقصورہ بنایا اس خوف سے کہ کہیں ان پر بھی حضرت عمر رضؓ کی طرح حملہ نہ کیا جائے ۔ (تاریخ الخلفاء)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں قرآن مجید ترتیب منصوصہ کے ساتھ اکثر صحابہ کو حفظ تھا مگر کتابت میں سارا قرآن مجید ایک جگہ مرتب نہ تھا بلکہ کسی کے پاس کوئی سورۃ ہرن کی جھلی پر لکھی ہوئی تھی کسی کے پاس کوئی اور سورت لکڑی کی تختی پر لکھی ہوئی تھی پھر جب بہتوں اور ارادوں میں وہ سرگرمی نہ رہی کہ عام لوگوں کو سارا قرآن پوری ہمت سے یاد ہو نیز مختلف اقوام کے داخل اسلام ہونے سے ان کا غلط لب و لہجہ سے قرآنی کلمات میں کمی بیشی واقع ہونے کا باعث ہوا تو حضرت عثمان رضؓ نے اپنے عہد میں مناسب سمجھا کہ اب قرآن کی حفاظت صرف لوگوں کی قوت حافظہ پر موقوف نہ رکھی جائے بلکہ اسکو ایک کتاب کی صورت میں جمع کر دیا جائے چنانچہ یہ عظیم الشان کارنامہ آپکی یادگار ہے ۔ قرون اولیٰ میں معلم ۔ امام ۔ خطیب اور موذن تنخواہ دار رکھنے کی بھی ضرورت نہ تھی جب طبائع میں وہ ایثار و فدائیت نہ رہی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب عہد اور ان کی برکت صحبت کی بدولت عام تھی اور ان امور شرعی کے بند ہو جانے سے اسلام کو ضعف پہنچنے کا اندیشہ ہوا تو اس کے تدارک کیلئے تنخواہ دار لوگوں کو ان خدمات پر مامور کرنا ضروری سمجھا گیا ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بنائی ہوئی مسجد ایک کچا کوٹھا تھی نیچی چھت وہ بھی کھجور کے پتوں کا چھپر تھا جس سے بارش میں پانی ٹپک کر نیچے کیچڑ ہو جاتی تھی اور اس وقت یہی کافی تھی پھر جب اسلام کا ڈنکا شرق و غرب میں بجنے لگا ۔ سلاطین عالم کی گردنیں اس کے سامنے جھک گئیں اور مدینۃ النبی دنیا کی بڑی بڑی ہستیوں کیلئے مرکز مقصود بن گیا تو ضروری ہوا کہ یہ منبع ہدایت مسجد نبوی بھی اپنی ظاہری ہیئت میں ایک عظیم الشان تعمیر ہو ۔ اور دنیا بھر کی مساجد کیلئے بھی اسکی تقلید لازم تھی پس یہ اور اسی قسم کے صدہا امور بدعت نہیں ہیں کیونکہ یہ امور دین میں سے ہیں ۔ اپنی ضرورت کے وقت ظہور میں آئے ہیں ۔ اور وہ

Marfat.com

بھی قرون ثلثہ مشہود لہا بالخیر کے اندر اندر ؛

ایک اور بات قابل غور ہے آج ہم ہزاروں چیزیں ایسی دیکھتے ہیں جن کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارکہ میں نام و نشان نہ تھا۔ مثلاً ریل۔ تار۔ ڈاک۔ اگنبوٹ۔ ہوائی جہاز۔ دیاسلائی وغیرہ ہزاروں نئی چیزیں ہیں کیا ان کا بنانا۔ برتنا اور بیچنا بھی بدعت ہے؟ نہیں ہرگز نہیں کیونکہ بدعت تو صرف دین میں نئی نکالی ہوئی بات کو کہتے ہیں اور یہ چیزیں دینی نہیں بلکہ دنیاوی ہیں۔ دنیاوی ضرورتوں میں ابھی ہزاروں چیزیں نکلیں گی ان میں جب تک کوئی شرعی حرمت و کراہت نہ ہو ان کا استعمال ہرگز ممنوع نہیں ؛ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دینی احکام لیکر آئے ہیں خالص دنیاوی امور کے متعلق احکام نہیں لائے کہ ان میں کمی بیشی ناجائز ہوتی۔ لہٰذا دنیاوی کاموں میں تاوقتیکہ کوئی امر ممنوع عمل میں نہ آئے شریعت کی طرف سے لوگوں کیلئے کوئی پابندی نہیں۔ جس طرح چاہیں کریں ؛

عَنْ رَافِعِ ابْنِ خَدِيْجٍ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ وَهُمْ يَأْبُرُوْنَ النَّخْلَ فَقَالَ مَا تَصْنَعُوْنَ قَالُوْا كُنَّا نَصْنَعُهٗ فَقَالَ لَعَلَّكُمْ لَوْ لَمْ تَفْعَلُوْا كَانَ خَيْرًا فَتَرَكُوْهُ فَنَقَصَتْ قَالَ فَذَكَرُوْا ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ اِذَا اَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ مِّنْ اَمْرِ دِيْنِكُمْ فَخُذُوْا بِهٖ وَاِذَا اَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ مِّنْ رَّاْيِيْ فَاِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ (مسلم مشکوٰۃ)

حضرت رافع ابن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینے تشریف لائے اور لوگ کھجوریں نر و مادہ کا پیوند لگاتے تھے تو آپ نے فرمایا یہ تم کیا کرتے ہو لوگوں نے عرض کیا ہم اسی طرح کرتے آئے ہیں فرمایا شاید نہ کرو تو اچھا ہو۔ تو ان لوگوں نے اسے چھوڑ دیا تو پھل کم آیا۔ راوی کہتا ہے کہ لوگوں نے اس کا آپ سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا میں بشر ہوں جب تمکو تمہارے دین کے بارے میں کچھ کہوں تو اس پر عمل کرو (کہ وہ وحی الٰہی سے ہے) اور جب میں اپنی عقل سے کچھ کہوں تو میں آخر انسان ہی ہوں

اب آپ غور سے سنیں اور سمجھیں کہ بدعت کون کون کام ہیں پس تمام ایسے کام بدعت ہیں جو طاعات و عبادات میں خواہ مخواہ شامل کر دیئے جائیں وضو۔ نماز۔ روزہ۔ زکوٰۃ۔ حج عبادات کے کام ہیں ان میں جو جو خلاف سنت باتیں لوگوں نے جاری کر لی ہیں اور ان کو ثواب سمجھ کر کرتے ہیں وہ سب

Marfat.com

بدعت ہیں۔ جیسے بعض لوگ سر کا مسح کرتے وقت اپنے ہاتھ چومتے ہیں۔ دو خطبوں کے مابین ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے ہیں خطیب دعائیہ کلمات پڑھتا ہے تو آمین آمین پکارتے ہیں۔ خطبے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک آتا ہے تو با آواز بلند درود پڑھتے ہیں صحابہ کے نام خطبے میں آئیں تو باآواز رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ عید کی نماز کے بعد آپس میں گلے ملتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

نکاح بھی ایک طاعت الٰہی ہے اس میں ضرورت سے زیادہ اکٹھا اور ہجوم کرنا مال خداداد کو صرف نام ونمود کیلئے اڑانا۔ فضول خرچی کرنا۔ راگ باجے کھیل تماشے وغیرہ گناہ کے کام کرنا۔ نیوتہ لینا دینا سخت بدعات ہیں۔ بہت سی بدعات دولہا دلہن کے متعلق مروج ہیں مثلاً سہرا۔ کنگنا۔ برسی وغیرہ ایسی ہزاروں قسم کے خرافات خلاف شرع کئے جاتے ہیں سب بدعت اور گناہ ہیں۔

ختنہ بھی داخل طاعت ہے جو سنت خلیل اللہ ہے اس میں ناچ رنگوں کا مجمع کرنا۔ نیوتہ لینا اور جشن جلوس کے سامان کرنا بالکل خلاف شرع اور بدعات ہیں۔ مسلمان کے مرنے پر جو مسنون و مشروع کام دین اسلام میں آئے ہیں لوگوں نے ان پر بھی بہت سی بدعات کی ہیں۔ چڑھاوے ہیں۔ میت کو ثواب پہنچانے کے نام سے بیسیوں ایسی مراسم عمل میں لائی جاتی ہیں جن کی بجا آوری نماز و روزہ سے بڑھ کر لازم سمجھی جاتی ہیں اور مقصود ان سے محض اپنی دریا دلی اور سواد تمندی کی شہرت ہوتی ہے تاکہ لوگوں میں چرچے ہوں کہ فلاں جوانمرد نے اپنے باپ کے چہلم پر نعمتوں کے انبار لگا دیئے۔ گاؤں بھر کو ضیافت دی وہ اپنے زمانے کا حاتم ہے۔

برادران من! جن حالات میں اس قسم کے بے انتہا مراسم کو ضروری سمجھا جاتا ہے وہ حالات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عہد مبارک میں بھی موجود تھے ان کے ہاں شادیاں بھی ہوتی تھیں ختنے بھی ہوتے تھے۔ موتوں کے حادثے بھی ہوتے تھے اگر یہ مراسم ان مواقع کیلئے ضروری ہیں تو سب سے پہلے وہ حضرات ان کی ضرورت کو محسوس کرتے اور وہ ان کو عمل میں لاتے۔ مگر اس بابرکت زمانے میں شادی کا صرف اسی قدر سامان ہوتا تھا کہ دولہا اپنے ولی اور چند کس دیگر کے ساتھ دلہن کے گھر جاتا ہے وہاں چند اور اشخاص بلائے جاتے ہیں اور ان کے سامنے نکاح ہو جاتا ہے کچھ خرمے تقسیم کر دیئے جاتے ہیں لڑکی کا ولی صرف دولہا اور اس کے ساتھیوں کی مہمانی کی ضیافت دیتا ہے اور لڑکی کو حسب وسعت کچھ کپڑے برتن اور زیور دیکر رخصت کر دیتا ہے جس میں نہ نمائش و آرائش ہے نہ فخر و نمود ہے

نہ برادری کی ضیافت ہے نہ بھائی مجرہ ہے نہ نیوتہ ہے اور دولہا یا دولہا کا ولی گھر پر آ کر ولیمہ کی دعوت دیتا ہے جس میں یگانے بیگانے غنی و فقیر ہر طرح کے لوگ بلائے جاتے ہیں اور اس میں بھی اپنی وسعت کفایت اور سادگی ملحوظ ہے پس یہ باتیں سنت ہیں ان کے سوا جو رسم بھی ہے سب بدعت ہے ؛

کوئی وفات پاتا تو سادہ طریق پر اس کی تجہیز و تکفین کر کے نماز جنازہ پڑھ کر جنازہ کو چپ چاپ قبرستان کیطرف لیجاتے حسب دستور دفن کر دیتے دفن کے وقت تین تین مٹھیاں مٹی کی ہر شخص ڈالتا۔ دفن کے بعد میت قبر کے گرد حلقہ باندھ کر میت کیلئے دعائے مغفرت کرتے۔ بس اسکے بعد اگر کسی کو ایصال ثواب کا شوق ہوتا تو وہ قرآن پڑھ کر نمازیں پڑھ کر روزے رکھ کر حج کر کے ثواب بخش دیتا یا نقدی یا کھانا خیرات کر دیتا۔ یا میت کے نام پر کنواں لگوا دیتا یا اور کوئی صدقہ جاریہ قائم کر دیتا تاکہ ہمیشہ اس کو ثواب پہنچے جس میں فخر و ریا سے پرہیز لازم تھا پھر ان باتوں کی سب کیلئے پابندی بھی ضروری نہ تھی جس کی خواہش ہوتی اور میت کی محبت اس کو مجبور کرتی وہ اس قسم کے ثواب پہنچانے کے کام کرتا اگر نہ چاہتا نہ کرتا اب اس کے مقابلے میں موجودہ زمانہ کی حالت دیکھئے ایصال ثواب کے تمام رسمی و رواجی طریقے جو بجائے ایک کار ثواب کے برادری کے رشتے بن رہے ہیں اور کسی شخص کی طاقت نہیں کہ ان کی بجا آوری سے سرتابی کرے ورنہ اس کی ناک کٹتی ہو۔ برادری اس کا ناک میں دم کر دے ان طریقوں پر کہاں تک امر مسنون اور کار ثواب کا نام صادق آسکتا ہے اور ان سے ثواب پہنچنے کی کیونکر توقع ہو سکتی ہے کیا اب بھی ان کو بدعات نہیں کہا جائے گا ؛

ہمارے تمام اعمال و افعال خواہ وہ طاعات و عبادات ہیں یا عادات اور معاملات سب کتاب و سنت کے ماتحت ہونے چاہئیں جو کام کتاب و سنت کی تعلیم سے زائد ہو اگرچہ بظاہر وہ عبادت کا کام نظر آتا ہو مگر اس سے کوئی ثواب متوقع نہیں بلکہ عذاب کا احتمال ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللهِ وَخَيْرُ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ وَشَرُّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ (مسلم، مشکوٰۃ)

اما بعد، پس سب سے اچھا کلام کتاب اللہ ہے اور سب سے اچھا طریقہ محمد صلعم کا طریقہ ہے اور ساری بری باتوں سے بری باتیں نئی پیدا شدہ ہیں۔ اور ہر بدعت گمراہی ہے

اور فرمایا ہے

تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا

میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑی ہیں جب تک

فَاَمْسَكْتُمْ بِهِمَا كِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّتَ رَسُوْلِهٖ (موطا امام مالک رحمہ)	جب تک انکو مضبوط پکڑے رہو گے گمراہ نہوگے یعنے اللہ کی کتاب اور اسکے رسول کی سنت۔

ہمارے جو دینی بھائی بعض اسی قسم کے طاعت نما اعمال بدعیہ کے نوکر ہیں۔ جب ان کو انکے چھوڑ دینے کیلئے کہا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ یہ اچھے مولوی نکلے ہیں جو نیک کاموں سے بھی منع کرنے لگے ہیں۔ بھلا کلام الٰہی کے پڑھنے اور ارواح کو ثواب بھیجنے میں بھی کوئی گناہ لازم آتا ہے۔ ایسے ایسے نئے مسئلے آج تک کبھی سننے میں نہیں آئے تھے؛

ان کیخدمت میں عرض ہے کہ طاعت و عبادت وہی بندہ کرتا ہے جس کو خدا سے محبت ہوتی ہے، اور خدا کی محبت کا تقاضا یہ ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کیا جاتا ہے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ	کہو اے پیغمبر؟ کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرا اتباع کرو پھر اللہ بھی تمکو دوست رکھے گا۔

پس جب اللہ سے محبت ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنا لازمی ہے۔ رسول اللہ کا اتباع کیا جائے تو انہی اعمال و افعال کو اختیار کرنا چاہیئے، جو آپ سے ثابت ہیں، اور مروجہ طاعت نما بدعیہ اعمال قرآن و حدیث میں کہیں ثابت نہیں۔ اور مروجہ طاعت نما بدعیہ اعمال قرآن و حدیث میں کہیں ثابت نہیں۔ لہذا ان کو چھوڑ دینا خدا اور رسول کی محبت کا ایک لازمی نتیجہ ہے؛

سب جانتے ہیں کہ نوافل کا پڑھنا موجب ثواب ہے مگر کبھی کسی کو عید کی نماز سے آگے یا پیچھے نفل پڑھتے نہیں دیکھا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس وقت نفل نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھے ہیں۔ نہ صحابہ و تابعین و تبع تابعین میں سے کسی نے پڑھے۔ لہذا ان قرون ثلثہ کے طرز عمل سے اس امر پر مہر تصدیق لگ گئی کہ اسوقت نفل پڑھنے غیر مشروع ہیں پس جو کام بظاہر طاعت و عبادت کی کیفیت رکھتے ہیں، مگر مروجہ طریق پر خاص وقتوں پر خاص اہتمام سے خاص کیفیت کیساتھ رسول اللہ صلعم اور صحابہ سے ثابت نہیں ان کا حال عید کے وقت نوافل کا سا ہے کہ یکسر ترک کے قابل ہیں؛

ایک مرتبہ حضرت علی رضہ نے ایک شخص کو عید سے پہلے نفل پڑھتے دیکھا آپنے اسکو منع کیا تو اس نے کہا

عہ اس قسم کے سب اعتراضات جن میں سے چند بیان درج کئے، خود ہمیں پیش آچکے ہیں ۱۲

صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

يَا اَمِيرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِنِّیْ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی لَا يُعَذِّبُ عَلَى الصَّلٰوةِ

اے امیر المومنین مجھے یقین ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نماز پڑھنے پر عذاب نہیں دے گا۔

آپ نے اسکے جواب میں فرمایا:

اِنِّیْ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ لَا يُثِيْبُ عَلٰى فِعْلٍ حَتّٰى يَفْعَلَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَوْ يَحُثَّ عَلَيْهِ فَيَكُوْنَ صَلٰوتُكَ عَبَثًا وَالْعَبَثُ حَرَامٌ فَلَعَلَّهُ تَعَالٰى يُعَذِّبُكَ بِهٖ بِمَا خَالَفْتَ لِنَبِيِّهٖ (مجالس الابرار)

مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی فعل پر ثواب نہیں دیتا۔ تاوقتیکہ اسے خود رسول اللہ عمل میں نہ لائیں یا اس پر آمادہ نہ کریں لہذا تمہاری نماز لغو ہو گی اور لغو حرام ہے پس احتمال ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ تمہیں عذاب بدیں وجہ کہ تم نے اسکے نبی کی مخالفت کی۔

اس سے بھی بڑھ کر سنئے۔ یہ سب کو معلوم ہے کہ نماز کے بعد ۳۳ بار سبحان اللہ ۳۳ بار الحمد للہ اور ۳۴ بار اللہ اکبر پڑھنا بڑے ثواب کا باعث ہے، جکا ثبوت صحیح حدیثوں سے ملتا ہے۔ مگر حضرت عبد اللہ ابن مسعود کے زمانے ایک مسجد میں لوگوں نے اس عمل کو ایک خاص نو ایجاد انداز کے سانچے میں ڈھال لیا۔ یعنے نماز کے بعد ایک شخص کھڑا ہو جاتا اور پکارتا پڑھو ۳۳ بار سبحان اللہ سب لوگ با آواز یہ کلمہ ۳۳ بار پڑھتے۔ پھر پکارتا پڑھو ۳۳ بار الحمد للہ سب لوگ با آواز یہ کلمہ بھی اتنی مرتبہ پڑھتے پھر پکارتا پڑھو ۳۴ بار اللہ اکبر سب لوگ اس کی تعمیل کرتے۔ حضرت عبد اللہ ابن مسعود یہ حال سنکر اس مسجد میں گئے۔ اور اپنی آنکھوں سے یہ کیفیت دیکھ کر کھڑے ہو کر فرمایا۔

اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ مَسْعُوْدٍ فَوَاللّٰهِ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ غَيْرُهٗ لَقَدْ جِئْتُمْ بِبِدْعَةٍ ظَلْمَاءَ اَوْ لَقَدْ فُقْتُمْ عَلٰى اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ عِلْمًا (مجالس الابرار)

میں عبد اللہ بن مسعود ہوں قسم ہے اللہ کی جسکے سوا کوئی اور خدا نہیں کہ تم ایک تاریک ترین بدعت کے مرتکب ہو رہے ہیں یا (یہ سمجھا جائے) کہ تم حضرت محمدؐ کے اصحاب پر علم میں سبقت لے گئے

یعنے تمہارا یہ طرز عمل یا تو بدعت شدید ہے، یا تم کو ایک ایسا نیک و مبارک عمل سوجھ گیا ہے جس کی صحابہ کو توفیق نہ تھی۔ اور تم علم میں صحابہ سے بازی لیگئے وہ تمہاری بہ نسبت کم علم اور بے ہمت تھے چونکہ صحابہ کا ان لوگوں سے کم علم ہونا ناممکن ہے، اس لئے پہلی بات متعین ہو گی۔ یعنے ان کا وہ کام بدعت تھا۔

Marfat.com

جس بدعت سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کو ڈانٹا تھا، اس قسم کی بلکہ اس سے بدتر بدعت آج کل بعض پیشہ ور و زبردست واعظوں نے ایجاد کر رکھی ہے۔ یعنے انہوں نے کلمۂ توحید پر پنجابی زبان میں مسدس نظمیں تالیف کی ہیں۔ جن کی ہر چار مصرعہ کے بعد یہ بیت آتی ہے۔ کہہ لا الٰہ الا اللہ محمد نبی رسول اللہ دوران وعظ میں خوب گا گا کر اس نظم کو بار بار پڑھتے ہیں، اور ہر بند کی کلمہ والی بیت میں حاضرین مرد اور عورت سب یکزبان ہو کر ان کے ساتھ گاتے ہیں۔ ایک تو عورتوں کی حاضری اور ان کی ترنم ریزی سے مجلس وعظ معمول سے زیادہ پر رونق ہونے حضرت الواعظ کی خوب چاندی ہوتی ہے، دوسرے ان نظموں کی مطبوعہ کتابیں جو وہ میز پر رکھتے ہیں۔ ساتھ کے ساتھ انکی فروخت سے خوب پیسے برستے ہیں یہ سب واعظانہ لباس میں دنیا کمانے کے حیلے ہیں، ہدائت خلق نہیں

واعظِ ما بوئے حق نشنید بشنو ایں سخن　　　در حضورش نیز میگویم نہ غیبت میکنم

ان روایات سے یہ نتیجہ نکلا، کہ جب نوافل کا ایسے مواقع پر پڑھنا ممنوع ہے، جب کہ رسول اللہ صلعم سے ثابت نہیں، اور کلمات یا شورہ و متبرکہ کے پڑھنے میں کوئی ایسا طریقہ اختیار کرنا بدعت ہے۔ جو صحابہ نے اختیار نہیں کیا۔ تو پھر طاعات و عبادات اور ایصال ثواب کے ایسے طریقے کہاں جائز ہو سکتے ہیں، جو مروجہ ہیئت و نوعیت سے قرون ثلثہ میں ثابت نہیں ہیں۔

بعض صاحب کہدیتے ہیں، کہ بزرگوں سے جو رسم چلی آتی ہے، ہم ان مولویوں کے کہنے سے کیونکر بند کردیں۔ ہمارے بزرگ کیا کوئی ایسے ہی نادان تھے۔ جنہوں نے بری رسموں کو اختیار کیا ہو۔ آج ایسے لال بجھکر پیدا ہو گئے۔ جو صدہا سال کی مروجہ مراسم کو بدعت بتاتے ہیں:-

ان اصحاب کی خدمت میں مؤدبانہ التماس ہے۔ کہ صرف بزرگوں سے کسی رسم کا چلے آنا اسکے حق ہونے کی دلیل نہیں ہو سکتا۔ ورنہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ دادا کے رسم کو ترک اور ان کی مخالفت کرکے سارے ملک کو اپنا مخالف نہ بنا لیتے۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے خاندان کی قدیمی مذہبی مراسم کی تردید و مخالفت کرکے اپنے خلاف عداوت عام کا طوفان برپا نہ کرتے۔ خود قرآن مجید میں متعدد جگہ یہ تنبیہ کیگئی ہے، کہ خاندانی رسموں کا ہمیشہ صحیح و برحق ہونا ضروری نہیں۔ اور ان کی پابندی پر اڑے رہنا کوئی عقل و دانش کا تقاضہ نہیں ہے:-

Marfat.com

وَاِذَا قِیْلَ لَھُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَیْنَا عَلَیْہِ اٰبَآءَنَا اَوَلَوْ کَانَ اٰبَآؤُھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ شَیْئًا وَّلَا یَھْتَدُوْنَ ۝

اور جب انسے کہا جائے کہ تم اتباع کرو اس کتاب کی جو اللہ نے نازل فرمائی ہے تو کہتے ہیں نہیں بلکہ ہم اتباع کریں گے ان (رسموں کا) جن پر ہم نے اپنے بزرگوں کو (عامل) پایا ہے بھلا کیا اگر ان کے بزرگ بے عقل و بے ہدایت تھے (تو پھر بھی انہی کی مراسم کا اتباع کریں گے) ؛

ہاں کسی رسم کے برحق ہونے کا صحیح معیار یہ ہے کہ وہ قرآنِ مجید سے صریحاً ثابت ہو۔ یا حدیث شریف میں اسکے اچھا ہونیکا ثبوت مل سکے، اور ہم یہ بات دعوے سے کہتے ہیں کہ جن باتوں کو علمائے حقانین بدعات قرار دیتے ہیں اور وہ مسلمانوں میں بکثرت مروج ہیں، ان میں سے ایک بات بھی قرآنِ مجید اور حدیث شریف سے ثابت نہیں ہو سکتی لہذا یہ باتیں بدعات و منکرات ہیں ؛

مذکورہ قسم کی بدعیہ مراسم زیادہ تر طاعات و عبادات میں یا منگنی، شادی، ختنہ، وفات کے وقت یا طلب حاجات اور دفع مصائب کیلئے عمل میں آتی ہیں، کیا یہ حالات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ تابعین و تبع تابعین کے مبارک زمانوں میں پیش نہیں آتے تھے، کیا وہ عبادات و طاعات کرنی نہیں جانتے تھے، یا ان کو شادی ختنہ کی تقریبات اور مرض و وفات کے واقعات پیش نہیں آئے، کیا انکو جنازوں کے ساتھ چلنا نہیں پڑتا تھا۔ کیا انہیں اپنے مردوں کو ثواب پہنچانے کی ضرورت نہ تھی؟ اور کیا ان کو حاجات طلب کرنے اور مصائب و آفات سے بچنے کی ضرورتیں پیش نہیں آئیں؟ پھر جب ان حالات کے باوجود انہوں نے یہ خرافات اختیار نہیں کئے جو آج کل دینی اعمال سمجھ کر بجا لائے جاتے ہیں؟ تو ان کے بدعت ہونے میں کیا کلام ہو سکتا ہے ؛

ہمارے خاندانی بزرگوں نے اگر ان بدعتوں کو اختیار کر لیا۔ تو یہ ان رسموں کے جواز کیلئے مہر تصدیق نہیں ہو سکتا، عبد المطلب رسول اللہ صلعم کے دادا جان تھے، جو مکہ کے سردار خانہ کعبہ کے متولی اور قریش کے سرتاج تھے، خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ان کے فرزند ہونے پر ناز تھا۔ جنگ حنین میں جب کافروں کی یکبارگی یورش سے اسلامی لشکر میں بھاگڑ پڑ گئی، اور بارہ ہزار فوج میں سے صرف معدودے چند آدمی حضور علیہ السلام کی ہمراہی میں رہ گئے تو آپ نے اپنی بے نظیر شجاعت و لامثال شہامت کیساتھ یکہ و تنہا یہ رجز پڑھتے ہوئے کفار پر حملہ کیا تھا۔ جس سے معاً جنگ کا نقشہ بدل گیا تھا ؛

Marfat.com

اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ	میں نبی ہوں - یہ بات غلط نہیں۔
اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ	میں عبد المطلب کا پوتا ہوں ؛

مگر جب اسی عبد المطلب کی تولیت کعبہ کے ایام میں بیت الحرم میں پورے تین سو ساٹھ بتوں کی پوجا ہوتی تھی، تو آپ نے دادا جان کی اس یادگار کی پرواہ نہ کی - ایک ایک بت کو چھڑی سے ٹھوکے دے دیکر گرایا - اور بیت الحرام کو ان کے وجود کی نجاست سے پاک کیا کیا ہم بتوں کے بزرگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بزرگوں سے بھی زیادہ قابل عزت ہیں کہ ان کی آج مردود منکر رسموں کو چھوڑنا ہماری غیرت خاندانی گوارا نہیں کرتی ؛

بعض صاحب یہ عذر کیا کرتے ہیں کہ ہم لوگ بڑی پیچیدگی میں پڑ گئے - فلاں مولوی صاحب بڑے عالم فاضل اور اپنے علاقے کے متقی ہیں وہ انہی کاموں کو کار ثواب کہتے ہیں جن کو آپ بدعت بتا رہے ہیں - اب ہم کس کی مانیں - کس کی نہ مانیں ؛

آپ کی خدمت میں گذارش ہے کہ ایک کام کو آپ کے مفتی صاحب کار ثواب فرماتے ہیں - اور میرے نزدیک وہ کار عذاب ہے، تو یہ ایک جھگڑا ہوا - مگر اس کی عقدہ کشائی کوئی وکیل پلیڈر بیرسٹر نہیں کر سکتا - اور نہ اس کا تصفیہ کسی مجسٹریٹ یا جج سے ہو سکتا ہے - بلکہ اس کا فیصلہ قرآن و حدیث سے ہو سکتا ہے۔

فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ	پس اگر تمہارے درمیان کسی معاملے میں جھگڑا پڑے تو اسکو اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش کرو

لہذا مناسب یہ ہے کہ دونوں مباحث فریقوں کے دلائل کے فتووں کو پتھر باندھ کر کسی گہرے کنوئیں میں گرا دیا جائے، اور پھر ان سے کچھ نہ پوچھو، بلکہ قرآن مجید کے سامنے یہ سوال پیش کرو، اور حدیث شریف میں اس کا سراغ ڈھونڈو تو سارا جھگڑا مٹ سکتا ہے، اور دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو سکتا ہے - چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالے فرماتا ہے :-

مَا فَرَّطْنَا فِی الْکِتٰبِ مِنْ شَیْءٍ (سورۂ انعام ع ۴) ہم نے کتاب میں کسی بات کو فروگذاشت نہیں کیا

کتاب سے مراد عام طور پر لوح محفوظ سمجھی جاتی ہے مگر قاضی ثناء اللہ پانی پتی لکھتے ہیں کہ اس سے قرآن مجید ہی مراد ہو سکتا ہے فانہ قد دون فیہ ما یحتاج الیہ من امر الدین مفصلاً او مجملاً یعنے دینی معاملات میں جتنی

باتوں کی ضرورت پیش آتی ہے وہ مفصلاً یا مجملاً اس میں درج ہیں (تفسیر مظہری) پس قرآن مجید بخوبی یہ فیصلہ کر دیگا کہ فلاں فلاں امور جو مروج ہیں وہ مشروع ہیں یا بدعت ضلالت ہیں؛

اسکے بعد حدیث شریف کی صحاح ستہ کو اول سے آخر تک دیکھ جاؤ۔ مذکورہ مراسم بدعیہ کا کہیں نشان نہ پاؤ گے، ہاں ان جھگڑوں کی پیشگوئی اور ان کے دفعیہ کی تدبیر کیلئے رسول اللہ صلعم کا یہ ارشاد موجود ہے: مَنْ یَعِشْ مِنْکُمْ بَعْدِیْ فَسَیَرَیٰ اِخْتِلَافًا کَثِیْرًا فَعَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّۃِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَھْدِیِّیْنَ مِنْ بَعْدِیْ تَمَسَّکُوْا بِھَا وَعَضُّوْا عَلَیْھَا بِالنَّوَاجِذِ اِیَّاکُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْاُمُوْرِ فَاِنَّ کُلَّ مُحْدَثٍ بِدْعَۃٌ وَکُلَّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ۔ تم میں سے جو شخص میرے بعد زندہ رہیگا وہ عنقریب بڑے اختلاف دیکھے گا تو اس وقت تم میری سنت کو اور میرے بعد آنے والے خلفائے راشدین مہدیین کی سنت کو لازم پکڑو، اس کو مضبوطی کیساتھ تھامو، اور اسے دانتوں کے ساتھ پکڑلو نئی باتوں سے بچتے رہو کیونکہ ہر نئی بات بدعت ہے، اور ہر بدعت گمراہی ہے؛

پس فیصلہ ہو گیا کہ قرآن مجید ان تمام باتوں کا جامع ہے، جو دین کی اصل الاصول ہیں، مگر بدعات مروجہ کا ان میں کہیں نشان نہیں ملتا، لہذا وہ سب قابل رد ہیں، حدیث کہتی ہے کہ اختلاف کی صورت میں سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور سنت خلفائے کو مدار عمل بنایا جائے، اس سے بھی تمام کی تمام بدعات اڑ جاتی ہیں؛

جَاءَ الْحَقُّ وَزَھَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَھُوْقًا (سورہ بنی اسرائیل)	حق آیا اور باطل مٹ گیا۔ بیشک باطل مٹنے والا تھا؛

یہاں سوال پیدا ہوتا ہے، کہ اگر بدعت کے کام اس قدر باطل اور دین اسلام سے بیگانہ ہیں تو یہ اچھے اچھے عالم وفاضل فقیہ ومفتی اس میں کیوں مبتلا ہیں؟

اس کا جواب یہ ہے، کہ ہدایت کا مدار علم پر نہیں ہے، ہدایت ایک عطیہ الہی ہے جس کی قسمت یاد ہو، اور توفیق غیب اس کی دستگیری کرے، اس کو ملتی ہے؛

مددے گر بچراغ نہ کند آتش طور ؛ چارۂ تیرہ شب وادی ایمن چہ کنم

ایکطرف علم کی روشنی انسان کو سیدھا راستہ دکھانے کی مقتضی ہے، تو دوسری طرف صدہا آفات

Marfat.com

راستے سے گمراہ کرنے والی درپیش ہیں، پس اکیلا علم کیا کر سکتا ہے، ہدایت کا راستہ کیونکر دکھا سکتا ہے
ان آفات میں سے ایک تاثیر تربیت ہے جس شخص کی گھٹی میں بدعات کی چاٹ پڑی ہو جسنے پیدا ہوتے ہی بدعات کی آب و ہوا میں پرورش پائی ہو جیسے کہ عموماً پیرزادوں کا حال ہے سال کیلئے یہ باتیں طبیعت ثانیہ بن جاتی ہیں جو کبھی زائل نہیں ہو سکتیں، وہ مدتوں دیوبند وندوہ میں کتاب و سنت کی تعلیم پا کر بھی انہی مراسم کے قائل اور ان پر عامل رہیں گے، کیونکہ انہوں نے جس مسموم فضا میں پرورش پائی ہے۔ علم اس کے اثر کو دور نہیں کر سکتا ؎

از تہ دیوار آسان ست بیروں آمدن ؛ دامن از دست گرانجاناں کشیدن مشکل است

قریش مکہ جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اسقدر معجزات اور آیات بینات دیکھ اور سن کر بھی راہ راست پر نہ آئے، تو اس کیوجہ یہی تھی کہ جاہلیت کے مراسم کی چاٹ ان کی گھٹی میں پڑی تھی۔ جس کا ذوق ان کی طبیعت سے نکل نہ سکا ؎

شمشیر نیک زاہن بد چوں کند کسے ؛ ناکس بہ تربیت نشود اے حکیم کس

ایک آفت تاثیر صحبت ہے، صحبت کا اثر وہ جادو ہے، جس کے آگے بڑے بڑے ذی علم و اہل فہم سرنگوں ہو چکے ہیں، ایک عالم و فقیہ کو جب کچھ مدت تک مبتدعین کی صحبت میں بیٹھنے کا اتفاق ہو تو تعجب نہیں کہ وہ ان کے رنگ میں رنگا جائے ؎

طلب کردم ز دانایاں یکے پند ؛ مرا گفتند "با ناداں میپوند"
کہ گر دانائے دہری خر بباشی ؛ و گر نادانی ابلہ تر بباشی

ایک آفت ضد و سخن لغت ہے اور اس قسم کی بشری کمزوری ہے اکثر ایسے لوگ مبتلا پائے جاتے ہیں کہ وہ حق بات سے محض اسلئے منکر ہو جاتے ہیں کہ وہ ان کے مخالف کے منہ سے نکلی ہے یا کسی ایسے شخص کی تحریک ہے جو ان کا حریف میدان ہے یا ان سے درجہ میں کم ہے اور اس کا مان لینا ان کے نزدیک ایک مخالف کے آگے سرنگون ہو جانے یا ایک حریف کا لوہا مان لینے یا ایک مرتبہ آدمی کے تابع ہونے کا ہم معنے ہے جو انکو کبھی گوارا نہیں ہو سکتا ابلیس لکھو کہ اسال کا عابد اور علمی تبحر کی بدولت معلم الملکوت کے منصب پر سرفراز تھا، اس سے یہ نمایاں تربات مخفی نہ تھی کہ خدا کی نافرمانی اسکے دارین کی رسوائی و بربادی کا باعث ہوگی، مگر صرف اس ضد میں کہ میں آتشی نژاد ایک خاکی پتلے کو سجدہ نہیں کرونگا ساری بدبختی گوارا کر لی ؎

کیا جو کبر تو شیطان کے ہاتھ آیا ؛ وہی عزیز ہے عزت جسے خدا نے دی

ایک آفت خود غرضی ہے، بعض متبدع لوگ دین پاک میں کوئی نئی بدعت اس غرض سے ایجاد کرتے ہیں کہ اہل اسلام میں ان کی تائید و مخالفت کا طوفان برپا ہو جائے۔ اور اس طرح ان کے مؤیدین و تابعین کی ایک خاص جماعت مرتب ہو جائے، تاکہ اسکے بل پر انکو شہرت، وجاہت اور مال و زر حاصل ہو، مرزائی قادیانی وغیرہ کی زندہ مثالیں موجود ہیں، اور یہ فوائد ان کو اسلام کے سواد اعظم کے متبع ہونے میں حاصل نہیں ہو سکتے تھے، کیونکہ وہاں ان کا شمار عامۃ الناس میں ہوتا تھا، اپنی نئی جماعت نیا فرقہ اور ڈھائی اینٹ کی جداگانہ مسجد بنانے اور ڈھائی چاول الگ پکانے سے ہی یہ بات حاصل ہو سکتی ہے، جس کیلئے بدعات کی ایجاد ایک ضروری مسالہ ہے، لوگ گمراہ ہو کر جائیں جہنم میں انکو اپنے حلوے مانڈے سے غرض ہے۔

دو نان چو گلیم خویش بیرون بروند ٭ گویند چہ غم گر ہمہ عالم مردند

غرض اس قسم کی صدہا آفات ہیں، جو بعض اچھے اچھے ذی علم ذکی و فہیم لوگوں کو بھی بدعات میں مبتلا کر دیتی ہیں، اور یہ زہریلی کیفیت ان کے دل و دماغ پر ایسے غیر مدرک طریقے سے طاری و ساری ہوتی ہے کہ وہ اپنے اس نقصان عظیم کو محسوس نہیں کرتے، چنانچہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے

اِیَّاکُمْ وَمَا یُحْدِثُ مِنَ الْبِدَعِ فَاِنَّ الدِّیْنَ لَا یَذْھَبُ مِنَ الْقُلُوْبِ بِمَرَّۃٍ وَّلٰکِنَّ الشَّیْطَانَ یُحْدِثُ لَکُمْ بِدَعًا حَتّٰی یَذْھَبَ الْاِیْمَانُ مِنْ قُلُوْبِکُمْ (مجالس الابرار)	جو جو بدعتیں پیدا ہو رہی ہیں انسے بچتے رہو کیونکہ دین دلوں سے یکبارگی زائل نہیں ہوتا لیکن شیطان تمہارے لئے بدعتیں ایجاد کرتا ہے حتیٰ کہ (رفتہ رفتہ) ایمان تمہارے دلوں سے جاتا رہے۔

جو شخص اہل علم ہو کر بدعات کی آلائش میں ملوث ہو۔ اس کا راہ راست پر آنا مشکل ہے، اس کو راہ راست پر لانے کی کوشش کی بجائے دوسرے لوگوں کو اسکے اثر سے بچانے کی کوشش کرنی چاہیئے، اور اس کی بہترین تدبیر یہ ہے۔ کہ ایسے متبدع فقیر و درویش یا اہل علم کی خاطر و تواضع اور توقیر و تعظیم نہ کی جائے، توقیر و تعظیم ہی سے اس کی گرم بازاری ہوتی ہے۔ اور عوام اسکے پیچھے لگنے شروع ہو جاتے ہیں، اسلئے متبدع کی تعظیم کرنا شرع میں سخت گناہ ہے۔ کہ اس سے دوسرے لوگوں کا ایمان تباہ ہوتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

Marfat.com

مَنْ وَقَّرَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ فَقَدْ أَعَانَ عَلٰى هَدْمِ الْاِسْلَامِ (مشکوٰۃ)

جو شخص کسی بدعتی کی تعظیم کرے تو اس نے (عمارت) اسلام کو منہدم کرنے میں مدد دی۔

یعنی مبتدع کی تعظیم سے بدعت رواج پکڑتی ہے اور بدعت کے رواج سے اسلام کو ضعف پہنچتا ہے پس مبتدع کی تعظیم کرنے والا گویا خود اسلام کی بیخ کنی کرتا ہے۔ بعض لوگ بدعیہ مراسم کی تائید میں یہ دلیل پیش کیا کرتے ہیں کہ حدیث میں آیا ہے فَمَا رَاٰهُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ حَسَنٌ وَمَا رَاٰهُ الْمُسْلِمُوْنَ قَبِيْحًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ قَبِيْحٌ یعنے جو بات مسلمانوں کو پسند ہو وہی اللہ کو پسند ہے اور جو بات مسلمانوں کو ناپسند ہو وہ اللہ کو بھی ناپسند ہے پس جن مراسم کو آپ بدعت اور قابل ترک کہتے ہیں جب وہ مسلمانوں کو پسند ہیں اور لامحالہ اللہ کو بھی پسند ہیں تو پھر ان کے بدعت اور قابل ترک ہونے کے کیا معنے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ استدلال صحیح نہیں بلکہ یہ حدیث ان حضرات کی تائید کی بجائے خود انہی کے دعوے کی تردید کرتی ہے کیونکہ پوری حدیث یہ ہے جو احمد۔ بزار۔ طبرانی۔ طیالسی اور ابو نعیم نے روایت کی ہے اور حضرت ابن مسعودؓ پر موقوف ہے:۔

إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى نَظَرَ فِيْ قُلُوْبِ الْعِبَادِ فَاخْتَارَ مُحَمَّدًا فَبَعَثَهٗ بِرِسَالَتِهٖ ثُمَّ نَظَرَ فِيْ قُلُوْبِ الْعِبَادِ فَاخْتَارَ لَهٗ أَصْحَابًا فَجَعَلَهُمْ أَنْصَارَ دِيْنِهٖ وَوُزَرَاءَ نَبِيِّهٖ فَمَا رَاٰهُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ حَسَنٌ وَمَا رَاٰهُ الْمُسْلِمُوْنَ قَبِيْحًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ قَبِيْحٌ (مجالس الابرار)

بے شک اللہ تعالےٰ نے بندوں کے دلوں میں نظر کی تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو انتخاب کیا آپکو اپنی رسالت کیلئے مبعوث فرمایا پھر بندوں کے دلوں میں نظر کی تو آپ کیلئے اصحاب انتخاب کئے۔ پس ان کو اپنے دین کے مددگار اور اپنے نبی کے وزیر بنایا تو جس بات کو مسلمان اچھا جانیں وہی اللہ کے نزدیک اچھی ہے اور جسکو مسلمان برا جانیں وہی اللہ کے نزدیک بری ہے:

اور اس میں شک نہیں کہ المسلمون کا لام مطلق جنس کیلئے نہیں ہوسکتا۔ ورنہ یہ حدیث اس حدیث کے مخالف ہوجائے گی کہ ستفرق امتی علی ثلث وسبعین فرقۃ کلھم فی النار الا واحدۃ یعنی عنقریب میری امت تہتر فرقوں پر منقسم ہوجائے گی ایک کے سوا باقی

سب فرقے دوزخی ہیں۔ کیونکہ تمام اسلامی فرقے مسلمان ہیں اور ان کو اپنا اپنا مذہب پسند ہے بس اگر پہلی حدیث سے مسلموں سے کل مسلمان سمجھے جائیں تو اس حدیث میں فرق ضالہ کا فی النار ہونا ٹھیک نہیں رہتا۔ اور اگر ان کو فی النار مانتے ہیں تو پہلی حدیث سے فَهُوَ عِندَ اللّٰهِ حَسَنٌ درست نہ رہے گا۔ کیونکہ خدا کے پسندیدہ کام پر عمل کرنیوالوں کا دوزخ میں پڑنا ناممکن ہے پس یہ لام عہد کیلئے ہے یعنے خاص مسلمان اور اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو فَاخْتَارَ لَهٗ اَصْحَابًا میں مذکور ہیں یعنے آپ کے اصحاب مہاجرین وانصار رضی اللہ عنہم یا یہ لام استغراقِ خصائص جنس کیلئے ہے اس صورت میں المسلمون سے وہ اہل اجتہاد مسلمان مراد ہیں جو صفت اسلام میں کامل ہیں بایں قاعدہ کہ مطلق کو کامل کیطرف منصرف کیا جائے چنانچہ جب مطلق سے اطلاق مراد ہونے کا کوئی قرینہ نہ ہو تو اس سے فرد کامل مراد لینا شائع وذائع ہے اور وہ معتمد ہے اب معنے یہ ہوئے کہ جس بات کو صحابہ یا مجتہدین پسند کریں وہی اللہ کو پسند ہے اور جس کو یہ حضرات ناپسند کریں وہ اللہ کو بھی ناپسند ہے اور یہ بالکل درست ہے۔ صحابہ و مجتہدین سے قطعاً کسی بدعت کو پسند کرنے کی توقع نہیں ہو سکتی

بعض صاحب کہا کرتے ہیں حدیث میں آیا ہے لَا تَجْتَمِعُ اُمَّتِیْ عَلَی الضَّلَالَةِ یعنی میری امت گمراہی پر اجماع نہیں کرے گی۔ یہ مراسم اکثر امت کی معمول بہا ہیں پس یہ بدعت نہیں ہو سکتیں کیونکہ بدعت ضلالت ہے اور ضلالت پر امت کا اجماع نہ ہوگا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث میں امت سے مراد اہل اجماع ہیں جن میں ایسے مجتہدین داخل ہوں جو فسق وبدعت خود غرضی ونفس پرستی سے بالکل پاک ہوں کیونکہ فسق موجب تہمت ہے اور ناقابل شہادت بنا دیتا ہے بدعتی لوگوں کو بدعت کی دعوت دیتا ہے ایسے لوگوں کے اجماع سے کیا فائدہ یا امت صرف اہل سنت والجماعت مراد ہیں جن سے اہل بدعت وضلالت خارج ہیں چنانچہ حضور علیہ السلام فرمایا ہے امتی من استن بسنتی یعنے میری امت وہ ہے جو میری سنت پر عمل کرے یا اس سے ساری امت مراد ہو۔ اس صورت میں یہ معنی ہونگے کہ میری امت کسی زمانے میں ساری کی ساری گمراہی پر اجماع نہیں کرے گی جیسے کہ یہود اور نصاریٰ اپنے اپنے نبیوں کے بعد گمراہی پر مجتمع ہو گئے پس یہ حدیث اس حدیث کی ہم معنے ہوگی کہ لا یزال طائفة من امتی قائمین بامر الله لا یضرهم من خذلهم ولا من خالفهم حتی یاتی امر الله یعنے میری امت میں سے ایک

جماعت ہمیشہ اللہ کے دین پر قائم رہے گی ان سے قطع تعلق کرنے والا یا ان کی مخالفت کرنے والا ان کو ۔۔۔۔۔۔۔ کچھ نقصان نہیں پہونچا سکیگا حتیٰ کہ قیامت آجائے گی اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ والباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ آمین

ماہ جمادی الاول کے چوتھے جمعہ کا وعظ

نیوتہ دینے لینے کی آفات

أَعُوذُ بِاللّٰهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

فَإِنْ أَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِي اؤْتُمِنَ أَمَانَتَهُ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهُ ط پس اگر تم میں سے ایک ایک اعتبار کرے تو جس پر اعتبار کیا گیا ہے اسکو چاہیے کہ قرض دینے والے کی امانت (یعنے قرض) کو ادا کر دے۔ اور خدا سے جو اس کا کارساز ہے۔ ڈرے (بقرہ ع ۳۹)

ہم مسلمانوں میں صدہا ایسے اخلاقی عیب صدہا ایسے مذہبی نقائص اور صدہا ایسی رسمی خرابیاں موجود ہیں جن کا یکبارگی دور ہونا بظاہر ناممکن نظر آتا ہے مگر اہل علم کا فرض ہے کہ وہ ہمیشہ حسب موقع ان نقائص وعیوب سے لوگوں کو آگاہ کرتے اور ان کے متعلق قرآن وحدیث کے احکام سناتے رہیں تاکہ علماء اپنے فرض تبلیغ سے سبکدوش ہوں اور غلط راستے پر چلنے والی قوم کو اس کی غلطی سے آگاہ نہ کرنے کا جو الزام علماء پر آتا ہے وہ اس سے بچ جائیں آگے عمل کرنے یا نہ کرنے کا معاملہ لوگوں پر ہے اور وہ اس کے ذمہ دار ہونگے ؎

گر نیاید بگوش رغبت کس | بر رسولاں بلاغ باشد وبس

بیماری بظاہر مہلک ہوتی ہے اور ناقابل علاج مگر پھر بھی شرط دانشمندی یہی ہے کہ علاج سے دست بردار نہ ہوں۔ کچھ نہ کچھ دوا درمن کرتے کراتے ہی رہیں۔ شاید قدرت کسی دوا کو شفا کا بہانہ بنا دے۔ اس قسم کے ناقابل رفع رسمی خرابیوں میں سے ایک نیوتہ کا رواج ہے

Marfat.com

جس کا لین دین بیاہ شادی کے موقع پر ہوتا ہے جس وسیع پیمانہ پر ہماری مسلم جماعتوں میں یہ ہو
ہوتا ہے اور جس شد و مد سے اس کا اہتمام ہوتا ہے اور جس پختگی کے ساتھ بیاہ شادی کے کار
کا اس پر مدار رکھا گیا ہے اس سے ظاہر ہے کہ اس رسم کو توڑنے کا ارادہ کرنا پہاڑ کو کھود کر دود
کی نہر بہا دینے کے قصد سے کم نہیں مگر ہمارا فرض صرف یہ ہے کہ اس کے متعلق شریعت کا حکم سنا د
عمل کرنا یا نہ کرنا لوگوں کے اختیار میں ہے بہر حال ہمارا اس حکم کو سنا دینا اور آپ کا سن لینا فائد
سے خالی نہیں۔ شاید کبھی اللہ کے فضل سے عمل کرنے کا موقع بھی آ جائے ؎

سگالش گر سے کو نصیحت شنید در چارہ را در کف آرد کلید

یعنے نصیحت کی بات سن لینے میں کم از کم اتنا فائدہ ضرور ہے کہ اگر کبھی عمل کرنے کی توفیق ہوئی۔
عمل کرنے کا سررشتہ ہاتھ میں ہوگا ؎

ہر کہ حرف نیکخواہاں را نگیرد بگوش زود میگیرد بدندان ندامت پشت دست

جو شخص خیر خواہ کی نصیحت نہ سنے اس کو عنقریب پچھتانا پڑے گا ۔

جو آیت ابھی آپ کے سامنے پڑھی گئی ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ قرض جلدی ادا ہونا چاہیے
جب موقع ملے۔ جب مقدور ہو بلا تامل اور بلا حیل و حجت ادا کر دیا جائے اگر طاقت اور مقد
کے ہوتے ہوئے کوئی ادائے قرض میں سستی اور تغافل کرے گا وہ گویا قرآنی حکم کی خلاف ورزی کر
ہے مگر کمبخت نیوتے کا قرض ایک ایسا قرض ہے کہ ایک دیندار اور قرآن و حدیث کے حکم پر چلنے
صاحب مقدور آدمی اس سے بالکلیہ سبکدوش ہونے کا لاکھ قصد کرے مگر وہ سبکدوش ہو ہی نہیں سک
نیوتہ کا دو چار سو کا قرض اتر جاتا ہے تو دو چار سو اور چڑھ جاتا ہے اور اس مقروضیت کا سل
دم تک چلا جاتا ہے بلکہ مرنے پر بھی ختم نہیں ہوتا اور موت کے بعد جہاں اور گناہ ساتھ جات
وہاں مقروضیت خصوصاً نیوتہ کی مقروضیت کا وبال بھی ساتھ جاتا ہے۔ دوسرے قرضوں کا مق
تو ممکن ہے کہ مرتے وقت قرض سے سبکدوش ہو جائے یعنے وہ آخرت کی باز پرس سے ڈر کر د
کے وقت اپنے قرض خواہوں کو بلا لے اور ان کی پائی پائی ادا کر دے یا اس کے عزیز اس کو
سے نجات دلانے کیلئے خود اس کے قرض کا نبیڑا کر دیں مگر جو شخص نیوتہ کے دینے لینے کی آلا
ملوث ہو وہ موت کے قریب ہرگز ہرگز اس سے رستگاری نہیں پا سکتا کیونکہ اس کی ادائگی لا

شادی کے موقع پر ہوتی ہے دوسرے کسی وقت ہیں اس کی ادائیگی کا دستور ہی نہیں خصوصاً ماتم کے موقعہ پر اس لازمہ شادی کا کیا کام ؟ پس وہ شخص سو فیصدی مقروض ہی مرتا ہے اور مقروض مرنے والے کا جو حشر ہوتا ہے ۔ وہ سن لیجئے :-

سلمہ ابن اکوع ایک صحابی روایت کرتے ہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں بیٹھے تھے اتنے میں ایک جنازہ لایا گیا لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس پر نماز جنازہ پڑھئے ۔ آپنے فرمایا کیا اس کے ذمہ قرض ہے ؟ لوگوں نے عرض کیا نہیں تو پھر آپ نے اس پر نماز جنازہ پڑھی پھر ایک اور جنازہ آیا تو آپ نے فرمایا کیا اس کے ذمے قرض نہیں عرض کیا ہاں فرمایا کیا اس نے کچھ مال چھوڑا ہے عرض کیا تین دینار تو آپ نے اس پر بھی نماز جنازہ پڑھ دی ۔ پھر ایک تیسرا جنازہ لایا گیا آپ نے فرمایا کیا اس کے ذمہ قرض ہے ؟ عرض کیا تین دینار فرمایا کچھ مال چھوڑا ہے ؟ عرض کیا نہیں فرمایا اپنے آدمی پر تم ہی جنازہ پڑھ لو ۔ ابو قتادہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ ہی نماز پڑھیں اس کا قرض میرے ذمہ ہے پھر آپ نے اس پر نماز جنازہ پڑھی (مشکوٰۃ)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب کبھی قرضدار متوفی کا جنازہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں لایا جاتا تو آپ دریافت فرماتے کہ کیا اس نے کچھ اپنا قرض ادا کرنے کیلئے چھوڑا ہے ؟ اگر عرض کیا جاتا کہ ہاں قرض ادا کرنے کیلئے مال چھوڑا ہے تو آپ اس پر نماز جنازہ پڑھتے ورنہ مسلمانوں سے فرمادیتے کہ تم ہی اپنے آدمی پر نماز جنازہ پڑھ لو ۔ پھر جب اللہ تعالے نے آپکو فتوحات بخشیں تو آپنے کھڑے ہو کر فرمایا میں مسلمانوں کیلئے ان کی جانوں سے زیادہ حقدار ہوں پس جو مومن وفات پا جائے اور اس کے ذمہ قرض ہو تو اس کا ادا کرنا میرے ذمے ہے اور کچھ مال چھوڑے تو وہ اسکے وارثوں کیلئے ہے (مشکوٰۃ)

ان حدیثوں سے صراحت ظاہر ہے مقروض ہونے کی حالت میں مرنیوالا اس حد تک قابل عتاب ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا جنازہ نہیں پڑھایا خواہ اسکی مجبوری میں قرض لیا ہو یا بلا مجبوری اور خواہ قرض تھوڑا ہو یا زیادہ بہرحال جب اس نے جیتے جی اپنے آپ کو اس بوجھ سے سبکدوش کرنے کی کوشش نہیں کی حتی کہ موت آگئی تو وہ اس سعادت کا حقدار نہ رہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائے مغفرت سے بہرہ مند ہوتا ۔

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر میں اللہ کی راہ میں

Marfat.com

اس طرح لڑتا لڑتا شہید ہو جاؤں کہ صبر و استقلال کیساتھ طلب ثواب کیلئے آگے بڑھتا چلا جاؤں اور پیچھے نہ ہٹوں تو کیا آپ کے خیال میں اللہ تعالے امیرے گناہ محو کر دیگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ جب وہ شخص واپس چلدیا تو آپ نے اسے آواز دی اور فرمایا نعم الا الدین کذالک قال جبرئیل یعنے ہاں سب گناہ معاف ہو جائیں گے مگر قرض معاف نہ ہوگا یہ بات جبرئیل نے بتائی ہے اسی حدیث کی ہم معنے ایک روایت حضرت عبد اللہ بن عمرو کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یُغْفَرُ لِلشَّهِيدِ كُلُّ ذَنْبٍ إِلَّا الدَّيْنَ یعنے شہید کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ مگر قرض معاف نہیں ہوتا (مشکوٰۃ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نَفْسُ الْمُؤْمِنِ مُعَلَّقَةٌ بِدَيْنِهِ حَتّٰى يُقْضٰى عَنْهُ یعنے مومن کی سوح اپنے قرض کیوجہ سے لٹکتی رہتی ہے حتیٰ کہ اس کیطرف سے قرض ادا کیا جائے (مشکوٰۃ)

لٹکنے سے مراد یہ ہے کہ اس کی نجات کا فیصلہ اور اس کے نیک اعمال کے اجر ملنے کا معاملہ طے نہیں ہوتا اور اس کو اس وقت تک پریشانی اٹھانی پڑتی ہے جب تک اس کے نام کا قرض ادا نہ کیا جائے جس طرح اہل مقدمہ کو اپنے مقدمہ کے فیصلہ نہ ہونے اور پیشی کی تاریخ پر تاریخ پڑتے رہنے سے سخت حیرانی و سرگردانی کا سامنا ہوتا ہے۔

حضرت براء بن عازب رضہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صَاحِبُ الدَّيْنِ مَأْسُورٌ بِدَيْنِهِ يَشْكُو إِلٰى رَبِّهِ الْوَحْدَةَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔ یعنے قرضدار قیامت کے روز اپنے قرض کی پاداش میں قید ہوگا۔ وہ اپنے پروردگار کے حضور میں اپنی تنہائی کی شکایت کرے گا (مشکوٰۃ)

حضرت محمد ابن عبد اللہ کہتے ہیں کہ ہم مسجد نبوی کے صحن میں بیٹھے تھے جہاں جنازے رکھے جاتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں تشریف فرما تھے اتنے میں آپ نے آسمان کیطرف نگاہ اٹھائی پھر اور پر نگاہ کر کے آنکھیں نیچی کرلیں اور اپنا دست مبارک اپنی پیشانی پر رکھ لیا اور یہ کلمات آپکی زبان مبارک پر تھے سبحان اللہ ماذا انزل من التشدید تو بڑی کیا سختی نازل ہوئی ہے راوی کہتے ہیں کہ اس روز اور اس رات ہم خاموش رہے اور وہ وقت خیریت

Marfat.com

سے گزر گیا۔ حتیٰ کہ صبح ہو گئی (یعنے سختی کے لفظ سے ہمکو خیال تھا کہ شاید کوئی عذاب نازل ہونیوالا ہے مگر اس سے امن رہا) محمد کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں عرض کیا وہ کیا سختی ہے جو نازل ہوئی آپ نے فرمایا قرض کے بارے میں قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد کی جان ہے اگر کوئی شخص اللہ کی راہ میں شہید ہو پھر زندہ ہو جائے اور پھر اللہ کی راہ میں شہید ہو کر زندہ ہو۔ پھر اللہ کی راہ میں شہید ہو کر زندہ ہو بجائیکہ اس کے ذمہ قرض ہو وہ بہشت میں داخل نہ ہوگا حتیٰ کہ اس کا قرضہ ادا کیا جائے (مشکوٰۃ)

ان احادیث سے بھی ظاہر ہے کہ قرض کی حالت میں مرنے کا کسقدر وبال ہے کہ شہید ہو جانے سے بھی اس سے سبکدوشی نہیں ملتی اعلیٰ سے اعلیٰ اعمال کا ذخیرہ بھی مقروض ہونے تک بیکار رہتا ہے اور قرضدار حشر میں بھی محبوس ہوگا جس طرح دنیا میں قرضخواہ اس کو قید کرا دیتا ہے اللّٰھم اعذنا منہ!!!

کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ ہر وہ شخص جو نیوتہ کا لین دین کرتا ہے مرنے کے بعد ان تمام وبالوں میں قید نہیں ہوتا جن میں قرضدار مرتیوا لاقید ہوتا ہے جب کہ نیوتہ بھی ایک قسم کا قرض ہے اور اس کے قرض ہونے میں کسی کو انکار نہیں کیونکہ سب جانتے اور مانتے ہیں کہ نیوتہ کوئی ہبہ نہیں ہدیہ نہیں انعام نہیں بخشش نہیں بلکہ ادہار کا ادہار ہے۔ قرض ہے اور جو وبال دوسری قسم کے قرض کا ہے وہی نیوتہ کا ہے بلکہ نیوتہ بعض حیثیتوں سے دوسرے قرض کی بہ نسبت بدتر ہے:

نیوتہ کے بدتر ہونے کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ سب جانتے ہیں کہ قرض ایک بلا ہے اور جس طرح دعاؤں میں فسق زندگی۔ مرض۔ افلاس وغیرہ دوسری مختلف بلاؤں سے پناہ مانگی جاتی ہے قرض سے بھی پناہ مانگی جاتی ہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الدَّیْنِ اور انسان نہایت مجبوری کے عالم میں اس بلا کو اختیار کرتا ہے وہ قرض کا بار اسی وقت اٹھانا منظور کرتا ہے جب بیٹے بیٹی کی شادی درپیش ہو۔ ضروری اخراجات اٹھانے بغیر رستگاری نظر نہ آئے اور اخراجات کیلئے کوئی رقم پاس نہ ہو یا اس کا مکان ڈھے جائے اور سردی گرمی سے جان کو بچانے کیلئے گھر بنانے کی ضرورت ہو اور اس کے اخراجات کیلئے ہاتھ میں نقدی نہ ہو۔ یا جب کسی الزام شدید میں حکومت کی گرفت سے نجات حاصل کرنے کیلئے روپیہ خرچ کرنیکی ضرورت ہو۔ اور روپیہ پاس نہ ہو غرض انسان قرض کی بلا کو کسی شدید مجبوری ہی میں اپنے سر لیتا ہے مگر نیوتہ وہ بلا ہے جو بلا ضرورت گلے کا ہار ہوتی ہے اور بلا کسر پر سوار ہوتی ہے۔ شادی کا موقعہ آتا ہے برادری کے لوگ جمع

Marfat.com

ہوتے ہیں اور وہ دس دس بیس بیس پچاس پچاس سو سو روپے بطور نیوتہ شادی والے کے دامن میں ڈال کر خواہ مخواہ اسکو اپنا مقروض بنا لیتے ہیں اور اس کو بیٹھے بٹھائے قرض کی بلا میں مبتلا کر دیتے ہیں ؛

نیوتہ کے عام قرض سے بدتر ہونے کی ایک اور وجہ یہ ہے کہ جیتے جی قرض کا اتر جانا ممکن ہے مگر نیوتہ کے قرضداروں کا اس پھندے سے نجات پاکر دنیا سے رخصت ہونا محال ہے۔ محال ہے۔ محال ہے۔ دوسرے قرضوں کا مقروض اگر مرتے وقت آخرت میں نجات حاصل کرنے کے خیال سے اپنے قرضہ سے سبکدوش ہونا چاہے تو ہو سکتا ہے وہ اپنا موجودہ نقد مال یا گھر کا اثاثہ قرضہ میں دے سکتا ہے اگر اسکے پاس نقد مال نہ ہو تو ممکن ہے اسکو ناگہانی غیب سے کوئی خزانہ مل جائے جس سے وہ قرضہ ادا کر دے اگر یہ بھی نہیں تو وہ اپنے گھر بار کو فروخت کر کے قرض سے سبکدوشی حاصل کر سکتا ہے اگر کچھ بھی نہیں بس چلتا تو بڑی حد تک منت سماجت کر کے بھی اپنا پیچھا چھوڑا سکتا ہے لیکن نیوتہ کے مقروض کیلئے اس کے وبال سے نجات پانے کے سارے رستے بند ہیں وہ لاکھ چاہے کہ مرتے وقت اس بلا سے دامن چھوڑا کر دنیا سے جاؤں لیکن اسکا مقصد پورا نہیں ہو سکتا نہ اس کے لاکھوں کروڑوں روپے کے خزانے اس بلا کے پنجے سے اس کو چھڑا سکتے ہیں نہ غیب سے حاصل کیا ہوا مال اس غرض کیلئے مفید ہو سکتا ہے نہ گھر بار اور گھر کے اسباب سے اسکی مراد پوری ہو سکتی ہے۔ نہ منت سماجت ہی سے اس سے معافی مل سکتی ہے وہ جب اپنے نیوتہ کے قرض خواہوں کے سامنے ان کی ادا کردہ رقم پیش کرتا ہے تو کہتے ہیں میاں یہ کیا باتیں کرتے ہو۔ اللہ اللہ کرو ایسے مایوس ہوئے جاتے ہو۔ اللہ سے شفا کی امید رکھو یہ بھی کوئی نیوتہ دینے لینے کا وقت ہے شادی کے موقعہ پر دی ہوئی چیز شادی ہی کے موقعہ پر لیجاتی ہے۔ ایسے موقعہ اللہ کے فضل سے ہمیشہ آئیں گے پھر لینا دینا ہوتا رہے گا۔ یہ ان باتوں کا موقع نہیں ہے اگر تم ایسے ہی زندگی سے ہاتھ دھوئے بیٹھے ہو تو خیر اللہ تعالے صاحبزادوں کو بڑی عمریں عطا کرے۔ ان رقموں کے دینے لینے کو وہ موجود ہیں جب جیسے موقع آئیں گے وہ دیتے لیتے رہیں گے ایسی کیا جلدی پڑی ہے اور کون بیوقوف ہوگا جو اب سے ایسے وقت نیوتہ کی رقم قبول کریگا یہ تو ہمارے آپ کے خاندانی تعلقات کے منقطع ہو جانے کا اعلان ہے ہم اس کو کسی صورت میں گوارا نہیں کر سکتے ؛

دیکھا ؟ نیوتہ کی بلاشبہ بے درمان کے پھندے کس قدر مضبوط ہیں بیچارے بیمار کے پاس ان حیلوں کا ایک بھی جواب نہیں ہوتا وہ غریب اپنا سا منہ لیکر رہ جاتا ہے اور چار و ناچار اپنے آپکو مقروض ہی

Marfat.com

وبال کے سپرد کردیتا ہے اور مقروض ہی مرتا ہے جس کا جنازہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں پڑھایا ؛

جو لوگ دنیاوی رسموں کے دلدادہ ہیں اور بدعت کی عادت ان کی طبیعت میں راسخ ہو چکی ہے۔ ان کے سامنے جب نیوتہ کی برائی کی جاتی ہے تو وہ کہا کرتے ہیں کہ نیوتہ کا رواج برا نہیں اس سے بھائی بندوں کے درمیان حسن سلوک کا برتاؤ قائم رہتا ہے آج تم نے میرے کارج میں مدد دیدی کل میں تمہارے کارج میں اعانت کردونگا باہمی مدد سے محبت بڑھتی ہے اور محبت سے تعلقات استوار ہوتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ نیوتہ کو کسی قسم کا حسن سلوک سمجھنا محض غلطی ہے حسن سلوک تو وہ ہوتا ہے جو بغیر ضمانہ اور بلا عوض ہو جس کے ساتھ کوئی منت و اذیت لاحق نہ ہو حالانکہ یہ ایک صاف قرض و دام ہے جو دوسرے وقت بلا کسی رعایت و لحاظ کے گن گن کر وصول کیا جاتا ہے پھر اس کو کس معنے میں حسن سلوک کہا جاسکتا ہے اور یہ خیال بھی محض فضول ہے کہ اس سے محبت بڑھتی ہے بلکہ محبتوں کے لئے تو یہ ایک آفت ہے زید عمرو کے بیاہ میں اکسٹھ روپیہ نیوتہ دیتا ہے۔ جب زید کے گھر میں شادی کا موقع آتا ہے تو عمرو تنگدستی کی وجہ سے نیوتہ دینے سے ٹلتا پھرتا ہے یا اگر عمرو بار بار کے تقاضے سے آ بھی گیا اور کسی طرح کلیجہ کاٹ گھر کا برتن بھانڈا بیچ کر کسی سے قرض لیکر کچھ رقم پیش بھی کی تو وہ اکسٹھ کے مقابلہ میں اکہتر یا اکاسی ہونے کی بجائے جیسے کہ رواج ہے صرف اسّی یا اکہتر روپے ہوئے تو خیال کیجئے اس سے زید کے دل میں عمرو کی محبت بڑھے گی یا پہلی محبت بھی سرد پڑ جائے گی اور عمرو جب دیکھے گا کہ زید نے میری غریبی اور افلاس پر ذرا بھی رحم نہ کیا بلکہ بار بار بلوا بھیجا اور نادہندہ بخیل۔ کنجوس حق فراموش وغیرہ الفاظ سے ملقب کر کے بھری سبھا میں مجھ کو ذلیل کیا تو ذرا سوچنا چاہئے کہ عمرو کا دل زید کی محبت سے کس قدر لبریز ہو جائے گا اگر نیوتہ کے لین دین سے اسی قسم کی محبت ترقی کرتی تو لعنت ہے ایسی محبت پر ؛

اس قسم کے واقعات شاذ و نادر نہیں بلکہ اکثر و بیشتر واقع ہوتے ہیں کہ ایک شخص کا ڈیڑھ دو ہزار کا نیوتہ لوگوں کیطرف گیا ہوا ہے لیکن جب اس کے بچے بچی کی شادی کا موقعہ آتا ہے تو صرف گیارہ بارہ سو روپیہ وصول ہوتا ہے اب وہ شخص نیوتہ کی بہی بغل میں دبائے ان لوگوں کے گھروں پر نیوتہ کی رقمیں وصول کرنے کے لئے جوتیاں چٹخاتا جا رہا ہے جو موقعہ سے ٹل کر منہ چھپاتے پھرتے تھے ان سے لڑتا جھگڑتا کسی سے کچھ وصول کرتا اور کسی کا دیا ہوا اس کے منہ پر واپس مارتا پھرتا ہے۔ سبحان اللہ کیا عمدہ سامان ہیں باہمی الفت و محبت کے۔ شرم بیا شرم !

Marfat.com

ہمارے محلّے میں جب کسی شادی کا موقعہ آتا ہے۔ فرض کرو میاں نتھو کے گھر شادی ہے تو میں اکثر یہ تماشا دیکھتا ہوں کہ مرد و عورت یکے بعد دیگرے اپنے اپنے چوپتے لیکر آتے ہیں اور میرے دار التصنیف کے دریچے میں سر ڈال کر کہتے ہیں کہ دیکھنا جی ہمارے فلاں عزیز کے ختنے یا شادی کے موقعہ پر نتھو کا کتنا نیوتہ آیا تھا۔ میں اپنے ہاتھ سے تصنیف کا مسوّدہ اور قلم ڈیسک پر رکھ کر ان کے چوپتے کھولتا ہوں اور اس کو پڑھ کر ان کے سوال کا جواب دیتا جاتا ہوں اس وقت ان لوگوں کے نیوتوں کے لین دین کی پیچیدگیوں اور ان کے ادا و رادا کے نزاع انگیز قصّوں کے سننے کا موقعہ ملتا ہے کیا اسی کا نام حُسن سلوک ہے؟ اور اسی سے محبت کی ترقی متوقع ہے؟

نیوتہ کے حامی یہ بھی کہا کرتے ہیں کہ اس رواج میں یہ بڑا فائدہ ہے کہ بیاہ شادی میں خرچ کی ضرورت کے وقت ایک رقم جمع ہو جاتی ہے جس سے بآسانی اخراجات شادی کی ضروریات پوری کرتے ہیں اور وہ آہستہ آہستہ ہلکی ہلکی قسطوں میں اس طرح ادا ہوتی رہتی ہے کہ محسوس نہیں ہوتی اگر نیوتہ کا رواج نہ ہوتا تو اسی قدر رقم جو نیوتہ کے ذریعہ وصول ہو جاتی ہے کسی بنئے بقال سے سودی قرض کی صورت میں لینی پڑتی جیسے کہ اکثر لوگ ایسے مواقع پر لیتے ہیں پھر وہ رقم سود در سود کا حساب پھیل جانے سے جو گرانبار قرضے کی صورت اختیار کر لیتی ہے اور اس کی ادائگی میں قرضدار پر جو آفت آتی ہے اور جو مصائب اس پر ٹوٹتے ہیں ان کا حال ظاہر ہے نیوتہ کے قرض میں ان آفات و مصائب کا امکان ہی نہیں؛

اس کا جواب یہ ہے کہ جن باتوں کو نیوتے کی خوبیاں سمجھا گیا ہے وہی تو اس کی سخت برائیاں ہیں سودی قرضہ لینا ہر چند کہ ایک لعنت کا کام ہے اور بہت سی دینی و دنیاوی آفات و مصائب کا باعث ہے مگر نیوتہ کے ذریعہ سے حاصل کیا ہوا قرض اس سے بھی زیادہ برا اور زیادہ برے نتائج پر مشتمل ہے۔ سودی قرضہ انسان نہایت مجبوری میں اور اپنی ضرورت کا تخمینہ لگا کر نہایت احتیاط سے کم سے کم مقدار میں لیتا ہے اور حتی المقدور اس کے خرچ کرنے میں کفایت مدنظر رکھتا ہے لیکن نیوتہ کی بے مشقت ہاتھ آئی ہوئی رقم اس کو خرچ کرنے میں دلیر بنا دیتی اور جس رقم میں نہ سود کا خطرہ ہے نہ مطالبہ کا کھٹکا۔ اسکو بے تحاشا خورد برد کرنے کرانے پر وہ آمادہ ہو جاتا ہے نکاح کا جو کارج صرف چار آنے کے چھوہاروں کے ساتھ سر انجام پا سکتا تھا اُسی میں نیوتہ کی توقع پر وہ ان ہونے اخراجات کا بار اٹھا لیتا ہے زردہ اور پلاؤ کی دیگیں چڑھا دیتا ہے اور اپنے آپکو حاتم ثانی ثابت کرنے کی کوشش میں ان المبذرین کانوا اخوان

Marfat.com

الشَّیاطِین کا مصداق بنالیتا ہے ؛

شیطان نے لاکھوں برس خدا کی عبادت کی جس کی بدولت وہ ولایت کے اعلیٰ درجہ پر فائز ہوا اسکو اللہ تعالےٰ نے بے پایان علم عطا کیا جس کی وجہ سے وہ تمام ملائکہ کا استاد بن گیا یہ بے مثال فضیلت عبادت یہ بڑے سے بڑا درجہ ولایت اور یہ بے پایان علم وحکمت وہ اعلےٰ نعمتیں تھیں جو اس وقت تک اللہ کی مخلوق میں سے اور کسی کو نہیں ملی تھیں مگر اس بدنصیب نے ایک ذرا سی بات یعنی صرف آدم علیہ السلام کے مجسمہ کو سجدہ کرنے سے انکار کر کے ان تمام عظیم الشان نعمتوں کو ضائع کر دیا قیامت تک کیلئے خدا کی لعنت کا طوق اپنے گلے میں ڈال لیا اور ایک معمولی بات کو اپنے لئے ایک واہیہ کبیرہ بنا لیا۔ اللہ تعالےٰ کے دئیے ہوئے حلال اور پاک مال و دولت کو صرف دنیا کی واہ واہ کیلئے اڑانا بھی ایک اعلیٰ نعمت کو ادنیٰ مقصد میں برباد کرنا ہے پس فخر و نمود کیلئے فضول خرچیاں کرنے والوں کا یہ فعل شیطان کے فعل سے ملتا جلتا ہے اس لئے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْا اِخْوَانَ الشَّیَاطِیْنِ فضول خرچی کرنیوالے لوگ شیطانوں کے بھائی ہیں غرض نیوتہ وہ بلائے مومن ہے کہ انسان کو شیطان کا بھائی بنا کر چھوڑتی ہے ؛

یہ خیال بھی بیہودہ ہے کہ نیوتہ کے ذریعہ حاصل کی ہوئی رقم سے جو آسانی اور سہولیت اخراجات شادی میں حاصل ہوتی ہے اس سے آدمی فائدے میں رہتا ہے ہرگز نہیں بلکہ اس سے وہ بڑے نقصان میں رہتا ہے اور اسکو فائدہ سمجھنا محض دھوکا ہے۔ اول تو یہی آسانی و سہولیت اسکو فضول خرچی پر آمادہ کرتی ہے اگر وہ روپیہ وقت سے حاصل ہوتا اور اس کے پیچھے تلخ مطالبے اور ناگوار تقاضے لاحق نہ ہوتے تو وہ احتیاط سے تامل سے اور سمجھ سوچ کر خرچ کرتا۔ دوسرے ایک دن یعنے ایام شادی کی آسانی و سہولیت کیلئے ساری عمر کی مشکل اور مصیبت مول لینی پڑ جاتی ہے نیوتہ کا ہزار پانسو دیا اس سے زیادہ روپیہ دیکھتے دیکھتے دو دن میں ناچ مجروں راگ باجوں دعوتوں ضیافتوں اور مہمانوں کی خاطر تواضع میں اڑ گیا اور ایسا اڑا کہ اس کا نام و نشان نظر نہیں آتا نہ کوئی جائیداد خریدی نہ مکان تعمیر کرایا نہ کوئی قرضہ ادا کیا لیکن یہ دردسری ساری عمر کیلئے شروع ہو گئی کہ آج [illegible] کی شادی ہے اس میں [illegible] روپیہ نیوتہ دینا ہوگا۔ کل کرم [illegible] کا بیاہ ہے وہاں [illegible] روپے نیوتہ چاہیئے۔ پرسوں فتو کے ختنے ہیں اس موقعہ پر بھی [illegible] نیوتہ دینا ضروری ہے ؛

Marfat.com

یہ خیال بھی نری حماقت ہے کہ نیوتہ کی فراہم شدہ رقم کثیر آہستہ آہستہ بآرام وغیر محسوس طریقے سے ادا ہو جاتی ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ فراہم شدہ رقم تو بآسانی اور غیر محسوس طریقے سے دو دن میں برباد ہو جاتی ہے لیکن پھر اس کی قسطیں یکے بعد دیگرے دینے کے مواقع سر پر آتے رہتے ہیں اس پر تکلیف ادائیگی کا دردناک احساس ان غریب لوگوں سے پوچھو جو کبھی کسی ضرورت کو روک کر کبھی کوئی زیور گرو رکھ کر اور کبھی بنئے سے ایک آنہ فی روپیہ سود پر رقم نکلوا کر غرض کبھی کسی حیلے سے اور کبھی کسی تدبیر سے مرمٹ کر نیوتہ ادا کرتے ہیں اور زندگی بھر ان کی اسی تکلیف آمیز و دقت خیز ادائیگی کا سلسلہ ختم ہونے میں نہیں آتا پھر انصاف سے کہو کہ کیا نیوتہ کی واپس ادائیگی غیر محسوس اور بلا تکلیف طریقے سے ہو جاتی ہے یا اس کا ایک مصیبت خیز سلسلہ شروع ہو جاتا ہے جو اس غریب کے قبر میں جا پہونچنے پر بھی ختم نہیں ہوتا۔

کیا اندھیر کی بات ہے کہ ایک بلا ضرورت جمع ہونے والی رقم غیر ضروری مصارف میں اڑا دیتے ہیں۔ پھر اس کی ادائیگی میں ہزاروں دینی و دنیوی ضرورتوں کو ملتوی رکھنے کی مجبوری مول لے لیتے ہیں ایک دو دن کی خود پیدا کردہ فضول ضرورتوں کی بآسانی رفع ہونے پر خوش ہوتے ہیں اور ان مشکلات کے لا متناہی سلسلے کا خیال نہیں کرتے جو وقتاً فوقتاً اس نیوتہ کی ادائیگی کیلئے پیش آئیں گی۔

نیوتہ بھی ایک ہندوانی رسم ہے اور جس طرح اور سینکڑوں ہندوانی رسوم وطنی ہمسائیگی کی وجہ سے مسلمانوں میں رائج ہو گئی ہیں نیوتہ کی رسم بھی مسلمانوں میں پختگی کے ساتھ جڑ پکڑ چکی ہے اس رسم کے ہندوانی ہونے کی بڑی دلیل یہ ہے کہ اس کیلئے دو نام ہیں نیوتہ اور تنبول اور یہ دونوں ہندی لفظ ہیں۔ عربی یا فارسی کی ان میں بو بھی نہیں جس سے توہم ہو سکتا کہ شائد اسکو عرب و ایران وغیرہ اسلامی ممالک کیساتھ کوئی تعلق ہے نیوتہ کیلئے کوئی مستقل عربی لفظ موضوع نہیں جس سے خیال ہو سکتا ہے کہ اسلامی ممالک میں بھی کسی نہ کسی صورت میں اس کا رواج ہوگا جس کا عربی زبان میں فلاں نام ہوگا غرض عربی کتابیں اس کے ذکر سے خالی ہیں اور عربی لغات اس کے بیان سے ساکت ہیں اور اس سے عیاں ہے کہ یہ خالص ہندی رسم ہے مسلمانوں نے خواہ مخواہ اس کو جزو قومیت بنا رکھا ہے۔ اسی طرح مسلمانوں نے اپنے خالص اور پاک دین کو صدہا ہندوانی رسوم سے ملوث و مکدر کر لیا ہے

وہ دین حجازی کا بیباک بیڑا ۔۔۔ نشاں جس کا اقصائے عالم میں پہنچا

Marfat.com

مزاحم ہوا کوئی خطرہ نہ جس کا　　نہ عماں میں ٹھٹکا نہ قلزم میں جھجکا

کئے پے سپر جس نے ساتوں سمندر

وہ ڈوبا دہانے میں گنگا کے آکر

ہر چند کہ نیوتہ کی رسم وہ بدترین رسم ہے جس کا مبتلا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ سے محروم رہنے کا مستوجب ہے آخرت کا قیدی ہے اس کے اعمال معلق ہیں اس کا جہاد اور شہادت بیکار ہے مگر امید نہیں کہ لوگ اس رسم کو ترک کریں اور عمومیت کے ساتھ اس بری رسم کا انسداد ہو سکے ؎

پانی میں ہے آگ کا لگانا دشوار　　بہتے دریا کو پھیر لانا دشوار

دشوار سہی مگر نہ اتنا جتنا　　بگڑی ہوئی قوم کا بنانا دشوار

تاہم اس گئے گذرے ہوئے زمانے میں بفضلہٖ ہر محلے اور ہر قوم میں بعض ایسے صالح و خدا ترس بندے موجود ہیں جو ہر نیک تحریک پر لبیک کہنے کیلئے تیار رہتے ہیں کسی نیک کام کا رواج یا کسی برے رواج کا انسداد عموم و کلیت کے ساتھ ساری جماعت میں ہو یا نہ ہو مگر وہ بندگان صالح خود انفرادی طور پر نیک کام کرنے اور برے کام سے باز رہنے کے لئے تیار ہیں مجھے امید ہے ایسے دو چار نیک اشخاص اپنی اپنی شادیوں میں نیوتہ لینے دینے سے باز رہنے کی نظیر قائم کریں گے۔ پھر ان دیکھا دیکھی دوسرے نیکدل اشخاص کیلئے بھی جو سر دست اس صدیوں کی مروجہ رسم کو ترک کرنے کی جرأت نہیں رکھتے اس کا چھوڑ دینا آسان ہو جائیگا اور جو لوگ اس قسم کی فضول مراسم پر اڑے ہوئے ہیں ان کے منصوبے بھی ڈھیلے پڑ جائیں گے اور چار و ناچار ان کو بھی ایکدن اس رسم سے دست بردار ہو جانا پڑے گا اور اس طرح چند صالح و نیک آدمی ایک بستی کی بستی یا جماعت کی جماعت کی اصلاح کا ثواب حاصل کر لیں گے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَنْ اَحْیٰی سُنَّۃً مِّنْ سُنَّتِیْ قَدْ اُمِیْتَتْ بَعْدِیْ فَاِنَّ لَہٗ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلَ اُجُوْرِ مَنْ عَمِلَ بِھَا مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِھِمْ شَیْئًا یعنے جو شخص میری فراموش شدہ سنتوں میں سے کسی سنت کو از سر نو قائم کر دے اس کیلئے ان تمام لوگوں کے اجروں کے برابر اجر ہے جو اس پر عمل کریں گے بغیر اس کے کہ ان کے اجروں میں کمی ہو (مشکوٰۃ) اب دیکھنا یہ ہے کہ کون کون سے خوش نصیب مردان خدا سب سے پہلے اس بدعت کے ترک کرنے کا بیڑا اٹھاتے ہیں

اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ و الباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ آمین

ماہ جمادی الثانی کے پہلے جمعہ کا وعظ

جمعہ کے فضائل اور مسائل

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ وَذَرُوا الْبَیْعَ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَۃً اَوْ لَھْوَا انْفَضُّوْٓا اِلَیْھَا وَتَرَکُوْکَ قَآئِمًا قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰہِ خَیْرٌ مِّنَ اللَّھْوِ وَمِنَ التِّجَارَۃِ وَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ ۝ (ترجمہ) مسلمانو! جب جمعہ کے دن نماز (جمعہ) کے لئے اذان دی جائے تو یاد الٰہی (یعنے نماز) کیطرف لپکو اور اس قسم خرید و فروخت چھوڑ دو۔ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے بشرطیکہ تم کو سمجھ ہو پھر جب نماز ہو چکے تو تمکو اختیار ہے کہ اپنی اپنی راہ لو اور خدا کے فضل (یعنے معاش) کی جستجو میں لگ جاؤ اور (جہاں رہو) کثرت سے خدا کی یاد کرتے رہو تاکہ تم فلاح پاؤ۔ اور (اے پیغمبر!) جب یہ لوگ سودا (بکتا) یا تماشہ (ہوتا) دیکھیں (تمہارے پاس سے) چھٹک کر اس کیطرف کو چل دوڑیں اور تمہیں خطبہ پڑھتے کھڑا چھوڑ جائیں (اے پیغمبر ان لوگوں سے) کہو کہ جو (ثواب عبادت) اللہ کے ہاں ہے (وہ) تماشے اور سودے سے بہتر ہے اور اللہ (سب) روزی دینے والوں سے بہتر روزی دینے والا ہے) (جمعہ ع ۲)

ان آیات میں اللہ تعالےٰ نے نماز جمعہ میں شامل ہونے کی تاکید کی ہے اور روز جمعہ کی فضیلت کیطرف اشارہ فرمایا ہے۔ جو نہایت بابرکت اور پرفضائل دن ہے۔ تمام دنوں میں سے اس کو سید الایام کا خطاب ملا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:-

یَوْمُ الْجُمُعَۃِ سَیِّدُ الْاَیَّامِ وَاَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰہِ مِنْ یَوْمِ الْفِطْرِ (غنیۃ الطالبین)	جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار ہے اور اللہ کے نزدیک یوم الفطر سے بڑھکر ہے۔

Marfat.com

اس متبرک و معظم دن کو نہ صرف ہفتہ کے عام دنوں اور عید الفطر پر ہی فضیلت ہے بلکہ عید الاضحیٰ کے دن پر بھی برتری حاصل ہے چنانچہ حدیث میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے:-

ان یوم الجمعة سید الایام و اعظمها عند الله وهو اعظم عند الله من یوم الاضحیٰ و یوم الفطر الخ (ابن ماجہ)

بے شک جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار ہے۔ اور اللہ کے نزدیک ان سب سے زیادہ بزرگ ہے اور وہ اللہ کے نزدیک عید وبقرعید سے بھی زیادہ بزرگ ہے؛

جمعہ کا نام جمعہ کب سے ہے اور کیوں ہے۔ یہ بات بھی قابل غور ہے:-

عَنْ سَلْمَانَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَدْرِيْ لِمَ سُمِّيَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ قُلْتُ لَا قَالَ لِاَنَّ فِيْهِ جُمِعَ اَبُوْكُمْ اٰدَمُ ثُمَّ قَالَ لَا يَتَطَهَّرُ رَجُلٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَيَتَوَضَّأُ وَيُحْسِنُ وُضُوْءَهٗ ثُمَّ يَاْتِي الْجُمُعَةَ اِلَّا كُفِّرَ لَهٗ مَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰى مَا اجْتَنَبَ الْكَبَائِرَ (غنیة الطالبین)

سلمان رضہ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں۔ کہ فرمایا رسول اللہ علیہ وسلم نے کہ کیا تو جانتا ہے کہ جمعہ کا نام جمعہ کیوں پڑ گیا۔ میں نے عرض کیا کہ نہیں فرمایا اس لئے کہ اس میں تمہارے باپ آدم علیہ السلام جمع کئے گئے۔ پھر فرمایا جو مسلمان جمعہ کے روز غسل کرتا ہے پھر وضو کرتا ہے اور بخوبی اپنا وضو کرتا ہے پھر جمعہ میں آتا ہے تو ضرور اس جمعہ سے اگلے جمعہ تک کے اسکے گناہ معاف کئے جاتے ہیں جب تک کبیرہ گناہوں سے بچتا رہے؛

اس حدیث میں جو جمعہ کی وجہ تسمیہ جُمِعَ اَبُوْكُمْ اٰدَمُ آئی ہے تو بعض کے نزدیک اس سے آدم علیہ السلام کے روح وجسم کا اجتماع مراد ہے اور بعض کے نزدیک آدمؑ و حواؑ کا اجتماع مقصود ہے کہ ان کو آدم علیہ السلام کی پسلی سے پیدا کر کے آپ کی قرین بنایا گیا بعض کے نزدیک اس سے ان دونوں کا فراق کے بعد پھر باہم ملنا مراد ہے (غنیة الطالبین)

جمعہ کے نام کی وجہ بعض روایات سے اور بھی ثابت ہوتی ہے۔ بعض کے نزدیک اس کا نام جمعہ اس لئے رکھا گیا ہے کہ اس روز اللہ تعالےٰ تمام مخلوق کی آفرینش سے فارغ ہوا۔ اور تمام مخلوق جمع ہو گئی؛ (تفسیر خازن)

Marfat.com

بعض کہتے ہیں کہ اسکی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ آج کے روز آس پاس کے دیہات کے لوگ نماز جمعہ کیلئے جمع ہوتے ہیں (خازن غنیہ)

بعض کہتے ہیں یہ نام سب سے پہلے لوی ابن کعب نے (جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد کرام سے تھے) رکھا۔ پہلے اس دن کا نام یوم عروبہ تھا ابو سلمہ کہتے ہیں کہ حمد کے بعد اما بعد کے کلمہ کا استعمال بھی پہلے لوی ابن کعب نے کیا ہے اور یوم عروبہ کا نام جمعہ اسی نے رکھا (خازن)

ابن سیرین کی ایک روایت سے (جو ابھی ہم بیان کریں گے) ثابت ہوتا ہے کہ اس دن کا نام یوم عروبہ کی بجائے جمعہ سب سے پہلے اہل مدینہ نے رکھا تھا (خازن)

بعض کے نزدیک اس کا نام یوم جمعہ اس لئے قرار پایا کہ اس روز قیامت آئیگی یعنے مخلوق میدان حشر میں جمع ہوگی چنانچہ اللہ تعالٰے فرماتا ہے یَوْمَ یَجْمَعُکُمْ لِیَوْمِ الْجَمْعِ یعنے جب تم کو یوم الجمع کے دن اکٹھا کرے گا (غنیہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلا جمعہ ہجرت کے بعد قبا سے روانہ ہونے کے بعد مدینہ کے ایک محلہ بنی سالم میں پڑھا۔ اور یہ اسلام کا پہلا جمعہ نہیں بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا جمعہ تھا۔ اسلام کا جمعہ اس سے پہلے مدینے میں قایم ہو چکا تھا اور خود حضور صلعم کا اس وقت مکہ میں تشریف فرما تھے جہاں جمعہ کی بجا آوری مشکل تھی کیونکہ اس کیلئے اعلان اذان عام اور خطبہ و تذکیر کی ضرورت ہے اور یہ باتیں مشرکین مکہ کے پڑوس میں کیونکر سرانجام پا سکتی تھیں مدینے میں جمعہ کی اقامت جن روایات سے پائی جاتی ہے ان میں سے ایک روایت یہ ہے کہ :-

عَنِ ابْنِ سِیْرِیْنَ اَنَّہٗ قَالَ جَمَعَ اَھْلُ الْمَدِیْنَۃِ قَبْلَ اَنْ یَقْدَمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَبْلَ اَنْ یَنْزِلَ سُوْرَۃُ الْجُمُعَۃِ فَقَالَتِ الْاَنْصَارُ اِنَّ لِلْیَھُوْدِ یَوْمًا یَجْتَمِعُوْنَ فِیْہِ بِکُلِّ سَبْعَۃٍ وَلِلنَّصَارٰی کَذٰلِکَ فَلْنَجْعَلْ یَوْمًا نَذْکُرُ اللّٰہَ تَعَالٰی	ابن سیرین سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ اہل مدینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینے تشریف لانے سے پہلے اور سورہ جمعہ کے نازل ہونے سے پہلے جمع ہوئے تو انصار نے کہا یہودیوں کا ایکدن مقرر ہے جس میں وہ ہر ہفتہ میں جمع ہوتے ہیں اور اسی طرح نصاریٰ کا دن مقرر ہے تو ہمکو اپنے لئے ایکدن مقرر کرنا چاہیئے جس میں اللہ تعالیٰ

Marfat.com

نشکرہ ونصلی فیہ فجعلوہ یوم عروبۃ واجتمعوا الی اسعد بن زرارۃ فصلی بہم یومئذ رکعتین وذکر یوم الجمعۃ وانزل اللہ بعد ذالک اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ (رواہ عبد الرزاق فی مصنفہ)

کا ذکر اور اس کا شکر کیا کریں اور نماز پڑھا کریں تو ان لوگوں نے یہ دن یوم عروبہ کو مقرر کر لیا اور اسعد بن زرارہ کے پاس جمع ہوئے۔ تو انہوں نے ان کیساتھ دو رکعت نماز پڑھی اور یوم جمعہ نام رکھا اور اسکے بعد اللہ تعالٰے نے یہ آیت نازل فرمائی اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ

جمعہ باقی دوسرے ایام کا سردار اور ان سے برتر کیوں ہے؟ اس لئے کہ اسکو ایسی ایسی برکتیں اور فضیلتیں حاصل ہیں کہ دوسرے ایام کو حاصل نہیں ہیں باطنی اور سری فضیلتوں کا ذکر تو آگے آئیگا ایک ظاہری فضیلت یہی کافی ہے کہ اس دن کی نماز سے مسلمانان شہر کی شیرازہ بندی ہوتی ہے اور اسلام کی تمام طاعات وعبادات کو نظر غائر سے دیکھو تو معلوم ہوگا کہ ان سب میں تعلق باللہ کو استوار و خوشگوار بنانے کے علاوہ افراد امت کے باہمی تعلقات کی اصلاح و توثیق بھی مضمر ہے روزہ سے ایک مقصد یہ ہے کہ اغنیائے امت بھوک محسوس کرکے غربائے امت کی تکلیف کا اندازہ لگائیں تاکہ ان کے دلوں میں غربائے امت کیلئے رحم پیدا ہو زکوٰۃ کا ایک مدعا یہ ہے کہ اغنیائے امت اپنے مال کا کچھ حصہ غربائے امت کیلئے خرچ کریں۔ پنجوقتی نماز پڑھنے میں یہ فائدہ ہے کہ اہل محلہ کے لوگوں کا دیدار ہو کر ان کے ساتھ انس و محبت بڑھتی ہے جمعہ کی نماز میں شہر بھر کے دینی بھائیوں کو آٹھویں روز ایک دوسرے کی زیارت کرکے باہمی ارتباط کو تازہ کرنے کا موقعہ ملتا ہے عید کی نماز میں سال میں دو مرتبہ اہل شہر کے علاوہ دیہات کے مسلمان بھائیوں سے بھی تعارف ہوتا ہے پھر موقف حج میں عمر بھر میں کم از کم ایک مرتبہ دیگر ممالک کے برادران دینی کی زیارت بھی نصیب ہو سکتی ہے اور احباب دینی و برادران اسلامی کی زیارت کچھ کم دولت نہیں ہے ؎

مشو ز وقت ملاقات دوستان غافل
کہ ہر دعا کہ کنی مستجاب مے گردد

یہ کس قدر عجیب بات ہے اور اس پر جسقدر فخر کیا جائے کم ہے کہ جمعہ جو خیر الایام ہے اس کا اختصاص اللہ تعالٰے نے اپنے کرم سے خیر الامم کے ساتھ فرمایا ہے ؏

Marfat.com

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَضَلَّ اللّٰهُ عَنِ الْجُمُعَةِ مَنْ کَانَ قَبْلَنَا وَکَانَ لِلْیَهُوْدِ یَوْمُ السَّبْتِ وَکَانَ لِلنَّصَارٰی یَوْمُ الْاَحَدِ فَجَاءَ اللّٰهُ بِنَا فَهَدَانَا لِیَوْمِ الْجُمُعَةِ وَکَذٰلِکَ هُمْ تَبَعٌ لَّنَا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَنَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ مِنْ اَهْلِ الدُّنْیَا وَ الْاَوَّلُوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ الْمَقْضِیُّ لَهُمْ قَبْلَ الْخَلَائِقِ (مسلم)

ابو ہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہا فرمایا رسو[illegible] اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالےٰ نے [illegible] ہم سے پہلی قوموں کو جمعہ سے بے خبر کیا [illegible] یہود کیلئے شنبہ کا دن تہا اور نصاریٰ کیلئے [illegible] اتوار کا دن۔ پھر اللہ تعالےٰ نے ہمکو پیدا کیا [illegible] ہم کو جمعہ کے دن سے آگاہ کر دیا اور اسی طر[illegible] وہ لوگ قیامت کو ہمارے پیچھے ہونگے [illegible] ہم اہل دنیا میں سب سے پیچھے ہیں اور قیامت [illegible] والے سب سے اول ہونگے جن کے حق میں تما[illegible] مخلوقات سے پہلے فیصلہ ہو چکے گا۔

بخاری کی ایک روایت میں اہل کتاب کے بارے میں آیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و[illegible]

ثُمَّ هٰذَا یَوْمُهُمُ الَّذِیْ فُرِضَ عَلَیْهِمْ فَاخْتَلَفُوْا فِیْهِ فَهَدَانَا اللّٰهُ لَهٗ فَالنَّاسُ لَنَا فِیْهِ تَبَعٌ اَلْیَهُوْدُ غَدًا وَالنَّصَارٰی بَعْدَ غَدٍ۔

پھر ان (اہل کتاب) کیلئے یہی یہی دن (جمعہ) [illegible] ہے جو ان پر فرض کیا گیا تہا تو انہوں نے [illegible] اس کے متعلق اختلاف کیا تو اللہ تعالےٰ نے ہمکو اس کی ہدایت فرمائی پس لوگ اس میں ہمارے متبع ہیں۔ چنانچہ یہود کل کو اور نصاریٰ پرسوں کو۔

اس کی تشریح میں لکھا ہے کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام نے یہود کو جمعہ کے دن عبادت کرنے [illegible] لئے حکم دیا یہود نے کہا نہیں شنبہ کا دن بہتر ہے حضرت موسےٰ علیہ السلام بحکم الٰہی خاموش ہے اور نصاریٰ [illegible] نے یہود کی ضد سے اس سے اگلا دن (یکشنبہ کا دن) مقرر کر لیا۔ اب اللہ تعالےٰ نے اپنے کرم سے [illegible] مسلمانوں کو اس مقدس و متبرک دن کی رہنمائی کی جس سے ایک گروہ اپنی ضد سے اور دوسرا اپنے [illegible] تعصب سے محروم رہ گیا۔ اور وہ دن جمعہ مبارک ہے۔ جمعہ مبارک کی برکات و فضائل بیکراں ہیں [illegible] مشتے نمونہ از خروارے۔ اس کی چند فضیلتیں احادیث سے بیان کی جاتی ہیں:

رحمت و مغفرت

(۱) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ [illegible]

...جمعۃ لیلۃ وینظر اللہ عزّ و
جلّ الی خلقہ ثلاث مرّات
یغفر اللہ لمن لا یشرک
بہ شیئاً (مسند ابی حنیفہ)

رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ جمعہ کی رات کو ضرور اللہ تعالےٰ اپنی مخلوق کیطرف تین مرتبہ نظر فرماتا ہے۔ اللہ ہر ایسے شخص کو جو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائے بخشدیتا ہے:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم من اغتسل یوم الجمعۃ
وتطہر بما استطاع من طہر
وادّہن او مسّ من طیب
ثم راح فلم یفرق بین اثنین
فصلّی ما کتب لہ ثم اذا خرج
الامام انصت غفر لہ ما بینہ
وبین الجمعۃ الاخرٰی (بخاری)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص جمعہ کے روز غسل کرے اور جہانتک اس سے ہو سکے پوری طرح پاک ہو پھر تیل استعمال کرے یا خوشبو ملے۔ پھر (جمعہ کیلئے) جائے تو دو شخصوں کو ایک دوسرے سے الگ کرتا ہوا نہ چلے پھر جتنی کچھ نماز اس کیلئے لکھی گئی ہے پڑھے پھر جب امام (خطبہ کیلئے) نکلے تو خاموش ہو جائے تو اسکے اگلے جمعہ تک کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ثلٰثۃ یعصمہم اللہ من عذاب
القبر الشہید والمؤذّن و
المتوفی یوم الجمعۃ ولیلۃ الجمعۃ
(لباب الاخبار)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین آدمی ایسے ہیں کہ اللہ ان کو قبر کے عذاب سے بچائے گا۔ یعنے شہید۔ اور مؤذن اور جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات کو وفات پانے والا:

...روی عن النبی صلی اللہ علیہ
وسلم من مات یوم الجمعۃ فلہ
اجر مائۃ شہید (لباب الاخبار)

نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ جو شخص جمعہ پائے۔ اس کو ایک سو شہید کے برابر اجر ملتا ہے:

استجابت دعا:- احادیث سے پتہ لگتا ہے کہ جمعہ کے دن میں ایک ایسی ساعت ہے کہ اس میں جو بھی دعا کی جائے وہ قبول ہو جاتی ہے۔

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ابو ہریرہ رض سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ

Marfat.com

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْیَوْمُ الْمَوْعُوْدُ یَوْمُ الْقِیٰمَۃِ وَالْیَوْمُ الْمَشْہُوْدُ یَوْمُ عَرَفَۃَ وَالشَّاہِدُ یَوْمُ الْجُمُعَۃِ وَمَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَلَا غَرَبَتْ عَلٰی یَوْمٍ اَفْضَلَ مِنْہُ وَفِیْہِ سَاعَۃٌ لَا یُوَافِقُہَا عَبْدٌ مُؤْمِنٌ یَدْعُو اللّٰہَ بِخَیْرٍ اِلَّا اسْتَجَابَ اللّٰہُ لَہٗ وَلَا یَسْتَعِیْذُ مِنْ شَیْءٍ اِلَّا اَعَاذَہٗ مِنْہُ (احمد۔ ترمذی)

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وعدہ کا دن ر
قیامت ہے اور حاضری کا دن الوز عرفہ ہے ا
شاہد یوم جمعہ ہے اور سورج نے کسی ایس
دن پر طلوع و غروب نہیں کیا جو اس س
افضل ہو اور اس میں ایک ایسی گھڑی ہے
جس کے اندر مومن بندہ اللہ سے نیک دعا ک
ہے تو اللہ ضرور قبول کرتا ہے اور جو کسی چ
سے پناہ مانگتا ہے تو اللہ ضرور اس ک
اس سے پناہ دیتا ہے۔

جمعہ کے روز قبول دعا کی ساعت کونسی ہے اسکے متعلق علماء کا اختلاف ہے بعض کہتے ہیں ک
وہ ساعت متعین ہے مگر اس مصلحت سے اس کی اطلاع نہیں دی گئی کہ لوگ جمعہ کے روز بلا تعیین
بکثرت دعا و ذکر کرتے رہیں پھر اسکے تعیین میں اقوال مختلف ہیں اکابرین نے احادیث و روایات کے تتبع سے
مختلف اوقات کے ساعت اجابت ہونے کا احتمال ظاہر کیا ہے کوئی کہتا ہے دوسری اذان و خ
کے مابین کا وقت ہے کوئی کہتا ہے دونوں خطبوں کے درمیان کا وقت ہے اسی طرح تقریباً
اقوال میں شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح سفر السعادت میں دو قولوں کو ترجیح
ہے۔ ایک یہ کہ وہ ساعت خطبہ پڑھنے سے لیکر نماز کے ختم ہونے تک ہے دوسرا یہ کہ وہ سا
آخر روز جمعہ میں ہے۔

عَنْ اَبِیْ بُرْدَۃَ بْنِ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ سَمِعْتُ اَبِیْ یَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ فِیْ شَاْنِ سَاعَۃِ الْجُمُعَۃِ ہِیَ مَا بَیْنَ اَنْ یَّجْلِسَ الْاِمَامُ اِلٰی اَنْ تُقْضَی الصَّلٰوۃُ (مسلم)

ابی بردہ ابن ابی موسیٰ سے روای
ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو جمعہ کی ساعت
بارے میں فرماتے سنا ہے۔ کہ یہ امام
بیٹھنے سے لیکر نماز کے پورا ہو جانے
کا درمیانی وقت ہے۔

Marfat.com

بعض بزرگان دین نے یہ بھی فرمایا ہے کہ وہ ساعت ہر جمعہ میں انتقال کرتی رہتی ہے کسی جمعہ میں کوئی ساعت ہوتی ہے اور کسی میں کوئی اس لیے اس کا ٹھیک نہیں ہو سکتا۔ سارا دن دعا و التجا اور توبہ و استغفار اور ذکر و تسبیح کرتے رہیں ؛

درود شریف:- جمعہ کے روز درود شریف پڑھنے کی بڑی فضیلت ہے درود تو یوں بھی ایک بہترین طاعت ہے مگر جمعہ کے روز خصوصیت سے اس کا زیادہ ثواب ہے

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَکْثِرُوْا مِنَ الصَّلٰوۃِ عَلَیَّ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ فَاِنَّہٗ یَوْمٌ تُضَاعَفُ فِیْہِ الْاَعْمَالُ الحدیث

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ جمعہ کے روز مجھ پر بکثرت درود بھیجو کیونکہ یہ وہ دن ہے جس میں اعمال کئی گنا ہو جاتے ہیں ؛

وَقَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَکْثِرُوْا مِنَ الصَّلٰوۃِ عَلَیَّ فِیْ یَوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاِنَّ صَلٰوۃَ اُمَّتِیْ تُعْرَضُ عَلَیَّ فِیْ کُلِّ یَوْمِ جُمُعَۃٍ فَمَنْ کَانَ اَکْثَرُہُمْ عَلَیَّ صَلٰوۃً کَانَ اَقْرَبُہُمْ مِنِّیْ مَنْزِلَۃً یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ؛

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جمعہ کے روز مجھ پر بکثرت درود بھیجو۔ کیونکہ میری امت کے درود ہر جمعہ کے روز میرے پیش کئے جاتے ہیں پس جس نے مجھ پر زیادہ درود بھیجا ہے۔ قیامت کے روز اسی کا درجہ زیادہ ہوگا ؛

جمعہ کے آداب میں سے غسل بڑی ضروری چیز ہے۔ جس کی احادیث میں بڑی تاکید ہے ؛

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ جَآءَ مِنْکُمُ الْجُمُعَۃَ فَلْیَغْتَسِلْ البخاری مسلم

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص تم میں سے جمعہ میں حاضر ہو اسے غسل کر لینا چاہیے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک نہایت سبق آموز حدیث مروی ہے ؛

قَالَ بَیْنَمَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ یَخْطُبُ النَّاسَ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ اِذْ دَخَلَ عُثْمَانُ فَعَرَّضَ بِہٖ عُمَرُ مَا بَالُ رِجَالٍ یَتَاَخَّرُوْنَ

وہ کہتے ہیں اس اثنا میں کہ حضرت عمر بن الخطاب جمعہ کے روز لوگوں کو خطبہ سنا رہے تھے کہ اچانک حضرت عثمان داخل ہوئے تو حضرت عمر نے انکو سنانے کیلئے فرمایا

Marfat.com

بَعْدَ النِّدَاءِ فَقَالَ عُثْمَانُ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ مَا زِدْتُّ حِيْنَ سَمِعْتُ النِّدَاءَ أَنْ تَوَضَّأْتُ ثُمَّ أَقْبَلْتُ فَقَالَ عُمَرُ وَالْوُضُوْءَ أَيْضًا أَلَمْ تَسْمَعُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ إِلَى الْجُمُعَةِ فَلْيَغْتَسِلْ (بخاری مسلم)

لوگوں کو کیا ہوا کہ اذاں کے بعد بھی پیچھے رہ جاتے ہیں تو حضرت عثمان رضؓ نے کہا اے امیر المومنین میں نے جب اذاں سنی تو اس سے زیادہ دیر نہیں کی کہ وضو کیا پھر ادھر چلا آیا تو حضرت عمر رضؓ نے فرمایا۔ اور وہ بھی صرف وضو (یک نشد دو شد) کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے نہیں سنا کہ جب تم میں سے کوئی جمعہ کیطرف آئے تو غسل کرے

اس حدیث سے یہ چھ سبق ملتے ہیں:

(۱) حاضری جمعہ میں اس قدر تاخیر کرنا کہ خطبہ شروع ہو جائے قابل اعتراض اور افسوسناک ہے ما بال رجال الخ (۲) جمعہ کے روز غسل نہ کرنا اور بلا غسل شریک جمعہ ہونا تعلیمات نبویہ کے خلاف ہے۔ والوضوء ایضاً (۳) امر بالمعروف میں صاف گوئی اور برملا گرفت کرنے سے جھجکنا نہیں چاہیئے خواہ کیسا ہی کوئی باوجاہت آدمی ہو حضرت عثمان کا درجہ و منزلت ظاہر ہے مگر حضرت عمرؓ نے ان کو برملا ٹوکا فعرّض به (۴) نیک نیتی کے ساتھ کوئی اعتراض یا تنبیہ کیجائے تو ناراض نہ ہونا چاہیئے بلکہ ممنون ہو کر نرمی سے جواب دینا یا عذر کرنا چاہیئے فقال عثمان یا امیر المومنین الخ (۵) جمعہ کی اذاں سن کر ہرگز توقف نہ ہونا چاہیئے اور دوسری اذاں سن کر ٹھیرنا تو کسی طرح روا نہیں ما زدت حین سمعت الخ (۶) حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سننے کے بعد اس پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے الم تسمعوا الخ جمعہ کے روز غسل کرنے میں یہ حکمت ہے کہ یہ اجتماع عام کا دن ہے۔ خطبہ جماعت اور وعظ کی مجلس میں جب اطراف شہر اور نیز بیرونجات و قریہ کے لوگ شامل ہوتے ہیں جن کو مسافت طے کرنے اور دھوپ میں چلنے سے پسینہ آیا ہوتا ہے تو اس سے مسجد کی ہوا میں تعفن پیدا ہو جاتا ہے جو حاضرین کیلئے موجب تکدر خاطر ہوتا ہے حالانکہ یہ مجمع ذکر اور حضور قلب کا موقع ہے۔ اس لئے جمعہ میں اجلا لباس پہننا اور خوشبو ملنا بھی مسنون ہے تاکہ میلے لباس کی بو نہ پھیلے اور خوشبو کی مہک سے طبائع کو ایک سکون و طمانیت حاصل ہو اور وہ

Marfat.com

توجہ بحضوری قلب کے لیئے مدد ہو :

عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ النَّاسُ يَنْتَابُونَ الْجُمُعَةَ مِنْ مَنَازِلِهِمْ وَالْعَوَالِي فَيَأْتُونَ فِي الْغُبَارِ يُصِيبُهُمُ الْغُبَارُ وَالْعَرَقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُمُ الْعَرَقُ فَأَتَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْسَانٌ مِنْهُمْ وَهُوَ عِنْدِي فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ أَنَّكُمْ تَطَهَّرْتُمْ لِيَوْمِكُمْ هٰذَا (بخاری)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے وہ کہتی ہیں۔ کہ لوگ جمعہ کی نماز کیلئے اپنے اپنے گھروں اور مدینے کے بیرونی محلوں سے پہونچتے تھے چنانچہ وہ گرد و غبار میں آتے ان کو غبار اور پسینہ لگا ہوتا۔ تو ان سے پسینہ بہتا ہوتا چنانچہ ان میں سے ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسوقت آپ میرے پاس تھے پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم اپنے اس دن کیلئے غسل کر لیا کرو تو کیا اچھی بات ہو

جمعہ کے روز غسل کرنا صرف صفائی بدن اور تہذیب کا مقتضی ہی نہیں بلکہ موجب اجر و ثواب بھی ہے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ كُفِّرَتْ عَنْهُ ذُنُوبُهُ وَخَطَايَاهُ (لباب الاخبار)

جو شخص جمعہ کے روز غسل کرتا ہے اس کے بڑے اور چھوٹے گناہ بخشے جاتے ہیں :

جمعہ کی نماز فرض عین ہے خاص مستثنٰے لوگوں یعنے مسافر، بیمار، عورت، نابینا۔ قیدی کے سوا کوئی شخص اس فرض سے سبکدوش نہیں ہو سکتا۔ احادیث میں اس کی بڑی تاکید اور اس کے تارک کیلئے سخت وعید آئی ہے :

(۱) قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجُمُعَةُ حَقٌّ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ (ابوداؤد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جمعہ ہر مسلمان پر حق واجب ہے :

(۲) وَقَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَكَ ثَلٰثَ جُمَعٍ تَهَاوُنًا بِهَا طَبَعَ اللهُ عَلَى قَلْبِهِ (ابوداؤد۔ ترمذی) :

اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص جمعہ کی تین نمازیں سستی کی وجہ سے چھوڑ دے اللہ اس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے !

Marfat.com

(۳) وَقَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِقَوْمٍ یَتَخَلَّفُوْنَ عَنِ الْجُمُعَۃِ لَقَدْ ھَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ رَجُلًا یُّصَلِّیْ بِالنَّاسِ ثُمَّ اُحَرِّقَ عَلٰی رِجَالٍ یَتَخَلَّفُوْنَ عَنِ الْجُمُعَۃِ بُیُوْتَھُمْ (مسلم)

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے بارے میں جو جمعہ سے پیچھے رہ جاتے ہیں۔ فرمایا میں نے ارادہ کیا کہ ایک شخص کو حکم دوں کہ لوگوں کو نماز پڑھائے پھر ان لوگوں کے گھر جب کہ وہ ان کے اندر بیٹھے ہوں جلا دوں جو جمعہ سے پیچھے رہ جاتے ہیں:

ہمارے زمانے میں کئی کئی مسجدوں میں جمعہ پڑھا جاتا ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور باقی قرون ثلثہ مبارکہ میں ایسا نہیں ہوا۔ بلکہ ایک شہر کے تمام نمازی ایک مسجد میں نماز جمعہ ادا کرتے تھے لیکن علمائے متاخرین نے یہ دیکھ کر کہ اب دینی شوق کم ہو رہا ہے دور دور کے محلوں سے چل کر جامع مسجد آنا لوگوں کو مشکل نظر آتا ہے ایسا نہ ہو لوگ اس مشکل سے گھبرا کر جمعہ ہی چھوڑ بیٹھیں حکم دے دیا ہے کہ اپنی اپنی مسجدوں میں جماعت کے ساتھ جمعہ پڑھ لیا کریں مگر شرط یہ ہے مسجدیں بالکل قریب نہ ہوں جیسے کہ پنجگانہ نمازوں کی جماعت بالکل پاس پاس دو مسجدوں میں ہوتی رہتی ہے جمعہ اس طرح نہ ہونا چاہیے۔ اچھا خاصہ فاصلہ ہو۔ اور چند مسجدوں میں سے کسی بڑی مسجد کو جمعہ کیلئے خاص کر لیا جائے۔ مع ہذا علمائے متاخرین اس طرح ایک شہر میں متعدد جمعے ہونا غیر اولیٰ قرار دیتے ہیں اولیٰ اور افضل یہی ہے کہ سارے شہر کے نمازی ایک جامع مسجد میں حاضر ہو کر جمعہ ادا کریں۔ خود امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ یہی ہے کہ متعدد جگہ جمع نہ ہوں:-

لِاَنَّ جَوَازَ التَّعَدُّدِ وَاِنْ کَانَ اَرْجَحَ وَاَقْوٰی دَلِیْلًا لٰکِنْ فِیْہِ شُبْھَۃٌ قَوِیَّۃٌ لِاَنَّ خِلَافَہٗ مَرْوِیٌّ عَنْ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ اَیْضًا رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی (فتاویٰ شامی)

کیونکہ کئی جگہ جمعہ پڑھا جانے کا جواز اگرچہ بلحاظ دلیل ارجح اور اقویٰ ہے۔ لیکن اس میں سخت شبہ ہے۔ کیونکہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے بھی اس کے خلاف مروی ہے:

غیر معذور کا جمعہ کے روز جمعہ سے پہلے اسی شہر میں نماز ظہر پڑھنا حرام ہے۔ ہاں جمعہ فوت

چاہئے تو پھر پڑھ سکتا ہے (در مختار) اگر گاؤں میں ہو اور لیسے اول وقت میں ظہر پڑھ لے جبکہ شہر میں ابھی جمعہ کی نماز کھڑی نہ ہونیکا یقین ہو تو اس میں مضائقہ نہیں ؛

جمعہ کی فرض نماز سے پہلے چار رکعت نماز نفل پڑھنے کا بڑا ثواب ہے ؛

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْكَعُ قَبْلَ الْجُمُعَةِ اَرْبَعًا لَا يَفْصِلُ فِيْ شَيْءٍ مِنْهُنَّ (ابن ماجہ)

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے جن میں سے کسی چیز میں فاصلہ نہ کرتے ؛

اگر وقت کافی ہو اور ان چار رکعتوں میں دس سو مرتبہ سورہ اخلاص یعنی ہر رکعت میں پچاس پچاس بار پڑھ لے تو اس کے متعلق حدیث میں آیا ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ؛

مَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ لَمْ يَمُتْ حَتّٰى يَرٰى مَقْعَدَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ اَوْ يُرٰى لَهٗ (غنیۃ الطالبین)

جو شخص ایسا کرتا ہے وہ ضرور مرنے سے پہلے جنت میں اپنا ٹھکانا دیکھ لیتا ہے یا اسکو دکھایا جاتا ہے ؛

لیکن اگر خطبہ شروع ہو جائے تو پھر کوئی سنت و نفل نماز نہ پڑھنی چاہیئے کہ مکروہ اور منع ہے ہاں اگر خطبہ سے پہلے نماز شروع کر چکا ہے تو اس کو ختم کرے مگر اس طرح کہ اگر ایک رکعت پڑھ چکا ہے تو دوسری رکعت پر سلام پھیرے اگر تیسری کیلئے کھڑا ہو گیا تو چار پوری کرے ؛

جب جمعہ کی نماز کیلئے مسجد میں آئیں تو اگلی صف میں شامل ہونا چاہیئے کہ زیادہ موجب ثواب ہے۔ اگلی صف پر ہو تو دوسری صف میں اسی طرح پھر تیسری صف میں لیکن خواہ مخواہ کسی پُر شدہ صف میں گھسنا اور آگے جانے کیلئے لوگوں کی گردنوں اور کندھوں پر سے پھاندنا۔ ان کو چیرتے پھاڑتے اور ٹھوکریں لگاتے آگے جانا منع ہے۔ ہاں اگر آگے جگہ خالی ہو اور پیچھے بیٹھ جانے والوں نے آگے کی صفوں کو پُر کرنے کی پرواہ نہیں کی تو کسی طرح آگے جانے میں مضائقہ نہیں۔ بے وجہ امام سے دور بیٹھنا منع ہے۔ ابو داؤد کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ؛

اُحْضُرُوا الذِّكْرَ وَادْنُوْا مِنَ الْاِمَامِ فَاِنَّ الرَّجُلَ لَا يَزَالُ يَتَبَاعَدُ حَتّٰى يُؤَخَّرَ فِي الْجَنَّةِ وَاِنْ دَخَلَهَا

ذکر میں حاضر ہو جایا کرو اور امام سے قریب بیٹھو کیونکہ جو آدمی ہمیشہ دور بیٹھتا ہے اس کا انجام یہ ہے کہ بہشت میں بھی سب سے پیچھے رہیگا اگرچہ اس میں داخل ہو۔

Marfat.com

خطبہ نہائیت توجہ سے چپ چاپ ہو کر سننا چاہیے خواہ سنائی دے یا نہ دے خاموشی لازم ہے اس وقت کچھ کھانا پینا بات چیت کرنا۔ سلام کرنا۔ سلام کا جواب دینا خط یا اخبار و رسائل پڑھنا کسی کو مسئلہ بتانا وغیرہ ہر امر مخل سماعت مکروہ تحریمی ہے؛

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَكَلَّمَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْاِمَامُ يَخْطُبُ فَهُوَ كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا وَالَّذِىْ يَقُوْلُ لَهٗ اَنْصِتْ لَيْسَ لَهٗ جُمُعَةٌ (مسند امام احمد)

ابن عباسؓ سے روائیت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جمعہ کے روز باتیں کرے جب کہ امام خطبہ پڑھ رہا ہو۔ وہ اُس گدھے کا سا ہے جس پر کتابیں لدی ہوں اور جو شخص اسے کہے کہ خاموش ہو اس کا ابھی جمعہ نہیں ہوتا؛

خطبہ میں کلام کرنے والا خطبہ میں خلل اندازی کرتا ہے اور اس کو زبان سے روکنے والا بھی کلام ہی کا ارتکاب کرتا ہے اس لئے یہ بھی اس کے برابر ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے

اِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اَنْصِتْ وَالْاِمَامُ يَخْطُبُ فَقَدْ لَغَوْتَ (بخاری)

جب تو اپنے ساتھی کو جمعہ کے روز خاموش رہنے کو کہے بحالیکہ امام خطبہ پڑھ رہا ہو تو تو نے لغو کام کیا

دونوں خطبوں کے درمیان ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا اور دوسرے خطبے کے دعائیہ کلمات پر آمین آمین پکارنا بدعت ہے۔ خطبہ میں مطلقاً خاموشی کا حکم ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک پر درود شریف چپکے چپکے سے بلا آواز پڑھنا چاہیے؛

بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ پہلے خطبے کا استماع ہی ضروری ہے دوسرا خطبہ اس پایہ کا نہیں اس لئے وہ جمعہ سے پہلی چار سنتیں اگر رہ گئی ہوں تو دوسرے خطبے میں شروع کر دیتے ہیں۔ یہ خود ساختہ مسئلہ ہے دونوں خطبوں کا حکم خاموشی اور سماع میں یکساں ہے؛

بڑے شہروں کی بڑی مساجد میں جمعہ کی نماز کے بعد ایک بڑی خرابی دیکھنے میں آتی ہے یعنی سلام کے بعد اگلی صفوں کے نمازی جب گھر جانے یا جگہ بدلنے کے لئے اپنی اپنی جگہ سے چھوٹتے ہیں تو ان کی بے پناہ موجیں ان نمازیوں کے آگے سے گزرتی چلی جاتی ہیں جو پیچھے آکر جمعہ میں شامل ہوئے ہیں اور ابھی اپنی باقی نماز پڑھ رہے ہیں؛

Marfat.com

صحیح بخاری و مسلم کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مسلمان کو چالیس برس کھڑے رہنا اس بات سے بہتر ہے کہ نمازی کے آگے سے گزر جائے۔

مطلب یہ کہ جو جلد باز آدمی ایک نمازی مشغول بہ نماز کے سامنے دو چار منٹ تک بیٹھنے یا کھڑا رہنے پر صبر نہیں کرسکتا اور بے پروائی کے ساتھ سامنے سے گذر جاتا ہے اگر اس کو اس گناہ کا عذاب معلوم ہو تو دو چار منٹ کھڑے رہنے کی بجائے چالیس سال کھڑا رہنا گوارا کرے۔

فرضوں کے بعد دو رکعت یا چار رکعت یا چھ رکعت نفل پڑھیں روایات میں تینوں صورتیں ثابت ہیں۔

احتیاط الظہر کا مسئلہ بھی اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے۔ حضرات حنفیہ کے نزدیک جمعہ کی چھ شرطیں ہیں۔ (۱) اسلامی بادشاہ کا اذن۔ (۲) شہر یا بڑا قصبہ (۳) ظہر کا وقت (۴) خطبہ (۵) جماعت (۶) اذن عام۔ چونکہ پہلی دو شرطیں ہر جگہ پائی نہیں جاسکتیں ہندوستان میں سلطان کا اذن نہ ہونا تو ظاہری ہے کہ یہاں آج کل اسلامی حکومت ہی نہیں ہے شہر قصبہ کے متعلق بھی شبہ رہتا ہے کہ جہاں ہم جمعہ پڑھ رہے ہیں کیا معلوم یہ شرعی معیار کے مطابق قابل جمعہ ہے یا نہیں۔ سب سے بڑی بات یہ کہ جہاں کئی جمعے ہوں ان کے متعلق بعض علماء کا فتوے ہے جو جمعہ پہلے ہو وہی درست ہوتا ہے پیچھے ہونیوالے یا ایک وقت میں برابر ہونے والے جمعے فاسد ہو جاتے ہیں مگر معلوم نہیں کن لوگوں کا جمعہ پہلے ہوا کن کا پیچھے لہذا سب کا جمعہ شبہ میں پڑ گیا۔

ان شبہات کی وجہ سے علمائے حنفیہ نے فتوے دیا ہے کہ جمعہ کے بعد ایک خاص نیت سے ظہر کے چار فرض بھی پڑھ لئے جائیں تاکہ اگر خدانخواستہ جمعہ درست نہ ہو تو پھر ظہر بھی ہاتھ سے جاتی نہ رہے تو ادا ہو جائے۔ وہ نیت یوں ہے

نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ اٰخِرَ ظُهْرٍ اَدْرَكْتُ وَقْتَهٗ وَلَمْ اُصَلِّ بَعْدُ	میں نیت کرتا ہوں اپنی سب سے آخری ظہر پڑھنے کی جس کا وقت مجھے ملا اور ابھی میں نے پڑھی نہیں

مگر یہ یاد رہے اور خوب یاد رہے کہ یہ ظہر مستقل نیت کے ساتھ ہر روز کی مقررہ ظہر کی طرح پڑھنے کی نہیں ہے بلکہ محض احتیاطی ہے جو ممکن ہے کہ فرض کی بجائے نفل ہی واقع ہو۔ مستقل نیت جمعہ ہی کی ہونی چاہیے۔ اگر اس ظہر کے پڑھنے سے جمعہ میں شک پڑنے لگا تو پھر اس ظہر کا نہ پڑھنا ہی اچھا ہے چنانچہ مولانا عبد الحی لکھنوی اپنے فتاوے میں فرماتے ہیں۔

Marfat.com

اگر بوقت ادائے ظہر احتیاطی در ادائے جمعہ و فرضیت آں شکے پیدا شود۔ دریں صورت ظہر ادا نہ سازد و سوائے ایں شک را رفع کنند	اگر ظہر احتیاطی ادا کرتے وقت جمعہ کے ادا کرنے میں و اسکی فرضیت میں شک پیدا ہو تو اس صورت میں ظہر ادا نہ کرے اور اس شک کو رفع کرے؛

چونکہ عوام بیچارے نیت کی اس باریکی کو نہ سمجھ سکتے ہیں نہ اس کی رعایت رکھ سکتے ہیں اور ایسی حالت میں ان کا احتیاط الظہر پڑھنا اکثر ظہر کے ساتھ جمعہ کو بھی خراب کر دیتا ہے۔ لہذا کسی علمائے دین نے فتوے دیا ہے کہ عوام کو اس پر متوجہ نہ کیا جائے یہ خاص لوگوں کا کام ہے؛

وَلِہٰذَا قَالَ الْمَقْدَسِیُّ نَحْنُ لَا نَأْمُرُ بِذٰلِكَ اَمْثَالَ هٰذِهِ الْعَوَامِّ بَلْ نَدُلُّ عَلَيْهَا الْخَوَاصَّ وَلَوْ بِالنِّسْبَةِ اِلَيْهِمْ (شامی)	اور اسی لئے مقدسی رحمنے کہا ہے۔ کہ ہم اسکا حکم ایسے عوام کو نہیں دیتے۔ بلکہ خاص خاص لوگوں کو اسس پر توجہ دلاتے ہیں اگرچہ ان عوام کی نسبت سے خواص ہیں

مولانا اشرف علی صاحب تھانوی سلمہ اپنے فتاوی میں احتیاط الظہر کو ثابت کرنے کے بعد فرماتے ہیں یہ تقریر ظہر احتیاطی کی فی نفسہ مشروعیت کی ہے اور اگر کسی کو عارض خارجی کی وجہ سے منع کیا جائے تو وہ اس کے منافی نہیں چنانچہ اس وقت اکثر علمائے محققین عوام کے غلو اعتقاد و عمل کو دیکھ کر اس سے منع فرماتے ہیں اور وجہ اس کی یہ ہے کہ مبنی اس کی مشروعیت کا محض احتیاط تھی جس سے معلوم ہوا کہ اصل مقصود احتیاط ہے۔ جب غلو ہوا تو اب پڑھنے سے اصل مقصود فوت ہو گیا کہ اس احتیاط سے زیادہ بے احتیاطی ہو گئی اس لئے اب نہ پڑھنے میں احتیاط سمجھی جائے گی والله اعلم (امداد الفتاوے تتمہ جلد اول ص۲۷)

جمعہ کی نماز کے لئے جانے میں دیر و درنگ کرنا نہیں چاہیئے۔ سلف صالحین کا دستور تھا وہ جامع مسجد سب سے پہلے جانے کی کوشش کرتے تھے گویا یہ نیکی میں سبقت لیجانے کا ایک مقام تھا جبھی کہ فجر کی نماز اور ذکر محلے کی مسجد میں پڑھ کر مشعل کی روشنی میں جامع مسجد پہونچ جاتے اور جمعہ تک مشغول عبادت رہتے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے متعلق روایت ہے کہ آپ علی الصبح جامع مسجد میں گئے تو وہاں دیکھا کہ تین آدمی پہلے سے پہونچ چکے ہیں۔ ابن مسعود نے اپنے نفس کی سستی پر افسوس کیا اور کہا اے نفس میں دیکھتا ہوں کہ آج تیرا درجہ چہارم ہو گیا اور

درجہ پر آنے والا نیکی میں سبقت لیجا نیوالا نہیں ہو سکتا (احیاء العلوم)

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ غُسْلَ الْجَنَابَةِ ثُمَّ رَاحَ فَكَاَنَّمَا قَرَّبَ بَدَنَةً وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّانِيَةِ فَكَاَنَّمَا قَرَّبَ بَقَرَةً وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّالِثَةِ فَكَاَنَّمَا قَرَّبَ اَقْرَنَ وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الرَّابِعَةِ فَكَاَنَّمَا قَرَّبَ دُجَاجَةً وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الْخَامِسَةِ فَكَاَنَّمَا قَرَّبَ بَيْضَةً فَاِذَا خَرَجَ الْاِمَامُ حَضَرَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يَسْتَمِعُوْنَ الذِّكْرَ (متفق علیہ)

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص جمعہ کے روز غسل کرے جیسے جنابت کا غسل کیا جاتا ہے پھر جمعہ کو جائے گویا اس نے اونٹ کی قربانی دی اور جو شخص دوسری ساعت میں جائے اس نے گویا گائے قربانی کی اور جو شخص تیسرے گھنٹہ میں جائے اس نے گویا مینڈھا قربانی کیا۔ اور جو شخص چوتھے گھنٹہ میں جائے اس نے گویا مرغی بطور قربانی ذبح کی اور جو شخص پانچویں ساعت میں جائے۔ اس نے گویا ایک انڈا بطور قربانی دیا۔ پس جب امام (خطبہ کیلئے) نکلتا ہے۔ تو فرشتے سننے کے لئے حاضر ہوتے ہیں ؛

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

ماہ جمادی الثانی کے دوسرے جمعہ کا وعظ

تصوف و طریقت اور نسبت و بیعت

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا ۝ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا ۝ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ۝ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا

Marfat.com

اور انسان کی اور اس ذات کی قسم جس نے اسکو (ایسا) درست بنایا۔ پھر اس کی بدکاری اور پرہیزگاری (دونوں باتیں) اسکو سجھادیں۔ کہ جس نے اپنی روح کو شرک سے اور اخلاق بد کی گندگی سے) پاک کیا وہ (ضرور) اپنی (مراد) کو پہنچا۔ اور جس نے اس کو خاک میں ملایا وہ گھاٹے میں رہا۔ (الشمس)

نفس کو پاک کرنے سے مراد

اس آیت میں نفس کو پاک کرنے سے مراد یہ ہے کہ جن باتوں سے نفس خراب ہو جاتا ہے۔ مثلاً شرک بدعت حسد تکبر۔ غصہ۔ فخر۔ ریا وغیرہ بُرے عقیدے اور بُرے اخلاق ان سب کو ترک کردے۔ مراد کو پہنچنے کا مطلب یہ ہے کہ اپنے نفس کو ان بری باتوں سے پاک کرنیوالا آدمی اللہ کا پیارا اور مقبول ہو جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا حقدار بن جاتا ہے۔ آخرت میں بہشت میں داخل ہونے کا مستحق ہوتا ہے ؎

مردم سنجیدہ را در حشر از میزان چہ باک
مے کند رسوا ترازو جنس ناسنجیدہ را

نفس کو خاک میں ملانے سے مراد

نفس کو خاک میں ملانے کے معنی یہ ہیں کہ اسے شرک۔ بدعت۔ حسد۔ تکبر۔ غضب۔ فخر و ریا وغیرہ بُرے اخلاق اور ناپاک عقائد کی آلائش سے ملوث کرے حتی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت خدا کے قرب اور آخرت کی نجات کے قابل نہ رہے اور اس حالت کا گھاٹا اور خسارہ ہونا ظاہر ہے ؎

قسمت خاک ست ہر دُردے کہ در ساغر بود
نیست صافے اہ برافلاک جان تیرہ را

ظاہری اور مخفی گناہ

نفس کو ناپاک کرنے والے امور میں سے کبیرہ و صغیرہ گناہوں کے علاوہ جن کو سب گناہ سمجھتے ہیں ہزاروں لاکھوں باتیں ایسی اور ہیں جن کو انسان گناہ نہیں سمجھتا۔ حالانکہ وہ بھی گناہ ہوتی ہیں۔ بلکہ بعض گناہگاری کی باتیں تو ایسی ہیں کہ وہ خود کرنے والے کو محسوس نہیں ہوتیں بندہ بے خبری میں ان کا ارتکاب ہوتا رہتا ہے اور ان کے بُرے اثر سے روح گندی و ناپاک ہوتی رہتی ہے۔ روح کے پاک ہونے کیلئے ان سب طرح کے گناہوں کا چھوڑنا ضروری ہے اسی لئے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ؛ وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ۔ اور ظاہری گناہ اور چھپا گناہ دونوں چھوڑ دو۔ نیز فرمایا

وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ج

اور بے شرمی کی باتیں کھلی ہوں۔ یا چھپی ان کے پاس بھی نہ پھٹکو ؛

گناہ کا اثر روح پر

گناہ روح کو اس طرح بیکار و ناکارہ کر دیتے ہیں۔ جیسے زخمی جسم کو کرم۔ جب ایک جسم

Marfat.com

گل سڑ کر کیڑوں کی خوراک بننے لگتا ہے اور اس میں ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں کیڑے پیدا ہو جاتے ہیں۔ جن میں چھوٹے بڑے محسوس غیر محسوس ہزاروں طرح کے کیڑے ہوتے ہیں۔ تو ان کو چن چن کر نکالنا دشوار ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ بے شمار اور بے انتہا ہوتے ہیں۔ نیز ان کی ایسی باریک و غیر محسوس نسلیں گوشت، ہڈی۔ رگ۔ پٹھے میں پھیلی ہوتی ہیں۔ کہ ان کو اجزائے جسم سے امتیاز کرنا مشکل ہے۔ یہی حال گناہوں کا ہے کہ ان کو چن چن کر دور کرنا آسان کام نہیں ہے

ہے ربط خلق و نفس میں لحم و عظام کا — آساں نہیں ہے لحم کو ہڈی سے نوچنا
گم ہیں رذیلتوں کے جراثیم خون میں — بیکار اس جگہ ہے درایت کا موچنا

اس مشکل کام کو آسان کرنے کا ایک خاص طریقہ ہے۔ جس سے گناہوں کے تمام موٹے موٹے کرم اور چھوٹے سے چھوٹے جراثیم روح سے بالکلیہ دور کئے جا سکتے ہیں۔ جس کی بدولت روح پاک و صاف طیب و طاہر اور روشن و منور ہو سکتی ہے وہ طریقہ تصوف کا ہے۔ جس کو فقر۔ درویشی۔ سلوک۔ معرفت اور طریقت بھی کہتے ہیں:

ازالہ معاصی کا خاص طریقہ

ہر مسلمان کو یہ سمجھ رکھنا چاہیے۔ کہ دین کی تکمیل تین علموں سے ہوتی ہے۔ (۱) علم عقائد (۲) علم فقہ (۳) علم تصوف۔ علم عقائد سے وہ خداوند تعالےٰ۔ اس کے انبیاء۔ اس کے ملائکہ اس کی کتابوں کے متعلق اور آخرت۔ تقدیر اور قیامت کے بارے میں صحیح باتوں پر یقین کرنا ہے۔ علم فقہ سے فرض و واجب۔ سنت و نفل جائز و ناجائز۔ حلال و حرام۔ مکروہ مباح کے احکام کو سمجھنا اور ان پر عمل کرنا ہے۔ علم تصوف کی بدولت اپنی روح اور نفس کو باطنی امراض و عیوب سے پاک کر کے قبولیت کے لائق بنانا ہے۔

تین علم

بعض لوگ کہا کرتے ہیں کہ تصوف اور فقر و درویشی کوئی چیز نہیں جو کچھ ہے شریعت کا ظاہری علم ہی ہے۔ لیکن یہ ان کی غلطی ہے۔ تصوف کا ثبوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے آپ کے طرز عمل سے اور صحابہ و تابعین کا عمل پوری طرح ملتا ہے:

تصوف کا ثبوت

بخاری و مسلم کی حدیث جبرئیل جو مشکوٰۃ شریف میں بھی منقول ہے قابل غور ہے۔ جس میں مروی ہے۔ کہ جبرئیل علیہ السلام نے انسانی شکل میں نمودار ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا

Marfat.com

اسلام کی تعریف

يَا مُحَمَّدُ أَخْبِرْنِي عَنِ الْإِسْلَامِ قَالَ الْإِسْلَامُ أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَتُقِيْمَ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِيَ الزَّكٰوةَ وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ وَتَحُجَّ الْبَيْتَ إِنِ اسْتَطَعْتَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا۔ قَالَ صَدَقْتَ۔

یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسلام کیا ہے مجھے بتائیے۔ آپ نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ تم اس بات کی شہادت دو کہ اللہ کے سوا اور کوئی خدا نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں اور تم نماز پڑھو۔ زکوٰۃ دو۔ اور ماہ رمضان کے روزے رکھو اور خانہ کعبہ کا حج کرو اگر اس کے راستے کی طاقت رکھتے ہو۔ انہوں نے کہا سچ فرمایا

ایمان کی تعریف

پھر پوچھا:۔

فَأَخْبِرْنِي عَنِ الْإِيْمَانِ قَالَ أَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ قَالَ صَدَقْتَ

اب مجھے ایمان بتائیے کیا ہے۔ آپ نے فرمایا وہ یہ ہے کہ تم اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے پیغمبروں پر اور آخرت کے دن پر اور تم ایمان لاؤ ہر قسم کی اچھی بری تقدیر پر۔ انہوں نے کہا سچ فرمایا۔

احسان کی تعریف

پھر پوچھا:۔

فَأَخْبِرْنِي عَنِ الْإِحْسَانِ قَالَ أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهٗ يَرَاكَ (الحدیث)

اب بتائیے کہ احسان و اخلاص کیا ہے فرمایا وہ یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت اس کمال الیقین کیساتھ کرو گویا کہ تم اسکو دیکھ رہے ہو پس اگر اسکو دیکھنے کی قابلیت نہیں تو یہی یقین کامل ہو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے

احسان کا درجہ

جبرئیل علیہ السلام نے احسان کے متعلق جو سوال کیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو جواب دیا اس سے ظاہر ہے کہ احسان عبادت کے اس درجہ عالیہ کو کہتے ہیں جس میں بندہ اپنے پروردگار پر اس قدر یقین رکھتا ہے کہ گویا اس کے سامنے کھڑا ہے اور اس کو دیکھ رہا ہے۔ اس لیئے اس کی عظمت و ہیبت اور اس کے جلال و جبروت کا پورا اثر اس پر ہوتا ہے۔ جیسے ایک شخص پر کسی دنیوی بادشاہ کے حضور میں کھڑا ہونے سے اثر ہوتا ہے بلکہ خاصان خدا پر دنیوی بادشاہوں کی حضوری سے بڑھ کر خدا کی حضوری میں اثر ہوتا ہے۔

Marfat.com

بحقم کہ تا حق جمالم نمود | دگر ہرچہ دیدم خیالم نمود
بردوختہ ام دیدہ چو باز از ہمہ عالم | تا دیدۂ من بر رخ زیبائے تو باز است

اور یہ درجہ اس وقت حاصل ہوتا ہے جب کثرت عبادت سے ریاضت ومجاہدہ سے ترک خواہشات نفس سے دلکو روشن ومنور کرلیا جاتا ہے۔ تاکہ برکات غیب اور انوار قدس دل پر وارد ہونے لگیں یہی تصوف ہے۔ پس احسان اور تصوف ایک ہی چیز ہوئی؛

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:۔

بدانکہ بنائے دین وکمال آں بر فقہ وکلام وتصوف ست۔ وایں حدیث شریف بیان ایں ہر سہ مقام کردہ۔ اسلام اشارت بفقہ است کہ متضمن بیان اعمال واحکام شرعیہ فرعیہ ست وایمان باعتقادات کہ مسایل اصول کلام اند۔ واحسان اشارت باصل تصوف کہ عبادت از صدق توجہ الی اللہ ست۔ وجمیع معانی تصوف کہ مشائخ اشارہ باں کردہ اند۔ بایں راجع ست وفقہ وتصوف وکلام لازم یکدیگر اند۔ ہیچ یکے بے دیگرے تمامیت نپذیرد۔ وصورت نہ بندد زیرا کہ احکام الٰہی بے فقہ شناختہ نہ شود۔ وفقہ بے تصوف تمام نشود۔ زیرا کہ عمل بے صدق توجہ تمامیت نہ پذیرد۔ وہر دو بے ایمان صحیح نہ گردند۔ بر مثال روح وجسد کہ ہیچ کدامے بے دیگرے وجود نگیرد وکمال نپذیرد۔ واز ینجا فرمودہ امام مالک رح

واضح رہے کہ دین اور اس کے کمال کی بنیاد فقہ کلام اور تصوف پر ہے اور اس حدیث شریف نے ان تینوں مقاموں کو بیان کردیا ہے اسلام اشارہ ہے فقہ کیطرف جو اعمال و احکام شرعیہ فرعیہ پر متضمن ہے۔ اور ایمان اشارہ ہے اعتقادات کی طرف جو اصول کلام کے مسایل ہیں اور احسان اشارہ ہے اصل تصوف کیطرف جس سے مراد سچی توجہ الی اللہ ہے اور تصوف کے تمام معانی جن کی طرف مشایخ نے اشارہ کیا ہے اس معنی کیطرف راجع ہیں اور فقہ اور تصوف اور کلام ایکدوسرے کیلئے لازم ہیں ان میں سے کوئی ایکدوسرے کے بغیر مکمل نہیں ہوسکتا اور پایا نہیں جاتا۔ چنانچہ تصوف فقہ کے بغیر پایا نہیں جاسکتا۔ کیونکہ احکام الٰہی فقہ کے بغیر معلوم نہیں ہوسکتے اور فقہ تصوف کے بغیر پوری نہیں ہوتی کیونکہ عمل سچی توجہ کے بغیر کامل نہیں ہوسکتا اور یہ دونوں ایمان کے بغیر صحیح نہیں ہوتے۔ جیسے کہ روح اور

Marfat.com

من تصوف ولم یتفقه فقد تزندق ومن تفقه ولم یتصوف فقد تفسق ومن جمع بینهما فقد تحقق کمال جامعیت این ست۔ باقی همه زیغ وضلال ست ؛ (اشعة اللمعات)

جسم جو ایکدوسرے کے بغیر موجود نہیں ہوتے ا کمال نہیں پاتے اسی سبب سے امام مالک ر نے فرمایا ہے کہ جو شخص فقہ کے بغیر صوفی بن گ وہ بیدین ہوگیا اور جو تصوف کے بغیر فقیہ بن گ وہ فاسق ہوگیا اور جو دونوں کا جامع ہوا۔ و حقیقت کو پہنچا کمال جامعیت یہ ہے۔ باقی کجی اور گمراہی ہے ؛

معرفت

ایک عام مقولہ مشہور ہے کہ خدا آنکھوں سے نہیں دیکھا تو عقل سے پہچانا ہے۔ خدا کے پہچا کو معرفت کہتے ہیں۔ اور معرفت عقل سے بھی حاصل ہوتی ہے تصوف سے بھی مگر عقل کی معرف اور تصوف کی معرفت میں بڑا فرق ہے۔ عقل کی معرفت کمزور ہوتی ہے۔ شکوک و شبہات کی آ رہتی ہے۔ تصوف کے ذریعہ جو معرفت ہو وہ نہائت قوی و مستحکم ہوتی ہے اس کا نام یقین ہے

یقین

فرماتا ہے وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ؛

اور اپنے پروردگار کی عبادت کیئے جاؤ کہ تمہیں یقین کا درجہ حاصل ہو۔

اور یہ کثرت عبادت سے یقین یا معرفت جو حاصل ہوتی ہے ایسی ہے جیسے آنکھوں سے د کر لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ بخاری کی روایت ہے :۔

وَاعْبُدْ رَبَّكَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ

اور اپنے رب کی عبادت اس خلوص ج کر۔ گویا تو اس کو دیکھ رہا ہے ؛ مجالس الابرار میں معرفت پروردگار کی تمام صورتوں کو یوں ج کیا ہے ؛

معرفت الٰہی کی دو قسم

وَطَرِيْقُ مَعْرِفَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى مِنْ وَجْهَيْنِ اَحَدُهُمَا طَرِيْقُ اَهْلِ النَّظَرِ وَالْاِسْتِدْلَالِ وَثَانِيْهِمَا طَرِيْقُ اَهْلِ الرِّيَاضَةِ وَالْمُجَاهَدَةِ. فَالسَّالِكُ مِنْ طَرِيْقِ اَهْلِ النَّظَرِ

اور اللہ کی معرفت کا طریقہ د طرح کا ہے۔ ایک اہل نظر ا استدلال کا طریقہ اور دوسرا ریاضت و مجاہدہ کا طریقہ۔ پس ا نظر و استدلال کے طریق پر چ والے اگر انبیاء کی ملتوں میں

ستدلال إنِ التزموا مِلَّةً
مِنْ مِلَلِ الأنبياء فهُمُ المتكلمون
وإلا فهُمُ الحكماء المشاؤن
وهُمْ قومٌ من الفلاسفة
اختاروا طريقَ أرسطو و
ما لَهُ من البحث والبرهان
ولم يكونوا من أهل الإيمان
والسالكون طريقَ أهل
الرياضة والمجاهدة إن
وافقوا في رياضتهم
ومجاهداتهم أحكام الشريعة
فهُمُ الصوفية المتشرعون
وإلا فهُمُ الحكماء الإشرا
قيون وهم قوم اختاروا
طريقَ أفلاطون وما له
من الكشف والعيان ولم
يكونوا من أهل الإيمان
فعلى هذا يكون بكل
طريقٍ طائفتان فيكون
المؤمنون العارفون بالله
قسمين أحدهما أهل
الاستدلال والبرهان
وثانيهما أهل المشاهدة

کسی ملت کے پیرو ہوں تو وہ متکلمین ہیں ورنہ وہ حکماء مشائین ہیں اور یہ وہ فلسفی لوگوں کی جماعت ہے جنہوں نے ارسطو کا مسلک اور اس کا بحث و برہان کا شیوہ اختیار کیا ہے اور اہل ایمان میں سے نہیں ہیں اور ریاضت و مجاہدہ کے طریقے پر چلنے والے اگر اپنی ریاضت و مجاہدہ میں احکام شریعت پر پورا عمل رکھیں تو وہ دیندار صوفیہ ہیں ورنہ وہ حکمائے اشراقیین ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے افلاطون کا طریقہ اور اس کے کشف و مشاہدہ کا شیوہ اختیار کیا ہے۔ اور ایمان دار نہیں ہیں۔ پس اس قیاس سے ہر طریق کی پیرو دو دو جماعتیں ہوئیں۔ چنانچہ مومنین عارفین باللہ کی دو قسمیں ہوئیں۔ ایک اہل استدلال و برہان۔ اور دوسری اہل مشاہدہ و عیان ....

اور پہلے طریقہ کا حاصل یہ ہے کہ قوت نظریہ کے ساتھ کمال حاصل کیا جائے۔ اور اس کے مراتب میں ترقی کی جائے۔ اور دوسرے طریقے کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ قوت عملیہ کے ساتھ

Marfat.com

وَالْعِيَانِ وَحَاصِلُ الطَّرِيْقِ الْاَوَّلِ اَلْاِسْتِكْمَالُ بِالْقُوَّةِ النَّظَرِيَّةِ وَالتَّرَقِّيْ فِيْ مَرَاتِبِهَا وَ مَحْصُوْلُ الطَّرِيْقِ الثَّانِيْ اَلْاِسْتِكْمَالُ بِالْقُوَّةِ الْعَمَلِيَّةِ وَالتَّرَقِّيْ فِيْ دَرَجَاتِهَا فَهٰذِهٖ هِيَ الْكَرَامَةُ الْحَقِيْقِيَّةُ الَّتِيْ تَظْهَرُ مِنْ اَوْلِيَاءِ اللّٰهِ تَعَالٰى

کمال حاصل کیا جائے ۔ اور اس کے درجوں میں ترقی کی جائے ...... پس یہی کرامت حقیقیہ ہے ۔ جو اولیاء اللہ سے ظاہر ہوتی ہے ؛

بیعت مرشد کامل کی ضرورت

برادرانِ من! خود بخود فقر و درویشی کی دولت حاصل کرنا یا معرفت حق کا درجہ پانا ۔ یا ریاضت ومجاہدہ کرکے اس کے ثمرات سے نفع اٹھانا مشکل بلکہ تقریباً محال ہے ۔ اس کے لئے کسی مرشد کامل کی بیعت ضروری ہے جس کی راہنمائی سے یہ مراتب حاصل ہوں ؎

بہ تنہا نماند شدن طفل خرد | کہ مشکل بود راہِ نادیدہ بُرد
تو ہم طفلِ راہی بسعی اے فقیر | برو دامنِ نیکمرداں بگیر
بفتراکِ پاکاں در آویز چنگ | کہ عارف ندارد ز دریوزہ ننگ
مریداں بقوت ز طفلاں کم اند | مشائخ چو دیوارِ مستحکم اند
بیاموز رفتار زاں طفلِ خُرد | کہ چوں استعانت بدیوار بُرد

بیعت کے منکرین

ملت اسلام بلکہ خود اہل السنت والجماعۃ میں بعض ایسے فرقے بھی ہیں جو بیعت کے منکر ہیں ان کے نزدیک یہ کوئی مشروع کام نہیں ہے بلکہ صوفی لوگوں نے خود ایجاد کرلیا ہے یہ ان کی محض بدگمانی ہے ۔ بیعت مطلقاً قرآن مجید سے اور بیعت طریقت قرآن کریم حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آثار صحابہ سے بلاشبہ ثابت ہے ۔ حضرت شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں ؛-

بیعت کی اصل اسلام

سوال :- بیعت دراصل چیست ؟ و استعمال آں از روئے نص ست یا حدیث شریف
جواب :- معنے بیعت از روئے لغت معاہدت و معاقدت ست و باصطلاح متکلمین دست بعہد دادن ست ۔ و باصطلاح

بیعت اصل میں کیا ہے اور اس کا حاصل کرنا قرآنی حکم کی رو سے ہے یا حدیث شریف سے ؛
بیعت کے معنے لغت کی رو سے باہم عہد کرنا اور معاملہ ٹھیرانا ہے اور متکلمین کی اصطلاح میں معاہدہ پر ہاتھ ملانا ہے اور

Marfat.com

متصوفین دست عقیدت را بدست ارشاد
مرشدین منعقد ساختن۔ پس اگر غرض سائل
استفسار از بیعت کلامی ست پس آں بیعت
کہ از اصحاب کبار بعد از نبی صلی اللہ علیہ وسلم
بخلافت خلفائے راشدین واقع شدہ دست
بعہد و توثیق اجرائے خلافت جناب شاں
بود رضی اللہ عنہم و مفہوم آیت کریمہ۔
یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ ماخذ
نص است واگر استفسار از بیعت تصوفی
ست پس آں بیعت کہ از مسترشدین واقع
مے شود دست عقیدت خود ہا بدست مرشدین
منعقد ساختن است وایں انعقاد بواسطہ
احدے از دیگرے منتہی بہ علی مرتضےٰ رضی اللہ
عنہ وازاں جانب بجناب پیغمبر صلی اللہ علیہ
وسلم مے گردد۔ و دریں صورت ماخذ آں
فعل نبی ست؛

صوفیہ کی اصطلاح میں اپنے دست عقیدت
کو ارشاد مرشدین کے ہاتھ سے ملانا ہے پس
اگر سائل کی غرض اس استفسار میں بیعت
کلامی ہے۔ تو یہ بیعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
بعد اصحاب کبار سے خلفائے راشدین کی
خلافت میں واقع ہوئی ہے جس سے مقصد یہ تھا
کہ ان کی خلافت کے اجراء پر عہد و پیمان کیا
جائے اور ان سے اللہ راضی ہو۔ اور سورۂ فتح
کی آیت یُبَایِعُوْنَکَ جس میں بیعت رضوان
کا ذکر ہے ماخذ نص ہے اور اگر بیعت تصوفی
کے متعلق پوچھ رہے ہیں تو یہ وہ بیعت ہے
جو طالبان ہدایت سے وقوع پاتی ہے۔ وہ
اپنے عقیدت کے ہاتھوں کو مرشدین کے
ہاتھوں سے ملاتا ہے اور یہ ہاتھ ملانا ایکدوسرے
کے واسطے سے حضرت علی مرتضےٰ رضی اللہ عنہ
تک پہونچتا ہے اور ان سے جناب پیغمبر صلی اللہ
علیہ وسلم تک پہونچتا ہے۔ اور اس صورت میں اس کا ماخذ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل ہے +
مگر خاکسار کی دانست ناقص میں بیعت تصوفی بھی قرآن مجید سے ثابت ہے۔ یہ بیعت دراصل
بیعت توبہ ہوتی ہے۔ جو مرید اپنے مرشد کے ہاتھ پر کرتا ہے اور تمام ظاہری و باطنی گناہوں سے
تائب ہوتا ہے تاریخ طبری میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔۔۔ مکہ کے بعد کوہ
صفا پر تشریف فرما ہوئے جو لوگ اسلام قبول کرنے آتے تھے آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتے
تھے۔ مردوں کی باری ہو چکی تو مستورات آئیں عورتوں سے بیعت لینے کا طریقہ یہ تھا کہ پہلے
ان سے ارکان اسلام اور محاسن اخلاق کا اقرار لیا جاتا تھا۔ پھر پانی کے ایک لبریز پیالہ میں آنحضرت

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم دست مبارک ڈبو کر نکال لیتے تھے۔ آپ کے بعد عورتیں اس پیالہ میں ہاتھ ڈالتیں اور بیعت کا معاہدہ پختہ ہو جاتا۔ چنانچہ عورتوں کی بیعت کا ذکر قرآن مجید میں بھی اللہ تعالے نے فرمایا ہے :-

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ عَلَىٰ أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَأْتِينَ بِبُهْتَانٍ يَفْتَرِينَهُ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ :- (سورہ ممتحنہ)

اے پیغمبر! جب تمہارے پاس مسلمان عورتیں آئیں (اور) تم سے اس بات پر بیعت کرنی چاہیں۔ کہ کسی چیز کو اللہ کا شریک نہیں ٹھیرائیں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ بدکاری کریں گی۔ اور نہ دختر کشی کریں گی اور نہ اپنے ہاتھ پاؤں کے آگے کوئی بہتان بنا کھڑا کریں گی اور نیک کاموں میں تمہاری حکم عدولی کریں گی۔ تو تم ان سے بیعت لے لیا کرو۔ اور خدا کی جناب میں مغفرت کی دعا کرو۔ بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے :-

فتح مکہ میں عورتوں کی بیعت

اس آیت کے ذیل میں تفسیر خازن میں لکھا ہے کہ مفسرین کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ کو فتح فرمایا اور مردوں کی بیعت سے آپ فارغ ہوئے اور اس وقت آپ کوہ صفا پر تشریف فرما تھے تو عورتیں بھی بیعت کی غرض سے حاضر ہوئیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ سے نیچے کھڑے تھے۔ اور آپ کے ارشادات ان کو پہنچاتے تھے :-

ایک شبہ اور اس کا جواب

اگر یہاں یہ شبہ پیدا ہو کہ یہ بیعت تو یہ تھی جو صرف اسلام لانیوالوں کیلئے مخصوص تھی اور ان کے کفر اور لوازم کفر سے توبہ کرنے کے وقت لی جاتی تھی۔ اس کا جواب یہ ہے۔ اول تو آیت مذکورہ سے ظاہر ہے کہ بیعت سے پہلے وہ عورتیں مؤمن ہو چکی تھیں المومنات یبایعنک دوسرے صحابہ سے اس قسم کی بیعت لینا بھی ثابت ہے حالانکہ وہ پہلے سے داخل اسلام تھے چنانچہ بخاری و مسلم کی متفق علیہ روایت

عن عبادة ابن الصامت قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وحولہ عصابة من اصحابہ

عبادہ ابن صامت سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بحالیکہ آپ کے گرد صحابہ کی ایک جماعت تھی کہ مجھ سے

Marfat.com

بَايِعُوْنِيْ عَلٰى اَنْ لَّا تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ
شَيْئًا وَّلَا تَسْرِقُوْا وَلَا تَزْنُوْا
وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ وَلَا
تَاْتُوْا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُوْنَهٗ بَيْنَ
اَيْدِيْكُمْ وَاَرْجُلِكُمْ وَلَا تَعْصُوْا
فِيْ مَعْرُوْفٍ فَمَنْ وَفٰى مِنْكُمْ
فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ وَمَنْ اَصَابَ مِنْ
ذٰلِكَ شَيْئًا فَعُوْقِبَ بِهٖ فِي الدُّنْيَا
فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ وَمَنْ اَصَابَ مِنْ
ذٰلِكَ شَيْئًا ثُمَّ سَتَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَهُوَ
اِلَى اللّٰهِ اِنْ شَاءَ عَفَا عَنْهُ وَاِنْ شَاءَ
عَاقَبَهٗ فَبَايَعْنَاهُ عَلٰى ذٰلِكَ (مشکوٰۃ)

بیعت کرو اس عہد پر کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بناؤ گے۔ نہ چوری کرو گے اور نہ زنا کرو گے۔ اور نہ اپنی اولاد کو قتل کرو گے اور نہ کسی پر جھوٹا بہتان باندھو گے اپنے سامنے۔ اور نہ کسی نیکی میں میری حکم عدولی کرو گے پس جو شخص تم میں سے اس عہد کو پورا کرے۔ تو اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے۔ اور جو ان جرائم میں سے کسی کا مرتکب ہوگا پھر اس کو دنیا میں سزا دی گئی تو وہ اس کیلئے کفارہ ہے اور جو شخص مرتکب ہوا پھر اللہ نے اسکی پردہ پوشی کی تو اللہ کی مرضی پر منحصر ہے چاہے معاف کرے چاہے عذاب دے تو ہم نے ان باتوں پر بیعت کر لی

غرض یہی وہ بیعت تھی جو اب بیعت طریقت یا بیعت تصوف کہلاتی ہے کیونکہ اسلام لانے کے لئے تو صرف دل کے یقین و اذعان سے کلمہ شہادت پڑھ لینا کافی ہے اسلام لانے سے زائد امر بیعت کی صورت میں جو وقوع میں آیا تو اس پر ایمان و اسلام کے علاوہ کوئی زائد فائدہ مرتب ہونا چاہئے۔ وہ فیضان باطنی ہے جو بیعت تصوف کے ثمرات سے ہے صحابہ و صحابیات رضی اللہ عنہم کو شرف صحبت حاصل تھا اس لئے وہ سرور کائنات کے دست مبارک پر بیعت کرنے کی سعادت سے بلا واسطہ مستفید ہوئے جس کی بدولت ایک ادنے سے ادنیٰ صحابی کا درجہ غیر صحابہ میں سے بڑے سے بڑے ولی غوث قطب ابدال اوتار کے درجے سے بھی برتر ہے۔ اور صحابہ کے بعد آج تک جس قدر اہل اسلام سلسلہ بیعت میں داخل ہوئے۔ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت بواسطہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ حاصل ہے۔

یہ بھی یاد رہے۔ بیعت یعنی کسی پیر کے مرید ہونا کوئی فرض شرعی نہیں واجب نہیں۔ سنت مؤکدہ نہیں اس کے بغیر بندے کی نجات ہو سکتی ہے۔ البتہ اس کی بدولت مسلمان کا ایمان بڑی

حد تک خطرات سے محفوظ رہتا ہے اور وہ نفس و روح کو گناہوں سے پاک کرنے اور انوار الٰہی سے مستفید ہونے پر بآسانی کامیاب ہوسکتا ہے۔ بلا بیعت یہ باتیں سخت مشکل ہیں جیسے کہ پہلے بیان ہو چکا ہے

ہست ولیت بیضۂ مرغ نکو　　نے اثر جنبش و پرسش درد
تا کہ بہ جنبش رسد انگہ پرسش　　زیر پر پیر دہش پرورش

بیعت کے بہت سے فوائد ہیں۔ سب سے پہلا اور بڑا فائدہ یہ ہے کہ خود بخود ریاضات و مجاہدات کرنے میں اور ان پر جو نتائج مرتب ہوتے ہیں ان کو مفید یا غیر مفید یا کامل و ناقص سمجھنے میں غلطی ہو جانے کا احتمال ہے اگر مرشد کی راہنمائی میں یہ کام ہوں تو وہ ساتھ کے ساتھ ان غلطیوں کی اصلاح کرتا اور موقع بموقع جیسی ضرورت ہو حل مشکلات و رفع صعوبات کا تدارک کرتا رہتا ہے۔ مرید کی مثال ایک بیمار کی سی ہے۔ بیمار ہر چند خود طب کا ماہر اور طریق معالجہ سے واقف ہو مگر وہ اپنے مرض کے علاج کیلئے کسی دوسرے معالج حاذق کا محتاج ہوتا ہے جو اس کے مزاج طبیعت کیفیت مرض کو ملحوظ رکھ کر موقع بموقع مناسب دوا دارو کرے۔ اسی طرح طریقت کا طالب راہبر کے بغیر اس راستے پر بھی چل نہیں سکتا۔ اگر چلیگا اس کیلئے خوف و خطر ہے

تو اے بے پیر تا پیرت نہ باشد　　ہوائے معصیت دل سے خراشد
بسے گم میروی خود را ادب کن　　رہے گم کردۂ خضرے طلب کن

مولانا جامی نے خوب کہا ہے

راہ بس باریک و شب تاریک و رہزناں در کمیں　　بے وسیلے عزم راہ کردن دلیل ابلہی ست

دوسرا فائدہ یہ ہے کہ مرشد کے بتانے سے جس قدر ایک بات کا اثر ہوتا ہے۔ اور دل اس پر عمل کرنے کیلئے جس ذوق و شوق کے ساتھ آمادہ و مستعد ہو جاتا ہے۔ کتاب پڑھ کر وہ بات معلوم کرنے سے اتنا اثر نہیں ہوتا۔ نہ دل میں ایسا جوش عمل پیدا ہوتا ہے بلکہ مرشد کے تعلق قلبی کا یہ ایک خاص فیضان ہوتا ہے کہ صدہا نکتے بلا تقریر و بیان صرف اس کی صحبت کی بدولت منکشف ہوتے چلے جاتے ہیں۔ علم باطنی کے تو کیا ہی کہنے۔ وہ تو سراسر بیان و تقریر سے بے نیاز ہے۔ علم ظاہری میں میرا خود یہ تجربہ ہے۔ کہ ایک جماعت کی تعلیم سے فراغت پاکر جب اگلی جماعت کی فلسفہ و حکمت، منطق و معقول کی کتابیں اٹھا کر دیکھیں تو عقدہ لاینحل جب

بیعت کے فوائد (۱) اصلاح اعمال

(۲) اثر تعلیم

Marfat.com

مگر جب اگلے روز اپنی کتابوں کو لیکر استاد کے سامنے پڑھنے بیٹھ گئے تو ان کے کچھ بیان کرنے بلکہ ایک لفظ تک بولنے سے پیشتر خود ہی مطالب کتاب حل ہونے لگے۔ یہ محض تاثیر صحبت اور فیضان مجالست ہے۔ یہ تاثیر و فیض پیر کی صحبت و مجالست میں اور بھی زیادہ ہوتا ہے ؎

جاکن درونِ پاک ضمیرے کہ عاقبت — زین شیوہ کار قطرہ بدُر و زنگی رسید

؎ صحبت روشن ضمیراں کیمیائے دولت ست — روئے او خورشید منظر میکند آئینہ را

(۳) تیسرا فائدہ اعتقاد

تیسرا فائدہ یہ ہے کہ بیعت سے مرشد کے ساتھ محبت و اعتقاد ہو جاتا ہے۔ اور اس کے ہر قول و فعل کے اتباع و تقلید پر دل مائل رہتا ہے جب مرشد کامل اور متبع شریعت ہو تو یہ حالت بڑی مبارک و مسعود اور خطرات و خدشات سے سلامتی بخش ہے۔ پھر کسی بدمذہب کی صحبت کسی ملحدانہ خیالات کے آدمی کی تقریر، کسی گمراہ آدمی کی تحریر اور کسی مبتدع و زندیق کے دلائل اس پر اثر نہیں ڈال سکتے نہ اس کے دل میں کوئی شک و شبہ یا تذبذب پیدا کر سکتے ہیں ؎

ایمن ز انقلاب شو و آب در گہر — آسودہ رہرو ے کہ بصاحب نظر رسید

؎ ازیں سیاہ درونان بہار دل بگریز — کہ کعبہ چارۂ اصحاب فیل میداند

مرشد کا متبع شرع ہونا ضروری ہے

اس کے بعد یہ بات خوب یاد رکھنی چاہیئے کہ مرشد کا کامل اور خدا رسیدہ متقی و پرہیزگار پابند شرع ہونا ضروری ہے ورنہ اگر ناقص بداعمال۔ متبدع ہوا تو اپنے ساتھ مرید کا بھی بیڑا غرق کرے گا ع ہم تو ڈوبے ہیں صنم تم کو بھی لے ڈوبیں گے

مولانا روم رح فرماتے ہیں کہ بہتیرے ابلیس انسان کی شکل میں پیر بنے پھرتے ہیں پس ہر ایک پیر کے مرید بننے پر تیار نہ ہو جایا کرو۔ مبادا کسی ابلیس کے مرید ہو کر جہنم کو سدھارو ؎

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست — پس بہر دستے نباید داد دست

مرشد کامل کے اوصاف

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ عام لوگوں کو ایسی چشم بصیرت کہاں حاصل ہے کہ باکمال اور بے کمال پیروں میں تمیز کر سکیں پس اس کیلئے شناخت کا آسان طریقہ یہ ہے کہ جس پیر کو اپنا مرشد بنانا چاہیں۔ اس میں کم از کم یہ بارہ اوصاف ضرور ہونے چاہئیں۔ دیکھ لیں اگر اس میں یہ سارے اوصاف موجود ہیں تو سمجھ لیں کہ وہ باکمال ہے اس کا دامن پکڑ لیں ورنہ وہ ناقص ہے اس سے کنارہ کشی اچھی ہے

(۱) سلسلہ متصل

(۱) وہ پیر اہل سنت والجماعت کے مشہور سلسلوں یعنے چشتیہ نقشبندیہ ۔ قادریہ ۔ سہروردیہ
کبرویہ وغیرہ میں سے کسی سلسلے سے منسوب ہو اس کا کوئی خود ساختہ بے سند سلسلہ نہ ہو جیسے بعض
مبتدع کہا کرتے ہیں کہ ہمکو براہ راست اور بلا واسطہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت
ہے کیونکہ بزرگان دین کے یہ مذکورہ سلسلے حصار عافیت ہیں ان سے باہر رہنے والا شیطان
کا شکار ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ۔

اِنَّ الشَّیْطَانَ ذِئْبُ الْاِنْسَانِ كَذِئْبِ الْغَنَمِ يَأْخُذُ الشَّاذَّةَ وَالْقَاصِيَةَ وَالنَّاحِيَةَ وَاِيَّاكُمْ وَالشِّعَابَ وَعَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ وَالْعَامَّةِ (مشکوٰۃ)

شیطان انسان کیلئے بھیڑیا ہے ۔ جیسے بکریوں کا بھیڑیا دشمن ہے وہ دور رہنے والی اکیلی والی جدا ہو جانے والی بکری کو پکڑ لیتا ہے گھاٹیوں سے بچو اور جماعت اور عام لوگوں کے ساتھ رہو ۔

جو پیر خود شیطان کے قابو میں آجانیوالا ہو اس کے مرید راہ ہدایت کی کیا امید رکھیں

او خویشتن گم است کرا رہبری کند

(۲) استغنا عن الخلق

(۲) اس پیر کو خلقت کے رجوع کا شوق نہ ہو جیسے کہ آج کل بعض بدنام پیروں کا شیوہ ہے
کہ لوگوں کو بلا بلا کر مرید بناتے ہیں اور شہر شہر میں اپنے مریدوں کی تعداد کے گیت گاتے
ہیں ان کے مرید بھی بقول "پیراں نمے پرند و مریداں مے پرانند" اپنے پیر صاحب کے نفسانی
محاسن و مناقب و کرامات و کمالات کے دفاتر لوگوں کے سامنے کھولنا اور ان کو اپنے سلسلے
کے فریب میں پھانسنا اپنی ڈیوٹی سمجھتے ہیں ۔ ایسے پیروں کی صحبت اور مجالست میں کوئی
ہدایت اور سبیل نجات نہیں مل سکتی وہ محض دنیا کمانے کی ایک دکان ہے ۔ جو کوئی دہاں
جا پھنسا ۔ لٹ گیا ۔

خاصان خدا ہرگز کسی کو خواہ مخواہ بیعت نہیں کیا کرتے بلکہ بڑے انکار و تکرار کے بعد
طرح طرح کی آزمائشوں کے بعد بیعت کرتے ہیں ۔

(۳) ترک طمع

(۳) وہ پیر لوگوں سے مال و زر سمیٹنے کا حریص نہ ہو ہاں اگر کوئی مرید بھی از راہ اخلاص و عقیدت
کچھ نقدی یا اور کوئی چیز بطور ہدیہ و تحفہ پیش کرے تو اس کا حسب ضرورت لے لینا جائز

ین استغناء و قناعت کا پہلو غالب ہونا چاہئے۔ بندگان حق دنیا اور مال کو مردار کے برابر
ھتے ہیں وہ ہرگز مریدوں سے کچھ نقدی وغیرہ ملنے کے متوقع نہیں ہوا کرتے۔ بناوٹی پیر ین
ر اولیائی لباس میں لٹیروں کا یہ شیوہ ہے کہ مریدوں پر ٹیکس لگاتے ہیں۔ فرمائش کر کے
ے نقد و جنس وصول کرتے ہیں۔ سوال کرنا بجائے خود ایک مکروہ و مستہجن امر ہے۔ چہ
یکہ ایک شیخ سلسلہ سے اس کا وقوع ہو۔ جو لوگوں کا معلم اخلاق اور مصلح احوال ہے
ل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

تَسْئَالِ النَّاسَ شَيْئًا وَلَا سَوْطَكَ اِنْ سَقَطَ مِنْكَ حَتّٰى تَنْزِلَ ہِ فَتَاْخُذَہٗ (جامع صغیر سیوطی)	لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہ کر اور نہ اپنے کوڑے کا اگرچہ تیرے ہاتھ سے گر جائے حتیٰ کہ تو اس کیلئے اترے پھر خود اسکو اٹھالے۔

زرگان دین کے حالات شاہد ہیں کہ وہ کبھی کسی سے سوال نہ کرتے تھے۔ بھوک پیاس
ی ساری تکالیف سہتے مگر کسی سے کچھ نہ مانگتے۔ بلکہ اگر کوئی از خود دیتا تو براہ استغنا اسکے
ل کرنے سے عذر کر دیتے گو دینے والے کی دل شکنی نہ ہو۔ یہ ان کے کمال کی دلیل ہے ؎

فتح یابی بسانِ قفل نہ دید تا کسے بر نخاست از درِ خلق

ی اس پیر کی مجلس میں امیر و غریب متمول و تہیدست خوش پوش و کہن جامہ کا امتیاز نہ
بلکہ اخلاص و ارادت کے دربار میں سب کا درجہ علیٰ قدر اخلاص ہو نہ کہ علیٰ قدر جاہ۔
تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا ہے

تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ ۔۔دٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ ۔۔جْهَهٗ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ ۔۔شَيْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ ۔۔شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ ۔۔الظّٰلِمِيْنَ (الانعام ع ۶)	اور (اے پیغمبر) جو لوگ صبح و شام اپنے پروردگار ہی کیطرف منہ کر کے اس سے دعائیں مانگتے ہیں ان کو اپنے پاس سے مت نکالو۔ نہ تو ان اعمال کی جوابدہی کسی طرح تمہارے ذمہ ہے اور نہ تمہاری جوابدہی کسی طرح ان کے ذمہ ہے کہ انکو دھکے دینے لگو تو تم ظالموں میں سے ہو گے

بنازم بہ بزم محبت کہ آں جا گدائے بشاہے برابر نشیند

Marfat.com

دنیا طلب اور مکار پیروں کی مجالس کا یہ حال ہے کہ وہاں دنیا دار امیروں مالداروں کی خوب آؤ بھگت ہوتی ہے۔ اور غریبوں درویشوں کو کوئی نہیں پوچھتا خواہ وہ کیسے ہی اہل درد ہوں۔ ایسے پیر دنیا پرست ہیں۔ اور ان کی پیری باطل و بے بنیاد ہے ؎

آیۂ بطلان بشانِ زر پرستاں آمدہ است | باطلا صاحب طلا مصداق ہذا باطلاست

(۵) شہرت طلبی خود نمائی سے نفرت

(۵) اس پیر کو شہرت طلبی اور خود نمائی کا مرض نہ ہو۔ نہ وہ لباس فاخرہ کا دلدادہ ہو۔ حدیث شریف میں ہے

مَنْ لَبِسَ ثَوْبَ شُھْرَۃٍ فِی الدُّنْیَا اَلْبَسَہُ اللّٰہُ ثَوْبَ مَذَلَّۃٍ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ (مشکوٰۃ)

جو شخص دنیا میں شہرت کا لباس پہنے اللہ اس کو قیامت کے روز ذِلّت کا لباس پہنائے گا۔

اس کو خوشخواری کا چسکا نہ ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

اِیَّاکَ وَالتَّنَعُّمَ فَاِنَّ عِبَادَ اللّٰہِ لَیْسُوْا بِالْمُتَنَعِّمِیْنَ (جامع صغیر)

سامانِ عیش اختیار کرنے سے بچو۔ کیونکہ اللہ کے بندے سامان عیش اختیار کرنیوالے نہیں ہوتے

وہ اہل دنیا کی مجالس میں بھی کسی خاص مصلحت شرعی کے بغیر جانے کا شائق نہ ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ سے فرمایا۔

اِیَّاکِ وَمُجَالَسَۃَ الْاَغْنِیَاءِ (مشکوٰۃ)

مالدار عورتوں کے پاس بیٹھنے سے پرہیز کرو۔

امراء و سلاطین کے دروازوں پر جانے کی بھی عادت نہ ہو جو بقول بئس الفقیر علی باب الامیر و نعم الامیر علی باب الفقیر اس کے ناقص ہونے کی دلیل ہے حدیث میں آیا ہے اِیَّاکُمْ وَاَبْوَابَ السُّلْطَانِ فَاِنَّہٗ قَدْ اَصْبَحَ صَعْبًا ھَبُوْطًا (جامع صغیر) بادشاہوں کے دروازوں پر جانے سے بچو۔ وہاں بمشکل رسائی ہوتی اور بری طرح گرنا پڑتا ہے ؎

از صحبتِ بادشہ پرہیز | چوں پنبۂ خشک ز آتشِ تیز

جو پیر ریشم لٹھری مخمل پشمینہ کے چمکیلے بھڑکیلے لباس زیبِ تن کر کے مرغ زریں بنے رہنا پسند کرتے ہیں اور مریدوں سے فرمائشیں کر کر کے انڈے کباب کوفتے۔ چائے۔ دودھ قورمے۔ پلاؤ۔ زردے اڑاتے ہیں وہ ہرگز پیری کے قابل نہیں۔ وہ لباس پیری میں ایک شکم پرست و حریص اللسان ہیں۔ جن کی صحبت سے اللہ سب کو بچائے ؎

Marfat.com

زسکر سبحہ شماران خدا نگہدارد کہ صد سر است بیک حلقہ کمند اینجا

(۶) وہ پیر اعلیٰ درجہ کا پرہیزگار و متقی و سنت پیغمبری کا متبع ہو کسی اعتقادی یا عملی بدعت میں مبتلا نہ ہو۔ جیسا کہ بعض پیر تنہائی میں عورتوں کو لے بیٹھتے ہیں۔ عورتوں سے دست بدست ہاتھ ملا کر بیعت لیتے ہیں۔ اور بہت سے ایسے کاموں کو مشروع و مندوب کہہ کر عمل میں لاتے ہیں۔ جن کا قرآن و حدیث میں کہیں ثبوت نہیں۔ ایسے پیروں کو اپنا مرشد بنانا اور ان کی تعظیم کرنا اسلام کی بیخ کنی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

مَنْ وَقَّرَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ فَقَدْ أَعَانَ عَلٰى هَدْمِ الْإِسْلَامِ (مشکوٰۃ) | جو شخص کسی بدعتی کی تعظیم کرے تو اس نے اسلام (کی عمارت) کو منہدم کرنے میں مدد دی

ایسے پیروں کی تعظیم اسلام کی بیخ کنی کی مصداق ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ان کی تعظیم ہوتی دیکھ کر دوسرے لوگ بھی ان کے معتقد و مرید ہو جاتے ہیں اس طرح بکثرت مسلمان گمراہی میں مبتلا ہو کر اسلام کے نقصان کا باعث ہوتے ہیں۔ تصوف نام ہی اسی کا ہے کہ شریعت پر پوری طرح عمل اور سنت نبوی کی پوری پابندی اختیار کی جائے یعنے عمل اور استقامت ہی کا دوسرا نام تصوف ہے اھدنا الصراط المستقیم میں جس صراط مستقیم کی ہدایت مقصود ہے۔ اس سے واقف ہونے کا نام شریعت اور اس پر چلنے کا نام طریقت ہے۔ شریعت سے مراد علم ہے اور طریقت سے عمل۔ اسی کو تصوف کہہ لیتے ہیں تصوف یا طریقت سے مکاشفات و کرامات مقصود نہیں بلکہ استقامت اور عمل مطلوب ہے ؎

مابرائے استقامت آمدیم نے پئے کشف و کرامت آمدیم

تصوف تو خالص عمل صالح اور اتباع سنت ہے باقی کشف و کرامت محض آثار و لوازم ہیں جن پر خصوصیت کے ساتھ تصوف کا مدار نہیں مگر عوام کی یہ حالت ہے کہ وہ جس بزرگ کو خرقہ تصوف میں ملبوس دیکھتے ہیں اس کے فعل و عمل کا مطلق خیال نہیں کرتے کہ وہ شریعت کے معیار میں درست ہے یا نہیں سنت نبوی کے مطابق ہے یا نہیں:

لکھا ہے ایک شخص حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی شہرت سن کر ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور کچھ مدت تک حاضر رہ کر مایوس واپس جانے لگا۔ خواجہ صاحب نے اس سے جانے

تصوف اور اتباع سنت (۴)

کا سبب پوچھا تو کہا آپ کے ولی کامل ہونے کی بڑی شہرت سنی تھی۔ مگر اس مدت مدید میں میں نے آپ سے کوئی کرامت نہ دیکھی آپ نے پوچھا کہ کیا اس عرصہ میں کوئی کام خلاف سنت بھی دیکھا اس نے کہا نہیں فرمایا تو پھر اس سے بڑھ کر اور کون سی کرامت ہوگی کہ سنت نبوی کا پورا پورا اتباع کیا جائے۔

(۷) اس پیر کا ذریعہ معاش اور صورت روزگار صرف پیری مریدی پر موقوف نہ ہو۔ بلکہ وہ لوگوں کی اعانت سے مستغنی ہو۔ کسی صنعت یا تجارت[1] یا زراعت وغیرہ سے خود اپنی روزی کماتا ہو بجائے اس کے کہ وہ لوگوں کی کمائی کھائے۔ فقرا و مساکین خود اسکی کمائی سے متمتع ہوتے ہوں ذریعہ معاش کی بہترین صورت جو ایک مصلح قوم اور پیشوائے جماعت کیلئے شایاں ہے۔ یہی ہے۔ اور صلحاء و اولیاء بلکہ انبیاء تک کا طرز زندگی یہی تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

مَا اَكَلَ اَحَدٌ طَعَامًا قَطُّ خَيْرًا مِنْ اَنْ يَّاْكُلَ مِنْ عَمَلِ يَدَيْهِ وَاِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ دَاوٗدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَاْكُلُ مِنْ عَمَلِ يَدَيْهِ (مشکوٰۃ)

کسی نے کبھی کوئی کھانا اس سے اچھا نہیں کھایا ہوگا کہ اپنے ہاتھ کی محنت سے کھائے۔ اور نبی اللہ حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کی محنت سے کھاتے تھے۔

جو پیر صرف مریدوں کی کمائی پر بیٹھے ہیں۔ کیا ان کا درجہ معاذ اللہ انبیاء سے بھی بڑھ کر ہے۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ انہوں نے مفت خوری کے لئے پیری کا ایک حیلہ نکال رکھا ہے۔ بقول "چندیں شکل برائے اکل" ؎

پشہ با شب زندہ داری خونِ مردم میخورد
زینہار از زاہد شب زندہ دار اندیشہ کن

(۸) وہ پیر بدنام و رسوا نہ ہو۔ کہ لوگ اس کے اعمال و افعال پر نکتہ گیری کرتے ہوں اور اچھے اچھے ثقہ لوگ اس کی اعتقادی و عملی حالت کو اشتباہ کی نظر سے دیکھتے ہوں۔ ملامتیہ جماعت کے بزرگوں سے قطع نظر کہ وہ شاذ و نادر ہوتے ہیں عام طور پر کسی پیر و مرشد کا بدنام ہونا اس کے ناقص بلکہ نااہل ہونے کی دلیل ہے زبان خلق کا فیصلہ بالکلیہ بے وجہ نہیں ہو سکتا۔ کچھ نہ کچھ نقص اور خرابی ہوتی ہے تو لوگوں میں اس کا عام چرچا ہوتا ہے محض تعصب یا حسد کی وجہ سے خاص خاص حاسدین و متعصب لوگ ہی برا کہا کرتے ہیں۔ عام لوگوں میں برائی نہیں پھیلا

[1] یہ ضروری نہیں کیونکہ بہت سے اہل اللہ صنعت و تجارت نہیں کرتے تھے بلکہ توکل اختیار کرتے تھے کمال

کرتی۔ لیکن عام لوگوں خصوصاً صالح و نیک لوگوں میں شکایت و بدگمانی کا پھیلنا معنے دارد۔ جو فرد قرار داد جرم سے کم نہیں ہے ؎

بگردون برازجورِ دشمن حسام ۔۔۔ بہ از شنعتِ شہر و جوشِ عوام

(۹) اس پیر کے صلاح و تقویٰ کی شناخت کا نہایت اچھا معیار ایک یہ ہے کہ اس کے مریدوں کی حالت دیکھنی چاہئے بقول لا تسأل عن المرء واسأل عن قرینہ یعنی کسی آدمی کی اخلاقی و دینی حالت معلوم کرنی ہو تو خود اس کا حال دریافت کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ اس کے ساتھی کی حالت پوچھ لو کہ کیسی ہے۔ اس سے اس کا حال بھی نمایاں ہو جائیگا۔ اگر اس کے مرید کم از کم پچاس فیصدی نیک صالح اور پابند شرع ہیں تو پیر کی حالت بھی قابل اطمینان ہے۔ لیکن اگر اس کے مرید اکثر بے نماز بے دین۔ آوارہ مزاج رند مشرب شرابی۔ قمار باز۔ ریش تراشیدہ گر صورت تارک سنت اور مخالف آداب ہیں تو پیر کے دلق مرقع اور تسبیح و سجادہ کا کوئی اعتبار نہیں کیونکہ اگر وہ پیر اہل اللہ ہوتا تو ایسے بدمشرب لوگوں کو اپنے پاس باریاب ہونے دیتا۔ اگر باریاب کرتا تو ان کی اصلاح بھی کرتا۔ اگر وہ اصلاح پذیر نہ ہوتے تو ان سے قطع تعلق کر لیتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

اِیَّاکَ وَقَرِیْنَ السُّوْءِ فَاِنَّکَ بِہٖ تُعْرَفُ (جامع صغیر)	برے ساتھی سے بچو۔ کیونکہ تم بھی اس کے ساتھ بدنام ہو جاؤ گے ؎

مجو نفع از نکو کارے کہ با بد گوہر آمیزد ۔۔۔ گوارا نیست آں آبے کہ شد با نیشتر پنہاں

(۱۰) اس پیر کی صحبت کا یہ اثر ہو کہ اس کے پاس بیٹھنے سے دل میں ایک تسکین اور سرور محسوس ہو۔ دل آپ سے آپ نیکی پر مائل اور بدی سے متنفر ہونے لگے۔ اس کی زیارت سے خدا کی محبت اور دین کا شوق بڑھے۔ حدیث میں آیا ہے

اِذَا رُؤُوْا ذُکِرَ اللّٰہُ	جب ان کی زیارت کی جائے تو اللہ یاد آئے

(۱۱) سب سے مقدم اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ وہ پیر کتاب و سنت سے باخبر ہو۔ علم دین پڑھا ہوا ہو۔ اور فقہ مجتہدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کا پابند ہو۔ فرض و واجب سنت و مستحب اور حلال و حرام سے واقف ہو۔ علم نہایت عظیم القدر چیز ہے خصوصاً پیروں مرشدوں کو اس کے

Marfat.com

بغیر چارہ نہیں - اور عالم کا درجہ بہت بڑا ہے - حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَی الْعَابِدِ كَفَضْلِي عَلٰی اَدْنَاكُمْ (مشکوٰۃ)	عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے میری فضیلت تم میں سے کسی ادنے آدمی پر -

جسقدر بزرگان دین اور اولیائے کبار گذرے ہیں سب علوم ظاہر میں کمال حاصل کرنے کے بعد پھر .... علوم باطن اور طریقت کی طرف متوجہ ہوئے ہیں - حضرت حسن بصری - فضیل بن عیاض - ابراہیم ادہم - ذوالنون مصری - عبداللہ ابن مبارک بایزید بسطامی - داؤد طائی - حاتم اصم - معروف کرخی - سری سقطی وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم اجمعین ہیں سے ایک ایک بزرگ طریقت وعرفان کے سمندر ہیں جس سے سلوک وتصوف کے دریا نکلے ہیں - یہ سب محدث وفقیہ اور دیگر تمام علوم ظاہر میں علامہ وفہامہ تھے

حضرت پیران پیر غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا رتبہ علوم ظاہری میں اس قدر اعلیٰ وارفع تھا کہ عراق کے تمام علماء آپ کے شاگرد تھے - علم نحو - معانی - تفسیر - حدیث کی کتابوں کا درس آپ کے دولتکدہ پر جاری رہتا تھا - ایک ہزار سے زیادہ آپ کے شاگرد تھے - آپ کے وعظ میں ہزارہا آدمی جمع ہوتے - چارسو آدمی دوات وقلم لیکر اس کے لکھنے کو تیار رہتے ؛

حضرت خواجہ مودود چشتی کے حالات میں لکھا ہے کہ جب آپ سجادہ نشین ہوئے تو علم ظاہری سے ابھی بہرہ اندوز نہ ہوئے تھے اور پیرزادگی کی وجہ سے ہزاروں مرید آپ سے بیعت ہوئے - آپ اپنے معتقدوں اور مریدوں سمیت حضرت شیخ الاسلام احمد جام رح کی خدمت میں حاضر ہوکر تکمیل علم باطن کے خواستگار ہوئے - حضرت شیخ الاسلام نے فرمایا -

اول مصلےٰ برطاق بنہ وبرو علم بخواں کہ زاہد بے علم مسخرہ شیطان باشد - و متعبد بے فقہ چو خر ؛	پہلے اپنی پیرزادگی کا مصلے بالائے طاق رکھدو اور جاکر علم پڑھو - کیونکہ زاہد بے علم شیطان کے قابو میں ہوتا ہے - اور عابد بے فقہ گدھے کی مانند ہے -

آپ نے یہ سنتے ہی مریدوں کو رخصت کیا - اور ایک مدت تک علم ظاہری کی تکمیل کی پھر حضرت شیخ الاسلام کے حضور میں حاضر ہوئے آپ نے بہت خوش ہوکر انہیں سجادہ

Marfat.com

خواجہ معین الدین اجمیری چشتی

خواجہ خواجگان حضرت سلطان الہند خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ جو علم باطن کے آفتاب عالمتاب ہیں علم ظاہر میں بھی یکتائے دہر تھے۔ آپ کے خلفائے دین قطب الاقطاب خواجہ بختیار کاکی اور حضرت شیخ فرید شکر گنج علوم ظاہر میں وہ پایہ رکھتے تھے کہ شیخ الاسلام کہلاتے تھے پاکپٹن میں برابر سلسلہ درس تفسیر و حدیث جاری رہتا تھا۔ آپ کے خلفا میں حضرت خواجہ نظام الدین اولیا رعلوم ظاہر میں امام وقت تھے۔ آپکو مقامات حریری اور مشارق الانوار زبر یاد تھی بلاغت اور اصول فقہ میں خاص ملکہ تھا انہوں نے خود باوا صاحب سے تجوید قرآن سیکھی اور تمہیدات ابو شکور سالمی۔ عوارف المعارف وغیرہ کتابیں پڑھیں آپ کے مرید بھی تقریباً سب کے سب علماء فضلاء تھے آپ کے خلیفہ حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی ایک متبحر عالم تھے۔ علمائے دہلی آپ کے پاس مسائل مشکلہ اور تحقیقات علمیہ کے لئے حاضر ہوتے اور آپ کے خلفا تقریباً سب کے سب عالم و فاضل تھے مثل علامہ کمال الدین۔ علامہ زین الدین۔ حضرت سید محمد گیسو دراز سید محمد مکی قاضی عبد المقتدر وغیرہم قدس اللہ اسرارھم۔

شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی

حضرت اخی سراج رحمۃ اللہ علیہ جب حضرت سلطان المشائخ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ان سے فرمایا۔

اول درجہ دریں کار علم است	تصوف کے کام میں پہلا درجہ علم کا ہے

چنانچہ انہوں نے تھوڑے عرصہ میں کافی علم حاصل کرلیا۔ اور خلافت سے ممتاز ہوکر بنگالہ آئے۔ ان کے خلیفہ حضرت مخدوم علاء الحق پنڈوی قدس سرہٗ مشہور علامۂ وقت تھے پھر آپ کے خلیفہ اجل مخدوم سید اشرف جہانگیر امام العلماء تھے اور صاحب تصانیف علم ظاہری کی بہت تاکید فرماتے۔ چنانچہ لطائف اشرفی میں فرماتے ہیں۔

اگر کسے بداند کہ در عمر وے بیش از یک ہفتہ نماندہ است وے باید کہ بعلم فقہ اشتغال نماید۔ چہ دانستن یک مسئلہ از علوم دین بہتر از ہزار رکعت نافلہ است۔	اگر کسی کو معلوم ہوجائے کہ اس کی عمر صرف ایک ہفتہ باقی ہے تو اسے چاہیئے کہ فقہ کے علم میں مشغول ہوجائے کیونکہ دینی علوم میں سے ایک مسئلہ کا معلوم ہونا ہزار رکعت نفل سے افضل ہے

مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی

اس سلسلے کے تمام خلفائے وقت علامہ و فہامہ گزرے ہیں جن میں سے میر عبد الواحد بلگرامی رحمۃ اللہ

نے علم سلوک میں ایک کتاب بنام سبع سنابل نہایت عمدہ لکھی ہے ؏

اسی طرح حضرت ضیاء الدین عبد القادر سہروردی بڑے پایہ کے عالم تھے۔ درس تدریس اور وعظ و تبلیغ آپ کا شغل تھا۔ آداب المریدین آپ کی مشہور تالیف ہے۔ جس کی ایک فصل میں سالک کیلئے علم ظاہری کی بڑی تاکید کی ہے ؏

شیخ شہاب الدین سہروردی

آپ کے خلیفہ شیخ الشیوخ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی محدث فقیہ اور واعظ تھے عوارف المعارف آپ کی مشہور تصنیف ہے۔ اس میں فرماتے ہیں ؏

وَالْمَشَايِخُ كَانُوْا يَاْمُرُوْنَ الْمُرِيْدِيْنَ بِتَحْصِيْلِ الْعِلْمِ وَلَا يُجِيْزُوْنَ لَهُمْ تَرْكَهٗ اِلٰى اَنْ يُّشْغِلَهُمُ الْحَالُ عَنِ الْعِلْمِ ؏

بزرگان مشائخ مریدوں کو برابر تحصیل علم کا حکم کرتے تھے اور ترک علم کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ یہانتک کہ حال ان کو علم سے مستغنی کردے ؏

یہ بھی آپ ہی کا مقولہ ہے ؏

لَا تَكُوْنُوْا مِنْ جُهَّالِ الصُّوْفِيَّةِ فَاِنَّهُمْ لُصُوْصُ الدِّيْنِ وَقُطَّاعُ الطَّرِيْقِ ؏

تم جاہل صوفی نہ بنو۔ کیونکہ وہ دین کے چور اور راہزن طریقت ہیں ؏

. . . .

علیٰ ہذا ہر سلسلے میں اور ہر سلسلے کے تقریباً ہر واسطہ میں علم باطن کیساتھ علم ظاہر شامل رہا ہے۔ کیونکہ صوفی بے علم ہرگز ہرگز قابل اعتماد نہیں سمجھا گیا (ماخوذ از رسالہ علم ظاہر و باطن از حضرت شاہ سلیمان پھلواری سلمہ)

(۲) عمل

(۲) وہ پیر اپنے علم پر عمل بھی کرتا ہو۔ عمل کے بغیر علم بے سود ہے۔ جب اس کا علم خود اس کے لئے باعث ہدایت و ذریعہ نجات نہ ہوا تو دوسرے لوگ اس کے حلقہ ارادت میں داخل ہو کر کیا خاک ہدایت پائیں گے۔ جیسے کہ بعض مبتدع و بے دین پیروں کا حال ہے کہ نماز کا نام نہیں روزے سے کام نہیں۔ زکوٰۃ دینے سے نفرت۔ حج پر ہزار حجت۔ منہیات و معاصی کا شوق۔ کفر و الحاد کی باتوں سے ذوق۔ بعض ایسے پیر کہا کرتے ہیں کہ ہم دل ہی دل میں نماز پڑھ لیتے ہیں۔ بعض کا دعوے ہے کہ ہم مرفوع القلم ہو چکے۔ نماز و روزہ ناقصوں کیلئے ہے۔ ہم معراج کمال کو پہنچے ہوئے ہیں۔ ہم کو ان کی ضرورت نہیں۔ استغفر اللہ ؏

حضرت میر عبدالواحد بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ جو سلسلہ چشتیہ نظامیہ کے گرامی ترین بزرگ ہیں اپنی کتاب سبع سنابل میں جس کا ذکر ہم ابھی کر آئے ہیں شرائط پیری میں سے ایک شرط یہ بھی تحریر فرماتے ہیں۔ کہ:۔

عالم و عامل باشد بہ جملہ عبادات از فرائض و واجبات و سنن و نوافل و مستحبات و در ادائے ایں احکام قاصر و متہاون نبود۔ و ہر نماز با بانگ و اقامت با جماعت ادا کند۔ و تعدیل ارکان نگہدارد۔ و اگر بر انواع عبادات عالم نبود۔ عامل نتواند شد و از حد شرع بیفتد۔ پس پیری را نشاید۔ زیرا کہ ہر کہ از مقام حقیقت بیفتد بر طریقت قرار گیرد۔ و ہر کہ از طریقت بیفتد گمراہ گردد۔ و گمراہ پیری را نشاید۔ و اگر کسے از سبب نادانی باو بیعت کردہ باشد۔ باید کہ ازاں بیعت بگردد (از رسالہ علم ظاہر و باطن)

ضروری ہے کہ پیر عالم ہو اور تمام عبادات فرائض و واجبات اور سنن نوافل و مستحبات پر عامل ہو۔ اور ان احکام کے ادا کرنے میں کوتاہی اور سستی نہ کرے اور ہر نماز بانگ اقامت اور جماعت کے ساتھ ادا کرے۔ اور تعدیل ارکان کا پابند ہو اور اگر عبادت کے اقسام کا عالم نہ ہو تو ان پر عامل بھی نہیں ہو سکیگا اور پھر حد شرع سے گر جائے گا۔ پس وہ پیری کے قابل نہیں کیونکہ جو شخص حقیقت کے مقام سے گر جائے وہ طریقت پر آ ٹھہریگا۔ اور جو طریقت سے گر جائے وہ شریعت پر قرار پائیگا۔ اور جو شریعت سے گر جائے وہ گمراہ ہو جائے گا اور گمراہ پیری کے قابل نہیں اور اگر کوئی بیوقوفی کے باعث ایسے پیر سے بیعت کرے۔ چاہئے کہ اس کی بیعت سے پھر جائے

اللھم ارنا الحق حقاً وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلاً وارزقنا اجتنابہ

ماہ جمادی الثانی کے تیرے جمعہ کا وعظ

رہزنان طریقت نمبر ١

اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطن الرجیم

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِیْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْا وَرَاَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِھِمُ الْاَسْبَابُ ۝ وَقَالَ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ اَنَّ لَنَا کَرَّۃً فَنَتَبَرَّاَ مِنْھُمْ کَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا ؕ کَذٰلِکَ یُرِیْھِمُ اللّٰہُ اَعْمَالَھُمْ حَسَرٰتٍ عَلَیْھِمْ ؕ وَمَا ھُمْ بِخٰرِجِیْنَ مِنَ النَّارِ ۝ (بقرہ ۲۰۶)

(یہ ایسا کڑا وقت ہوگا کہ) اسوقت گرو (اپنے چیلے چانٹوں سے دست بردار ہوجائیں گے اور عذاب (آنکھوں سے) دیکھ لیں گے۔ اوران کے آپس کے تعلقات (سب) ٹوٹ ٹاٹ جائینگے اور چیلے بول اٹھیں گے کہ اے کاش ہم کو (ایکدفعہ دنیا میں) پھر لوٹ کر جانا ملے۔ تو جیسے یہ (لوگ آج) ہم سے دست بردار ہوگئے (اس طرح کل کو) ہم بھی ان سے دست بردار ہوجائیں یوں اللہ ان کے اعمال ان کے آگے لائیگا کہ ان کو (وہ اعمال سرتاسر موجب) حسرت دکھائی دیں گے اور (اس پر بھی) ان کو دوزخ سے نکلنا (نصیب) نہیں ہوگا (بقرہ ۲۰۶)

ان آیات میں ان گرو چیلے یا مرشد و طالب کا حال لکھا ہے۔ جن کی آپس میں نسبت غلط عقیدے اور ناراست عمل پر مبنی تھی۔ اور قیامت کے دن ان کو اپنے اس ناراست ربط و تعلق پر ندامت لاحق ہوگی۔ اور وہ ایک دوسرے کو الزام دیں گے اور اپنی بریت ظاہر کریں گے چیلے کہیں گے کہ اس بدبخت گرو نے ہم کو خراب کیا۔ مدتوں ہمارا مال کھایا۔ ہماری کمائی پر عیش کی اور اس کا عوض یہ دیا کہ ہمارا ایمان بھی غارت کیا۔ وہ کہیگا۔ تم ہی بدبخت و گمراہ تھے جنہوں نے خواہ مخواہ مجھکو شہرت دے کر بزرگ مان لیا۔ اور مجھ سے اس طرح مرادیں طلب کرنے اور میرے آگے ماتھا ٹیکنے لگے۔ جس طرح خدا سے دعا اور اس کی عبادت کی جاتی ہے۔ جب دونوں ایکدوسرے سے بیزاری ظاہر کریں گے نہ ان میں وہ دنیا کا سا ادب رہے گا نہ لحاظ نہ شفقت تو ان کو اپنے اعمال پر بڑی حسرت اور ندامت ہوگی اور ان کا ٹھکانا جہنم ہوگا :۔

قرآن مجید میں ایک جگہ ان پیشواؤں اور پیروں کی اس بحث و تکرار کا ذکر ہے۔ جو قیامت کے روز ان میں ہوگی :۔

وَاَقْبَلَ بَعْضُھُمْ عَلٰی بَعْضٍ	اور ایک دوسرے کی طرف منہ کرکے

Marfat.com

يَتَسَآءَلُوْنَ ۝ قَالُوْٓا اِنَّكُمْ كُنْتُمْ
تَاْتُوْنَنَا عَنِ الْيَمِيْنِ ۝ قَالُوْا بَلْ
لَّمْ تَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝ وَمَا كَانَ
لَنَا عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ ۚ بَلْ كُنْتُمْ
قَوْمًا طٰغِيْنَ ۝ فَحَقَّ عَلَيْنَا قَوْلُ
رَبِّنَآ ۖ اِنَّا لَذَآئِقُوْنَ ۝ فَاَغْوَيْنٰكُمْ
اِنَّا كُنَّا غٰوِيْنَ ۝ فَاِنَّهُمْ
يَوْمَئِذٍ فِى الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ۝
اِنَّا كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ ۝
(سورۂ والصافات ع ۲)

پوچھ گچھ کریں گے - ایک فریق (دوسرے فریق) سے کہے گا کہ تم ہم پر چل چل کر آتے تھے وہ کہیں گے (نہیں) بلکہ تم آپ ایمان نہیں لائے اور تم پر ہمارا کچھ زور تو تھا ہی نہیں - بلکہ تم (خود) سرکش لوگ تھے - پس ہمارے پروردگار کا وعدہ (عذاب) ہمارے حق میں پورا ہوا - تو ہم کو (عذاب کے) مزے چکھنے ہونگے - ہم آپ بہکے ہوئے تھے سو ہم نے تم کو بھی بہکا دیا - الغرض اس روز یہ سب لوگ شریک عذاب ہونگے گنہگاروں کے ساتھ ہم ایسا ہی سلوک کیا کرتے ہیں ؎

پچھلے وعظ میں تصوف - بیعت اور بیعت کے قابل پیروں کے بارہ[12] اوصاف بیان کئے گئے تھے اور یہ بتایا تھا - کہ جن پیروں میں یہ سارے اوصاف جمع نہ ہوں وہ ہرگز پیری کے قابل نہیں کسی مسلمان کا ان کو اپنا مرشد و پیشوا بنانا سخت غلطی بلکہ گمراہی اور خسران الدنیا والآخرۃ کی مصداق ہے - مگر زمانہ کی حالت نہایت افسوسناک ہو رہی ہے - آج کل زیادہ کثرت اسی قسم کے پیروں کی ہے جو ہرگز ہرگز اس منصب جلیلہ کے اہل نہیں ہیں - لوگوں کا ان کو اپنا پیر بنانا اور ان کی خاطر و تواضع کرنا نہ صرف فضول مالی نقصان ہے بلکہ دین و ایمان کی بھی تباہی ہے ؎

خَلِيْلِيَّ قُطَّاعُ الطَّرِيْقِ اِلَى الْحِمٰى   كَثِيْرٌ وَّ اَرْبَابُ الْوُصُوْلِ قَلَائِلُ

غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نااہل پیر تقریباً چار قسم کے ہیں ؎

(۱) موروثی پیر (۲) رسمی پیر (۳) جعلی پیر (۴) طاغوتی پیر - اب ہم ان چاروں قسم کے پیروں کا حال ان کی ابتدا سے ان کے انجام تک بیان کرتے ہیں - حاضرین خوب غور سے سنیں اور یاد رکھیں تاکہ ان کمینے شیطانی ہتھکنڈوں سے بچنا آسان ہو و باللہ التوفیق

پہلے موروثی پیر

کو لیجئے - کمالات ولایت کوئی موروثی جائیداد نہیں ہیں بلکہ یہ ایک عطیہ الٰہی ہے جس کو اللہ

Marfat.com

چاہتا ہے وہ دیتا ہے ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ط

ایں سعادت بزور بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

لیکن بدقسمتی سے اس زمانے میں لوگوں نے اس منصب مقدس کو موروثی سمجھ رکھا ہے
ایک بندہ مقبول کو اس کی خوش قسمتی سے اللہ توفیق دیتا ہے کہ وہ طاعت و عبادت اور
زہد و ریاضت سے درجہ ولائیت اور مقام کمال پر پہونچ جاتا ہے۔ دنیا اس سے مستفید ہونے
لگتی ہے۔ مگر اس کے بیٹے پوتے باوجود بیکمال ہونے کے محض پیرزادے کہلانے کے باعث
مفت میں پیر بن جاتے ہیں۔ جیسے حکیم کا بیٹا خواہ بیماریوں کا نام بھی نہ جانتا ہو مفت میں
حکیم جی حکیم جی کہلانے کے باعث مسند طبابت پر بیٹھ جاتا ہے اور خواہ مخواہ علاج و معالجہ
کا کاروبار شروع کر دیتا ہے۔ اسی طرح یہ پیرزادے مفت کے پیر ہیں مگر اندرونی حالت یہ
ہے کہ کمالات باطنی تو بڑی بات ہے پہلے فرائیض پیری سے بھی واقف نہیں۔ نہ آداب
طریقت کی خبر ہے نہ تلقین وارشاد کا مادہ ہے نہ علم ہے نہ عمل ہے مگر پیرزادگی نے ان کو خواہ
مخواہ پیر بنا دیا۔ بزرگوں کے کمالات تو ورثے میں ملے نہیں مگر ان کا نام اور ان کا نسبی تعلق
دنیا میں ان کیلئے سند قبول کا کام دے رہا ہے:

پیرزادوں کا شغل

اب ان کا کیا شغل ہے؟ کاسہ گدائی ہاتھ میں ہے۔ اور اپنے بزرگوں کے معتقدوں اور
مریدوں سے نذر نیاز کے نام سے بھیک مانگتے پھرتے ہیں۔ بھیک مانگنا ہر چند ایک ذلیل
کام ہے۔ مگر وہ بھی ان پیرزادوں کی اصطلاح میں خراج بزرگی یا نذرِ مشیخت ہونے کی وجہ
سے ایک مقدس و متبرک پیشہ ہے:

ایک شخص نے کوئی کتاب تصنیف کی "سبیل روزگار" جس میں روپیہ کمانے کے ایک سو
ایک گر لکھے۔ مگر چونکہ وہ ذات کا بھکاری تھا۔ اس لئے اپنے اس پیشہ سے باز نہ آیا۔ ایک
شریف آدمی نے اس کو بازار میں بھیک مانگتے دیکھا تو پوچھا کتاب سبیل روزگار کے مصنف
تم ہی ہو۔ اس نے کہا ہاں میں ہی ہوں۔ پھر پوچھا تم نے اس میں روپیہ کمانے کے ایک سو
ایک گر لکھے ہیں۔ اس نے کہا ہاں لکھے ہیں۔ پوچھا پھر تم خود کیوں بھیک مانگتے ہو۔ اس نے
کہا۔ یہ بھی تو روپیہ کمانے کا ایک گر ہے:

Marfat.com

روزی کمانے کا ایک طریقہ پیرزادوں کا

اسی طرح ان پیرزادوں کے نزدیک مریدوں سے نذرانے مانگنا ان سے عطیات مدد یا کا سوال کرنا کوئی قابل شرم کام نہیں۔ بلکہ یہ بھی روزی کمانے کا ایک طریقہ ہے استغفر اللہ۔ حالانکہ شریعت پاک میں سوال کرنا ایک نہایت معیوب کام قرار دیا گیا ہے۔ میں نے پچھلے وعظ میں بیان کیا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر ایک سوار کا کوڑا گر جائے تو وہ کسی سے اتنا سوال بھی نہ کرے کہ اس کو اٹھا کر مجھے پکڑا دو۔ بلکہ خود گھوڑے سے اتر کر اٹھائے

احادیث

احادیث میں کئی جگہ اور بھی سوال و دریوزہ گری کی برائی آئی ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے (۱) مَنْ سَأَلَ النَّاسَ تَكَثُّرًا فَإِنَّمَا يَسْأَلُ جَمْرًا فَلْيَسْتَقِلَّ أَوْ لِيَسْتَكْثِرْ (مسلم۔ ریاض الصالحین)

(۱) جو شخص مالدار بننے کے لئے لوگوں سے سوال کرے وہ آگ کے انگار مانگ رہا ہے چاہے تھوڑے مانگے یا زیادہ مانگے

(۲) إِنَّ الْمَسْأَلَةَ كَدٌّ يَكُدُّ بِهَا الرَّجُلُ وَجْهَهُ الخ (ترمذی ریاض)

(۲) سوال کرنا ایک زخم ہے جس کے ساتھ آدمی اپنے چہرہ کو زخمی کرتا ہے

(۳) مَنْ أَصَابَتْهُ فَاقَةٌ فَأَنْزَلَهَا بِالنَّاسِ لَمْ تُسَدَّ فَاقَتُهُ وَمَنْ أَنْزَلَهَا بِاللّٰهِ فَيُوشِكُ اللّٰهُ لَهُ بِرِزْقٍ عَاجِلٍ أَوْ آجِلٍ (ابو داؤد ریاض)

(۳) جس شخص کو فقر و فاقہ دامنگیر ہو پھر وہ اسے لوگوں کے پیش کرے تو اس کا فقر دور نہ ہوگا۔ اور جو شخص اسے اللہ کے پیش کرے تو بعید نہیں کہ اللہ تعالےٰ اس کو جلدی یا بدیر رزق عطاء کرے۔

(۴) مَنْ تَكَفَّلَ لِي أَنْ لَا يَسْأَلَ النَّاسَ شَيْئًا أَتَكَفَّلُ لَهُ بِالْجَنَّةِ الخ (ابو داؤد۔ ریاض)

(۴) جو میرے لئے یہ ذمہ اٹھائے کہ لوگوں سے کچھ سوال نہیں کرے گا۔ میں اس کیلئے بہشت کا ذمہ اٹھاتا ہوں۔

صوفیوں کا اصول

سوال و دریوزہ گری تو عام لوگوں کیلئے بھی بری ہے چہ جائیکہ ان مقدس لوگوں کیلئے جو ایک جماعت کے رہبر و پیشوا ہونے کا دعوےٰ رکھتے ہیں۔ اور لوگوں کے دین و اخلاق کی اصلاح ان کا فرض ہے۔ ان کو اس مخرب اخلاق کام سے بالکل بچنا لازم ہے۔

صوفیاء کا طرز عمل

اکابر صوفیہ جو آسمان تصوف کے نجوم ابتداء تھے۔ سوال تو درکنار وہ لوگوں کی خود بخود پیش کی ہوئی نذروں کے قبول کرنے میں بھی تامل کیا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت رابعہ بصری کے حال

میں لکھا ہے کہ ایک بزرگ نے ان سے کہا بی بی تم صرف ایک ٹوٹے ہوئے لوٹے اور پرانے بوریئے کے ساتھ گذارا کرتی ہو۔ اجازت دو تو میں اپنے کسی دولت مند مرید سے آپکو اچھا سامان دے دوں رابعہ نے فرمایا تم غلطی کرتے ہو۔ کیا میرا اور ان کا رزاق ایک ہی نہیں ہے (تذکرۃ الاولیا)

فضیل ابن عیاض ایک بڑے ولی گذرے ہیں۔ خلیفہ ہارون الرشید کو انہوں نے ایک موقعہ پر نصیحتیں کیں۔ خلیفہ نے ان کے سامنے ایک ہزار اشرفی کی تھیلی پیش کی۔ فضیل نے ناراض ہوکر کہا۔ میں تو تم کو نجات دلانے کی باتیں سکھاتا ہوں۔ تم مجھ پر دنیا کا بوجھ لاد کر مجھ کو مار ڈالنے کی کارروائی کرتے ہو!

حضرت ابراہیم ادہم وہ بزرگ ہیں جنہوں نے بادشاہی چھوڑ کر فقیری اختیار کی تھی ایک شخص نے ایک ہزار درہم ان کو نذر کئے۔ انہوں نے قبول نہ فرمائے اور کہا کیا تم یہ چاہتے ہو۔ کہ فقیری کے دفتر سے میرا نام کٹ جائے؟

حضرت حاتم اصم ایک مشہور ولی تھے۔ کسی شخص نے ان کی ضیافت کی انہوں نے اس شرط پر قبول کی کہ جو چیز مجھ کو پسند ہوگی وہ کھاؤنگا۔ جب دسترخوان بچھا اور لوگ طرح طرح کی نعمتیں کھانے لگے تو حاتم نے اپنی جیب سے روٹی کا سوکھا ٹکڑا نکالا۔ اور اس کو کھانے لگے۔ لوگوں نے عرض کیا۔ حضرت یہ کیا؟ فرمایا میں پہلے شرط کرچکا ہوں کہ جو چیز مجھے پسند ہوگی وہی کھاؤنگا مجھے یہی پسند ہے اور یہی میری غذا ہے:

ایک بادشاہ نے اپنے نوکر کو اشرفیوں کی تھیلی دی اور حکم دیا اسکو درویشوں میں بانٹ دو نوکر دن بھر پھرپھرا کر شام کو واپس آیا اور تھیلی جوں کی توں بادشاہ کے سامنے لارکھی بادشاہ نے سبب پوچھا۔ تو عرض کیا میں شام تک شہر میں پھرتا رہا۔ بہت سے درویش ملے مگر جو درویش ہیں انہوں نے کچھ لینا منظور نہ کیا اور جو لینے پر رضامند تھے وہ سچے درویش نہیں

اس قسم کی پیری مریدی کے سلسلے میں ایک عجیب تماشے کی بات یہ ہے کہ جس بزرگ سے یہ سلسلہ چلا ہے وہ تو سنت پیغمبری کے موافق اپنے معتقدین کو بیعت کرتے تھے۔ گناہوں سے توبہ کراتے تھے تلقین و ہدایت کرتے تھے توجہ دیتے تھے۔ اور ان کی روح و نفس پاک و ستھرا بناتے تھے۔ مگر ان کے مرنے کے بعد ان کی اولاد جو مسند پیری پر جلوہ افروز ہو

Marfat.com

ہے۔ تو ان کو ان باتوں سے بالکل سروکار نہیں۔ نہ وہ کسی سے بیعت لیتے ہیں نہ بیعت لینی آتی ہے۔ وہ خود گناہوں سے تائب ہونا نہیں جانتے۔ دوسروں کو تائب کیا کرائیں گے اور تلقین و ہدایت سے ان کو دور کی بھی نسبت نہیں۔ توجہ کے شاید معنے بھی نہ سمجھیں اور روح و نفس کے مراتب و لطائف تو بہت دور کی باتیں ہیں۔ ان کا ذکر ہی کیا۔ با ایں ہمہ وہ پیر کے پیر ہیں اور ان کے بڑے حضرت صاحب کے مرید جسقدر گاؤں قصبوں شہروں میں تھے ان سب کی اولاد اور اولاد کی اولاد نسلاً بعد نسل ان کی مرید ہے جس طرح ان پیرزادوں کیلئے پیری ایک جدّی اور خاندانی ورثہ بن گئی ان کے لئے مریدی بھی ایک پشتینی طوق غلامی ہے کہ جب ایک کے گلے میں پڑجاتا ہے تو پھر نسلاً بعد نسل محکم ہو جاتا ہے پھر مرید کے گھر جو بچہ بچی پیدا ہوتا ہے۔ وہ گویا پیدائشی مرید ہے۔ بیعت و نسبت کی اس کو ضرورت نہیں استغفر اللہ ربی! کس قدر بڑی بدعت مروّج ہو رہی ہے اور شیطانی مکروفریب نے لوگوں کی جہالت کے ساتھ مل کر دین اسلام میں کسقدر خطرناک فتنہ پیدا کر دیا ہے ؛

اس قسم کے پیرزادوں میں سے جو ہوشیار اور چلتے پرزے ہوتے ہیں وہ تعمیر خانقاہ۔ مرمت روضہ اخراجات لنگر خانہ۔ مصارف مدرسہ۔ مصارف عرس وغیرہ مختلف مدّین قایم کر کے اپنے مریدوں سے مال و زر اور نقد و جنس وصول کرنے کے حیلے نکال لیتے ہیں اور بڑی بڑی جائدادیں پیدا کر لیتے ہیں۔ شاندار عمارتیں بنا لیتے ہیں۔ شاہانہ زندگی بسر کرتے ہیں۔ اور جو پیرزادے خاص سجادہ نشین کے قرابت دار یا ذرا حکمت عملی میں کمزور ہوتے ہیں ان کا شیوہ یہ ہوتا ہے کہ برس دن یا چھ ماہی کے بعد مریدوں کے دیہات و قصبات میں دورہ کرتے ہیں۔ کئی کئی دن مریدوں کے محلے میں ڈیرا جمائے رکھتے ہیں آخر ہر مرید روپیہ روپیہ دو دو روپے حسب وسعت جمع کر کے ان پیر صاحب کی نذر کرتے اور ان کو رخصت کرتے ہیں۔ پھر وہ دوسرے محلے یا دوسرے گاؤں میں جا براجتے ہیں۔ بعض پیروں نے اپنے مریدوں پر فی کس چار آنہ یا آٹھ آنہ ٹیکس مقرر کیا ہوا ہے۔ اور بعض پیروں کے لئے برادریوں نے بیاہ وغیرہ تقریبات پر بطور سرشتہ کچھ نقدی مقرر کی ہوتی ہے۔ اگر کوئی مرید مقررہ نذر و نیاز یا ٹیکس دینے میں حیلہ بہانہ کرے تو حلقہ مریدی سے عاق کرنے کی دھمکی دی جاتی ہے۔ اس کو پیر کی نافرمانی کا وبال پڑنے

Marfat.com

سے ڈرایا جاتا ہے۔ آخراس کو بھی کچھ تو عاق ہونے کے خوف سے کچھ وبال کے خطرے سے اور دنیا کی شرم سے کچھ نہ کچھ دیتے ہی بنتی ہے۔ اس طرح وہ پیرجی اپنے مریدوں سے سال بھر کے خرچ کیلئے رقم جمع کر کے لیجاتے ہیں۔ اور مزے سے گھر میں بیٹھ کر کھاتے ہیں۔

دنیا کی جہالت

آہ کسقدر اندھیر چھایا ہے۔ اور دنیا کیسی اندھی ہو رہی ہے۔ کہ کوئی نہیں سمجھتا اور سوچتا سیا پوچھتا کہ اس قسم کی پیری و پیرزادگی کا اور اس مریدی و مریدزادگی کا شرع میں ثبوت کیا ہے۔ قرآن کی کونسی آیت اور حدیث کی کونسی روایت اس کی تائید کرتی ہے۔ پیری سے عاق کرنے کا مسئلہ کہاں سے نکالا ہے۔ اول تو عاق باپ کا ہوتا ہے۔ پیر کا عاق ہونا کوئی اصطلاحی و شرعی معنے نہیں رکھتا۔ اگر پیر کا عاق ہونا تھوڑی دیر کیلئے مان بھی لیا جائے تو جہاں پیر صاحب کی صحیح بعیت ہی منعقد نہیں ہوئی۔ وہاں کوئی عاق کیونکر ہو سکتا ہے۔ یہ جاہلوں کے ڈرانے اور لوٹنے کے لیئے محض گیدڑ بھبکیاں ہیں ؎

تا کہ احمق باقی است اندر جہاں مرد عاقل کے شود محتاج نان

پیروں صاحب سے سوال

کوئی ان پیر صاحب سے اتنا پوچھے کہ آپ جو مریدوں کے سر پر سوار ہو کر تحکم کے ساتھ جبر و تشدد کے ساتھ دھمکیوں اور گھرکیوں کے ساتھ ہمیشہ رقمیں بٹورتے ہیں۔ تو قبلہ یہ آپ کون سی خدمت و محنت کا معاوضہ وصول فرماتے ہیں۔ آپ اگر ان مریدوں کے راہنما و ہادی ہیں۔ تو خدارا یہ تو بتائیے کہ آپ راہنمائی و ہدائیت کا فرض کہاں تک ادا فرماتے ہیں؟

قیامت کی باز پرس

جب قیامت کے روز آپ سے سوال ہوگا کہ تم نے عمر بھر اپنے مریدوں کا مال کھایا۔ نذرانے وصول کیئے۔ ضیافتیں اڑائیں۔ کیا تم نے اس کے عوض میں اپنا فرض ادا کیا؟ تمہارا فرض تھا کہ اپنے مریدوں کو راہ ہدائیت دکھاتے۔ ان کی بیویوں کو بدعتوں سے باز رکھتے۔ ان کو نماز روزہ کے پابند بناتے۔ ان کی اولاد کو نیکی کی تلقین کرتے۔ اور سعادتمندی کی ترغیب دیتے۔ مگر تمہارا یہ حال ہے کہ مرید جاہل تھا۔ حلال و حرام سے ناواقف تھا احکام دین سے بے خبر تھا۔ تو تمہاری بلا سے۔ اس کی عورت شرک و بدعت میں مبتلا تھی۔ چوری غیبت رونا پٹینا اس کا شیوہ تھا۔ تو تمہاری جوتی جانے۔ اس کے لڑکے پتنگ بازی آوارہ گردی اور بیکاری کے عادی۔ نماز چھوڑدینے اور داڑھی منڈانے کے خوگر تھے۔ تو تمہاری پیزار سے۔ تم کو

Marfat.com

تو اپنے حلوے مانڈے سے غرض تھی۔ کیا تم کو معلوم نہ تھا کہ ایک ایک پیسہ اور ایک ایک دمڑی بھی کچھ نہ کچھ معاوضہ چاہتی ہے۔ تم نے ساری عمر مریدوں کی کمائی کھائی اور اپنی توند بڑھائی۔ بتاؤ اس کا کیا معاوضہ ادا کیا۔ جب بارگاہ رب العزت میں آپ سے یہ سوال ہوگا تو آپ کیا جواب دیں گے؟ کچھ بھی جواب نہ بن پڑے گا:

غرض اس قسم کے پیر صاحبان اپنی اس وصولی زر اور تحصیل ٹیکس کی کوئی معقول وجہ نہ بیان کر سکتے ہیں نہ آخرت میں ان سے کوئی جواب بن آئے گا۔ کیونکہ ان کا یہ کاروبار بالکل اس اکل بالباطل کا مصداق ہے۔ جو احبار یہود اور رہبان نصاریٰ کا شیوہ تھا۔ اللہ فرماتا ہے۔

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنَّ کَثِیْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّھْبَانِ لَیَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَیَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ط (توبہ ۵۶)

مسلمانو! اہل کتاب کے اکثر عالم اور مشائخ لوگوں کے مال ناحق (ناروا) ڈکوستے ہیں۔ اور (لوگوں کو) راہ خدا سے روکتے ہیں:

بیعت کے معنے معاہدے کے ہیں۔ اور پیری مریدی کا تعلق دراصل ایک خدائی معاہدہ ہے۔ جس میں پیر اپنے مرید کو ہدایت کرنے کا ذمہ لیتا ہے۔ اور مرید اس کے حکم پر چلنے کا عہد کرتا ہے۔ لیکن جس پیر نے اپنے مرید کو ایک دن بھی ہدایت نہیں کی۔ یا اگر کی تو اس کے عمل نہ کرنے کی صورت اس کو برابر اپنے دائرہ مریدی میں داخل رکھا تو کیا اس پیر نے اپنے خدائی عہد و پیمان کو پورا کیا۔ ٹیکس ادا نہ کرنے کی صورت میں تو وہ اپنے مرید کو عاق کرنے کے لئے فوراً تیار ہیں۔ لیکن جب مرید نماز نہیں پڑھتا۔ حلال و حرام میں تمیز نہیں کرتا۔ تو پھر عاق کرنے کی ضرورت نہیں۔ ایسے پیروں سے اللہ ہی سمجھے گا۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی ثَلٰثَۃٌ اَنَا خَصْمُھُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ رَجُلٌ اَعْطٰی بِیْ ثُمَّ غَدَرَ وَ رَجُلٌ بَاعَ حُرًّا فَاَکَلَ ثَمَنَہٗ وَرَجُلٌ اسْتَاْجَرَ اَجِیْرًا فَاسْتَوْفٰی مِنْہُ وَلَمْ یُعْطِہٖ

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے تین آدمی ہیں کہ قیامت کے روز میں خود ان کے ساتھ سمجھونگا ایک وہ آدمی جس نے میرے نام پر عہد کیا۔ پھر عہدی کی ایک وہ آدمی جس نے آزاد آدمی کو بیچا۔ اور

اَجْرَہٗ (بخاری مشکوٰۃ)	اور اس کی قیمت کھائی۔ ایک وہ آدمی جس نے کسی مزدور کو مزدوری پر رکھا۔ اس سے کام لیا۔ مگر مزدوری نہ دی ⁂

ان خاندانی پیروں، پیرزادوں میں آج چند ایسی مثالیں ہمارے سامنے موجود ہیں کہ ایک مشہور
اہل اللہ کی اولاد ہونے کے باعث ان کی عام قدر و منزلت ہوتی ہے۔ بیشمار مریدان کی عزت
کرتے ہیں۔ مگر ان کے گندے اعمال سے خدا کی پناہ۔ جب وہ قبائے مشیخت زیب تن کر کے
اور تسبیح و مصلا ساتھ لے کر مریدوں کی بستیوں میں نکل جاتے ہیں تو مال و زر کی جھولیاں بھر بھر
کرلاتے ہیں اور گھر آ کر وہ سب مال رنڈی بازی قمار بازی اور دیگر فواحش و معاصی میں صرف ہوتا ہے
ہاں ایسے پیرزادے بھی بہت پھرتے ہیں کہ بظاہر وہ بدنام نہیں ہیں۔ نمازی و روزہ دار اور
سیدھے سادے مسلمان ہیں مگر ان کا گذارہ صرف مریدوں کی داد و دہش پر ہے۔ اور اسی
غرض سے وہ ہر ششماہیہ پر یا آئے سال مریدوں میں دورے کرتے ہیں۔ تاہم یہ کاروبار ایسی
پیری مریدی اور اس قسم کا لینا دینا پیر اور مرید دونوں کیلئے شرعاً گناہ ہے۔ ان پیروں کو
ایسا بیوپار چھوڑ کر کوئی اور ذریعہ معاش طلب کرنا چاہیئے۔ اور مریدوں کو ایسے پیروں
سے بالکل قطع تعلق کر لینا چاہیئے۔ اس کے بعد

(۲) رسمی پیر

آتے ہیں۔ ہمارے یہاں عام لوگوں میں پیر فقیر کے ساتھ اعتقاد و ارادت رکھنے کا ایک عام
رواج ہے۔ پیر یا شیخ کا اصلی مفہوم جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد علی مرتضےٰ کرم اللہ
وجہہٗ خواجہ حسن بصری حضرت بایزید بسطامی، حضرت جنید بغدادی جیسے اکابر رجال پر
صادق آتا تھا۔ اس سے تو ان لوگوں کا دماغ بالکل نا آشنا ہے۔ وہ تو ہر اس فقیر کو۔ جو
کسی تکیے کا جاروب کش ہو۔ یا کسی خانقاہ کا مجاور ہو۔ یا ویسے ہی ایک لمبا گیروے
رنگ کا چولا پہن کر مانگنے کھانے پر چل کھڑا ہو۔ فقیری کے درجے پر ممتاز سمجھنے لگتے ہیں
پھر جب وہ عوام کا رجوع دیکھ کر جھاڑ پھونک۔ ٹونہ۔ ٹوٹکا۔ منتر۔ جنتر کرنے لگتا
ہے۔ اور ٹڈی دل کی ڈاڑھی باندھنے۔ عورتوں سے جن اتارنے کے کارنامے کرتا ہے

Marfat.com

تو لوگ اس کو کالے علم (سحر) کا ماہر سمجھتے ہیں اور رسم عام کے دربار سے بآسانی اس کو پیری ومرشدی کی سند مل جاتی ہے۔ اس لیئے میں نے ان کو رسمی پیر کا خطاب دیا ہے۔ کیونکہ رسم ورواج نے ان کو پیر بنا لیا۔ ورنہ انہوں نے تصوف وطریقت کی تعلیم کے ماتحت کہیں پیری کا استحقاق حاصل نہیں کیا۔ نہ کسی مستند سلسلہ طریقت سے ان کا تعلق ہے۔ نہ وہ طریقت وشریعت کے آداب ومراسم سے کچھ خبر رکھتے ہیں بلکہ ان میں سے اکثر فقیر ریش تراشیدہ۔ گبرصورتا بھنگ نوش ملحد وزندیق ہوتے ہیں۔ کانوں میں آویزے۔ ہاتھ میں کسی قسم کے کڑے۔ گلے میں کنٹھا وغیرہ نسوانی زینتیں ان کے مشرب کو "مردان راہ" کے مشرب سے جداگانہ ثابت کرتی ہیں۔ بستی کے بعض خام طبع وآوارہ مزاج نوجوان ان کے اعتقاد کے پھندے میں پھنس کر ان کے طالب ومرید ہو جاتے ہیں۔ مگر ؎

جاہل بروز مرشد بے معرفت چہ فیض | کورے کجا عصا کش کورے دگر شود

چنانچہ ان مرشدان بے معرفت کی زیر تربیت ان طالبوں کو بجائے ہدایت خاص ہونے کے بھنگ سے چرس کا چسکا لگ جاتا ہے مجلس سماع میں تھرکنے۔ ناچنے۔ کودنے اور ہوحق کے نعرے لگانے۔ درختوں سے الٹے لٹک کر رقص دکھانے کی مشق ہو جاتی ہے۔ پھر وہ اپنے آپ کو ہفت خوان ولائیت کے ایسے شاہسوار سمجھنے لگتے ہیں۔ جن کے آگے تمام اہل علم وفضل اور اہل ورع وتقوٰے اور تمام مولوی مفتی قاضی علامہ کوئی حقیقت نہیں رکھتے ؛

یہ جماعت دین کے بارے میں نہائیت گستاخ اور شعائر دین کے حق میں بڑی بے ادب ہوتی ہے علماء کی توہین اور ان کے منصب درس ووعظ وافتا کی تضحیک کرنا۔ نمازوں کی ہنسی اڑانا بندے کو خدا اور خدا کو بندہ کہنا ان کا شیوہ ہے۔ قبروں کے سامنے علانیہ سجدہ کرتے ہیں اور کراتے ہیں اور طالبوں سے خود اپنی اس طرح تعظیم کراتے ہیں۔ جو شعار دین میں صرف خدا کیلئے زیبا ہے کیا عجب تماشہ ہے۔ کہ یہ لوگ اپنے فقیری سلسلوں کے تمام کمالات وکرامات کا سرچشمہ مولا علی (حضرت علی کرم اللہ وجہہ) کو قرار دیتے ہیں۔ اور مولا علیؑ کے آگے معاذ اللہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ توبہ توبہ خداوند تعالےٰ کو بھی کچھ نہیں سمجھتے۔ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ سائیں جی! مولا علی تو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت تھے۔ اور ان کا طریقہ وہی تھا۔ جو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا یعنے نماز پڑھنا، روزہ رکھنا، بندہ کو بندہ خدا کو خدا سمجھنا شرک نہ کرنا۔ بدعت نہ کرنا۔ تو یہ باتیں ان کے ذہن ہی میں نہیں آتیں منہ دوسری طرف پھیر لیتے ہیں اور اگر زیادہ تکرار سے کہا جائے تو کھسیانے ہو کر گرمی پر آجاتے ہیں۔ پھر مولویوں قاضیوں کو برا بھلا کہنے لگ جاتے ہیں۔ چونکہ یہ قولاً و عملاً بندہ کو خدا اور خدا کو بندہ کہتا اور مانتا ہے اور بندہ کے آگے اسی طرح سجدہ کرتا ہے جیسے خدا کیلئے کیا جاتا ہے اس لئے وہ شرک صریح کا مرتکب ہے۔ اس کا وجود جسم اسلام کے لئے ایک ناسور کے مشابہ ہے اور اس کی حالت اہل کتاب کی اس آخری جاہل و بے دین قوم سے ملتی جلتی ہے جس کا ذکر اللہ نے یوں کیا ہے :

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۚ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ (توبہ - ع ۵)

انہوں نے اپنے پنڈتوں اور سادھوؤں کو اپنا خدا بنا لیا اللہ کے سوا اور مسیح ابن مریم کو۔ حالانکہ ان کو یہی حکم ہوا ہے کہ ایک اللہ کی عبادت کریں۔ اس کے سوا اور کوئی خدا نہیں۔ وہ پاک ہے ان شرکوں سے جن کو وہ لوگ شریک بتاتے ہیں :

خیر ان لوگوں کا معاملہ تو اللہ کے سپرد۔ وہ جانے یہ جانیں۔ میں یہاں ان عام بھولے بھالے مسلمانوں سے چند باتیں کہنی چاہتا ہوں۔ جو ان درویشوں کو پیش نظر رکھ کر کہا کرتے ہیں کہ علم سے درویشی کا درجہ بہت بلند ہے :

برادران من! ادب سب سے بڑا سرمایہ نجات ہے۔ چاند سورج کا طلوع و غروب زمین و آسمان کا قیام اور عالم کا سارا انتظام ادب ہی پر موقوف ہے۔ اگر ادب نہ ہو تو سارا عالم درہم برہم ہو جائے ؎

از ادب پرنور گشتہ است ایں فلک   از ادب معصوم و پاک آمد ملک

اس لئے ادب کا پابند رہنا قانون الٰہی کا اتباع ہے۔ جس سے خداوند تعالیٰ خوشنود ہوتا ہے۔ اور نجات آخرت کی امید ہوتی ہے۔ بخلاف اس کے بے ادبی اللہ کے فضل سے

Marfat.com

محروم اور نجات سے بے بہرہ کرنے والی ہے ؎

از خدا خواہیم توفیق ادب بے ادب محروم ماند از فضل رب

ماں باپ استاد پیر مرشد کا ادب رکھنا تو مشہور ہے مگر مسلمانوں کیلئے سب سے زیادہ ضروری اور مقدم ادب شعائر دین کا ہے اور بڑے بڑے شعائر دین چار ہیں ؛

(۱) کعبہ - (۲) نماز - (۳) قرآن - (۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ؛

صوفیہ کرام رضی اللہ عنہم کا تو بڑا درجہ ہے - عامہ مسلمین کو بھی یہ شایاں نہیں کہ وہ ان شعائر دین کی بے ادبی کا کبھی تصور بھی کرسکیں ، چہ جائیکہ اس کے مرتکب ہوں - پھر جو لوگ علانیہ نماز کی ہنسی اڑائیں ، کعبہ کی جانب منہ کرکے تھوکیں اور ننگے موتتے ہیں ان کو باک نہ ہو قرآن کی محبت و ادب کا کوئی اثر ان کے اندر نہ ہو - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب کا کوئی حق ادا کرنے کا خیال دل میں نہ گذرا ہو - وہ کیوں نہ فضل رب سے محروم رہیں ؛

شعائر دین کی عمداً اور ارادتاً توہین کرنے والا کافر ہوتا ہے - اس کا شرعی نکاح ٹوٹ جاتا ہے اور مسلمانوں کیلئے اس کیساتھ سلام و مصافحہ ممنوع اور اس پر نماز جنازہ پڑھنا ناجائز ہے - آخرت میں اس کی جو سزا ہوگی وہ تو ہوگی جہاں تک دیکھا جاتا ہے دنیا میں بھی بے ادبی کا وبال ضرور پڑتا ہے ؛

میر سید شریف رحمۃ اللہ علیہ اہل سنت والجماعۃ میں ایک علامہ روزگار اور اعلیٰ مصنف گزرے ہیں - طالب علمی میں وہ ایک مشہور فلسفی (نام لکھنے کی ضرورت نہیں) کے شاگرد ہوئے جو ایک متعصب رافضی تھا - اس نے ایک کتاب لکھی جس کے آخر میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حق میں نہایت بے ادبانہ کلمات لکھے - میر سید شریف کو علم فلسفہ کی تحصیل کیلئے استاد کے پاس رہنا تھا - اس لئے وہ اپنے مذہب کو چھپاتے تھے - اور اس قسم کی باتوں پر کوئی گرفت نہیں کرتے تھے تاکہ ایسا نہ ہو کہ استادی شاگردی کے تعلق میں کدورت آجائے - جب استاد کے مرنے کا وقت آیا تو اس کو بار بار قے ہوتی تھی - جس میں غلاظت نکلتی تھی اس نے حیران ہوکر کہا

ایں براز از کجا مے برآید یعنے یہ غلاظت کہاں سے نکل رہی ہے - پاس میر سید شریف بولے

ایں براز ہماں است کہ در کتاب خود خوردہ بودی یعنی یہ وہی گندگی ہے جو تونے اپنی کتاب میں کھائی تھی

شعائر اللہ کا ادب

شعائر اللہ کی بے ادبی کرنے والے

شعائر اللہ کی بے ادبی کرنے والا کافر ہے

میر سید شریف

ہم تم سب کو خدا سے ڈرنا چاہیئے۔ کہ نہ معلوم کس کا کیسا خاتمہ ہو۔ مگر اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ شعائر اللہ کی بے ادبی کرنے والے کا خاتمہ عموماً ایسا عبرتناک ہوا کرتا ہے جو کسی کافر و مشرک اور فاسق معلن کا بھی نہیں دیکھا گیا۔ یہاں ایک فقیر تھا۔ اکثر حاضرین جانتے ہیں نام لکھنے کی ضرورت نہیں۔ جس کی ساری عمر علماء کی مذمت اور شعائر اسلام کی توہین میں بسر ہوئی۔ آخر جب وہ مرا ہے۔ تو سارے جسم میں کرم چلتے تھے۔ اور لاش کے تعفن کی وجہ سے کوئی پاس ٹھیر نہیں سکتا تھا۔ اسی طرح ایک اور فقیر جس کی صورت و شکل اعمال و افعال ملحدانہ تھے۔ بوقت نزع یہاں زمین پر لوٹتا دیکھا گیا۔ اور مرنے کے وقت اس کے منہ سے فضلہ نکل رہا تھا۔ **بے ادب کا خاتمہ**

اعاذنا اللہ و جمیع المسلمین من سوء الخاتمہ

برادرانِ من! جو خدا کے برگزیدہ بندے سچے درویش اور اہل معرفت ہوتے ہیں وہ سراپا ادب ہوتے ہیں۔ ان کی ساری کمائی ادب ہی کی بدولت ہوتی ہے۔ حضرت ابو حفص حداد رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔ کہ التصوف کلہ ادب یعنے تصوف سراسر ادب ہے ؎ **اہل اللہ کا طریقہ ادب ہے**

ہر کہ بے باکی کند در راہِ دوست　　رہزنِ مرداں شد و نامرد اوست
ہیں مرو گستاخ در دشتِ بلا　　ہیں مرو کورانہ اندر کربلا
ہر کہ گستاخی کند اندر طریق　　گردد اندر وادیِ حیرت غریق

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ آج مجھ کو تیس برس ہوئے کہ جب میں خدا کا نام لینے لگتا ہوں تو ادب کے خیال سے پہلے تین بار اپنا منہ اور زبان دھوتا ہوں۔ پھر اس کا نام لیتا ہوں۔ جب آپ مسجد میں نماز پڑھنے کیلئے جانے لگے تو دروازہ پر پہونچ کر رو پڑتے ایک مرتبہ کسی نے پوچھا کہ رونے کی وجہ کیا ہے فرمایا میں اپنے آپ کو ناپاک بندہ سمجھتا ہوں ایسا ہو کہ میرا یہاں داخل ہونا مسجد کی بے ادبی ہو (تذکرۃ الاولیا) **حضرت بایزید کا ادب**

خیال کیجئے کہ اتنے بڑے شیخ سید اور محبوب خدا مقبول انام اپنے آپ کو ناپاک سمجھتے ہیں اور ادب کے لحاظ سے اپنے آپ کو وہاں حاضر ہونے کے قابل نہیں پاتے۔ تو ان بے ادب فقیروں کو کون باکمال کہہ سکتا ہے جو سوتے اٹھ کر صبح کو کبھی پوری طرح منہ دھونا بھی نہیں جانتے اور ان کی زندگی ناپاکی میں بسر ہوتی ہے پھر تعجب ہے کہ لوگ ان کو خدا رسیدہ سمجھنے لگتے ہیں۔

Marfat.com

حضرت بشر حافی کا ادب

؎ فغان ازیں بلعجی بی غران بیدم و گوش ۔ کہ جملہ شیخ تراش آمدند و شیخ فروش

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ بھی ایک بڑے خدا رسیدہ بزرگ گذرے ہیں۔ حافی کے معنے ہیں برہنہ پا۔ اس کام کی وجہ یہ تھی کہ وہ ساری عمر ننگے پاؤں پھرتے رہے۔ سبب پوچھا گیا تو فرمایا۔ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے وَالْاَرْضَ فَرَشْنٰهَا فَنِعْمَ الْمٰهِدُوْنَ یعنے ہمنے زمین کو بطور فرش بچھایا۔ پس ہم کیا اچھے بچھانے والے ہیں۔ تو اب بخیال ادب مجھے جرأت نہیں پڑتی۔ کہ بادشاہ کے بچھائے ہوئے بچھونے پر جوتی سمیت چلوں (تذکرۃ الاولیا)

شریعت اور درویشی میں جدائی نہیں

بعض لوگ اس قسم کے درویشوں فقیروں سے شریعت پر اعتراض سن کر سمجھتے ہیں۔ کہ شاید شریعت اور درویشی ایکدوسرے کے خلاف ہیں۔ یہ خیال بھی بالکل غلط ہے اس قسم کے قلندر و آوارہ مزاج درویش اپنے آپ کو شریعت کے حکموں سے آزاد رکھ کر آوارگی کے مزے لینا چاہتے ہیں۔ اس لئے انہوں نے یہ ڈھکوسلہ ایجاد کر رکھا ہے کہ طریقت کا گھر شریعت سے جدا ہے۔ ہمکو شریعت کی ضرورت نہیں ہم طریقت کے میدان کے شہسوار ہیں یہ خوب یاد رکھو کہ طریقت شریعت سے جداگانہ نہیں ہے۔ بلکہ شریعت کے ایک بلند ترین درجہ کا نام ہی طریقت ہے۔ شریعت نیچے کی منزل ہے اور طریقت اس سے اوپر کی منزل ہے۔ جب نیچے کی منزل نہ ہوگی تو اوپر کی منزل کیونکر قایم رہ سکیگی۔ جو پیر فقیر طریقت کا دعوےٰ کرے مگر شریعت کا ادب اس کے دل میں نہ ہو اس کی طریقت اور درویشی بے بنیاد ہے۔

شریعت کے خلاف طریقت اولیاء اللہ کا مسلک نہیں

حضرت بایزید بسطامی رح سے لوگوں نے بیان کیا کہ فلاں جگہ ایک اعلےٰ پایہ کے خدا رسیدہ بزرگ آئے ہیں۔ بایزید ان کے ملنے کو گئے۔ جب پاس گئے تو اتفاقاً ان بزرگ نے قبلہ کیطرف منہ کر کے تھوکا۔ بایزید اسی وقت واپس آگئے اور فرمایا بس دیکھ لیا۔ اگر طریقت میں کامل ہوتا تو شریعت کے خلاف یہ بے ادبی اس سے وقوع نہ پاتی۔ (تذکرۃ الاولیار) ؎

با ادب باش دریں باغ کہ ہرکس اینجا ۔ سے ہند بر سر ہم دست ثمرے چیند

غرض جو فقیر و درویش بے ادب ہو۔ احکام دین کی عزت نہ کرے۔ بندے کو خدا کہے۔ اور اس کے آگے سجدہ کرنا روا سمجھے وہ ہرگز خدا رسیدہ نہیں ہو سکتا۔ بلکہ وہ ایمان سے

Marfat.com

خالی اور اسلام سے خارج ہے۔ مسلمانوں کو لازم ہے کہ تنبیہاً اس کے ساتھ سلام و کلام اور اشتراک آب و طعام سے پرہیز رکھیں ؎

اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلا
وارزقنا اجتنابہ آمین ؎

ماہ جمادی الثانی کے چوتھے جمعہ کا وعظ

رہزنان طریقت نمبر ۲

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلَىٰ مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيٰطِيْنُ تَنَزَّلُ عَلَىٰ كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيْمٍ يُلْقُوْنَ السَّمْعَ وَأَكْثَرُهُمْ كٰذِبُوْنَ ؎ پچھلے ہفتہ ان پیروں کا حال بیان ہوچکا جو محض نسبی و خاندانی شہرت سے پیر بن جاتے ہیں اور مفت میں اپنے پشتی مریدوں کا مال کھاتے ہیں حالانکہ وہ پیری کے استحقاق سے بالکل کورے ہوتے ہیں۔ دوسرے و پیر جو محض فقیرانہ لباس کی بدولت لوگوں میں فقیر و درویش مشہور ہو جاتے ہیں اور وہ لوگو کا مفت مال کھانے کے علاوہ ان میں شرک و بدعت کو رواج دے کر ان کے دین و ایمان کو بھی غارت کرتے ہیں ؎

آج جعلی پیروں اور طاغوتی پیروں کا حال بیان ہوگا۔ پیروں کی یہ دونوں جماعتیں وہ ہیں جن پر شیطان کا تسلط پہلی دونوں جماعتوں سے زیادہ سخت ہوتا ہے۔ اور ان کے اعمال و اف سادہ لوح مسلمانوں کو مسحور و مسخر کرنے کی نہایت زبردست طاقت رکھتے ہیں۔ بلکہ بعض اچھے اچھے فہمیدہ و سنجیدہ اصحاب ان کے متعلق دام اعتقاد میں گرفتار ہو جاتے ہیں ؎

حضرت جنید بغدادی قدس سرہ فرماتے ہیں۔ کہ راہ طریقت میں راہزن بہت ہیں جو طرح طرح کے جال بچھاتے ہیں۔ مکر کا جال۔ استدراج کا جال۔ قہر کا جال۔ لطف کا جال۔

Marfat.com

اب ایسا مرد عاقل چاہئے۔ جو ان جالوں کو محسوس کر کے ان سے بچے :

(۱) جعلی پیر

جعلی پیروں کا حال

اس قسم کے پیر نہ کسی بزرگ کی اولاد ہوتے ہیں۔ نہ کسی شیخ سلسلہ سے ان کی بیعت ہوتی ہے۔ نہ تصوف و طریقت کے ساتھ ان کو نسبت ہوتی ہے۔ بلکہ وہ محض ایک پیشہ ور عیار، چور ٹھگ اور فریبی ہوتے ہیں۔ ان کے دوسرے برادران پیشہ اپنی ٹھگی کا جال دلالی، دوکانداری اور سوداگری۔ طبابت، کیمیا گری وغیرہ پیشوں کے لباس میں بچھاتے ہیں۔ یہ اپنا جال بچھانے کے لئے فقیری و درویشی کو زیادہ پسند کرتے ہیں۔ شب بیداری، چلہ کشی۔ ذکر جہر۔ مراقبہ وجد و حال وغیرہ سارے کرتب دکھانا جانتے ہیں اور ان کرتبوں سے لوگوں کا مال موستے رہتے ہیں ؎ بزیر دلق مرقع کمندہا دارند درازدستی ایں کوتہ آستیناں بیں

پیشگوئی

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے علم نبوت کی روشنی میں تیرہ سو سال قبل اس عجائب کے ظہور اور اس کے انجام کے متعلق پیشگوئی فرمادی تھی۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ترمذی میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

يَخْرُجُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ رِجَالٌ يَخْتِلُونَ الدُّنْيَا بِالدِّينِ يَلْبَسُونَ لِلنَّاسِ جُلُودَ الضَّانِ مِنَ اللِّينِ أَلْسِنَتُهُمْ أَحْلَى مِنَ السُّكَّرِ وَقُلُوبُهُمْ قُلُوبُ الذِّئَابِ يَقُولُ اللّٰهُ أَبِي يَغْتَرُّونَ أَمْ عَلَيَّ يَجْتَرِئُونَ فَبِي حَلَفْتُ لَأَبْعَثَنَّ عَلَى أُولٰئِكَ مِنْهُمْ فِتْنَةً تَدَعُ الْحَلِيمَ فِيهِمْ حَيْرَانَ (مشکوٰۃ)

آخری زمانے میں ایسے لوگ پیدا ہونگے۔ جو دنیا کو دین کے عوض فریب کمائیں گے لوگوں کے لئے بظاہر ایسے نرم ہونگے گویا دنبہ کی کھالیں پہن رکھی ہیں ان کی زبانیں شکر سے زیادہ شیریں ہونگی۔ اور ان کے دل بھیڑیوں کے سے خونخوار ہونگے اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ کیا وہ لوگ میرے متعلق غلط فہمی رکھتے ہیں یا مجھ پر دلیر ہو رہے ہیں میں اپنی قسم کھاتا ہوں کہ ضرور ان لوگوں پر انہی میں سے ایسا فتنہ بھیجونگا جو ان کے زیرک آدمی کو بھی ہکا بکا کر دے

احوال باطنی

ان پیروں کا زیادہ تر مشغلہ جھاڑ پھونک اور تعویذ گنڈا ہوتا ہے۔ ان میں سے بعض اصحاب کچھ وعظ و ارشاد کی بھی مشق کر لیتے ہیں۔ اور وجد و حال وجود وغیرہ حیرت افزا مسائل کے دلاویز نکتے رٹ

Marfat.com

لیتے ہیں۔ لیکن خود ان پر ان باتوں کا اثر مطلق نہیں ہوتا بلکہ دل میں لوگوں کو موسنے کی نیت ہوتی ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

انما اخاف علی ھذہ الامۃ کل منافق یتکلم بالحکمۃ ویعمل بالجور (مشکوٰۃ)

میں امر امت کے حق میں ایسے منافقوں سے ڈرتا ہوں جو علم اخلاق پر تقریر کریں گے۔ مگر ان کے عمل ظالمانہ ہونگے ؛ .....

عورتوں کی زود اعتقادی

چونکہ عورتیں ناقص العقل اور زود اعتقاد ہوتی ہیں۔ نیز ان پیروں کے مقاصد خصوصی یعنی کسب زر اور حظوظ شہوانی عورتوں سے بوجہ احسن پورے ہو سکتے ہیں۔ اس لئے ان کی پیری اور درویشی کا دریا جس طغیانی کے ساتھ عورتوں کے جھرمٹ میں موجزن ہوتا ہو اور جگہ نہیں

پیر جی عورتوں کے جھرمٹ میں

ہم نے ایسے کئی ہمعصر پیروں کا حال سنا ہے۔ جن کی مجلس طریقت اکثر پری پیکران نازنین کے براگندہ نقاب حاضر خدمت ہونے سے اندر کا اکھاڑہ بنی رہتی ہے۔ کوئی عورت کلیوں کا ہار لائی اور اپنے ہاتھ سے پیر جی کے گلے میں پہنا رہی ہے۔ کوئی نعت شریف پڑھ کر پیر جی کے جوش عرفان کو ابھارتی ہے۔ کسی کا حقانی غزل گانا پیر جی کے توسن وجد وحال کیلئے مہمیز کا کام کر رہا ہے۔ کوئی پیر جی کے پاؤں۔ پنڈلیاں۔ رانیں وغیرہ دبانے میں مصروف ہے اور پیر جی ہیں کہ اس وقت "اقلیم بیخودی کے تاجدار ہے" ازار و تہمد کی حالت سے بیخبر کشف و مشاہدہ کے پیکر بنے پڑے ہیں ؛

افسوس ان عورتوں کے شوہروں بھائیوں باپوں اور دیگر سرپرستوں کو کچھ پرواہ نہیں۔ کہ یہ پاکدامنیں کہاں جاتی ہیں اور کیسی مجلس میں ان کی نشست ہے اور کن حالات میں ان کا یہ وقت صرف ہوتا ہے۔ اگر اب تک انہوں نے اس طرف توجہ نہیں کی تو اب ضرور کرنی چاہیئے اور ان حالات کا انجام پیغمبری زبان سے سننا اور سمجھنا چاہیئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں

المرأۃ تقبل فی صورۃ شیطان وتدبر فی صورۃ شیطان (مشکوٰۃ)

عورت شیطان کی صورت میں آتی ہے۔ اور شیطان کی صورت میں جاتی ہے ؛

جب عورت کا غیر محرموں کے سامنے براگندہ نقاب آنا جانا شیطانی اعمال کی صورت رکھتا ہے تو ان سے اس آزادی کے ساتھ ایک نامحرم کے لباس میں بے حجابانہ اس سے ہمکلام ہونے

گانے اور اس کے بدن کو مس کرنے کی حالت میں خواہش سے محفوظ رہنے کی کیا امید ہو سکتی ہے۔

عورت کا غیر مرد کیساتھ تخلیہ

اور فرمایا لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا كَانَ ثَالِثَهُمَا الشَّيْطَانُ (ترمذی ۔ مشکوٰۃ)

جب کوئی مرد نامحرم عورت کے ساتھ تنہائی میں بیٹھتا ہے۔ تو ان کے ساتھ تیسرا شیطان ضرور ہوتا ہے ؛

جب عورتیں ایک نامحرم پیر کے پاس ایک محدود و محفوظ مکان میں حاضر ہوں اور دوسرا محرم یا نامحرم مرد وہاں موجود نہ ہو اور اس ارشاد پیغمبری کے موافق اس جگہ میں شیطان کا عمل دخل ہوتا ہے۔ اور شیطان کے متعلق اللہ کا ارشاد ہے کہ يَأْمُرُكُم بِالْفَحْشَاءِ وہ تم کو بیحیائی و بدکاری کے خیال سمجھاتا ہے تو پھر ان عورتوں کے ایسی مجلس میں جاکر برائی سے سلامت رہنے کی کیا امید ہے ٥

جب جوش پہ آئے مستی عہد شباب
اور عیش کے ہوں سارے میسر اسباب
محبوب ہو ساز گار غائب ہو رقیب
تقوےٰ کا جہاز ہے میان گرداب

اکابر اولیاء کا طریقہ

اکابر اولیاء میں سے کسی نے بھی نامحرم عورت کے ساتھ تخلیہ میں بیٹھنا اپنے لئے روا نہیں رکھا۔ اور ہاتھ میں ہاتھ لیکر ان سے بیعت لینی درست نہیں سمجھی۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن کی ذات اطہر ہر قسم کے وساوس نفسانیہ سے پاک تھی۔ فتح مکہ کے بعد عورتوں سے اس طرح بیعت لی۔ کہ آپ پانی کے ایک پیالے میں اپنا دست مبارک ڈالتے۔ وہ پیالہ عورتوں کے پاس بھیجدیا جاتا۔ پھر اس میں عورتیں اپنے اپنے ہاتھ ڈال دیتیں۔ بس ان کے بیعت کی یہی صورت تھی۔

ان پیروں کا طریقہ بیعت

لیکن یہ جعلی پیر جب اپنی نفسانی کامرانی کے لئے نامحرم عورتوں کو تنہائی میں لے بیٹھتے ہیں اور بیعت کرتے وقت ان کے پنجۂ نازنین کو اپنے ہاتھ میں لیکر لذت گیر ہوتے ہیں تو ان عورتوں کے شوہروں اور دوسرے سرپرستوں کو ان افعال پر جو خلاف طریقۂ نبوی اور منافی رسم بزرگان ہیں کچھ بھی بدگمانی نہیں ہوتی۔ نہ ان کو کچھ غیرت آتی ہے۔ آخر جب کوئی اس قماش کا پیر عین فعل شنیع کی حالت میں پکڑا جاتا ہے۔ یا وہ موقع پاکر کسی عورت کو بھگا لیجاتا ہے۔ تو پھر ان لوگوں کی آنکھیں کھلتی ہیں ؛

ایک رنڈیوں کا پیر

حضرت مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوہی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ ضامن علی جلال آبادی

Marfat.com

جو بظاہر ہر وقت توحید ہی میں غرق رہتا تھا اس کی سہارنپور میں بہت رنڈیاں مرید تھیں۔ ایک بار وہ سہارنپور میں کسی رنڈی کے مکان میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ سب مریدنیاں اپنے میاں صاحب کی زیارت کیلئے حاضر ہوئیں مگر ایک رنڈی نہیں آئی۔ بہت اصرار کیساتھ اس کو بھی بلالیا گیا جب سامنے آئی تو میاں صاحب نے پوچھا "بی تم کیوں نہیں آئی تھیں"۔ اس نے کہا حضرت میں بہت روسیاہ ہوں گنہگار ہوں۔ زیارت کو آتی شرماتی ہوں۔ میاں صاحب بولے "بی تم شرماتی کیوں ہو۔ کرنے والا کون اور کرانیوالا کون وہ تو وہی ہے" رنڈی یہ سن کر آگ ہوگئی اور بولی لاحول ولا قوۃ الا باللہ اگرچہ میں روسیاہ ہوں۔ مگر ایسے پیر کے منہ پر پیشاب بھی نہیں کرتی میاں صاحب شرمندہ ہو کر سرنگوں ہوگئے اور وہ اٹھ کر چلدی (تذکرۃ الرشید)

بعض پیر کچھ شعبدات سیکھ لیتے ہیں۔ ایک علم جفر کے ماہر کی طرح دوسرے شخص کے دل کا خیال بتادیتے ہیں۔ پس دیوار کوئی واقعہ ہوا ہو۔ اس کو ہوبہو بیان کردیتے ہیں۔ اجنبی آدمی کا نام۔ پتہ اس کے حالات۔ اس کے جیب کیسہ کے اندر کی مخفی چیز کو ظاہر کردیتے ہیں بے خبر و ناتجربہ لوگ ان باتوں کے مشاہدہ سے ہکے بکے رہ جاتے ہیں۔ اور ان کرشموں کو کرامت سمجھ کر ان فقیروں کے گرویدہ ہوجاتے ہیں۔ اور پھر وہ جس طرح چاہتے ہیں۔ ان کو مونڈتے ہیں :

کچھ عرصہ ہوا اس قسم کا ایک درویش یہاں آیا تھا پہلے اس نے ایک گھر کی مردانہ نشستگاہ پر جاکر کہا۔ درویشوں کو کچھ کھلاؤ۔ مالک مکان اپنی حویلی میں گیا جو گلی سے دوسری طرف اچھے خاصے فاصلے پر تھی اور اس کیلئے دال روٹی لے آیا۔ فقیر نے ہنس کر کہا بابا! یہ تو انصاف نہیں کہ گھر میں پکے حلوا اور درویشوں کو ملے دال روٹی۔ مالک مکان متعجب ہو کر گھر گیا تو دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ واقعی بچوں کیلئے تھوڑا سا حلوا پکایا گیا تھا۔ پھر درویش نے روٹی کھا کر کہا بابا تھوڑی سی کالی مرچیں لاؤ تم کو پڑھ دیں تمہاری مراد پوری ہوجائے گی مالک مکان پھر گھر میں گیا اور کسی قدر توقف کے بعد مرچیں لے آیا۔ فقیر نے کہا بابا تم نے خواہ مخواہ گرم مصالحہ میں سے مرچیں چننے کی تکلیف کی اور دیر لگائی دو چار قدم پر دکان سے لے آتے۔ یہ سچے کی بات سن کر سب کو اور بھی تعجب ہوا۔ پھر وہ فقیر دوسرے گھر پر گیا وہاں کوئی مرد گھر میں موجود نہ تھا۔ عورتوں سے کہا مائیو! ہم کو اللہ کا امر ہوا ہے کہ تمہارے گھر میں بائیں ہاتھ کی کوٹھڑی میں کھٹلے کے اوپر جو پٹیارا رکھا ہے اس

میں ایک روپیہ پڑا ہے وہ ہمکو مل جائے۔ عورتیں پورے پتے کی بات سن کر سخت متحیر ہوئیں اور سمجھیں یہ تو کوئی ولی کامل صاحب کرامت، بلکہ قطب و ابدال آ گیا۔ فوراً روپیہ لا کر اس کے حوالے کیا۔

چند روز کے بعد یہ فقیر بازار میں بیٹھا نظر آیا۔ جہاں اسی طرح ارد گرد کے لوگوں پر اپنے کشف و کرامت کا سکہ جما رہا تھا۔ ایک ہمارا سیدھا سادہ دوست جو نمبردار ہے اس کو بڑے اعزاز و اکرام سے اپنے گھر لے گیا۔ اس کیلئے دودھ کا ایک کٹورا بھرنے لگا۔ تو فقیر نے کہا دیکھنا بابا کہیں اس میں شکر نہ ڈالنا۔ درویش لوگ پھیکا دودھ پیتے ہیں۔

نمبردار نے پھیکا دودھ پیش کیا۔ تو فقیر منہ لگاتے ہی بول اٹھا۔ بابا ہم نے تو منع کر دیا تھا کہ شکر نہ ڈالنا مگر تم نے شکر ملا ہی دی۔ نمبردار نے حیرت کیساتھ دودھ کو چکھا تو واقعی شیریں و شکر آمیختہ تھا۔ اس کرامت نما شعبدہ نے نمبردار کو اور بھی معتقد بنا دیا۔ اور اس نے فقیر کی فرمائش پر اس کے لئے ایک قیمتی کپڑے کا چولا ٹخنوں تک لمبا بنوا کر نذر کیا۔ غرض اس طرح وہ فقیر جا بجا اپنے شعبدے دکھا دکھا کر کہیں سے نقدی کہیں سے کپڑا اور کہیں سے کچھ وصول کر کے چلتا بنا۔ آخر جب کسی کو اس کی دعا سے کوئی ثمرہ نہ ملا نہ اس کی پڑھی ہوئی مرچوں سے کوئی مراد مندی نظر آئی۔ نہ اس کی کسی بشارت کا کوئی نتیجہ دکھائی دیا تو پھر سادہ لوح معتقدین کو معلوم ہوا کہ یہ سارے اسکے پاکھنڈ تھے

برادران من! خوب یاد رکھو کہ اس قسم کی باتیں کرامت نہیں ہوتیں۔ کرامت وہ ہوتی ہے۔ جو کسی اہل اللہ اور عاشق حق سے ظاہر ہو۔ جو ہر وقت یاد الٰہی میں غرق۔ لوگوں سے کنارہ کش اور مال دنیا سے بے نیاز بلکہ متنفر ہو یا اگر وہ بزرگ لوگوں کے ساتھ اختلاط رکھتا ہے اور ان کے ہدایا و پیشکش بھی قبول کر لیتا ہے تو پھر یہ ضروری ہے کہ اس کی بدولت لوگوں کی دینی و اخلاقی حالت نمایاں طور پر اصلاح پذیر ہو رہی ہو۔ اس کی صحبت سے بیدین۔ دیندار اور فاسق نیکوکار بنتے جاتے ہوں۔ پہلی قسم کے بزرگ طالب حق ہوتے ہیں اور دوسری قسم کے واصل بحق اور اہل ارشاد ہیں۔ ان حضرات سے اگر کوئی کام خلاف عادت اور تعجب خیز واقع ہو جائے تو وہ بیشک کرامت کہلا سکتا ہے۔ نیز ان بزرگوں سے کرامت گاہے بگاہے کسی مصلحت ربانی سے ظہور میں آتی ہے۔ خود کرامت دکھانا اور لوگوں کو معتقد بنانا ان کا مقصود نہیں ہوتا۔ لیکن اگر کوئی خدائی خوار بھکاری۔ منہ سے مانگ کر نقدی اور کپڑا وغیرہ لینے والا۔ در بدر پھرنے والا

Marfat.com

حریص زر ولی نہیں ہوتا

ارادۃً و عمداً اپنے عجائب افعال سے لوگوں کو مفتون و گرویدہ کرتا پھرے۔ وہ ہرگز ہرگز ولی نہیں ہو سکتا۔ بلکہ شعبدہ باز ہے۔ اور اپنی شعبدہ بازی سے لوگوں سے ٹھگی کرتا پھرتا ہے۔ بھان متی کا تماشہ دکھانے والا بظاہر کپڑے کے پرزے پرزے کر کے جوڑ دیتا ہے۔ ٹوکری سے بچھو، مشک بلائی، لومڑی وغیرہ جانور نکال کر دکھا دیتا ہے۔ خالی ہاتھوں کو مل کر روپیوں کے ڈھیر لگا دیتا ہے اور سو سو و دو دو سو حاضرین میں سے کوئی عاقل و زیرک آدمی اس کی ہاتھ پھیری کو گرفت نہیں کر سکتا کیا بھان متی کے کرتب اس بناوٹی ولی کی دھوکا بازی سے کم ہیں؟

ایک بھان متی کا شعبدہ

میانمیر میں ایک شعبدہ باز نے کیا تماشا دکھایا۔ دو گلاس منگائے۔ ایک پانی سے پُر۔ دوسرا خالی۔ خالی گلاس میں دوسرے گلاس کے پانی کسی قدر بلندی سے الٹایا تو سفید پانی تھا۔ پھر وہی پانی پہلے گلاس میں الٹایا تو اب سرخ تھا۔ پھر الٹایا تو سبز تھا۔ پھر الٹایا تو زرد تھا۔ پھر الٹایا تو نہایت سیاہ تھا۔ اب سیاہ پانی کا گلاس مجلس میں ایک سب سے معزز و خوش پوشاک آدمی پر الٹا دینے کے لئے اس نے زور سے اپنا ہاتھ تانا تو وہ شخص گھبرا کر لرز گیا۔ مگر گلاس میں سے پانی کی بجائے اس پر چنبیلی کی کلیاں آ کر گریں ⁂

عہد جہانگیری میں شعبدہ بازوں کا عجیب تماشہ

معتبر تواریخ میں لکھا ہے کہ جہانگیر بادشاہ کے عہد میں بنگالہ کے چند شعبدہ بازوں نے اپنے کرتبوں سے تمام دربار کو دنگ کر دیا تھا۔ کچے دھاگے کی انٹی آسمان کی طرف پھینکی۔ دھاگے کا سرا ایک شخص کے ہاتھ میں تھا۔ انٹی اوپر کی طرف چڑھتی اور کھلتی گئی حتیٰ کہ نظروں سے غائب ہو گئی اب دھاگے کو جو کھینچا اور حاضرین دربار میں سے بعض دوسرے لوگوں نے بھی کھینچ کر دیکھا تو وہ زنجیر کی طرح مضبوط تھا۔ اور کسی طرح واپس نہ آتا تھا۔ ایک شعبدہ باز بولا میرے دشمن نے اس دھاگے کو پکڑ رکھا ہے اب میرا اس کا مقابلہ ٹھن گیا میں خود جا کر اس سے جنگ آزمائی کروں گا۔ حضور! مجھے حکم دیں تاکہ اس سے جا کر لڑوں۔ اور یہ میری عورت حضور کی حفاظت میں رہے اگر میں مارا گیا تو اس کو میری لاش کے ساتھ ستی ہونے کی اجازت بخشی جائے۔ یہ کہا اور تلوار کمر سے باندھ کر اس دھاگے کے ذریعے اوپر کو چڑھ گیا۔ حتیٰ کہ نظروں سے غائب ہو گیا۔ تھوڑی دیر میں خون کے قطرات گرے۔ پھر اس کا ایک ہاتھ کٹ کر گرا۔ اس کے بعد ایک پاؤں گرا۔ پھر سر اور دھڑ دونوں کٹے ہوئے زمین پر آ گرے۔ تمام دربار اور شعبدہ بازوں کی ٹولی میں کہرام مچ گیا۔ اس

Marfat.com

شعبدہ باز کی بیوی روتی پیٹتی تھی۔ اور دردناک بین کرتی تھی۔ آخر اس نے بادشاہ سے التجا کی۔ کہ مجھ کو میرے خاوند کی لاش کیساتھ ستی ہونے کی اجازت دی جائے۔ چنانچہ بادشاہ کی اجازت سے اس پر لاش سمیت لکڑیوں کا انبار لگا دیا گیا اور آگ دے دی گئی تھی کہ وہ راکھ کا ڈھیر ہو گئی تھوڑی دیر میں کیا دیکھتے ہیں کہ وہی شعبدہ گر دھاگے ذریعے اترتا چلا آرہا ہے۔ اور آتے ہی اس نے کہا میں نے حضور کے اقبال سے دشمن کو مار گرایا جس کے جسم کے ٹکڑے یہاں سب نے دیکھے ہونگے۔ اب میری بیوی میرے حوالے کی جائے۔ بادشاہ حیران تھا۔ کہ کیا جواب دے جب اس شعبدہ گر کو حقیقت حال سے اطلاع دی گئی تو بولا یہ سب فریب ہے غالباً کسی درباری نے میری بیوی کو بدنیتی سے چھپا لیا ہے اور اسکے ستی ہونے کا بہانہ بنا لیا گیا۔ دیکھو ابھی اصل معاملہ ظاہر ہو جاتا ہے یہ کہا اور اس نے اپنی بیوی کو آواز دی تو وہ سر دربار خاص وزیر اعظم بہادر کی آغوش سے نکلی ۞

خیال کیجئے کہ جہاں اس قسم کے عجائبات دکھا دینا انسانی طاقت کیلئے ممکن ہے تو دوسرے کے دل کی بات بتا دینا یا پس دیوار کا حال سنا دینا یا کسی پھیکے دودھ کو شیریں کر دینا یا کوئی اور ایسا کرتب دکھا دینا کونسی بڑی بات ہے۔ کیا ایسی باتوں سے کوئی ولائت و قطبیت ثابت ہوتی ہے۔ کیا بالکل معاذ اللہ کوئی بھان متی ہوتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جو کچھ پاکھنڈی فقیر کرتے ہیں۔ بھان متی بھی ہی کرتے ہیں۔ مگر ان دونوں میں فرق اس قدر ہے کہ بھان متی یہ کرتب تماشے کے نام سے دکھاتے اور اس پر استحقاق کے ساتھ انعام چاہتے ہیں مگر فقیر ان کو کرامت ظاہر کرکے عملاً ولائت کا دعوٰے کرتے ہیں اور لوگوں کو فریب دیکر بلا استحقاق ان سے نقد و جنس اڑاتے ہیں ۞

غیبی امور پر اطلاع اولیاء کرام کو کشف کے ذریعے ہوتی ہے اور یہ درجہ کمال تقوٰے اور ریاضت و مجاہدہ کی بدولت حاصل ہوتا ہے۔ مصقل ریاضت سے روح و قلب صیقل ہو جاتے ہیں اور ان میں ایک خاص روشنی پیدا ہو کر نادیدہ اشیاء کا مشاہدہ اور ناشنیدہ امور پر اطلاع کرانے لگتی ہے۔ مگر پاکھنڈی فقیر جو بعض نادیدہ و ناشنیدہ امور کا پتہ بتا دیتے ہیں تو یہ ان کی کسی روحانی روشنی پر مبنی نہیں۔ بلکہ یہ ایک خاص فن ہے جیسے رمل نجوم جفر وغیرہ فنون ہیں جس کے ذریعے سے وہ نادیدہ امور کا پتہ لگا لیتے ہیں۔ اور جس طرح مکار لوگ اس فن سے فائدہ اٹھا کر لوگوں پر اپنی اولیائی کا سکہ جما لیتے ہیں اسی طرح بعض فریب پیشہ لوگ اس فن سے طبابت کے دعوٰے میں خوب کام لیتے ہیں مریض کی

Marfat.com

نبض پر ہاتھ رکھا اور خود بخود اس کی درد ٹیس۔ پھوڑے پھنسی کی کیفیت اور مقام۔ اور مریض کا کل پرسوں کا کھایا پیا۔ دوا دارو کا سابقہ استعمال۔ پہلے معالج کا طریقہ علاج اور اس کے دوران علاج میں ظاہر ہونیوالی کیفیات کا کچا چٹھا سنا دیتے ہیں۔ جس سے بیمار اور بیمار دار غلبہ اعتقاد سے ایسے طبیب کے قدموں پر لوٹنے لگتے ہیں۔ لیکن جب علاج کی نوبت آتی ہے تو بس اللہ اللہ خیر صلاّ۔ وہی ڈھاک کے تین پات۔ کسی مریض کی حالت حکیم صاحب کے علاج کی بدولت بد سے بدتر ہو گئی۔ کوئی مریض آپ کی عنایت سے شہر خموشاں کو سدھارا۔ اور کوئی خوش قسمت شفایاب ہو گیا۔ تو بہتیرے مریض بلا علاج بھی شفا پا جاتے ہیں۔ اس قسم کا ایک نباض ہم نے خود دیکھا ہے۔ آنکھوں سے نابینا تھا مگر فراست کی آنکھ حالات دروں پردہ کے معائنہ میں دور کام کرتی تھی۔ وہ نبض دیکھ کر جسم کے مستور حصہ کے داغ تل وغیرہ بھی بتا دیتا تھا۔ ہفتہ دو ہفتہ میں اس نے بیسیوں اشخاص کو اس شعبدہ سے لوٹا۔ مگر اس کے علاج سے ایک کو بھی فائدہ نہ ہوا۔ آخر ایک دن سب کو زیر علاج چھوڑ کر چپکے سے نکل گیا؛

مجھے نہایت حیرت ہے کہ نادیدہ باتوں کا پتہ بتا دینے پر لوگ کیوں اتنی جلدی گرویدہ ہو جاتے ہیں حالانکہ یہ ایک معمولی کرتب ہے۔ خواب کی حقیقت پر غور کرو کہ آدمی سوتے سوتے بعض اوقات مغیبات موجودہ یا واقعات مستقبلہ کا نقشہ ہو بہو دیکھ لیتا ہے جو بالکل صحیح ثابت ہوتا ہے۔ پھر اس میں کوئی اولیائی بھی نہیں۔ بلکہ مسلم و کافر موحد و مشرک، پارسا و فاسق سب اس طرح کے خواب دیکھ لیتے ہیں۔ غور کیجیے کہ غفلت کی حالت میں انسان کی روحانیت کا یہ کرشمہ ہے تو بیداری اور ہوشیاری میں اگر اس کو کچھ مخفی حال معلوم ہو جائے تو کون سی بڑی بات ہے؛

ایک شخص نے آپ بیتی بیان کی کہ کلکتہ میں ایک سڑک پر میں جا رہا تھا۔ جیب میں پانسو روپے کے نوٹ تھے۔ ناگہاں ایک فقیر سر راہ ملا۔ بڑے تپاک سے ملا۔ میرا نام باپ کا نام میرے جیب کی رقم میرے مقاصد سب کچھ میرے سامنے بیان کر ڈالا میں ہکا بکا رہ گیا۔ پھر اس نے کہا فقیر کی جھونپڑی پر چلو اور وہاں روکھی مسی روٹی جو حاضر ہے قبول فرماؤ۔ میں تو دل و جان سے اس کا معتقد ہو ہی چکا تھا۔ قریب تھا کہ اس کے دام فریب کا شکار ہو جاتا مگر خدا کا فضل ہوا کہ ایک پولیس کا عہدہ دار جو میرا دوست عین اس وقت سامنے نظر پڑا اس نے آگے بڑھ کر مجھ سے مصافحہ کیا۔ چونکہ ایسے فقیر پولیس

کے تجربے میں آچکے ہوتے ہیں۔ فوراً وہ فقیر یہ حال دیکھ کر چمپت ہوگیا؛

ایک عزیز نے بیان کیا۔ جو برسوں ہندوستان کے مختلف شہروں کی سیاحت کر چکے ہیں کہ ایک شہر میں ایک محلہ سارے کا سارا ایسے بناوٹی ولیوں کا دیکھا۔ جن کا پیشہ ہی یہ ہے کہ سال کے بعد دور دور علاقوں میں نکل جاتے ہیں۔ تسبیح و مصلا اور جبہ و دستار وغیرہ بزرگانہ سامان ساتھ رکھتے ہیں جہاں جاتے ہیں اپنے کشف و کرامت کی نمائش سے سادہ لوح لوگوں کو خوب لوٹتے ہیں۔ اور سال بھر کے خرچ کیلئے مال و زر کما لاتے ہیں؛

۱۹۲۲ء۔ ایک شخص یہاں (ہنود میں) آیا تھا۔ بظاہر ہندو پنڈت تھا۔ مگر بعض لوگ اس کے دربردہ مسلمان ہونے کا شبہ کرتے تھے۔ ایک مندر میں اس کا قیام تھا۔ پہلے اس نے اشتہار دیا کہ جو شخص خدا سے ملنا چاہے۔ جنات و ملائکہ سے باتیں کرنا چاہے۔ دنیا میں کوئی بڑی سے بڑی مراد پانا چاہے زیر زمین اور بالائے فلک کے حالات آنکھوں سے دیکھنا چاہے وہ فلاں پتہ پر ہم سے ملاقات کرے اس کے پاس مخلوق کثیر کا ہجوم رہتا تھا۔ تحف و ہدایا کے ڈھیر لگ جاتے۔ روپوں کی بارش ہوتی تھی۔ اس کو یہ فن بھی آتا تھا کہ کوئی شخص جو بات مخفی طور پر کاغذ پر لکھ دیتا وہ دور بیٹھا بتا دیتا کہ یہ بات لکھی ہے اور بھی کئی ہنر جانتا تھا۔ ایک شخص آیا کہ حضور میرے بیلوں کو چور لے گیا میرا کسی شخص پر شبہ ہے۔ پنڈت نے کہا کیا تم کو چور دکھاویں پہچان لوگے۔ وہ بولا ہاں حضور پہچان لونگا۔ پنڈت اس شخص کو ہمارے سامنے مندر کے ایک کونے میں لے گیا وہاں ایک تاریک کوٹھڑی تھی۔ کہا اس کے اندر نگاہ کرو۔ وہ شخص دیکھتے ہی چلا اٹھا۔ ہاں یہی چور ہے وہ کہتا تھا کہ مجھے چور کی شبیہ اندھیرے کے اندر نظر آئی واللہ اعلم؛

اس پنڈت کا یہ بھی دعوٰی تھا کہ کسی کا مخفی مال اور اہم کاغذات وغیرہ کسی مقفل الماری یا پیٹی میں ہوں خواہ کہیں ہوں میں یہاں منگا سکتا ہوں۔ ایک اور شخص دیکھا گیا اس کے سامنے بیٹھ کر کسی قدر فاصلہ پر کسی اردو فارسی یا بھاشا کی کتاب کا شعر لکھو۔ تو بتا دیتا۔ کہ یہ شعر لکھا ہے اور فلاں کتاب میں سے ہے؛

اس قسم کے شعبدوں اور شگفتوں پر لوگوں کا رجوع عام دیکھ کر میں نے ایکمرتبہ یہ شعر کہے تھے

عجب ہیں سادہ طبیعت عوام کالانعام
کہ ٹوٹ پڑتے ہیں جب سبز باغ دیکھتے ہیں

Marfat.com

ہو آفتابِ حقیقت نگاہ سے اوجھل — جو نہی وہ مکر کا روشن چراغ دیکھتے ہیں

ہزار حیف سمجھ بوجھ پر ہے ان کے جو — ہما سمجھتے ہیں جب پرِ زاغ دیکھتے ہیں

طریقِ زیست میں جن کے خرد نہیں رہبر — وہ دل پہ سوزِ ندامت کا داغ دیکھتے ہیں

لوگ اس قسم کے شعبدات و عجائبات کو دیکھ کر بہت جلد معتقد ہو جاتے ہیں مگر ایک عقلمند آدمی کو یہ ضرور خیال آتا ہے کہ اس قسم کے اشخاص خواہ وہ ولی اور پیر ہونے کے مدعی ہوں۔ یا عامل و افسون گر ہوں۔ یا امورِ مخفیہ کی خبر دینے والے سب کے سب پیسے کے طالب ہونے میں ایک بھان متی اور مداری کے برابر ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ سب پیشہ ور ہیں۔ اور طالبِ زر ہیں۔ لہٰذا اہل اللہ اور خدا رسیدہ لوگوں کا رتبہ ان سے بمدارج اعلیٰ و ارفع ہونے کیلئے یہ دلیل کافی ہے۔ وہ نہ طالبِ زر ہوتے ہیں نہ روپیہ پیسہ کمانا ان کا پیشہ ہوتا ہے۔

کرامت اور شعبدہ میں فرق

یہاں یہ شبہ بھی ہو سکتا ہے کہ جو کام عام عادت اور طاقت سے بالا ہو (یعنے خارقِ عادت) وہ اگر کسی مداری کے ہاتھ سے وقوع پاتا ہے تو شعبدہ کہلا کر ناقابل اعتنا بن جاتا ہے اور اگر کسی عابد و زاہد کے ہاتھ سے ظہور پاتا ہے تو کرامت کہلا کر محرکِ اعتقاد و ارادت ہوتا ہے۔ حالانکہ ظاہراً وہ دونوں فعل یکساں ہیں۔ کیا وجہ ہے کہ مداری کا فعل شعبدہ سمجھا جاتا ہے۔ کرامت نہیں کہلاتا اور کیا وجہ ہے کہ زاہد کے فعل کو کرامت مانتے ہیں، شعبدہ نہیں کہہ سکتے۔

کرامت کی تعریف اور ماہیت

اس کا جواب یہ ہے کہ کرامت اور شعبدہ صرف ظاہر میں ایک چیز دکھائی دیتے ہیں ورنہ حقیقت میں بالکل الگ الگ ہیں۔ کرامت کے معنے ہیں نوازش۔ مرحمت۔ عنائت۔ اور اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کسی اپنے پیارے بندے کو اپنی بے پایان قدرت سے کبھی کوئی فعل عادت و طاقت سے بالاتر کرنے کی طاقت مرحمت کر دیتا ہے اور جس طرح اللہ تعالیٰ کی قدرت بے پایان ہے اسیطرح اس کی مرحمت و عنائت کی بھی کوئی حد و غائت نہیں وہ اگر چاہے تو اپنے ولی کے ہاتھ پر کبھی کسی قسم کی کرامت ظاہر کر سکتا ہے۔ غیب کی خبر دینا ایک نظر سے کسی کو بیخود کر دینا۔ کسی کے مافی الضمیر کی بات معلوم کر لینا۔ جانوروں سے باتیں کر لینا۔ پانی پر چلنا۔ ہوا پر اڑنا۔ پہاڑ کو ایک نظر سے سونا بنا دینا۔ یکہ و تنہا صدہا مخالفوں کو شکست دینا اور اس کے علاوہ جیسی ضرورت اور جیسا موقع ہو غیر محدود طریق پر ہر ناممکن کام ولی کے ہاتھ سے واقع ہونا ممکن ہے۔ مگر خدا کی مشیت

Marfat.com

ہے۔ نہ کہ ولی کے اپنے اختیار سے :

شعبدہ کی تعریف

بخلاف اس کے شعبدہ کوئی خدائی عطیہ نہیں۔ اور نہ وہ درحقیقت خرق عادت ہے۔ اگرچہ بظاہر وہ خرق عادت معلوم ہوتا ہے۔ بلکہ وہ خود بندے کا فعل ہے جو داخل عادت ہے اور اس کے بظاہر خرق عادت معلوم ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس کی ترکیب و ترتیب ایسے اسرار ہی انداز پر رکھی ہوتی ہے۔ جس کے سمجھنے میں عام انسانی نظر اور قیاس دہوکا کھاتا ہے گویا کسی کرتب میں انسان ضعیف البنیان کی نظری و قیاسی کمزوری سے فائدہ اٹھانے کا نام ہی شعبدہ ہے اور یہ ایک خاص فن ہے اسی طرح بے دیکھی اور بے سنی بات کا بتا دینا۔ دکھا دینا۔ مشاہدہ کرا دینا بھی دماغی و قلبی عجائبات میں سے ایک خاص اور محدود فن ہے اس پر زیادہ متعجب ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ جفر و رمل وغیرہ فنون کے عجیب نتائج پر قیاس کریں تو سمجھ سکتے ہیں کہ یہ باتیں ان سے کچھ زیادہ بڑھ کر نہیں ہیں اور سب کے سب خاص خاص فن ہیں جن کا اثر و نتیجہ محدود و محصور ہے چنانچہ خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک کذاب مدعی نبوت پیدا ہوا تھا جس کا نام ابن صیاد تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی لیاقت اور منزلت کا پتہ لگانے کیلئے کئی صحابہ کی معیت میں تشریف لے گئے آپ نے اس سے فرمایا میں اپنے دل میں ایک بات مخفی کرتا ہوں۔ تم بتاؤ۔ وہ کیا بات ہے اور آپ نے یہ آیت اپنے ذہن میں ملحوظ فرمائی یَوْمَ تَأْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ تو ابن صیاد نے کہا آپ کے دل میں "دخ" ہے۔ دخان اور دخ دونوں بمعنے دود ہیں۔ یعنے دھواں۔ ابن صیاد نے تیر کی بجائے تکا چلایا۔ اور پوری آئیت کی بجائے اس کا ایک کلمہ وہ بھی دوسرے لغت میں یعنی دخ بتایا لیکن کچھ نہ کچھ بتا دیا۔ اس لحاظ سے کہہ سکتے ہیں کہ وہ دل کی بات بتاتا تھا۔ لیکن چونکہ اس کا بتانا ناقص اور ادہورا تھا۔ اس لئے وہ باکمال اور صاحب کرامت نہیں کہلا سکتا تھا۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا :

ابن صیاد

اِخْسَأْ فَلَنْ تَعْدُوَا قَدْرَكَ :	چل دور ہو۔ تو اپنے ادنےٰ درجہ سے زیادہ ترقی نہیں کر سکتا :

یعنے تیرا فن محدود ہے۔ اور ناقص ہے۔ غیر محدود اور کامل نہیں۔

غرض یہ اخبار مخفیات اور اظہار مغیبات کرامت کی طرح کوئی غیر محدود امر نہیں۔ اگر غیر محدود ہوتا

Marfat.com

تو یہ خدائی خوار شعبدہ باز اور مخبر مخفیات و مشاہد مغیبات کوڑی کوڑی کی بھیک مانگتے نہ پھرتے۔ گھر بیٹھے بادشاہی کرتے۔ یہ ظاہر ہے کہ یہ طالب خدا نہیں بلکہ طالب زر ہے۔ لیکن اگر ان کے اس فن کا اثر و نتیجہ وسیع ہوتا تو دنیا جہان کے گڑے خزانے ان کو نظر آتے۔ جنگلوں کے دفینے نکال نکال لاتے اور چاندی سونے سے گھر بھر لیتے۔ لوگوں سے روپیہ پیسہ وصول کرتے نہ پھرتے بلکہ لوگوں کو جھولیاں بھر بھر کر دیتے اب ہم بطور خلاصہ تقریر کرامت اور شعبدہ کا فرق بیان کرتے ہیں

کرامت اور شعبدہ کا فرق

کرامت	شعبدہ
۱۔ یہ ایک انعام الہی ہے؛	۱۔ یہ ایک خاص فن ہے؛
۲۔ یہ خاصان حق اور اولیا اللہ سے ظہور میں آتی ہے	۲۔ اس کو ہر شخص سیکھ کر کر سکتا ہے؛
۳۔ یہ کسی خاص فعل کی صنف میں محدود و منحصر نہیں ہوتی؛	۳۔ یہ کسی نہ کسی خاص فعل میں محدود و منحصر ہوتا ہے۔ اپنی حد سے زیادہ اثر نہیں رکھتا؛
(۴) اس سے نصرت دین حق مقصود ہوتی ہے	(۴) اس سے طلب زر یا حصول شہرت یا محض تفریح و تفنن مقصود ہوتا ہے؛ ....
(۵) یہ ولی کے اختیار میں نہیں کہ جب چاہے کرامت دکھائے بلکہ خداوند تعالے کے ارادہ و مشیئت پر موقوف ہے؛	(۵) شعبدہ دکھانیوالا جب چاہے اسکو کر کے دکھا سکتا ہے
(۶) اس میں عجز و خطا کا امکان نہیں	(۶) اس میں عجز و خطا کا بھی امکان ہے۔
(۷) صاحب کرامت کی شخصیت لوگوں کے دین و اخلاق پر اچھا اثر ڈالتی ہے؛	(۷) شعبدہ باز اگر عامی ہے تو اس کی شخصیت بے اثر ہوگی۔ اگر کسی جماعت میں مقبول ہے تو اس کی صحبت مخرب اخلاق ہوگی؛

طاغوتی پیر

یہ جماعت مسلمانوں کے دین و ایمان کیلئے سب سے زیادہ خطرناک ہے۔ اور اس کے حالات کو دیکھ کر اچھے اچھے ہوشمند لوگوں کیلئے حق و باطل میں تمیز کرنا دشوار ہو جاتا ہے؛

Marfat.com

اولیاء اللہ اور طاغوتی فقیروں میں فرق

یہ لوگ بھی اسی طرح خرق عادت کے مظہر ہو سکتے ہیں جسطرح اولیاء اللہ ہوتے ہیں مگر ان میں اور ان میں یہ فرق نمایاں ہوتا ہے کہ اولیاء اللہ کے تمام احوال و اوقات عموماً نزاہت و پاکیزگی عفت و عفاف، طاعت و عبادت اور اتباع کتاب و سنت سے معمور ہوتے ہیں اور ان لوگوں کے اوقات تمام تر نجاست و ناپاکی، منہیات، معاصی، رندی و قلندری اور زندقہ و الحاد کی باتوں سے آلودہ ہوتے ہیں ‪:‬

ایسے تصرفات اور ان کی کمین گاہیں

یہ لوگ شیطان کے ہتے چڑھے ہوئے ہوتے ہیں اور شیطانی طاقتیں اظہار تصرفات و خوارق کیلئے ان کی پشت پناہ ہوتی ہیں۔ یا تو وہ ابتداءً شیطان کے قابو میں آجاتے ہیں۔ یا وہ سلسلہ سلوک و طریقت میں کسی مرشد کے توسل کے بغیر داخل ہونا چاہیں۔ یا ان کا کوئی مرشد ہو مگر اس کی ہدایات پر عمل نہ کریں تو شیطان ان کو دھوکا دیتا ہے اور ان کی نظر میں حق کو مشتبہ کر کے باطل کے راستے پر ان کو لگا دیتا ہے۔ اسی لیئے کہا گیا ہے کہ طریقت کا راز سخت خطرناک ہے مرشد کی رہنمائی کے بغیر سلامتی کے ساتھ طے ہونا دشوار ہے ؎

بکوئے عشق منہ بے دلیل راہ قدم
کہ گم شد آنکہ دریں راہ برہبرے نرسید

اُدھر شیطان انسان کو ہر حیلے سے اور ہر تدبیر سے بہکانے پر آمادہ رہتا ہے۔

قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ ۭ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ۝

(سورہ اعراف ع ۲)

(شیطان) بولا جیسی تو نے میری راہ ماری ہے میں بھی تیرے سیدھے راستے پر بنی آدم کی تاک میں بیٹھونگا۔ پھر ان کے آگے اور ان کے پیچھے سے آؤنگا۔ اور ان کی داہنی طرف سے اور ان کی بائیں طرف سے اور تو اکثر بنی آدم کو اپنا شکر گذار نہیں پائے گا ‪:‬

شیطان کا شیوہ

شیطان کا شیوہ ہے کہ تمام اخلاقی، معاشرتی، تمدنی، مجلسی جماعتی معاملات میں لوگوں کو بہکاتا اور ان میں فتنہ و فساد برپا کر کے ان کو تباہ کرنے کے منصوبے گانٹھتا ہے لیکن شریعت و طریقت کے معاملات میں ان کو بہکا کر برباد کرنا تو اس کا اولین مقصد ہے کیونکہ ان وسائل سے انسان خدا سے جا ملتا ہے اور شیطان کو انسان کے واصل بالحق ہونے پر خاص حسد ہے

شیطان کے عجائبات

سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک رات میرا گھر یکبارگی روشن ہوگیا۔ میں نے کہا اگر تو شیطان ہے تو میں اس بات سے بزرگتر اور حوصلہ مند تر ہوں کہ تو مجھ کو بہکانے پر کامیاب ہوسکے۔ میں ہرگز تیرے دھوکے میں نہیں آنے کا۔ اور اگر مقربین میں سے ہے تو مجھے اجازت دے کہ خدمت کی بجا آوری سے درجہ عزت حاصل کروں (تذکرۃ الاولیاء)

اس واقعہ سے دو سبق ملتے ہیں ایک تو یہ کہ شیطان اعلےٰ سے اعلےٰ پایہ کے خاصان خدا کو بھی تاکنے سے نہیں چوکتا۔ دوسرا یہ کہ اس پایہ کے خاصان حق پر بھی بعض عجائبات کے ظہور سے تھوڑی دیر کیلئے یہ امر مشتبہ ہوجاتا ہے کہ یہ رحمانی انوار ہیں۔ یا شیطانی آثار پھر مرتاضان بے پیر۔ یا مغروران طریقت کا کیا حال؟

ایک مغرور طریقت کا حال

ایک مغرور طریقت کا حال لکھا ہے۔ جو سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رح کا مرید تھا وہ اپنے آپ کو کامل سمجھنے لگا۔ اپنے پیر طریقت سے بے نیاز ہو کر گوشہ گزین ہوگیا۔ اس کی یہ حالت ہوگئی کہ ہر رات وہ اپنے معراج پر جانے کی کیفیت محسوس کرتا وہ دیکھتا کہ فرشتے ایک مکلف سواری اس کیلئے لارہے ہیں اور اسکو سوار کرکے لے جارہے ہیں آخر ایک شاداب و پربہار گلشن میں اس کی سواری پہنچی جہاں نہایت باجمال و پری تمثال صورتیں اسکو نظر آتیں۔ سمجھتا یہ بہشت ہے نفیس کھانے اور قسم قسم کی نعمتیں اس کے آگے رکھی جاتیں جدھر دیکھتا دودھ اور شربت کی نہریں گونا گوں میووں سے لدے ہوئے درخت۔ ان پر خوش الحان پرندوں کے چہچہے۔ یہ سارے عجائبات دیکھتا دیکھتا سوجاتا۔ جب آنکھ کھلتی تو اپنے آپ کو اس اپنے عبادت خانے میں پاتا۔ اب تو اس نے اپنے عروج روحانی اور قرب یزدانی کے دعوے شروع کردئے اور اپنی سیر بہشت کے قصے لوگوں کو سنانے لگا۔ حضرت جنید رح نے یہ حال سنا تو آپ اس کے عبادت خانے کے دروازے پر تشریف لے گئے دیکھا کہ بڑی آن بان سے بیٹھا ہے۔ آپ نے کیفیت دریافت فرمائی اس نے سارا حال عرض کیا۔ آپنے فرمایا آج کی رات جب تمہارے لئے سواری آئے اور تم اس پر فضا مقام میں پہنچ جاؤ تو تین بار پڑھنا لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم جب رات ہوئی اور وہ حسب معمول سواری پر سوار ہوکر اس مقام پر پہنچا تو اگرچہ وہ شیخ سے انکاری تھا۔ مگر بطور آزمائش

لاحول پڑھ دی۔ اس کا پڑھنا تھا کہ ایک غوغا اٹھا اور تمام طلسم درہم برہم ہو گیا دیکھا کہ ایک خس و خاشاک کے ڈھیر پر پڑا ہے اور مردوں کی ہڈیاں اس کے آگے دھری ہیں اب وہ اپنی غلطی سے متنبہ ہوا اور توبہ کر کے دوبارہ حضرت جنیدؒ کی خدمت سے مستفید ہونے لگا سید جلال الدین بخاری سہروردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جن دنوں دعا گو مکہ معظمہ سے اُچھ میں آیا تو لوگوں نے کہا ایک شخص شہر سے باہر ایک غار میں گوشہ نشین ہے میں اس کے پاس گیا۔ اس نے کہا یا سیدی میرے پاس جبریلؑ آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تو مقرب ہو گیا ہے تجھ سے نماز موقوف کر دی گئی اب تجھے اس کی حاجت نہیں اور میرے لئے بہشت کا کھانا لاتے ہیں۔ میں نے کہا اے نادان وہ شیطان ہے اور یہ کھانا جو وہ تیرے لئے لاتا ہے نجاست ہے وہ پیغمبر جو سارے پیغمبروں سے مقرب تر ہیں نماز ان کیلئے تو معاف نہیں تجھ سے کیونکر معاف ہو گئی ہے۔ میں نے اس کو وصیت کی کہ جس وقت وہ تیرے پاس آئے تو لاحول ولا قوۃ پڑھ اس نے میری ہدایت پر عمل کیا تو شیطان مفرور ہو گیا اور کھانا جو لایا تھا وہ نجاست بن گیا۔ میں نے اس سے توبہ کرائی اور ہدایت کی کہ تنہائی چھوڑ۔ شہر میں آ کر علم پڑھ۔ وعظ سنا کر جس قدر نمازیں فوت ہوئی ہیں ان کی قضا پڑھ۔ چند ماہ میں اس نے نمازیں قضا کیں۔ نکاح کر لیا اور کسب معاش میں مشغول ہوا اس کا نام عثمان تھا۔ اب مر گیا اور الحمد للہ کہ با توبہ گیا (رسالہ علم ظاہر و باطن منقول از کتاب جامع العلوم از حضرت جلال الدین بخاری رح)

طریقت کے راستے میں اس قسم کے خطرناک ابتلا تقریباً تمام اہل سلوک کو پیش آتے ہیں لیکن اہل علم صاحب استقامت اور ہدایات مرشد پر عمل کرنیوالے ان مشکلات سے بچ نکلتے ہیں۔ جاہل و بے علم تباہ ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ ان کو خیر و شر نفع و ضرر میں تمیز نہیں ہوتی اسی لئے اہل طریقت کیلئے علم دین مقدم اور نہایت ضروری ہے تاکہ شیطان کے ہر مکر و فریب کو شریعت کی کسوٹی پر کس کر معلوم کر سکے کہ یہ شیطانی مکر ہے ۔ ایک عابد کو شیطان بہکاتا ہے کہ چل تجھے خدا نے معراج پر بلایا ہے۔ با علم ہو گا تو سمجھ جائیگا معراج تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مخصوص ہے یہ محض شیطانی دھوکا ہے۔ اسی طرح ایک عابد کو شیطان بہکا کر ترک صوم و صلوٰۃ اور ارتکاب فواحش پر آمادہ کرتا ہے تو اگر اس کو شریعت کا علم ہو گا اور وہ فرائض کے فرض عین ہونے اور فواحش

ومعاصی کے قطعی حرام ہونے کا یقین ہوگا تو شیطان وساوس اس پر مؤثر نہ ہونگے اسی لئے حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِي عَلَى اَدْنَاكُمْ (مشکوۃ)

عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسی میری فضیلت تم میں سے کسی ادنیٰ آدمی پر۔

اور فرمایا:-

اِنَّ فَضْلَ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ عَلَى سَائِرِ الْكَوَاكِبِ (مشکوۃ)

بے شک عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسی چودھویں رات کے چاند کی فضیلت باقی تمام ستاروں پر۔

اور فرمایا:-

فَقِيْهٌ وَّاحِدٌ اَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ (مشکوۃ)

ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابد سے زیادہ سخت ہے۔

غرض طریقت کی راہ میں شیطان کی راہزنی کا سخت اندیشہ ہے اس امتحان میں ہزار عابد بے علم بھی بیٹھیں گے تو ہزار کا فیل ہو جانا محتمل ہے۔ مگر ایک فقیہ سے امید ہے کہ وہ ضرور شیطان سے مقابلہ کریگا۔ لہذا طریقت میں علم کا ہونا ضروری ہے۔ اسی لئے حضرت پیران پیر غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

تَفَقَّهْ ثُمَّ اعْتَزِلْ مَنْ عَبَدَ اللّٰهَ بِغَيْرِ عِلْمٍ كَانَ مَا يُفْسِدُهٗ اَكْثَرَ مِمَّا يُصْلِحُهٗ (رسالہ علم ظاہر وباطن)

پہلے علم دین حاصل کرو پھر ریاضت کیلئے گوشہ نشینی اختیار کرو جو شخص علم کے بغیر ریاضت ومجاہدہ کرے گا وہ خوبیوں سے زیادہ خرابیوں کا مرتکب ہوگا۔

جب ایک بے علم آدمی اصول دین سے ناواقف حق و باطل میں تمیز کرنے کی قوت سے عاری سلوک وطریقت میں قدم رکھتا ہے اور شیطان اسکو مختلف کیفیات عجیبہ دکھا دکھا کر بہکاتا ہے۔ تو وہ اپنی جہالت کی وجہ سے دھوکے میں آجاتا ہے۔

حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی ایسے باغ میں جائے۔ جس میں بہت سے درخت ہوں۔ اور ہر درخت پر ایک چڑیا بیٹھی خوش الحانی سے کہہ رہی ہو۔ السلام علیکم

یا ولی اللہ! اگر وہ شخص یہ حال دیکھ کر اس خیال سے کہ مکر ہے۔ یا استدراج ہے۔ یا شعبدہ ہے نہ ڈرے۔ تو اس شخص سے ڈرنا چاہیئے۔ کیونکہ وہ گمراہی کے گرداب میں پڑ گیا (تذکرۃ الاولیا)
ایسے شخص سے ڈرنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ شیطانی طاقتوں کا مظہر ہوتا ہے۔ اس میں بعض اوقات جذب و تصرف کی وہ قوتیں پیدا ہو جاتی ہیں کہ اتقیا و صالحین بھی اس کے پنجۂ مکر میں گرفتار ہو سکتے ہیں:

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ ایک ملحد کے سامنے سے تین شخص گذرے۔ پہلا تو خاموش اور تیز رفتاری سے نکلا چلا گیا۔ ملحد کی طرف منہ پھیر کر بھی نہ دیکھا۔ دوسرا شخص آہستہ آہستہ سامنے سے نکل کر چلا گیا اور کچھ بولا نہیں۔ اور تیسرا شخص ملحد کی تردید کے درپے ہو گیا اور کھڑا ہو کر کہنے لگا تو فاسق ہے اور ایسا ویسا ہے ملحد نے کہا تیسرا شخص تو یقیناً میرا ہو لیا۔ اب اس کا میرے پنجے سے نکلنا محال ہے اور دوسرا بھی غالب ہے کہ قابو میں آجائے مگر پہلا سالم بچ نکلا اور سلامت گیا (تذکرۃ الرشید حصہ دوم صفحہ)

یہاں یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ گمراہ و بے دین اور ملحد لوگوں میں ایسی طاقت ہونا کیونکر ممکن ہے کہ وہ نیک و صالح لوگوں کو اپنی باطنی طاقت سے جذب کر کے اپنی گمراہی کے رنگ میں رنگ دیں پس اگر ایسی طاقت کا ہونا ممکن ہے تو اس میں حکمت الٰہی کیا ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ ان میں ایسی طاقت کا ہونا ممکن کیا بلکہ امر واقع ہے کیونکہ شیطان کو بارگاہ رب العزت سے قیامت تک اپنے مکر و فریب کا جال بچھانے کے لیے مہلت مل چکی ہے

قَالَ رَبِّ فَأَنْظِرْنِي إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ ۝ قَالَ فَإِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِينَ ۝ إِلَىٰ يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ ۝ (سورہ حجر ع ۳)

(شیطان) نے کہا اے میرے پروردگار (خیر) تو مجھ کو اس دن تک مہلت دے جب کہ (لوگ دوبارہ) اٹھائے جائیں گے۔ فرمایا (تو) قیامت کے وقت معلوم تک کی تجھ کو مہلت دی گئی

تفسیر مظہری میں سورہ انفال کی اس آیت کی ہم معنے ایک آیت کی تفسیر میں لکھا ہے:-

وَفِيهِ دَلِيلٌ عَلَىٰ أَنَّ إِجَابَةَ الدُّعَاءِ غَيْرُ مُخْتَصٍّ بِأَهْلِ

اور اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ دعا کا قبول ہونا صرف اہل اسلام و اہل طاعت

اَلْاِسْلَامِ وَ النِّطَا غَتِ وَ اَنَّہٗ لَا یَدُلُّ مُطْلَقًا عَلٰی کَوْنِ الدَّاعِیْ مِنَ الْمَقْبُوْلِیْنَ بَلْ قَدْ یَکُوْنُ اسْتِدْرَاجًا وَفِیْ اِجَابَۃِ دُعَائِہٖ ابْتِلَاءُ الْعِبَادِ وَ تَعْرِیْضُھُمْ لِلثَّوَابِ بِمُخَالَفَتِہٖ

سے مخصوص نہیں ہے۔ اور اس امر پر مطلقاً کوئی دلیل نہیں ہے کہ دعا کرنے والا مقبول لوگوں میں سے ہو۔ بلکہ کبھی استدراج بھی ہوتا ہے اور اس کی دعا کے قبول ہونے میں بندوں کی آزمائش ہے اور ان کیلئے یہ موقع پیدا کیا جاتا ہے کہ اس کی مخالفت سے ثواب حاصل کریں

اس سے دونوں شبہات کا ازالہ ہوگیا یعنی شیطان کو قدرت حق نے قبولیت دعا سے بھی بہرہ مند کیا ہے اور لوگوں پر اپنے جذب و تصرف کا اثر ڈالنے سے بھی۔ چنانچہ اگلی آیت سے ثابت ہے کہ اس نے خدا کے حضور میں علانیہ کہدیا کہ میں تیرے بندوں کو بہکاؤنگا۔ حق تعالے نے فرمایا جو تیرے بہکانے میں آئیں گے وہ تیرے ساتھ جہنم میں جائیں گے اور یہ صاف طور پر اس کیلئے بہکانے کی اجازت ہے۔ اور حکمت اس میں یہ ہے کہ مستقیم و غیر مستقیم بندوں کی آزمائش کی جائے اسی طرح شیطان کے اتباع میں ملاحدہ و زنادقہ کو بھی جو اولیاء الشیطان ہیں یہ طاقتیں دی گئی ہیں۔ اس سے بھی بندوں کا ابتلاء و امتحان منظور ہے ؎

خوش بود گر محک تجربہ آید بمیاں   تا سیاہ روئے شود ہر کہ درو غش باشد

سب سے بڑا موقع امتحان دجال اکبر کے ظاہر ہونے کے وقت ہوگا۔ اور اس کو بھی بڑے بڑے تصرفات کی طاقت دی جائے گی۔ دجال کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:۔

(۱) وَ اَنَّہٗ یَجِیْءُ وَ مَعَہٗ مِثْلُ الْجَنَّۃِ وَ النَّارِ (بخاری مسلم مشکوٰۃ)

(۲) فَیَاْمُرُ السَّمَاءَ فَتُمْطِرُ وَالْاَرْضَ فَتُنْبِتُ (ترمذی ۔ مشکوٰۃ)

(۳) فَیُوْشَرُ بِالْمِیْشَارِ مِنْ مَفْرِقِہٖ حَتّٰی یُفَرَّقَ بَیْنَ رِجْلَیْہِ قَالَ یَمْشِی الدَّجَّالُ بَیْنَ الْقِطْعَتَیْنِ

اور وہ آئیگا اس حالت میں کہ اسکے ساتھ بہشت کی سی بہشت اور دوزخ کا سا دوزخ ہوگا۔ پھر آسمان کو حکم دیگا تو اس سے مینہ برسنے لگیگا اور زمین کو حکم دے گا تو اس سے کھیتی اُگ نکلے۔ پھر اس منکر دجال کو آرہ سے چیرا جائے گا۔ سر سے لیکر حتٰی کہ دونوں ٹانگوں کے درمیان تک اس کے دو ٹکڑے ہو جائیں گے۔ فرمایا پھر

بندوں کا امتحان

دجال

ثُمَّ یَقُوْلُ قُمْ فَیَسْتَوِیْ قَائِمًا (مسلم - اور مشکوٰۃ)	دجال ان دونوں ٹکڑوں کے درمیان چلیگا۔ پھر کہیگا اٹھ کھڑا ہو۔ تو وہ چنگا بھلا اٹھ کھڑا ہوگا ؛

دجال کی بھی یہ کیفیت ہوگی۔ کہ صدہا لوگ ارشادات رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے معیار کو پیش نظر رکھ کر اس کی تکذیب کریں گے۔ مگر بحث وجدل میں مغلوب ہو کر اسی کے ہو رہیں گے اور اسی طرح ہزارہا مخلوق اس کی متبع ہو جائے گی۔ جس سے ثابت ہے کہ اہل باطل کو بھی وہ طاقت مل جاتی ہے کہ نہ صرف عوام بلکہ اہل حق کو بھی اپنی طرف جذب کر لیتے ہیں ؛

رسول شاہی فرقہ

ایک مرتبہ حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے حضور میں رسول شاہی فقیروں کا تذکرہ تھا۔ آپ نے فرمایا رسول شاہ الور کا باشندہ ایک فقیر تھا اگرچہ احکام شریعت کا پابند تھا۔ مگر شراب پیا کرتا تھا۔ اور شاید اس کی وجہ یہ ہوگی کہ اس نے اپنی جہالت سے یوں سمجھا۔ کہ حالت سکر میں طبیعت زیادہ لگتی ہے۔ اس کا ایک مرید تھا محمد حنیف شاہ اس نے چار ابرو کا صفایا ایجاد کیا۔ یعنے سر۔ داڑھی۔ بھوؤں اور مونچھوں کا منڈانا۔ اس کا خلیفہ ہوا خدا حسین اس کم بخت نے یہ زیادتی کی کہ نماز سے منع کرتا۔ اور جنابت کیلئے بدن پر بھبوت کا مل لینا کافی سمجھتا۔ ساری شریعت کا یہ مردود انکاری تھا۔ مگر با ایں ہمہ صاحب تصرف تھا۔ حضرت شاہ

مولانا شاہ عبد العزیز صاحب کے شاگرد کی ذہانت

عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں یہ شخص دہلی آیا تو بہت لوگ اس کے معتقد ہو گئے شاہ صاحب نے اس کو کہلا بھیجا کہ تو مسلمان کہلاتا ہے اور شریعت کا انکار کرتا ہے تجھے زیبا نہیں کہ دعوئے اسلام کرے اور پھر قطعیات کا انکار کرے۔ اس نے شاہ صاحب کے پاس جواب بھیجا۔ کہ نہ تو آپ میرے پاس آئیں اور نہ میں آپ کے پاس جاؤں۔ یوں کرو کہ اپنے کسی معتبر شاگرد کو بھیجدو۔ کہ ہم سے مناظرہ کر جائے۔ شاہ صاحب کے شاگردوں میں عبد اللہ بڑے ذکی اور ذی استعداد طالب علم سمجھے جاتے تھے۔ انہوں نے کہا حضرت مجھے بھیجدیجئے۔ شاہ صاحب نے فرمایا اچھا کوئی بات دریافت کرنی ہو۔ تو کر لینا سخت گرمی کا موسم تھا اور وہ عین دوپہر کو خدا حسین کے پاس پہنچا۔ اس نے اس کی بڑی خاطر کی۔ اپنے چیلوں سے کہا کہ مولوی صاحب کو پنکھا کرو۔ اور ان سے کہا کہ آپ تھوڑی دیر لیٹ رہیں۔ کہ گرمی کا وقت

Marfat.com

ہے۔ ذرا آرام لے لو۔ تو اطمینان سے مناظرہ ہو گا ان کی جو شامت آئی تو لیٹ رہے۔ ٹھنڈی ہوا
میں عافیت معلوم ہوئی۔ لیٹتے ہی آنکھ لگ گئی۔ اب فدا حسین پاس بیٹھ کر توجہ دینے لگا۔ اور
چیلوں سے کہا کہ ہنڈیا پکاؤ۔ کسی نے کہا بھی کہ حضرت کوئی چیلا تو ہونے والا نہیں۔ پھر ہنڈیا کیوں
پکواتے ہو۔ اس نے دھمکا کر کہا تمہیں اس سے کیا غرض (اس کے یہاں چیلا بنانے کے وقت
کسی قسم کی ہنڈیا پکتی تھی) تھوڑی دیر بعد مولوی صاحب جو اٹھے تو یہی کہتے اٹھے کہ حضرت
مجھے چیلا کر لیجئے۔ اس کمبخت نے سوتے سوتے اپنا کام کر لیا۔ فدا حسین نے کہا میاں تم تو
مناظرہ کرنے آئے ہو۔ مرید ہونا کیسا؟ بولے بس حضرت ہو لیا مباحثہ۔ مجھے تو مرید کر لیجئے
آخر فدا حسین نے مولوی عبداللہ کی داڑھی مونچھ منڈوائی اور وہ ہنڈیا منگوائی جو مریدوں
سے پکوائی تھی۔ جب ہنڈیا آئی تو مولوی عبداللہ سے پوچھا تم اس کو اپنے استاد کے پاس
بھی لیجا سکتے ہو؟ عبداللہ نے کہا جہاں حکم ہو لیجاؤں غلام کو کیا انکار ہے۔ غرض وہ ہنڈیا
لیکر شاہ عبدالعزیز صاحب کی خدمت میں پہونچا ادھر شاہ صاحب اس کی انتظار میں بیٹھے
فرما رہے تھے "شاید مناظرہ طویل ہو گیا" اتنے میں عبداللہ سر پر ہنڈیا رکھے آ پہونچا۔ حضرت
شاہ صاحب رح تو اس وقت نابینا ہو چکے تھے۔ میر محبوب علی صاحب رح جو حضرت کی خدمت میں
بہت ہی بے تکلف تھے عبداللہ کو چار ابرو کا صفایا کئے آتے دیکھ کر کہنے لگے۔ لیجئے آپ کے
عبداللہ مچھندر بنے آ رہے ہیں۔ شاہ صاحب حیران ہوئے اور کہا تم یوں ہی بکا کرتے ہو۔ میر صـ
نے عرض کیا اب پہونچا چاہتے ہیں معلوم ہو جائیگا۔ تھوڑی دیر میں عبداللہ پاس آیا۔ اور کہـ
مرشد نے بھیجا ہے۔ لینا ہو تو لیجئے ورنہ جاتا ہوں۔ شاہ صاحب متحیر تھے کہ کیا قصہ ہے آ
فرمایا۔ میاں کیا شبہ پیش آیا جس کا جواب نہ بن پڑا۔ تجھے کیا ہوا۔ کس بلا میں گرفتار ہوا
شاہ صاحب نے سب کچھ کہا مگر اس نے کچھ جواب نہ دیا۔ کہا تو یہ کہا کچھ نہیں ہوا۔ بس
ہو گیا۔ شاہ صاحب نے خفا ہو کر فرمایا چل دور ہو۔ اس نے کہا بہتر مجھے اسکی پرواہ نہیں
مولانا رشید احمد رح نے اس کے بعد غالباً اسی عبداللہ کا نام لیکر فرمایا کہ اس میں یہ ا
کہ جو اس کے پاس گیا وہ اسی کا ہو رہا۔ ایک صاحب کہتے تھے کہ ایک بار میں اس کے
چلا گیا۔ اس کمبخت نے مجھے گلے سے لگا لیا۔ اسی وقت میرے سینہ میں آگ سی لگ گئی

Marfat.com

میں فوراً اس کے پاس سے بھاگا؛

پھر فرمایا میری طالب علمی کے زمانے میں وہ دہلی کے اندر موجود تھا اور دہلی بھر میں یہ بات مشہور تھی۔ کہ اس سڑک سے لوگ نہیں جاتے؛

اسی فدا حسین کا ایک خلیفہ توکل حسین تھا۔ اس نے شاہ سلیمان تونسوی رح کا ایک مرید توڑ لیا۔ شاہ صاحب کے ایک مرید میاں داد ارنجش جن کا یہ درجہ تھا۔ کہ ایک لاکھ مرتبہ اسم ذات اور کئی ہزار مرتبہ درود شریف پڑھا کرتے تھے۔ توکل حسین مجھندرے کے پاس شکایت لیکر گئے اور کہا تجھے یہ زیبا نہیں کہ دوسروں کے مرید کو اپنا مرید بنائے۔ اس نے جواب دیا کہ "سلیمان زنخہ کیا جانے۔ درویشی اور فقیری کیا چیز ہے۔ اسی لئے میں اس کے مریدوں کو اپنا مرید بنا لیتا ہوں۔ داد ارنجش سے اپنے پیر کی شان میں یہ کلمہ ضبط نہ ہو سکا۔ غصہ آگیا اور لگے برا بھلا کہنے۔ کہ تو خود گمراہ ہے۔ دوسروں کو گمراہ بناتا ہے۔ تجھے نماز و روزہ سے سروکار نہیں ان باتوں پر توکل حسین کو بھی غصہ آگیا۔ اس نے لال لال آنکھیں نکالیں اور چیلوں سے کہا۔ نکال دو کان پکڑ کے مجھ سے شکائیت کرنے آیا ہے" بس اتنے قلیل عرصہ میں ان پر اثر ہو گیا۔ اور ہاتھ جوڑ کر کہنے لگے مجھے مرید کر لیجئے۔ وہ تو خدا کا فضل ہوا کہ توکل حسین نے غصہ کے جوش میں ان کی طرف التفات نہیں کی۔ اور ان کی درخواست پر توجہ کی۔ یہی کہا کہ نکال دو۔ ان بیڑا کے مریدوں نے دونوں کان پکڑ کے ان کو باہر دھکیل دیا۔ آخر جب نیچے آئے تو ہوش آئی کہ زبان سے کیا درخواست نکلی۔ اسی وقت اٹھ کر بھاگے اور اپنے گھر آکر دم لیا؛

۔۔۔۔۔۔۔۔۔ (تذکرۃ الرشید حصہ دوم صفحہ ۲۷۴-۲۷۵) ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہم نے خود بعض ایسے عجیب الحال فقیروں کو دیکھا ہے جن پر مکر و فریب کا شبہ نہیں ہو سکتا تھا۔ ما فی الضمیر و غیب کی بات بتا دینا۔ مراد مندوں کو ان کی کامیابی و ناکامی کی خبر دینا ان کا مشغلہ تھا۔ قمار باز اپنی چالیں پوچھنے آتے ہیں تو کامیاب جاتے ہیں۔ سٹے والے اپنے مطلب کی بات دریافت کرتے ہیں۔ تو ان کی مشکل بھی حل ہو جاتی ہے۔ فاسق و بدکار لوگ اپنی ہوس پرستی کی آرزو لیکر آتے ہیں۔ تو وہ بھی خالی نہیں جاتے۔ بے غسل بے طہارت اور گندہ و غلیظ بنے داخل نماز رہتے ہیں۔ مگر تماشہ یہ کہ لوگوں کا رجوع عام ہے۔ امراء و رؤسا آکر دست بستہ

کھڑے ہوتے ہیں جن میں بعض لوگ مسلمان دیندار پابند صوم و صلوٰۃ حاجی و حافظ بھی ہوتے ہیں

فغاں ز ابلہی ایں خران بے دم و گوش
کہ جملہ شیخ تراش آمدند و پیر فروش
شوند بردو سہ روزے مرید ناداںے
تہی ز دین و خرد خالی او بصیرت و ہوش
نہ بر برون وے از لمعہ ہدایت نور
نہ در درون وے از شعلہ محبت جوش

اولیاء اللہ اور اولیاء الشیطان

ایسا شخص ہرگز ولی اللہ اور خدا رسیدہ نہیں ہو سکتا۔ نہ اس کے یہ افعال عجیبہ داخل کرامت ہیں۔ ولی اللہ کے معنے ہیں خدا کا دوست۔ وہ شخص خدا کا دوست کیونکر ہو سکتا ہے جو اللہ کے احکام اور اس کے رسول کے طریقہ کے خلاف چلتا ہو۔ بلکہ یہ لوگ اولیاء الشیطان اور اعداء الرحمن ہیں اور ان کے یہ اعمال عجیبہ شیطانی تصرفات ہیں یا خاص قلبی و روحی کرشمے ہیں جو ریاضات سے نمایاں ہو سکتے ہیں مگر ان سے ان لوگوں کا اولیاء اللہ ہونا لازم نہیں آتا۔ بلکہ وہ ان کے لئے استدراج ہے۔ ایسے لوگوں کو ولی اللہ سمجھنا اور ان کے معتقد و متبع ہونا سخت جہالت اور اپنے دین و ایمان کی تباہی کا سامان ہے۔ مجالس الابرار میں لکھا ہے۔

کرامت حقیقت

الكرامة الحقيقية التى تظهر من اولياء الله تعالى اذ غاية الكرامة حصول الاستقامة و الوصول الى كمالها والله تعالى لم يعط العبد من الكرامة مثل ان يعينه على ما يحب و يرضاه من التقوى و الاستقامة اما الكرامة بمعنى ظهور امر خارق فلا عبرة به عند المحققين من اولياء الله تعالى ظهوره من الكفرة المرتاضين وغيرهم من اهل الرياضة

سچی کرامت وہ ہے جو اولیاء اللہ سے ظاہر ہوتی ہے۔ کیونکہ کرامت کی غایت استقامت اور اس کے کمال کا حصول ہے اور اللہ تعالیٰ کی اس کرامت کے برابر جو وہ اپنے بندے کو بخشتا ہے۔ کوئی کرامت نہیں کہ اس کو اپنی محبت اور رضا کی باتوں یعنے تقویٰ اور استقامت کی توفیق دے۔ لیکن کرامت یعنے خارق عادت سو محقق اولیاء اللہ کے نزدیک اس کا کوئی اعتبار نہیں۔ کیونکہ اس کا ظہور ریاضت کرنے والے کافروں سے بھی ممکن ہے۔ باوجودیکہ ان کا عقیدہ خراب ہوتا ہے۔ اور اس کا

Marfat.com

مع فساد العمل والاعتقاد وسبب ذلک علی ما ذکرہ بعض المدققین انہ تعالیٰ قد وضع اسبابا وناط بھا مسبباتھا و اجری عادتہ ان لا یتخلف مسبب عن سبب کالاحتراق عند النار ومن جملۃ ذلک الریاضۃ فانہ تعالیٰ جعلھا سببا لتصفیۃ القلوب وناطھا بھا بحیث یوصل بھا الی الکشف ونحوہ من الخوارق ولا یدل ذلک علی رضائہ تعالیٰ :

جو بعض نکتہ شناس حضرات نے بیان کیا ہے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض اسباب پیدا کئے ہیں۔ اور ان کیساتھ ان کے مسببات کو متعلق کیا ہے۔ اور اپنی یہ سنت جاری فرمائی ہے کہ کوئی مسبب اپنے سبب سے متخلف نہ ہو جیسے جلا دینا آگ کیساتھ لازم ہے۔ اور ریاضت اسی قبیل سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو تصفیہ قلوب کا سبب ٹھیرایا ہے۔ اور اس کو اسکے ساتھ اس طرح متعلق کیا ہے کہ اس سے کشف وغیرہ خوارق تک سائی ہو سکتی ہے۔ مگر پھر کشف وغیرہ کے حصول سے یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ یہ ریاضت اللہ کی رضا کی موجب ہوئی

جو لوگ ایسے ملحد و گمراہ لوگوں کو اولیاء اللہ سمجھتے ہیں ان کے بارے میں لکھا ہے:

بل من خالف شیئا مما جاء بہ الرسول مقلدا فی ذلک لمن یظن انہ ولی وان الولی لا یخالف فی شیئ مما یصدر عنہ من الاقوال والاحوال فھو ضال وعمدۃ ھؤلاء فی ذلک انھم یرون قد یقع من شخص مکاشفۃ فی بعض الحالات او شیئ من الخوارق العادات مثل ان یطیر فی الھواء او یمشی علی الماء و یخبرھم بحال غائبھم او بما سرق

جو شخص کسی ایسے آدمی کی پیروی میں جس کی کہ ولایت کا وہ معتقد ہو اور سمجھتا ہو کہ ولی کے کسی قول و فعل کی مخالفت نہ کرنی چاہیے شرع پیغمبری کے ذرہ بھی خلاف چلے وہ گمراہ ہے۔ اور اس بارے میں ان لوگوں کا اعتماد اس بات پر ہوتا ہے کہ وہ کسی شخص سے بعض حالات میں مکاشفہ یا کسی خارق عادت مثلاً ہوا میں اڑنے یا پانی پر چلنے یا کسی غائب کی خبر دینے یا چرائے ہوئے مال کا پتہ بتانے کا وقوع دیکھ لیتے ہیں اور ان باتوں کو اس کی ولایت کی

لھو او غیر ذلک ویستدلون بھذہ الامور علی ولایتہ ولایجوزون مخالفتہ مع ان تلک الامور وامثالھا قد توجد فی شخص لایطھر الطھارۃ الشرعیۃ ولاینظف لنظافۃ الدینیۃ وقد روی انہ علیہ السلام قال ان اللہ نظیف یحب النظافۃ وفی حدیث اخر انہ علیہ السلام قال ان اللہ طیب لایقبل الا طیبا وذلک الشخص لا یغتسل ولایتوضاء ولایصلی الصلوۃ المکتوبۃ بل یکون ملابسا للنجاسات ومعاشر الکلاب ویاوی المزابل والمواضع النجسۃ التی یحبھا الجن والشیاطین فکیف یکون ولیا :

دلیل ٹھیراتے ہیں۔ اور اسکی مخالفت جائز نہیں سمجھتے باوجودیکہ اس قسم کی باتیں ایسے شخص سے بھی ظہور پذیر ہو جاتی ہیں جو شرعی طہارت اور دینی صفائی کا پابند نہیں حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ پاکیزہ ہے اور پاکیزگی کو دوست رکھتا ہے۔ ایک اور حدیث میں مروی ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاک ہی کو قبول کرتا ہے اور وہ شخص (نام نہاد ولی) نہ غسل کرتا ہے نہ فرض نماز پڑھتا ہے بلکہ نجاستوں میں لت پت اور کتوں سے ملا جلا رہتا ہے اور کوڑا کرکٹ ڈالنے کی جگہوں اور نجس مکانوں میں ٹھکانا بناتا ہے جن کو جنات شیاطین پسند کرتے ہیں بھلا وہ ولی کیونکر ہو سکتا ہے

پھر آگے لکھا ہے :

قال ابو یزید البسطامی رضی اللہ عنہ لو ان رجلا مشی علی الماء او تربع فی الھواء فلا تغتروا بہ حتی تنظروا کیف تجدونہ فی الامر والنھی و مراعات الشریعۃ وقیل لہ فلان یمر فی لیلۃ الی مکۃ فقال الشیطان یمر فی لحظۃ من المشرق الی المغرب وھو فی لعنۃ اللہ تعالیٰ

حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص پانی کی سطح پر چلنے لگے یا ہوا میں چار زانو ہو کر بیٹھ جائے تو اس کے فریب میں نہ آؤ۔ حتی کہ دیکھنا چاہیے کہ تم اس کو احکام اور ممنوعات اور رعایت شرعی میں کیسا پاتے ہو اور ان سے عرض کیا گیا کہ فلاں شخص ایک رات میں مکے میں چلا جاتا ہے تو فرمایا شیطان ایک لمحہ میں مشرق

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو ان مکار اور گمراہ لوگوں کی صحبت سے بچائے آمین اللھم ارنا الحق
وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ

ماہ جمادی الثانی کے پانچویں جمعہ کا وعظ

موت اور مابعد الموت

أَعُوذُ بِاللّٰهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ط وَإِنَّمَا تُوَفَّوْنَ أُجُورَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ط فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ط وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ ○ (ترجمہ)

ہر شخص ایک نہ ایک دن موت (کا مزا) چکھنے والا ہے اور (تمہارے اعمال کا) پورا پورا بدلہ تمکو قیامت ہی کے دن دیا جائیگا تو اسدن جو شخص (دوزخ کی) آگ سے پرے ہٹا دیا گیا۔ اور اس کو جنت میں جگہ دی گئی۔ تو اس نے مراد پائی اور یہ دنیا کی زندگی تو صرف دھوکے کی پونجی ہے (آل عمران ۔ ع ۱۹)

موت بظاہر ایک تلخ اور ناگوار چیز ہے اس لئے عموماً لوگ اس کے ذکر سے گھبراتے ہیں۔ لیکن وہ ایسی بری چیز نہیں ہے جیسی کہ سمجھی جاتی ہے بلکہ اکثر پہلوؤں سے وہ اچھی چیز ہے۔ اور اس کی یاد میں تو بڑے فائدے ہیں۔ بشرطیکہ اس سے عبرت حاصل کی جائے :

موت کی یاد کی تین صورتیں ہیں کیونکہ دنیا میں تین طرح کے لوگ ہیں۔ ایک دنیا کے طالب دوسرے عقبےٰ کے طالب۔ تیسرے مولا کے طالب۔ دنیا کا طالب تو موت کے نام سے بھی کوسوں بھاگتا ہے۔ اس کے ذکر سے کانپتا ہے۔ اور اس کے خیال کو دل سے بھلانے کی کوشش کرتا ہے وہ دل میں کہتا ہے ہائے یہ موت مجھ کو دنیا سے رخصت کردیگی اور مجھ کو میرے مال سے میری جائداد سے میری اولاد سے جدا کر دیگی۔ اس طرح موت کا خیال انسان کو خدا سے اور بھی دور کر دیتا ہے۔ یہ شخص دنیا کا غلام اور آخرت سے غافل ہے ایسے لوگوں کی تنبیہ کیلئے اللہ فرماتا ہے :

قُلْ إِنَّ الْمَوْتَ الَّذِي تَفِرُّونَ مِنْهُ فَإِنَّهُ مُلٰقِيكُمْ ثُمَّ تُرَدُّونَ إِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ

(اور اے پیغمبر ان لوگوں سے کہو کہ جس موت سے تم بھاگتے ہو وہ تم کو ضرور آکر رہے گی تم پھر اس (خداوند دانا و بینا) کیطرف لوٹائے جاؤ گے

بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ (جمعہ ۔ ع ۱)

جو پوشیدہ اور ظاہر (سب کچھ) جانتا ہے پھر جیسے جیسے عمل تم (دنیا میں) کرتے تھے تم کو بتاوے گا ۔

عقبےٰ کا طالب موت کو اس طرح یاد کرتا ہے کہ افسوس! دنیا کی خاطر دن رات مجھ سے گناہ سرزد ہوتے ہیں۔ موت سر پر کھڑی ہے۔ وہ دن قریب ہے کہ مجھ کو خدا کے حضور میں پیش ہونا پڑے گا اور اپنے عملوں کے بارے میں جوابدہی کرنی ہوگی۔ اس طرح موت کو یاد کرنا اچھا ہے۔ اور اس سے انسان گناہوں سے بچتا ہے اور کوشش کرتا ہے کہ یہ چند روزہ مہلت غفلت میں رائیگان نہ جائے ۔

وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَابَّةٍ وَّلٰكِنْ يُؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ (نحل ۔ ع ۸)

اور اگر خدا بندوں کو ان نافرمانیوں کی سزا میں پکڑتا تو روئے زمین پر کسی متنفس کو باقی نہ چھوڑتا۔ مگر وہ ایک وقت مقرر (یعنے موت) تک انکو مہلت دیتا ہے پھر جب ان کا (وہ) وقت آ پہونچتا ہے تو وہ نہ ایک گھڑی پیچھے رہ سکتے ہیں اور نہ آگے بڑھ سکتے ہیں ۔

ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا تم کو اللہ تعالےٰ سے پوری حیا کرنی چاہیئے انہوں نے عرض کیا یا نبی اللہ شکر ہے کہ ہم اللہ سے حیا کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ وہ یہ حیا نہیں ہے ۔

وَلٰكِنْ مَنِ اسْتَحْيٰى مِنَ اللّٰهِ حَقَّ الْحَيَاءِ فَلْيَحْفَظِ الرَّاْسَ وَمَا وَعٰى وَيَحْفَظِ الْبَطْنَ وَمَا حَوٰى وَيَذْكُرِ الْمَوْتَ وَالْبِلٰى وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ تَرَكَ زِيْنَةَ الدُّنْيَا فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَقَدِ اسْتَحْيٰى مِنَ اللّٰهِ حَقَّ الْحَيَاءِ (مشکوٰۃ)

بلکہ جو شخص اللہ سے کما حقہ حیا کرے اسے چاہیئے کہ سر اور اس کے متعلقات (آنکھ۔ کان۔ زبان وغیرہ) کی حفاظت کرے۔ اور چاہیئے کہ پیٹ اور اس کے متعلقات (اعضاء۔ وجود شرم گاہ) کی نگرانی رکھے اور موت اور کہنگی کو یاد رکھے اور جو شخص آخرت کا ارادہ کرے اسے دنیا کی زینت کو چھوڑ دینا چاہیئے پس جو شخص ایسا کرے اس نے اللہ سے حیا کی جیسی کرنی چاہیئے ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

إِذَا أَمْسَيْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الصَّبَاحَ وَإِذَا أَصْبَحْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الْمَسَاءَ وَخُذْ مِنْ صِحَّتِكَ لِمَرَضِكَ وَمِنْ حَيَوٰتِكَ لِمَوْتِكَ (مشکوٰۃ)

جب تجھے شام ہو۔ تو صبح کا انتظار نہ کر اور جب تجھے صبح ہو۔ تو شام کا انتظار نہ کر۔ اور اپنی صحت سے مرض کیلئے سامان حاصل کر اور اپنی زندگی سے موت کے لئے:

مولے کا طالب موت کو اسطرح یاد کرتا ہے جس طرح ایک پیاسا ٹھنڈے پانی کو ترستا ہے کیونکہ وہ موت کو اپنے محبوب حقیقی کے پاس جانے کا ذریعہ سمجھتا ہے اس کے نزدیک یہ دنیا پردیس ہے۔ اور اصلی وطن آخرت ہے۔ وہ دنیا کی زندگی کو ایک دریا سمجھتا ہے۔ جو دنیا اور آخرت کے درمیان حائل ہے۔ اور اس دریا کا پل موت ہے جس پر سے گزر کر آخرت میں جا سکتے ہیں اور اپنے مولائے پاک سے مل سکتے ہیں ؎ موت ایک پل ہے کہ جس سے عنقریب ❊ ہوتی ہے حاصل ملاقاتِ حبیب

طالب مولے بڑا بیتاب ہے کہ جلد اس پل پر پہنچ جاؤں اور دنیا سے نکل جاؤں جو گناہوں کی آلودگی سے گندی ہو رہی ہے اور اپنے رفیق اعلےٰ کے قرب میں جا پہنچوں۔ اس قسم کی یاد موت انبیاء و اولیا کا حصہ ہے:۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى إِذَا أَحَبَّ عَبْدِي لِقَائِي أَحْبَبْتُ لِقَاءَهُ وَإِذَا كَرِهَ لِقَائِي كَرِهْتُ لِقَاءَهُ (موطا امام مالک رح)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کہتا ہے کہ جب میرا بندہ میری ملاقات کی رغبت کرتا ہے تو میں بھی اس کی ملاقات کی رغبت کرتا ہوں اور جب وہ میری ملاقات کو ناپسند کرتا ہے تو میں بھی اس کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہوں:

اللہ تعالیٰ جس سے ملنے کو پسند کرے وہ اس کا محبوب ہے اور محب اپنے محبوب کا ہمیشہ خیر خواہ ہوتا ہے۔ بخلاف اس کے اللہ تعالیٰ جس سے ملنا ناپسند کرے وہ اس کا مبغوض اور جس سے اللہ کو بغض ہو اس کی بدقسمتی کا کیا ٹھکانا۔ مذکورہ ارشاد پر حضرت عائشہ یا شائد کسی اور ام المومنین نے (راوی کو شک ہے) عرض کیا إِنَّا لَنَكْرَهُ الْمَوْتَ یعنی ہم کو بھی تو موت ناپسند ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

Marfat.com

لَيْسَ ذٰلِكَ وَلٰكِنَّ الْمُؤْمِنَ اِذَا حَضَرَهُ الْمَوْتُ بُشِّرَ بِرِضْوَانِ اللّٰهِ وَكَرَامَتِهٖ فَلَيْسَ شَيْءٌ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِمَّا اَمَامَهٗ فَاَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ وَاَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَهٗ وَاِنَّ الْكَافِرَ اِذَا حُضِرَ بُشِّرَ بِعَذَابِ اللّٰهِ وَعُقُوْبَتِهٖ فَلَيْسَ شَيْءٌ اَكْرَهَ اِلَيْهِ مِمَّا اَمَامَهٗ فَكَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ وَكَرِهَ اللّٰهُ لِقَاءَهٗ (متفق علیہ مشکوٰۃ)

یہ بات نہیں بلکہ جب مومن کی موت قریب آتی ہے تو اسکو اللہ کی خوشنودی اور اس کی بخشش کی بشارت دی جاتی ہے۔ بس اس کو اپنے مستقبل سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہیں ہوتی۔ پس وہ اللہ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اور اللہ اس کی ملاقات کو پسند کرتا ہے۔ اور جب کافر کی موت آتی ہے تو اس کو اللہ کے عذاب و عقوبت کی اطلاع دیجاتی ہے پس اسکے لئے کوئی چیز اپنے مستقبل سے زیادہ ناپسند نہیں ہوتی۔ اس لئے وہ اللہ سے ملنا ناپسند کرتا ہے اور اللہ اس سے ملنا ناپسند کرتا ہے

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم چاہو تو تم کو وہ سب سے پہلی بات بتاؤں جو اللہ تعالےٰ قیامت کے روز مومنوں سے فرمائیگا اور وہ سب سے پہلی بات جو مومن اللہ سے عرض کریں گے۔ ہم نے عرض کیا ہاں فرمایئے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ تو آپ نے فرمایا:۔

اِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ هَلْ اَحْبَبْتُمْ لِقَائِيْ فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ يَا رَبَّنَا فَيَقُوْلُ لِمَ فَيَقُوْلُوْنَ رَجَوْنَا عَفْوَكَ وَمَغْفِرَتَكَ فَيَقُوْلُ قَدْ وَجَبَتْ لَكُمْ مَغْفِرَتِيْ (مشکوٰۃ)

اللہ تعالےٰ مومنوں سے فرمائیگا کیا تم میری ملاقات کے مشتاق تھے۔ وہ عرض کریں گے ہاں اے ہمارے پروردگار۔ پھر فرمائے گا۔ کیوں؟ وہ عرض کریں گے ہم تیری عفو اور مغفرت کے امیدوار تھے۔ اللہ فرمائے گا تمہارے لئے میری مغفرت واجب ہو گئی۔

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

ظاہر ہے کہ جس روز عبد اور معبود میں اس محبت و اخلاص کی گفتگو ہوئی اس دن سے بڑھ کر مبارک دن اور کون سا ہو سکتا ہے اور اس مبارک دن کا طلوع موت ہی سے ہوتا ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُحْفَةُ الْمُؤْمِنِ الْمَوْتُ (مشکوٰۃ)

عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مومن کا تحفہ موت ہے۔

Marfat.com

موت کی یاد بہت مفید ہے

موت کی یاد نہائیت مفید چیز ہے خصوصاً جب اسطرح اسکو یاد کیا جائے کہ یہی وہ چیز ہے جس کی بدولت انسان اس دنیائے دوں سے نجات پاتا ہے جو شر و فساد گناہ و معصیت اور کبر و غرور کا گھر ہے یا اس طرح اسکو یاد کیا جائے کہ آخرت کا خیال تازہ رہے اور اس سے انسان نیک عمل کرے اور برے کاموں سے بچنے کیلئے آمادہ رہے۔ لیکن موت سے ڈرنا اور اس خیال سے ڈرنا کہ اس سے ہماری زندگی ختم ہو جائے گی سخت کمزوری اور بزدلی ہے اور اسکو ایک اخلاقی مرض کہتے ہیں اس خیال کو دور کرنا چاہیئے۔ ہاں بعض بزرگان دین سے جو منقول ہے کہ وہ موت کو ناپسند کرتے تھے اور دنیا کی زندگی کو موت پر ترجیح دیتے تھے چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نسبت مروی ہے کہ وہ موت سے ٹلتے رہے اور مرنا نہیں چاہتے تھے بلکہ بعض احادیث میں آیا ہے کہ انہوں نے ملک الموت کیساتھ بھی درشتی و بدسلوکی سے کام لیا تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ موت سے بزدلوں کیطرح ڈرتے تھے بلکہ بعض خاص مصلحتوں کی بناء پر وہ چاہتے تھے کہ ابھی کچھ مدت اور دنیا میں زندہ رہیں چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پیش نظر یہ مصلحت تھی کہ بنی اسرائیل کو اصلاح و تربیت کی مہم کو درجہ تکمیل تک پہنچاویں جن کی ابھی پوری پوری اصلاح نہیں ہوئی تھی اور اس سنگدل اور اکھڑ قوم کو راہ راست پر لانا کچھ حضرت موسیٰ جیسے عالی ہمت و بلند عزم پیغمبر کے دل گردے ہی کا کام تھا یہ جن کسی اور کے قابو میں آنیوالے نہ تھے۔ جن کی کج طبعی کا حال یہ تھا حضرت موسیٰ ع کی چند روزہ غیر حاضری میں بھی راہ راست پر قائم نہ رہ سکے اور مصنوعی بچھڑے کو اپنا معبود بنا کر اس کی پوجا کرنے لگے اور حضرت ہارون علیہ السلام کو جو حضرت موسیٰ ہی کے بھائی تھے کچھ نہ سمجھا چنانچہ وہ خود فرماتے ہیں ان القوم استضعفونی وکادوا یقتلوننی لوگوں نے مجھے کمزور سمجھا اور مجھ کو مار ڈالنے پر آمادہ ہو گئے

موت کو ناپسند کرنے کی خاص وجوہ

حضرت موسیٰ حب الوطنی و الفت قومی کی بناء پر چاہتے کہ میرے جیتے جی اس قوم کی اصلاح ہو جائے بعد میں خدا جانے کس طاقت کے نبی پیدا ہوں اور یہ قوم ان کے ساتھ کیا سلوک کرے۔ اور قوم کا کیا انجام ہو۔ مگر مشیئت خداوندی کے آگے حضرت موسیٰ کی کیا پیش جاتی تھی آخر وہی ہوا جس سے وہ خائف تھے۔ یہ قوم کسی نبی کی تعلیم سے انسانیت کے اعلیٰ درجہ پر فائز نہ ہوئی حضرت زکریا، حضرت یحیٰی، حضرت جرجیس وغیرہ انبیاء ان کے تیغ ستم کا لقمہ ہو گئے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسے اولوالعزم پیغمبر کو بھی دار پر چڑھانے سے باز نہ آئے۔ آخر

Marfat.com

اس قوم کا انجام یہ ہوا کہ ضُرِبَتْ عَلَیْهِمُ الذِّلَّةُ وَ الْمَسْکَنَةُ وَبَاءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰہِ ط غرض حضرت موسےٰ علیہ السلام کی آرزوئے زندگی کا اصلی باعث یہ تھا کہ وہ اپنی قوم کی اصلاح کی مہم کو سر انجام پہنچانا چاہتے تھے۔

زندگی کی قدر و قیمت

حضرت احمد حواری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ بعض خاصانِ حق موت سے اس لئے بچنا چاہتے ہیں کہ دنیا کی زندگی میں ان کو طاعت و عبادت کے بجالانے اور مدارج قرب کے مستحق بننے کا موقعہ ملتا ہے اور مرنے کے بعد عمل کرنے کا موقعہ نہیں ملیگا (تذکرۃ الاولیاء)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَتَمَنّٰی اَحَدُکُمُ الْمَوْتَ اِمَّا مُحْسِنًا فَلَعَلَّہٗ اَنْ یَّزْدَادَ خَیْرًا وَ اِمَّا مُسِیْئًا فَلَعَلَّہٗ اَنْ یَّسْتَعْتِبَ (مشکوٰۃ)

ابو ہریرہ رضؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم میں سے کوئی موت کی تمنا نہ کرے۔ یا تو وہ نیکوکار ہوگا تو پھر شاید وہ زیادہ نیکی کرے۔ اور یا برے کاموں کا مرتکب ہوگا۔ تو شاید استغفار کرے؛

وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَتَمَنّٰی اَحَدُکُمُ الْمَوْتَ وَلَا یَدْعُ بِہٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَہٗ اِنَّہٗ اِذَا مَاتَ اِنْقَطَعَ اَمَلُہٗ وَ اِنَّہٗ لَا یَزِیْدُ الْمُؤْمِنَ عُمْرُہٗ اِلَّا خَیْرًا

اور انہی سے مروی ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص موت کی تمنا نہ کرے اور نہ اس کے آنے سے پہلے اس کیلئے دعا کرے کیونکہ وہ جب مر جائے گا تو اس کی امید منقطع ہو جائے گی اور مومن کی عمر اس کی نیکیوں ہی کو بڑھاتی ہے؛

دنیا اور آخرت

ہر مسلمان کو یاد رکھنا چاہیے کہ دنیا کی زندگی ایک ناپائدار اور فانی زندگی ہے اس کے بعد ایک پائدار اور باقی زندگی شروع ہوگی۔ دنیا کی زندگی سے اس زندگی کی راحت اور مسرت بدرجہا زیادہ ہے۔ اگر انسان کے عمل اچھے ہوں تو اس کیلئے وہ عالم ایک ایسا پر لطف اور خوشگوار و پر بہار عالم ہے کہ ایسی ایسی سینکڑوں زندگیاں بھی اس پر تصدق کی جائیں تو کم ہیں

گر اہلِ معرفتی دل در آخرت بندی ٭ نہ در خرابۂ دنیا کہ حسرت آبادست

اس زمانے میں بعض ایسی قومیں پیدا ہوگئی ہیں جو موت کو یاد رکھنا برا سمجھتی ہیں۔ مثلاً فرنگستان کے لوگ یہی کہتے ہیں کہ موت کو یاد کر کے انسان شکستہ دل پژمردہ خاطر بن جاتا ہے اور دنیا کے کاروبار کے لائق نہیں رہتا۔ یہ سراسر غلط خیال ہے انسان موت کی یاد سے نکما اور ناکارہ نہیں ہوتا بلکہ اس کی آنکھوں سے غفلت وغیرہ کا پردہ اٹھ جاتا ہے اور وہ فرض شناس خدا پرست بن جاتا ہے بیشک اس میں تکبر و خود پسندی نہیں رہتی جسکو بیدلی اور پژمردگی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ مگر اس کی وجہ یہ ہے کہ دنیا کے ٹھاٹھ جو فخر و غرور کے سامان ہیں اسکی نظر میں ناچیز ہو جاتے ہیں۔ اور اس کا دل تکبر و تفاخر سے پاک ہو جاتا ہے ٭ ؎

سبک مغز مے کز اسبابِ جہاں بر خویش مے بالد ٭ چو حمالے ست کز بارِ گراں بر خویش مے بالد ؎

اے گلِ شوخ کہ مغرورِ بہاراں شدہ ٭ خبرت نیست کہ در پے چہ قرآنے داری

دنیا کے غلام

جو لوگ دنیا کے غلام اور دنیوی عیش کے بندے ہیں ان کی آنکھوں پر پردہ غفلت پڑا رہتا ہے وہ دنیا کی چندروزہ زندگی کے تماشے میں محو ہیں دین سے بے بہرہ ہیں خدا سے غافل ہیں اور آخرت سے بے پرواہ ہیں اسلئے ان کو موت کی یاد ناگوار ہے۔ اور وہ آخرت کی یاد سے اپنے دلکو پژمردہ کرنا نہیں چاہتے ٭ ؎

ندارد اشتیاقِ نیستی جانِ گنہگاراں ۔ بیت ۔ کہ تیغ کج برآید از نیام آہستہ آہستہ

یاد موت کے فائدے

۱- ادائے فرض

موت کو یاد رکھنے کے بڑے فائدے ہیں۔ پہلا فائدہ یہ ہے۔ کہ جس شخص کو اپنے کوچ کا دن یاد ہے۔ وہ ہرگز اپنے فرض سے غافل نہیں ہوتا۔ حقوق کے ادا کرنے پر مستعد رہتا ہے۔ طاعت و عبادت میں غفلت نہیں کرتا۔ اور گناہوں کا مرتکب نہیں ہوتا ؎

زہد و تقوے را گزیدم دین و کیش ٭ زانکہ میدیدم اجل را پیش پیش
مرگِ ہمسایہ مرا واعظ شدہ ٭ ... کسب و دکان مرا برہم زدہ

۲- ترک رذائل

دوسرا فائدہ یہ ہے۔ کہ وہ بغض۔ حسد۔ کبر۔ غرور وغیرہ بہت سے رذائل اخلاق سے بچتا ہے ؎

دنیا ہیچ ست و کارِ دنیا ہمہ ہیچ ٭ اے ہیچ ز بہر ہیچ بر ہیچ مپیچ

۳- ترک حرص

تیسرا فائدہ یہ ہے۔ کہ وہ دنیا کو ناچیز سمجھتا ہے۔ مال و دولت کی حرص نہیں کرتا۔ چوری ٹھگی۔ خیانت اور جھوٹ سے بچتا ہے۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں ؎

خانۂ دنیا بعینہٖ خانۂ آئینہ است ٭ ہرچہ کس آورد با خود ہم ہماں را مے برد

Marfat.com

۴۔ دنیوی زندگی کی حقارت

چوتھا فائدہ یہ ہے۔ کہ موت کی کثرت یاد سے دنیاوی زندگی اس کی نظر میں ہیچ ہوجاتی ہے۔ پھر وہ راہ خدا میں اور حمایت حق میں جان دینے سے نہیں ڈرتا ؎

نیست پروائے عدم دل زدۂ ہستی را ٭ از قفس مرغ بہر جا کہ رود بستان ست

سنگدلی کا علاج

ایک عورت نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اپنی سنگدلی کی شکائت کی۔ انہوں نے فرمایا موت کو یاد کیا کرو۔ تو دل نرم ہوجائیگا۔ اس عورت نے اس ارشاد پر عمل کیا۔ تو اس کا دل نرم ہوگیا۔ اور وہ حضرت عائشہ رضؓ کی خدمت میں شکریہ ادا کرنے آئی۔ (احیاء)

غفلت کا علاج

ربیع ابن خثیم رحمۃ اللہ علیہ نے موت کو یاد رکھنے کی یہ تدبیر کی۔ کہ ایک قبر اس نے گھر میں کھود لی۔ اور ہر روز اس میں تھوڑی دیر کے لئے لیٹ جاتے۔ اور فرمایا کرتے کہ اگر گھڑی بھر بھی میرا دل موت سے غافل ہوا۔ تو بگڑ جائے گا ٭ (احیاء)

بہترین نصیحت

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے کسی نے عرض کیا۔ کہ مجھ کو نصیحت فرمائیے۔ انہوں نے کہا۔ سب سے اچھی نصیحت یہ ہے۔ کہ موت کو تکیہ کے نیچے رکھ کر سویا کرو۔ اور جب جاگو تو زیادہ دیر جینے کی توقع نہ رکھو۔ (تذکرۃ الاولیاء)

منازل آخرت میں پہلی منزل

حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ ایک جنازہ کی نماز میں شریک ہوئے جب میّت کو دفن کرچکے۔ تو آپ قبر کے پاس بیٹھ گئے۔ اور آبدیدہ ہوکر لوگوں سے لوگو! قبر دنیا کا انجام ہے۔ اور آخرت کا آغاز ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

اَلْقَبْرُ مَنْزِلٌ مِّنْ مَّنَازِلِ الْاٰخِرَۃِ

یعنے قبر آخرت کی منزلوں میں سے ایک منزل ہے۔ پس کیا فخر کرتے ہو۔ ایسے عالم پر جسکا انجام یہ ہے۔ اور کیوں نہیں ڈرتے اس عالم سے جس کا آغاز یہ ہے۔ جب تمہارا اول اور آخر یہ ہے۔ تو اے غافلو! اول اور آخر کا کام درست کرو۔ اس تقریر سے تمام حاضرین میں آہ و بکا بلند تھی (احیاء)

دنیوی سامان کو مختصر کرنے کا طریقہ

خلیفہ عمر ابن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے ایک شخص سے فرمایا۔ کہ موت کو بہت یاد کیا کرو۔ اگر تمہاری زندگی کے سامان وسیع ہیں۔ تو اس کی یاد ان کو تنگ اور مختصر کردے گی اور اگر تنگ ہیں تو وسیع کردے گی ٭ (احیاء)

Marfat.com

ایک بزرگ نے کسی کو خط میں لکھا۔ بھائی! اس جہان میں موت کو نہ بھول قبل اس کے کہ تجھے ایک ایسے جہان میں جانا ہوگا جہاں موت کی آرزو کریگا اور پھر اسے نہ پائیگا"

وَيَقُولُ الْكَافِرُ يَا لَيْتَنِي كُنْتُ تُرَابًا ۔

اور کافر کہیگا۔ کاش میں مٹی ہوتا ؛

عَنْ اُبَیِّ ابْنِ کَعْبٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا ذَھَبَ ثُلُثَا اللَّیْلِ قَامَ فَقَالَ یَا اَیُّھَا النَّاسُ اذْکُرُوا اللّٰہَ اذْکُرُوا اللّٰہَ جَاءَتِ الرَّاجِفَۃُ تَتْبَعُھَا الرَّادِفَۃُ جَاءَ الْمَوْتُ بِمَا فِیْہِ (مشکوٰۃ)

ابی کعبؓ سے روایت ہے کہ جب دو تہائی رات گزر جاتی تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم اٹھ کھڑے ہوتے۔ اور فرماتے لوگو! اللہ کو یاد کرو اللہ کو یاد کرو! زلزلہ آپہونچا۔ جس کے پیچھے دوسرا زلزلہ آنیوالا ہے۔ موت ان تکالیف سمیت جو اس میں ہیں آپہونچی ؛

کہ یہ قافلہ یہاں سے ہے جانیوالا ؛ ڈرو اس سے جو وقت ہے آنیوالا

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمَنْکِبَیَّ فَقَالَ کُنْ فِی الدُّنْیَا کَاَنَّکَ غَرِیْبٌ اَوْ عَابِرُ سَبِیْلٍ۔ (ریاض الصالحین)

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے دونوں کندھے پکڑ کر فرمایا تم دنیا میں اس طرح زندگی بسر کرو۔ گویا تم ایک پردیسی بلکہ ایک راہرو ہو ؛

ایں ہستیٔ باطل چو شرر محض نمود است ؛ یک چشم زدن رہ زعدم تا بوجود است

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَکْثِرُوْا ذِکْرَ ھَاذِمِ اللَّذَّاتِ یَعْنِی الْمَوْتَ (ریاض)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ لذتوں کے توڑ دینے والی یعنی موت کو بہت یاد کیا کرو ؛

بیدار شو اے دیدہ کہ ایمن نتواں بود ؛ زیں سیل دمادم کہ دریں منزل خواب است

حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ

مَنْ کَانَ اٰخِرُ کَلَامِہٖ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

جس شخص کا آخری کلمہ لا الٰہ الا اللہ ہو۔ وہ

Marfat.com

دَخَلَ الْجَنَّةَ ؛ جنتی ہے ؛

اسی لئے حکم ہے۔ جب کوئی شخص مرنے لگے تو اسکو کلمہ طیبہ کی تلقین کی جائے ؛

لَقِّنُوْا مَوْتَاكُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ؛ اپنے قریب الموت لوگوں کو کلمہ لا الٰہ الا اللہ کی تلقین کرو

مگر مناسب یہ ہے کہ اس کو اس کلمہ کے پڑھنے پر مجبور نہ کریں۔ تاکہ مبادا وہ تکلیف نزع میں سر ہلا دے یا زبان سے انکار کر دے۔ اور اس طرح اس کا خاتمہ کفر پر ہو۔ بلکہ بہتر یہ ہے کہ اس کے پاس باآواز کلمہ شریف پڑھنا شروع کر دیں۔ تاکہ اس کو خیال آجائے۔ اور اگر کچھ طاقت ہو۔ تو آپ سے آپ پڑھ لے ؛

کسی عزیز و محبوب کے مرنے پر بے صبری کرنا اور کلمات ناشکری منہ سے نکالنا منع ہے۔ سینہ کوبی اور نوحہ حرام ہے۔ بعض جاہل عورتیں ایسے حوادث پر توبہ توبہ خدا کو کوسنے لگتی ہیں۔ اس سے کفر لازم آتا ہے۔ جب عورت کافر ہو جائے۔ تو مسلمان مرد کا اس سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔ اور نکاح کی شکستگی میں جو دوسرے گناہ لازم آتے ہیں۔ ظاہر ہیں۔ لہذا مردوں کا فرض ہے کہ عورتوں کو اس غلطی سے باز رکھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ وَ شَقَّ الْجُيُوْبَ وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ ۔۔۔ (مشکوٰۃ) وہ (عورت یا مرد) ہم میں سے نہیں ہے۔ جو (ماتم میں) اپنا منہ پیٹے۔ اور گریبان پھاڑے اور جاہلیت کی سی باتیں کرے۔

حضرت عمرؓ نے ایک نوحہ گر عورت کے درّے مارے اور کہا اس کی حرمت ساقط ہو گئی البتہ اگر درد دل کے تقاضے سے آنسو بہنے لگیں تو یہ معاف ہیں۔ منہ سے کوئی ایسا کلمہ نہ نکالنا چاہئے۔ جو صبر و رضا کے خلاف ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی حضرت زینبؓ کی وفات کے موقع پر جبکہ عورتیں جمع ہو کر رونے لگیں انکو باآواز رونے سے منع کرتے ہوئے ارشاد فرمایا

اِيَّاكُنَّ وَنَعِيْقَ الشَّيْطَانِ اِنَّهٗ مَهْمَا كَانَ مِنَ الْعَيْنِ وَمِنَ الْقَلْبِ فَمِنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَمِنَ الرَّحْمَةِ وَمَا كَانَ شیطان کی سی چیخ پکار سے بچو (شدت غم میں) جو کچھ آنکھ اور دل سے (سرزد) ہو تو اللہ عزوجل کیطرف سے ہے اور رحمت کی قبیل سے ہے۔ اور جو کچھ

مِنَ الْيَدِ وَمِنَ اللِّسَانِ فَمِنَ الشَّيْطَانِ (مشکوٰۃ)

ہاتھ سے اور زبان سے وقوع پائے۔ وہ شیطان سے ہے۔

استرجاع کا حکم

ایسی مصیبت کے موقعہ پر یہ کلمات پڑھنے کا حکم ہے :-

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ اَللّٰهُمَّ أْجُرْنِي فِي مُصِيبَتِي وَاخْلُفْ لِي خَيْرًا مِنْهَا ؛

ہم سب اللہ کیلئے ہیں۔ اور ہم اس کیطرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ الہٰی مجھ کو میری مصیبت میں پناہ دے اور مجھ کو اس کا بہتر عوض دے

ام سلمہ رضہ سے روایت ہے کہ وہ اپنے شوہر ابو سلمہ کی زندگی میں سمجھتی تھیں کہ ان سے بہتر شوہر دنیا میں کوئی نہیں ہو سکتا۔ لیکن جب ان کا انتقال ہوا اور انہوں نے یہی دعائے ثور پڑھی تو اللہ تعالےٰ نے ان کی دعا کو قبول فرما کر اخلف لی خیرًا منھا کی استدعا کو عملی رنگ میں یوں نمایاں کیا کہ ان کو ابو سلمہ سے بہتر شوہر کی زوجیت کا فخر بخشا گیا۔ یعنے خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کیا ؛

زیارت قبور

یاد موت کو تازہ کرنے کیلئے قبرستان میں جانا ماثور و مسنون ہے۔ مگر صرف مردوں کیلئے ہے۔ عورتوں کیلئے قبرستان میں جانا منع ہے۔ حدیث میں آیا ہے ؛

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ زَوَّارَاتِ الْقُبُورِ (مشکوٰۃ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت کی ہے ؛

مرتے وقت خدا سے اچھی امید

احادیث میں تعلیم دی گئی ہے۔ کہ جب کسی بندے کا آخری وقت قریب ہو۔ تو اس کو اپنے پروردگار سے رحم و کرم کی امید رکھنی چاہئے :-

عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ مَوْتِهِ بِثَلٰثَةِ أَيَّامٍ يَقُولُ لَا يَمُوتَنَّ أَحَدُكُمْ إِلَّا وَهُوَ يُحْسِنُ الظَّنَّ بِاللّٰهِ (مسلم ۔ مشکوٰۃ)

جابر رضہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات پانے سے تین روز پہلے یہ فرماتے سنا۔ کہ تم میں سے کوئی مرنے لگے۔ تو ضرور اللہ تعالیٰ پر اچھا گمان رکھے ؛

امید اور خوف

امید نجات کے ساتھ خوف حق بھی شامل ہو۔ تو بہت ہی خوب ہے۔

عَنْ أَنَسٍ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

انس رضہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

عَلٰی شَابٍّ وَّهُوَ فِی الْمَوْتِ فَقَالَ كَيْفَ تَجِدُكَ قَالَ اَرْجُو اللّٰهَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاِنِّیْ اَخَافُ ذُنُوْبِیْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَجْتَمِعَانِ فِیْ قَلْبِ عَبْدٍ فِیْ مِثْلِ هٰذَا الْمَوْطِنِ اِلَّا اَعْطَاهُ اللّٰهُ مَا يَرْجُوْ وَاٰمَنَهٗ مِمَّا يَخَافُ (مشکوٰۃ)

ایک جوان کے پاس تشریف لیگئے۔ اور وہ نزع کی حالت میں تھا تو آپ نے فرمایا۔ تم اپنی حالت کیسی پاتے ہو۔ وہ بولا۔ یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں اللہ سے اچھی امید رکھتا ہوں اور اپنے گناہوں سے بھی ڈرتا ہوں تو آپ نے فرمایا یہ دونوں باتیں (یعنی امید اور خوف) جب ایسے وقت بندے کے دل میں جمع ہوں تو ضرور اللہ اس کی امید پوری کرتا ہے۔ اور اس کو خوف سے امن رکھتا ہے

موت خطرناک امتحان

موت کا وقت بڑا نازک وقت ہے۔ بڑا خطرناک امتحان ہے۔ اللہ تعالے ہر مسلمان کو اس پرخطر جگہ سے سلامتی کے ساتھ لیجائے۔ اس وقت عمر بھر کی کرتوت ایک ہولناک بلا کی صورت میں سامنے ہوتی ہے۔ اور مرنے والے کو سوائے دست حسرت ملنے کے کوئی چارہ نہیں سوجھتا ؎

کند خواجہ بر بستر جانگداز | یکے دست کوتاہ و دیگر دراز
دراں دم ترا مے نماید بدست | کہ دہشت زبانش زگفتن ببست
کہ دستت بجود و کرم کن دراز | دگر دست کوتہ کن از ظلم و آز

اس وقت روید او حیات اچھے اعمال سے معمور نظر آتی ہے تو مرنیوالا ہنستا ہنستا جاتا ہے ورنہ روتا دھوتا دنیا سے روانہ ہوتا ہے ؎

یاد داری کہ وقت زادنِ تو | ہمہ خنداں بُدند و تو گریاں
آں چناں کن وقتِ مردنِ تو | ہمہ گریاں بوند و تو خنداں

شدت سکرات

شدت سکرات وہ چیز ہے۔ کہ اس سے انبیاء و اولیاء اور معصوم بچے بھی نہیں بچتے۔ لیکن اگر ایک تکلیف کا انجام راحت ہو۔ تو بھی غنیمت ہے۔ حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں منقول ہے کہ آپ زندگی بھر کبھی ہنستے نہیں دیکھے گئے۔ لیکن نزع کے وقت خلاف معمول آپ ہنسے اور کہا کونسا گناہ؟ کونسا گناہ؟ اور اس کے ساتھ ہی جان بحق تسلیم ہوگئے۔ کسی بزرگ کو خواب میں ان کی زیارت ہوئی۔ پوچھا یہ کیا معاملہ تھا۔ فرمایا کہ نزع کے وقت غیب

آواز آئی۔ کہ اے ملک الموت سختی کر کہ ابھی اس کا ایک گناہ باقی ہے۔ مجھ کو یہ سن کر ہنسی آگئی اور میں نے کہا کونسا گناہ؟ بہر کیف نزع کا وقت بڑا نازک وقت ہے ؎

ندیدۂ کہ چہ سختی رسد بجانِ کسے　　کہ از دہانش بدر میکنند دندانے
قیاس کن کہ چہ حالت بود دراں ساعت　　کہ از وجود عزیزش بدر رود جانے

نزع کے وقت فرشتوں کی ایک جماعت حاضر ہوتی ہے۔ جو حضرت عزرائیل علیہ السلام کے ماتحت مامور ہیں۔ وہ روح کو جسم کے ہر جز سے سمیٹتے ہیں۔ جب اس روح کو پکڑنے (قبض کرنے) کا وقت آتا ہے تو اسکو خود حضرت عزرائیلؑ اپنے ہاتھ سے پکڑتے ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ نے زمین کی سطح کو ان کے سامنے اسطرح حاضر کر رکھا ہے۔ جس طرح کسی کھانا کھانیوالے کے سامنے کھانے کا طبق دھرا ہوتا ہے۔ اور ان کو قبض روح کیلئے اسقدر انگلیاں دی گئی ہیں کہ ان میں ہر انگلی اپنے کام میں لگی رہتی ہے۔ ایک کا شغل دوسری کیلئے حارج نہیں ہوتا۔ پھر اس روح کو ان کے ہاتھ سے خادم فرشتوں کی ایک اور جماعت لے لیتی ہے؛

اگر یہ شخص اہل نجات سے ہے تو ملائکہ خوشرو خوشبو اور خوشخو اس روح کو ریشم کے کپڑوں میں لپیٹ کر بہشت کی خوشبو سے معطر کر کے لیجاتے ہیں۔ اگر اہل دوزخ سے ہے تو ان سے برعکس صورت کے فرشتے بدبودار ٹاٹ میں لپیٹ کر آسمان کیطرف لیجاتے ہیں کافر روح کیلئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جاتے بلکہ اس پر لعنت بھیجی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ اسکو اس کی ماں ہاویہ کی طرف لیجاؤ؛

فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا هِيَهْ ۝ نَارٌ حَامِيَةٌ ۝　|　تو اس کا ٹھکانا ہاویہ ہوگا۔ اور تم کیا سمجھے کہ وہ کیا ہے۔ دہکتی ہوئی آگ ہے؛

سجین

پس فرشتے اسکو سجین پر گرا دیتے ہیں۔ اور اسی جگہ عمل نامہ پہونچا دیتے ہیں۔ سجین ایک پتھر کا نام ہے جو دوزخ کے اوپر رکھا ہوا ہے۔ وہاں کفار کے اعمال لکھنے والے جمع ہوتے ہیں۔ فرشتے اس روح کو ان کارندوں کے سپرد کر دیتے ہیں۔ اور وہاں اس کی حاضری درج

[1] یہاں سے لیکر احوال قبر تک حضرت شاہ عبدالعزیز قدس سرہ کی ایک جوابی تحریر کا ترجمہ ہے۔ اور یہ تحریر سب کی احادیث سے ماخوذ ہے۔ اس میں موقع بموقع مسنون احادیث راقم نے مشکوٰۃ سے نقل کر کے شامل کر دئے ہیں ۱۲ محمد نذیر ۲

Marfat.com

کرانے کے بعد اسے پھر اس کے مردہ جسم کے پاس پہونچا دیتے ہیں :

صالح و مومن لوگوں کی روح کیلئے آسمان کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں - اور ملائکہ باہم خوش ہو ہو کر کہتے ہیں - کہ یہ بڑی اچھی روح ہے جو زمین کیطرف سے آئی ہے - اے روح تجھ پر اور اس جسم پر جس کو تو نے آباد کر رکھا تھا خدا کی رحمت ہو - اور اسکو علیین تک پہونچا دیتے ہیں جو ملائکہ مقربین اور کاملان بشر کی حاضری کا مقام ہے اور اس کی حاضری دے کر اور اسکا اعمالنامہ سپرد کر کے پھر اس کے جسم پر پہونچا دیتے ہیں -

ابھی لوگ مردہ جسم کو نہلانے کفن پہنانے میں مشغول ہوتے ہیں کہ فرشتے ان ارواح کو لے کر واپس لئے حاضر ہوتے ہیں - جب لوگ جنازہ کو اٹھا کر لیجاتے ہیں اور قبر میں یا آگ کی چتا میں رکھدیتے ہیں - تو فرشتے روح کو بدن کے ہمراہ رکھکر خود چلے جاتے ہیں اب قبر کا معاملہ شروع ہوتا ہے جو نہایت خطرناک اور دہشت انگیز ہے - خاصان حق پر اس کے تصور سے بڑی رقت طاری ہوتی ہے :

عَنْ عُثْمَانَ اَنَّهٗ كَانَ اِذَا وَقَفَ عَلٰى قَبْرٍ بَكٰى حَتّٰى يَبُلَّ لِحْيَتَهٗ فَقِيْلَ لَهٗ تُذْكَرُ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ فَلَا تَبْكِىْ وَتَبْكِىْ مِنْ هٰذَا فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْقَبْرَ اَوَّلُ مَنْزِلٍ مِّنْ مَّنَازِلِ الْاٰخِرَةِ فَاِنْ نَّجٰى مِنْهُ فَمَا بَعْدَهٗ اَيْسَرُ مِنْهُ وَاِنْ لَّمْ يَنْجُ مِنْهُ فَمَا بَعْدَهٗ اَشَدُّ مِنْهُ قَالَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَاَيْتُ مَنْظَرًا قَطُّ اِلَّا وَالْقَبْرُ اَفْظَعُ مِنْهُ (مشکوٰۃ)	حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ جب کسی قبر پر کھڑے ہوتے تو اس قدر روتے کہ داڑھی تر ہو جاتی تو ان سے کسی نے پوچھا کہ آپ بہشت اور دوزخ کا ذکر کرتے ہیں تو رونا نہیں آتا اور اس سے روتے ہیں ؟ تو انہوں نے کہا رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے پھر اگر اس سے نجات پا گیا تو اسکے بعد سب کچھ اس سے بھی آسان ہے ، اور اگر اس سے نجات نہ پائی تو اسکے بعد اس سے بھی زیادہ سخت مشکلات ہیں - آپ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے جسقدر مناظر دیکھے قبر کا منظر سب سے زیادہ ہولناک تھا

دیکھو یہ وہ دہشتناک مقام ہے - جہاں ایسے ایسے خاصان حق خائف و لرزاں ہیں - مگر آج کل لوگوں کا کیا حال ہے کہ قبرستان میں جنازہ رکھا ہوا ہے ایک جماعت قبر کے کھودنے میں مصروف

علیین

غسل جسم کے وقت روح کی واپسی

قبر کے حالات خوفناک و دہشت

دوسری جماعت اطمینان سے میٹھی گپ شپ اڑا رہی ہے۔ حُقّہ کا دور چل رہا ہے۔ دنیا کے کاروبار کے تذکرے۔ اِدھر اُدھر کی بحث و تکرار۔ ہنسی کھیل کی باتیں ہو رہی ہیں۔ نہ میّت کے حال سے عبرت۔ نہ اس شہر خموشاں کے منظر سے دل پر اثر۔ نہ اپنے انجام کا خیال۔ حالانکہ یہ بڑے خوف و دہشت اور انتباہ و عبرت کا مقام ہے ؛

خصوصاً اس گزر جانے والے بندے کے لئے شفقت و دلسوزی کا جذبہ اور قبر میں جو حالت اس کو پیش آنے والی ہے۔ اس کے لئے اس کے ساتھ ہمدردی کا خیال اس وقت سب خیالوں سے مقدم ہونا چاہئے ؛

عَنْ عُثْمَانَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا فَرَغَ مِنْ دَفْنِ الْمَيِّتِ وَقَفَ عَلَيْهِ فَقَالَ اسْتَغْفِرُوْا لِاَخِيْكُمْ ثُمَّ سَلُوْا لَهٗ بِالتَّثْبِيْتِ فَاِنَّهُ الْاٰنَ يُسْأَلُ (مشکوٰۃ)

عَنْ جَابِرٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ حِيْنَ تُوُفِّيَ فَلَمَّا صَلّٰى عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوُضِعَ فِيْ قَبْرِهٖ وَسُوِّيَ عَلَيْهِ سَبَّحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَبَّحْنَا طَوِيْلًا ثُمَّ كَبَّرَ فَكَبَّرْنَا فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لِمَ سَبَّحْتَ ثُمَّ كَبَّرْتَ قَالَ لَقَدْ تَضَايَقَ عَلٰى هٰذَا الْعَبْدِ الصَّالِحِ قَبْرُهٗ حَتّٰى فَرَّجَهُ اللّٰهُ عَنْهُ (مشکوٰۃ)

حضرت عثمان رضؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب میّت کے دفن سے فارغ ہوتے۔ تو اس پر کھڑے ہوتے پھر فرماتے اپنے بھائی کیلئے بخشش کی دعا مانگو پھر اسکی ثابت قدمی کی دعا کرو

جابر رضؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ سعد ابن معاذ کیطرف چلے جب کہ انہوں نے وفات پائی پس جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر نماز جنازہ پڑھی اور ان کو قبر میں رکھدیا گیا اور ان پر مٹی ڈالدی گئی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تسبیح پڑھی تو ہم نے بھی دیر تک تسبیح پڑھی پھر آپ نے تکبیر کہی تو ہم نے بھی دیر تک تکبیر کہی فرمایا اس نیک بندے پر اس کی قبر تنگ ہوگئی حتےٰ کہ اللہ تعالےٰ نے اسکے لئے اسے فراخ کر دیا

مردہ قبر میں ہو یا آگ کی چتا میں ہو یا پانی میں غرق ہو یا کسی درندہ کے پیٹ میں بہر کیف اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں ایک کا نام منکر ہے دوسرے کا نام نکیر وہ اس کو بٹھاتے ہیں اگر بندہ ایماندار اور صالح ہوتا ہے تو بلا اضطراب بیٹھ جاتا ہے اور بعض کو گمان ہوتا ہے اس وقت آفتاب غروب ہو رہا ہے اس لئے وہ

Marfat.com

ان فرشتوں سے کہتا ہے کہ مجھے جلدی چھوڑ دو کہ میں عصر کی نماز پڑھ لوں کیونکہ سورج ڈوبنے کے قریب ہے۔ حدیث میں ہے

اِذَا اُدْخِلَ الْمَيِّتُ الْقَبْرَ مُثِّلَتْ لَهُ الشَّمْسُ عِنْدَ غُرُوْبِهَا فَيَجْلِسُ يَمْسَحُ عَيْنَيْهِ وَيَقُوْلُ دَعُوْنِيْ اُصَلِّيْ (ابن ماجہ)	جب میت کو قبر میں داخل کیا جاتا ہے تو اس کو ایسا وقت محسوس کرایا جاتا ہے کہ گویا سورج چھپ رہا ہے تو وہ بیٹھ کر اپنی آنکھیں ملتا ہے اور کہتا ہے مجھے چھوڑ دو کہ میں نماز پڑھ لوں

سوال قبر

بہر حال وہ فرشتے ہر میت سے یہ سوال کرتے ہیں بتاؤ تمہارا پروردگار کون ہے تمہارا دین کیا ہے اور اپنے دین میں تم کس کے تابع ہو اور ان کے حق میں (یعنی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حق میں) کیا اعتقاد رکھتے ہو۔ وہ کہتا ہے میرا معبود خدا ہے اور میرا دین اسلام ہے اور میرے پیغمبر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں آپ نے اللہ تعالےٰ کی کتاب یعنی قرآن مجید کو پہنچایا۔ میں نے ان کی سچائی معلوم کی اور ان کا معتقد ہوا اور ان کا تابع ہو گیا پھر وہ فرشتے اسے اس کے ان اعمال سے آگاہ کرتے جو ایمان کے سوا اس کی مغفرت کے باعث ہوئے اور کہتے ہیں کہ اب تم بآرام سو جاؤ جس طرح دلہن سو جاتی ہے۔ حدیث کے کلمات یوں ہیں:

يَقُوْلَانِ نَمْ كَنَوْمَةِ الْعَرُوْسِ الَّذِيْ لَا يُوْقِظُهُ اِلَّا اَحَبُّ اَهْلِهِ اِلَيْهِ حَتّٰى يَبْعَثَهُ اللّٰهُ مِنْ مَضْجَعِهِ ذٰلِكَ۔	پھر وہ دونوں کہیں گے تم دلہن کے سو جانے کی طرح سو جاؤ جس کو وہی جگا سکتا ہے جو اس کے گھر والوں میں سب سے زیادہ عزیز ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ اللہ اس کو اس کی قبر سے اٹھائے

فراخی قبر

اور ساتھ ہی اسکی قبر کو جہانتک نگاہ کام کرتی ہے کشادہ کر دیتے ہیں اور روشن کر دیتے ہیں پہلے ایک کھڑکی دوزخ کیطرف سے کھول دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دیکھو اللہ تعالےٰ نے اس بلائے عظیم کو تمہارے سر سے دفع کیا ہے پھر اسکو بند کر دیتے ہیں اور اس کے بعد ایک کھڑکی بہشت کی طرف سے کھول دیتے ہیں جس کی تازگی اور خوشبو سے یہ شخص لطف اٹھاتا ہے

اِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا مَاتَ عُرِضَ عَلَيْهِ مَقْعَدُهٗ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ اِنْ كَانَ مِنْ	جب تم میں سے کوئی مر جاتا ہے تو صبح و شام اسکا ٹھکانا اسے دکھایا جاتا ہے اگر وہ جنتی ہے تو اہل جنت سے

Marfat.com

اَهْلِ الْجَنَّةِ فَمِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاِنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَمِنْ اَهْلِ النَّارِ فَيُقَالُ هٰذَا مَقْعَدُكَ حَتّٰى يَبْعَثَكَ اللّٰهُ اِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؛	اور اگر دوزخی ہے تو اہل دوزخ سے۔ پس اسکو کہا جاتا ہے کہ یہ تیرا ٹھکانا ہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ تجھے قیامت کے روز اس کی طرف بھیجیگا ؛

قرآن

کچھ دیر بعد ایک نہایت خوبصورت وضعدار شخص آتا ہے اور کہتا ہے میں قرآن ہوں جسکو تو پڑھا کرتا تھا یا فلاں علم ہوں جس کا دنیا میں تو شغل رکھتا تھا یا فلاں نیک عمل ہوں جسکا دنیا میں تو خیال رکھتا تھا۔ یہ فرش ولباس اور رزق تیری راحت کے سامان ہیں پھر یہ مومن آہستہ آہستہ ٹہلتا ہے اور اس اثنا میں اپنے قریبیوں عزیزوں اور دوستوں سے جو دنیا سے گزر چکے ہیں ملاقات کرتا ہے وہ بڑی محبت اور تپاک سے پیش آتے ہیں اور کبھی اسکو اپنی اپنی قیام گاہوں میں بطور تفریح اور کبھی بطور ضیافت لیجاتے ہیں اور اسی طرح ہر روز اس مقام سے دلچسپی اور دنیا کی یاد سے فراموشی بڑھتی جاتی ہے ؛

قبر میں چار مکان

عالم برزخ (قبر) میں اہل نجات کیلئے چار قسم کے مکان ہوتے ہیں ایک خاص مکان جیسے رات کو آرام کرنے کا کمرہ ہوتا ہے۔ دوسری ان بندوں کیساتھ دربارداری کا مکان جن کیساتھ اسکو عقیدہ اور ارادت تھی تیسرا سیر وتفریح کا مقام جیسے حیات برزخیہ کا آب زمزم ومساجد متبرکہ وغیرہ۔ چہارم دوستوں اور ہمسایوں کی ملاقات کا مکان جیسے دیوانخانہ اور چبوترہ ہوتا ہے یہ مکان ہر مومن ناجی کی وفات سے پہلے بننے شروع ہوجاتے ہیں اور اس کی وفات کے وقت بالکل تیار اور آراستہ وپیراستہ ہو چکتے ہیں۔ حتیٰ کہ فرشتے اس بندے کو دنیا سے لیجاکر ان مکانات میں فروکش کردیتے ہیں ؛

ایک شبہ اور اسکا جواب

کسی کو یہ شبہ نہ ہونا چاہیئے کہ ایک تنگ اور سکڑی قبر میں ایسے وسیع مکان کیونکر موجود ہوسکتے ہیں کیونکہ یہ مکانات قبر میں نہیں ہیں بلکہ یہ قبر تنگ ان مکانوں کا دروازہ ہے اور ان مکانوں میں سے بعض زمین وآسمان کی درمیانی فضا میں ہیں اور بعض دوسرے اور تیسرے آسمان میں ہیں شہیدوں کا مقام وہ نورانی قندیلیں ہیں جو عرش کے نیچے لٹکتی ہیں۔ مشکوٰۃ کے کتاب الجہاد میں حدیث ہے۔ کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے:

اَرْوَاحُهُمْ فِيْ اَجْوَافِ طَيْرٍ خُضْرٍ لَّهَا	ان کی روحیں سبز پرندوں کے جسموں میں ہیں جن کے

قناديل معلقة بالعرش تسرح من الجنة حيث شاءت ثم تاوى الى تلك القناديل

پنجرے عرش سے ٹنکتے ہیں بہشت میں جہاں چاہتے چرتے چگتے ہیں پھر ان پنجروں میں ٹھکانا کرتے ہیں۔

مومن لوگ اس عالم برزخ میں صرف ذکر حق تلاوت کلام اللہ نماز اور مکانات متبرکہ کی زیارت سے لطف اندوز ہوئے میں مشغول رہتے ہیں بزرگان قوم جن کے چھوٹے چھوٹے بچے ہی انتقال کرچکے ہیں انکی منگنیاں کردیتے ہیں قیامت کو پھر ان کے نکاح ہونگے اس عالم میں جماع کے سوا باقی ہر قسم کی لذتیں موجود ہیں۔ اور روزے کے سوا باقی ہر قسم کی عبادتیں ہیں ؛ برزخ میں مومنوں کا شغل

بعض احادیث سے ثابت ہے کہ متبرک اوقات مثلاً شب قدر اور شب جمعہ کو نیک ارواح اپنے عزیزوں کیطرف جو ان کو یاد کرتے ہیں آتی ہیں اور اپنے زندہ عزیزوں کے حالات معلوم کرتی ہیں کبھی خود ان کے پاس جاکر کبھی دیگر قرائن کے مطالعہ سے اور کبھی فرشتوں کے اطلاع دینے سے ارواح کو ان کا حال معلوم ہوتا ہے۔ ان ارواح کو ایسے حواس حاصل ہیں جن کی بدولت انکو معلوم ہوجاتا ہے کہ قبر پر کون آیا۔ اس نے کیا کہا۔ کیا پڑھا۔ کیا دعا کی ؛ مرنے کے بعد اپنے عزیزوں کے پاس آنا

یہ ارواح کبھی خود خواب میں اپنے عزیزوں سے ملتی ہیں اور موکل فرشتے ان کی شکل میں متشکل ہو کر آتے ہیں۔ اور نیک و بد احوال کی اطلاع دیتے ہیں ؛

کافر آدمی کو جب منکر نکیر اس کے دین و مذہب اور خدا اور رسول کے متعلق پوچھتے ہیں تو وہ ہر سوال پر حیران ہو کر یہی جواب دیتا ہے کہ مجھے کچھ معلوم نہیں کہ یہ کون ہیں۔ ہمارا دین یا دھرم تو فلاں ہے۔ اور فلاں بت یا دیوتا کو ہم اپنا خدا سمجھتے رہے ہیں جس پر اس کافر کو عذاب دینا شروع کیا جاتا ہے جس کا ثبوت قرآن مجید کی اس آیت سے ملتا ہے ؛ کافر کو جواب نہ آنا

اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ اَدْخِلُوْا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ (مومن ع ۵)

صبح اور شام ان کو دوزخ کی آگ کے پیش کیا جاتا ہے۔ اور جس دن قیامت برپا ہوگی (فرشتوں کو حکم ہوگا کہ) قوم فرعون کو سخت عذاب میں لیجاؤ ؛ عذاب قبر

چونکہ عذاب قیامت کو الگ ذکر کیا ہے اور صبح و شام آگ کے پیش کیا جانا الگ مذکور ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ اس سے جدا گانہ ہے اور یہی عذاب قبر ہے اور پیش کرنے سے خالی احراق مراد ہے لقولہم عرض الاساری علی السیف قیدی تلوار کے پیش کیے گئے یعنے قتل کیے گئے نیز فرشتوں کو اللہ کا حکم ہوا۔

Marfat.com

اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ۝

فرعون کے لوگوں کو سخت عذاب میں مبتلا کرو ؛

اور قوم نوح کے بارے میں حکم ہوا ؛

اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا

کافر لوگ غرق کئے گئے پھر آگ میں ڈالے گئے۔

چونکہ یہ ادخال فی العذاب اور ادخال نار کا امر فوراً وقوع پذیر ہوا ہے پس وہ یوم حشر سے پہلے کا واقعہ ہے جو عالم برزخ میں قبر ہی کا عذاب ہو سکتا ہے ہاں قیامت کا عذاب اس عذاب سے زیادہ سخت ہوگا۔ اور ان دونوں کے فرق کو حوالات اور جیلخانہ کی تکالیف کے فرق پر قیاس کرنا چاہیئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج میں جو مبتلایان عذاب کا حال دکھایا گیا تھا تو وہ یہی برزخی عذاب تھا کیونکہ دوزخ کا عذاب تو قیامت کے روز حساب وکتاب کے بعد ہوگا ؛

عذاب قبر کی اقسام

قبر میں کافروں مشرکوں اور منافقوں کو مختلف طرح سے عذاب دیا جانا ثابت ہے بعض کو قبر شکنجے کی طرح بھینچتی ہے جس سے اس کی ہڈی پسلی سرمہ کیطرح باریک ہو جاتی ہے ؛

تنگی قبر

فَيُقَالُ لِلْاَرْضِ الْتَئِمِيْ عَلَيْهِ فَتَلْتَئِمُ عَلَيْهِ فَتَخْتَلِفُ اَضْلَاعُهٗ ؛

پس زمین کو کہا جاتا ہے کہ اس کو بھینچ لے چنانچہ وہ اسکو بھینچ لیتی ہے تو اسکی پسلیاں ادھر سے ادھر ہو جاتی ہیں

کبھی سانپ اور بچھو اس پر مسلط کئے جاتے ہیں جو برابر اس کو کاٹتے اور ڈستے ہیں ؛

سانپ بچھو

يُسَلَّطُ عَلَى الْكَافِرِ فِيْ قَبْرِهٖ تِسْعَةٌ وَّ تِسْعُوْنَ تِنِّيْنًا تَنْهَسُهٗ وَتَلْدَغُهٗ حَتّٰى يَقُوْمَ السَّاعَةُ لَوْ اَنَّ تِنِّيْنًا مِنْهَا نَفَخَ بِالْاَرْضِ مَا اَنْبَتَتْ خَضِرًا

کافر پر اس کی قبر میں ننانویں اژدہے مسلط کئے جاتے ہیں جو اس کو قیامت تک کاٹتے اور ڈستے رہینگے اگر ان میں ایک اژدہا زمین پر پھنکار مار دے تو اس پر سبزی پیدا نہ ہو ؛

لوہے کا گرز

کبھی لوہے کی دھکتی ہوئی گرزوں سے مارتے ہیں جس کی ایک ضرب سے اس کی ہڈیاں ریزہ ریزہ ہو جاتی ہیں اور دوسری ضرب سے پہلے پھر ہڈیاں جڑ مل کر اس کا جسم درست ہو جاتا ہے

ثُمَّ يُقَيَّضُ لَهٗ اَعْمٰى وَاَصَمُّ مَعَهٗ مِرْزَبَّةٌ مِّنْ حَدِيْدٍ لَوْ ضُرِبَ بِهَا جَبَلٌ لَصَارَ تُرَابًا فَيَضْرِبُهٗ بِهَا ضَرْبَةً يَسْمَعُهَا مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اِلَّا الثَّقَلَيْنِ

پھر اس پر اندھا اور بہرہ فرشتہ مسلط کیا جائیگا جسکے ساتھ لوہے کا ایک گرز ہوگا اگر اسکو کسی پہاڑ پر مارا جائے تو ریزہ ریزہ ہو جائے تو اس سے اس کو مارتا ہے جس کی ضرب کو مشرق ومغرب کے درمیان کی تمام مخلوق

Marfat.com

فَيَصِيْرُ تُرَابًا ثُمَّ يُعَادُ فِيْهِ الرُّوْحُ

سوائے انسان وجن کے سنتی ہے۔ پس وہ مٹی ہو جاتا ہے۔ پھر دوبارہ اس میں جان ڈالی جاتی ہے

تارک نماز

اسی طرح مختلف عذاب قیامت تک ہوتے رہیں گے۔ صبح کی فرض نماز ترک کرنیوالوں کو داغ دیتے ہیں کسی پر جھوٹی تہمت لگانیوالوں کی باچھیں لوہے کے زنبوروں سے گدی تک پھاڑ ڈالتے ہیں خودکشی کرنیوالا ڈوب کر۔ جل کر۔ زہر کھا کر۔ گلا کاٹ کر۔ بندوق چلا کر غرض جس طرح خودکشی کرتا ہے وہی عذاب اسکو دیتے رہتے ہیں۔ جو شخص اپنی بیوی کو چھوڑ کر زنا کی خواہش کرتا ہے۔ اس کے سامنے ایک تھال اچھے کھانے کا اور دوسرا تھال گندے اور ناپاک مواد کا بھرا ہوا رکھتے ہیں۔ اور وہ گندا مواد اس کو جبراً کھلاتے ہیں جو شخص نہیں کھاتا تو اس کو ایک خون حیض سے بھری ہوئی نہر میں غوطہ دیتے ہیں۔ اور نکلنے نہیں دیتے اگر نکلنا چاہتا ہے تو اس کے منہ پر پتھر مارتے ہیں۔ بعض کو محتاجی بھوک اور عریانی میں گرفتار کر کے ذلیل و خوار کرتے ہیں جو شخص زکوٰۃ نہیں دیتا تھا اس کے مال کی سلاخیں بنا کر دوزخ کی آگ میں تپاتے ہیں اور پھر اس کے ماتھے اور دونوں پہلوؤں اور پیٹھ پر داغ دیتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

خودکشی کرنے والا ۔ زناکار ۔ تارک زکوٰۃ

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ (توبہ ع ۵)

اور جو لوگ سونا چاندی جمع کرتے رہتے ہیں اور اس کو خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے تو ان کو عذاب دردناک کی خوشخبری سنا دو جب اس (سونے چاندی) کو دوزخ کی آگ میں تپایا جائیگا پھر اس سے انکے ماتھے اور انکے پہلو اور انکی پیٹھیں داغی جائیں گی یہ ہے جو تم نے اپنے لئے (دنیا میں جمع کیا تھا تو اپنے

سونا چاندی جمع کرنے والا

لیکن یہ عذاب سب کے حق میں ہمیشہ کیلئے لازم نہیں۔ کسی کسی کو ہمیشہ اس قسم کا عذاب ہوتا ہے اور کسی کو دن میں ایک وقت عذاب دیا جاتا ہے اور ایک وقت توقف کیا جاتا ہے کسی کو شب جمعہ تک یا رمضان تک یا کوئی شفاعت پہونچنے تک عذاب کر کے چھوڑ دیتے ہیں (ترجمہ تحریر مولانا شاہ عبد العزیز رح باضافہ احادیث)

اوقات عذاب

یہ احتیاط بھی ضروری ہے کہ مرنے والے کا ذکر ہمیشہ نیکی سے کرنا چاہیئے اس کیلئے اس میں بہتری

Marfat.com

مقصود ہے اور اس کی برائیوں کے ذکر سے زبان بند رکھنی مناسب ہے کہ ان کا سلسلہ منقطع ہو چکا اب فضول ذکر سے کیا حاصل؟

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُذْكُرُوْا مَحَاسِنَ مَوْتَاكُمْ وَكُفُّوْا عَنْ مَسَاوِيْهِمْ (مشکوٰۃ)

ابن عمر سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے مردوں کی اچھی باتیں بیان کیا کرو اور ان کی بری باتوں سے زبان کو بند رکھا کرو

میت کے متعلق خیالات

بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ مرنے والوں کے مختلف حالات سے ان کے اچھے یا برے انجام کا قیاس کرنے لگتے ہیں۔ مثلاً کسی کا جنازہ غیر معمولی وزنی ہوتا ہے تو کہتے ہیں یہ اس کے گناہوں کا بوجھ ہے اس کا انجام اچھا نہیں۔ بعض مرنیوالوں کا چہرہ نزع کے وقت سیاہ یا بدنما ہو جاتا ہے تو کہتے ہیں بے ایمان مرا منہ کالا ہو گیا۔ ایسے حالات کے متعلق یہ خیال رکھنا چاہیئے کہ مرنے والے کے حق میں کوئی اچھی شہادت دینے یا کسی اچھی علامت سے اچھا قیاس کرنے میں کوئی قباحت نہیں کیونکہ نیک فال مستحسن امر ہے خصوصاً مرنیوالوں کے حق میں اچھی بات کہنے اور اچھی رائے قائم کرنے کا حکم ہے لیکن بری بات کہنا اور برے انجام کا قیاس لگانا اچھا نہیں۔ غیب کا علم اللہ کو ہے ظاہری آثار سے غیبی امور پر قیاس صحیح ہونا ضروری نہیں بلکہ بعض ظاہری آثار بعض دوسرے اسباب سے پیدا ہو جاتے ہیں جن کو نجات و عدم نجات سے کوئی تعلق نہیں۔ مثلاً ہیضہ کے مریض کا چہرہ عموماً سیاہ اور اکثر حصص داغدار ہو جاتے ہیں حالانکہ بارشاد مخبر صادق اگر وہ مر جائے تو شہید ہو جاتا ہے اور اس تغیر جسم کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ کثرت اسہال و استفراغ سے اس کے جسم کی تمام مائیت خارج ہو کر خون کے اجزائے کثیف باقی رہ جاتے ہیں جس سے جلد سیاہ یا داغدار نظر آتی ہے۔ اسی طرح جسم کا بھاری ہو جانا بھی بعض خاص قسم کے امراض کا نتیجہ ہو سکتا ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ یہ اس کے برے انجام کا ہی نتیجہ ہو۔ زندگی میں مشاہدہ ہے۔ کہ بعض موٹے تازے آدمی ایسے ہوتے ہیں کہ ان کو کوئی اٹھائے تو ہلکے معلوم ہوتے ہیں اور بعض خشک و لاغر آدمی اٹھانے سے لوہے کی طرح وزنی محسوس ہوتے ہیں بعض دبلے پتلے آدمی ضیافت میں پانچ پانچ آدمیوں کی خوراک چٹ کر جاتے ہیں اور بعض تنومند اور

Marfat.com

چاق وچوبند جوان دو تین چپاتیاں کھا کر بس کرتے ہیں اور تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی معمولی غذا اسی قدر ہے۔ اس قسم کے مختلف حالات ان لوگوں کی جسمانی ساختوں کے ظاہری و باطنی اختلاف احوال پر مبنی ہیں اسی طرح امراض کے گونا گون اثرات سے مردہ اجسام پر بھی مختلف آثار مرتب ہو جاتے ہیں جو صرف جسمانیت سے متعلق ہیں۔ روح سے ان کا تعلق نہیں اس لئے ان کو عالم برزخ یا احوال قبر کیلئے کوئی عنوان قرار دینا محض ڈھکوسلا ہے ایسے ڈھکوسلوں سے خواہ مخواہ کسی کو بدنام کرنا اور اس کے گھر والوں کو پریشان کرنا مناسب نہیں۔ اسی طرح نزع کی تکلیف سے کسی کے بُرے خاتمہ کا خیال ہرگز نہ کرنا چاہیئے۔ بچے بالکل بے گناہ ہوتے ہیں حالانکہ ان کو عموماً تین تین دن تک نزع کی تکلیف ہوتی رہتی ہے اس سے بڑھ کر اور لیجئے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَاتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ حَاقِنَتِيْ وَذَاقِنَتِيْ فَلَا أَكْرَهُ شِدَّةَ الْمَوْتِ لِأَحَدٍ أَبَدًا بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (مشکوۃ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی میری جاگتی اور میری ٹھوڑی کے درمیان بس اب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کیلئے موت کی سختی مکروہ نہیں جانتی ؟

یعنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے تکیہ کئے ہوئے وفات پائی۔ لہٰذا مجھے ان کی سختی نزع خوب معلوم ہے۔ کسی کیلئے موت کی سختی مکروہ نہ سمجھنے کا مطلب یہ ہے کہ پہلے میں سمجھتی تھی کہ موت کی سختی گناہوں کی وجہ سے ہوتی ہے۔ مگر آپ کی تکلیف دیکھ کر مجھے معلوم ہوا کہ یہ تو اچھے خاتمہ کی نشانی ہے بلکہ اس سے درجہ بلند ہوتا ہے۔ موت کی آسانی بزرگی کی نشانی نہیں ہے۔ ورنہ حضرت کو بطریق اولےٰ ہوتی (مظاہر حق)

غرض انجام کا اچھا یا برا ہونا اسرار الٰہیہ سے ہے اس کا علم اللہ کو ہے۔ کسی کے حق میں خواہ مخواہ بُرے انجام کا قیاس کر لینا بری بات ہے ؎

نام نیک رفتگاں ضایع مکن
تا بماند نام نیکت برقرار ؎

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

Marfat.com

فہرست کتب

نام کتاب

کتب وعظ عربی اردو فارسی

- ریاض الصالحین مترجم اردو
- تذکرۃ الواعظین اردو
- ریاض الناصحین فارسی
- انیس الواعظین فارسی
- انیس الواعظین اردو
- رفیق الواعظین فارسی
- دلیل الاحسان
- خزانۃ الواعظین معروف بہ روضۃ الواعظین کامل ہر دو حصہ مولفہ جامع کمالات مولانا نور الدین صاحب
- درۃ الناصحین عربی
- تذکرۃ الواعظین ترجمہ مع عمدۃ الناصحین
- انتخاب المواعظ پنجابی
- مجالس الحسنین فی حکایات الصالحین
- تذکرۃ الواعظین عربی
- محاسن الابرار ترجمہ اردو
- مجموعہ تنبیہ الغافلین مع بستان العارفین مطبوعہ مصر
- عرائس المجالس قصص الانبیاء مطبوعہ مصر
- مختصر رونق المجالس عربی
- خزینۃ الاسرار مصری
- وعظ سکھانے والی کتاب
- انیس الطبیبین مترجم اردو
- میزان الشعرانی عربی مصری
- نزہۃ المجالس
- خیر المونس ترجمہ اردو نزہۃ المجالس
- سفینۃ الواعظین اردو
- احسن الواعظین ہر دو جلد
- بحر الاسرار مترجم اردو
- فردوس آسیہ معروف بہ جواہر غیبی از مولوی عبد الرب مجتبائی
- وعظ دلپذیر پنجابی
- قصص الانبیاء
- ہدیہ رشیدیہ ترجمہ اردو تحفۃ الرضا
- عرائس المجالس قصص الانبیاء عربی مطبوعہ مصر

نام کتاب

- زبدۃ الواعظین اردو
- تحفۃ الواعظین ترجمہ اردو درۃ الناصحین مجتبائی
- شمس الواعظین

کتب علم التصوف والمواعظ صرف عربی

- اتحاف السادۃ المتقین بشرح احیاء علوم
- الفتوحات المکیہ
- لطائف المنن والاخلاق
- احیاء علوم از تالیف حجۃ الاسلام ابی حامد محمد بن محمد بن محمد الغزالی چہار جلد
- الانسان الکامل فی معرفۃ الاوائل والاواخر للعارف الربانی سیدی عبد الکریم بن ابراہیم دو جلدیں۔
- غنیۃ الطالبین تالیف قطب ربانی سید عبد القادر جیلانی دو جلدیں
- مکارم الاخلاق از شیخ رضی الدین ابی نصر بن المام امین الدین طبری
- الدرر البہیہ از فاضل الحبیب عبد اللہ بن علوی العطاس
- تحفۃ الاخوان تالیف شہاب الدین احمد بن حجازی الفشنی
- بدایۃ الہدایہ از امام غزالیؒ
- مراقی العبودیۃ از امام غزالیؒ
- مکاشفۃ القلوب
- منہاج العابدین
- شرح القاشانی
- الفتح الربانی والفیض الرحمانی تالیف قطب ربانی عبد القادر جیلانی
- المحامد الشمانیہ از شیخ احمد بن ادریس
- النصائح الدینیہ
- تعلیم المتعلم

نام کتاب

- الیواقیت والجواہر فی عقائد الاکابر للعارف باللہ شیخ عبد الوہاب شعرانی
- کفایۃ الاتقیاء شرح ہدایۃ الاولیاء از شیخ محمد نووی جاوی
- تاج العروس از تاج الدین بن عطاء اللہ
- الروض الفائق فی المواعظ والرقائق
- لواقح الانوار القدسیہ از امام شعرانیؒ
- التنویر فی اسقاط التدبیر
- غیث المواہب العلیہ
- روض الریاحین
- السعادۃ الابدیہ
- مجموعہ خطب تالیف شیخ جمال الدین بن شیخ محمد سعید ابن الشیخ قاسم القاسمی دمشقی
- الزہر الفائح
- تنبیہ المغترین از امام شعرانیؒ
- المسلک القریب
- الابریز المنقول
- البہجۃ السنیہ فی آداب الطریقۃ النقشبندیہ
- الدعوۃ التامۃ از عبد اللہ بن علوی
- مختصر تذکرۃ قرطبی
- اغاثۃ اللہفان عن مصائد الشیطان
- رسالۃ الامام مالکؒ الی الخلیفہ ہارون الرشید
- تنویر الافئدۃ الزکیۃ
- المعاونۃ والمظاہرۃ
- طہارۃ القلوب والخضوع
- دیوان الحقائق
- منازل السائرین
- طریقۃ المحمدیہ الاحمدیہ

نام کتاب

- نیل الامانی فی شرح النبہانی
- خلاصۃ المطلع
- شرح عقود اللجین فی بیان حقوق الزوجین
- تحفۃ اللبیب شرح التقریب الحبیب
- خلاصۃ التصانیف فی التصوف
- شرح وظیفۃ سیدی احمد زروق
- جواہر القرآن للامام غزالی رحمۃ اللہ علیہ
- نور الانصاف فی کشف ظلمۃ الخلاف
- تبوء البحور المتلاطمۃ فی شرح الراتب۔
- میزان العمل از امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ
- مواعظ المومنین
- سجع الحمام فی مدح خیر الانام
- الدر النضید فی اخلاق کلمۃ التوحید

علاوہ ازیں جملہ علوم وفنون کی کتابیں قرآن مجید وحمائلیں مترجم اور غیر مترجم عمدہ اور مقابلۃً ارزاں ملیں گی

ملنے کا پتہ:- منشی عبدالکریم تاجر کتب مالک کتب خانہ کریمیہ کشمیری بازار لاہور

Marfat.com

التماس

صاحبان! ہمارے کتب خانہ کریمیہ سے ہر قسم کے قرآن مجید اور حمائلیں معرّا و مترجم اور پنجسورے وغیرہ نیز ہر قسم کی درسی و غیر درسی کتابیں عربی فارسی اردو و گورمکھی انگریزی مطبوعہ مصر شام استنبول ـ بمبئی ـ دہلی ـ کانپور آگرہ لکھنؤ اور لاہور بکفایت مل سکتی ہیں ـ علاوہ ازیں دیگر کتب تفاسیر احادیث فقہ اصول منطق نجوم رمل جفر ـ و فن خوشنویسی مسمریزم طلسمات حکایات اور طب وغیرہ ہر علم و فن کی کتابیں بھی موجود ہیں جو فرمائش آنے پر بذریعہ وی ـ پی (قیمت طلب) پارسل ارسال کی جاتی ہیں ؛

الملتمس
منشی عبدالکریم مالک کتب خانہ کریمیہ کشمیری بازار لاہور